قرآنی آیات کا شان نزول
اسباب نزول قرآن اردو
ابو الحسن علی بن احمد الواحدی النیسابوری
دار الاشاعت کراچی

تصنیف

ابوالحسن علی بن احمد الواحدی النیسابوری

ترجمہ اُردو

پروفیسر عبدالرزاق مغل

دارُالاِشاعت

اُردو بازار ایم اے جناح روڈ

کراچی پاکستان 2213768

فہرست عنوانات

عرض ناشر

قرآن کریم آخری الہامی کتاب اور عالمی وابدی سرچشمۂ ہدایت کی حیثیت سے پڑھنے، سمجھنے اور معاشرے میں اس کے قوانین کے اطلاق کے سلسلے میں جس اہتمام کا تقاضا کرتا ہے وہ کسی طرح محتاج بیان نہیں ہے۔ اس سلسلے میں یہ جاننا ضروری ہے کہ قرآن کریم معاشرے میں اصلاح کے تدریجی طریق کار کے پیش نظر مختلف اوقات اور مختلف حالات میں نازل ہوتا رہا۔ ان مخصوص حالات اور واقعات کی واقفیت ہر مسلمان فرد بالخصوص ہر مبلغ کے لئے از بس ضروری ہے۔

الحمدللہ اس سلسلے میں امت کے علماء کرام نے پوری کوشش کی ہے اور آیات قرآنی کے شان نزول کو تفصیل کے ساتھ محفوظ کیا ہے۔ انہی مستند کتب اور مآخذ میں ایک کتاب ''اسباب نزول القرآن'' ہے جو علامہ امام ابوالحسن علی احمد بن محمد بن علی الواحدی کی تصنیف ہے۔ جس میں قرآنی آیات کے اسباب یعنی شان نزول کا احاطہ کیا گیا ہے۔

اردو دان اور اردو خوان طبقے کے لئے اس کا اردو ترجمہ بعنوان ''قرآنی آیات کا شان نزول'' ہدیۂ قارئین ہے۔

ہم خداوند قدوس کے حضور دل و دست بدعا ہیں کہ ہماری اس کاوش کو شرف قبولیت بخشے اور قارئین کرام کے لئے اسے ذریعہ علم و معرفت بنا کر ہمارے لئے اسے توشۂ آخرت بنا دے۔

واللہ ولی التوفیق

خلیل اشرف عثمانی

امام الواحدی کے حالات(۱)

نام اور کنیت:

آپ کے نام اور کنیت علامہ ابوالحسن علی بن احمد بن محمد بن علی الواحدی نیشاپوری ہے۔

نسب:

ابن خلکان کا کہنا ہے کہ پہلے مجھے اس بات کا علم نہ تھا کہ الواحدی کس کی طرف نسبت ہے، نہ ہی السمعانی نے اس کا ذکر کیا ہے، بعد میں مجھے پتہ چلا کہ یہ نسبت واحد بن الدین یا الدمن بن مھرۃ کی طرف ہے۔ اس کا ذکر ابواحمد العسکری نے کیا ہے۔ کتاب المختصر میں لکھا ہے کہ الواحدی کی نسبت واحد بن میسرہ کی طرف ہے۔

جائے پیدائش:

آپ رحمہ اللہ نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے حالات سے متعلق مراجع کی کتب میں آپ کے سن پیدائش کی تعیین نہیں ہے کہ آپ کس سال میں پیدا ہوئے۔

وفات:

امام موصوفؒ نے نیشاپور میں وفات پائی۔ تمام کتب مراجع کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کا سن وفات ۴۶۸ھ ہے۔

---

(۱) حوالے کے لئے ملاحظہ کیجئے: وسیر المختصر ۲/۱۰۱۷ تا ۱۰۲۰، معجم الادباء ۱۲/۲۵۷ تا ۲۷۰، الکامل از ابن اثیر ۱۰/۱۰۱ (دوسرا نسخہ ۱۰/۳۵)، ۸۸ تا ۸۹، ۱/۳۵۱، ۲۲۳ تا ۲۲۵، وفیات الاعیان ۲/۳۰۳ تا ۳۰۴، المختصر فی اخبار البشر ۲/۱۹۲، دول الاسلام ۲/۳، العبر ۳/۲۶۷، طبقات النحاۃ از ابن قاضی شہبہ ۲/۱۳۵ تا ۱۳۸، طبقات الشافعیہ ۲۶/ب تا ۳/۲۸۹ تا ۲۹۰، النجوم الزاہرۃ: ۵/۱۰۴، طبقات المفسرین از سیوطی ص ۷۸، طبقات المفسرین از داؤدی ۱/۳۸۷ تا ۳۹۰، طبقات القراء از ابن الجزری ۱/۵۲۳، طبقات ابن ہدایۃ اللہ ۵۸، تلخیص ابن مکتوم ۱۲۵، تتمۃ المختصر ۱/۵۶۹، مسالک الابصار ۴/۲/۳۰۷، مرآۃ الجنان ۳/۹۶ تا ۹۷، طبقات السبکی ۵/۲۴۰، طبقات الاسنوی ۲/۵۲۸ تا ۵۳۹، البدایۃ والنہایۃ ۱۲/۱۱۴، البلغۃ از فیروز آبادی ۱۲۵، غایۃ النہایۃ ۱/۵۲۳، شذرات الذہب ۳/۳۳۰، الفلاکۃ والمفلوکین ۱۱۷، روضات الجنات ۲/۶۷۳، ہدیۃ العارفین ۱/۶۹۲، اشارۃ التعیین الورق ۳۱

اساتذہ اور شیوخ:

امام موصوفؒ نے تفسیر کی سماعت احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی سے کی، علم نحو ابوالحسین علی بن محمد بن ابراہیم الضریر سے حاصل کیا اور علم اللغۃ یعنی عربی زبان کا علم ابوالفضل احمد بن محمد بن یوسف العروضی سے پڑھا۔ امام موصوفؒ نے ابوالقاسم علی بن احمد البستی، ابوعثمان سعید بن محمد الحیری اور ابوالحسن علی بن محمد الفارسی سے اور دوسرے بہت سے شیوخ سے حدیث کی سماعت کی۔

شاگرد اور تلامذہ:

آپ کے تلامذہ میں احمد بن عمر الارغیانی، عبدالجبار بن محمد الخواری اور ایک دوسری جماعت شامل ہے۔

اعتقادی مسلک:

امام موصوفؒ اشعری مذہب کے حامیوں میں سے تھے۔ اس بات کی تائید قرآن کی آیت "وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ" کی آپ کی تفسیر سے ہوتی ہے۔ یہ ابن الانباری کا قول ہے۔ ہوسکتا ہے کہ لفظ نطبع اصبناھم پر معطوف ہو۔ جہاں اس کا معنی نصیب بمعنی حصہ ہو۔ اس سے قدریہ کی تردید و تکذیب ہوتی ہے۔ یعنی اللہ جب چاہے کسی کے دل پر مہر کردے۔ پھر دل نہ کوئی ہدایت پاسکے اور نہ ہی کوئی بھلائی پاسکے۔

فقہی مسلک:

امام موصوف شافعی مسلک کے پیروکار تھے۔ اس کا ثبوت قول خداوندی "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" کی ان کی یہ تفسیر ہے کہ یہ آیت امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے سے نہیں روکتی۔ کیونکہ اس خاموش رہنے کا حکم صرف نماز میں باتیں کرنے سے ممانعت کے لئے ہے۔

تصنیفات:

تفسیر میں ان کی تین کتابیں ہیں۔ الوجیز، الوسیط اور بسیط۔ اسباب نزول کی کتاب کو تفسیر میں شمار کیا جاتا ہے۔

- ۔۔۔ کتاب الدعوات
- ۔۔۔۔ المحصول

- کتاب تفسیر النبی ﷺ
- کتاب المغازی
- شرح دیوان المتنبی مطبوعہ برلین ۱۸۵۸ء
- کتاب الاعراب فی علم الاعراب
- نفی التحریف عن القرآن الشریف
- التحبیر فی شرح اسماء الحسنیٰ
- اسماء النبی ﷺ
- الوسیط فی الامثال مطبوعہ کویت ۱۹۷۵ء بہ تحقیق ڈاکٹر عفیف محمد عبد الرحمن۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ امام ابوالحسن علی بن احمد الواحدی النیشاپوری رحمہ اللہ نے کہا:

"سب تعریفیں اس کے لئے ہیں جو کریم اور وہاب ہے۔ دشمنوں کے جتھوں کو شکست دینے والا ہے (رحمتوں اور برکتوں کے) دروازے کھولنے والا ہے۔ بادلوں کو اٹھانے والا اور ہواؤں کو چلانے والا ہے اور کتاب یعنی قرآن کریم کا نازل کرنے والا ہے جسے اس نے مختلف اسباب سے پیدا ہونے والے مخصوص حالات اور حادثات وواقعات کے پیش نظر نازل کیا۔ قول خداوندی ہے:

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا

اور قرآن جسے ہم نے مختلف اوقات میں بطریق نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کو اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سنائیں اور ہم نے اسے بتدریج اور وقفوں کے ساتھ نازل کیا۔

ہمیں شیخ ابوبکر احمد بن محمد الاصفہانی نے عبداللہ بن محمد بن حیان، ابو یحییٰ الرازی، سہل بن عثمان العسکری، یزید بن زریع کے واسطوں سے ابورجاء سے خبر دی کہ ابورجاء نے کہا:

میں نے حسنؒ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں کہتے سنا کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم کے نزول کی ابتداء سے آخر نزول تک اٹھارہ برس کی مدت ہوتی ہے۔ ہجرت سے پہلے مکہ شریف میں اللہ نے نبی کریم ﷺ پر آٹھ سال قرآن نازل کیا اور مدینہ شریف میں دس سال تک قرآن نازل ہوتا رہا۔

ہمیں احمد نے عبداللہ، ابو یحییٰ الرازی، سہل، یحییٰ بن ابی بکیر، ہشیم اور داؤد کے واسطوں سے امام الشعبی سے یہ خبر دی کہ "اللہ تعالیٰ نے مختلف اوقات میں قرآن نازل کیا۔ اس کے آغاز سے لے کر آخر تک بیس سال یا بیس سال کے قریب کا عرصہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن عظیم، ذکر حکیم، حبل ممدود، عہد معہود، ظل عمیم اور صراط مستقیم کی حیثیت سے نازل کیا۔ اس میں واضح معجزات، نمایاں آیات، سچی حجتیں، معقول اور منطقی دلیلیں ہیں۔ جن کے ذریعے اللہ نے باطل پرستوں کی دلیلوں اور حجتوں کو رد فرمایا اور مکاروں کے مکر کو باطل قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کے ذریعے اسلام اور دین کو تقویت بخشی۔ جس سے دین کا راستہ روشن ہو گیا اور اس کا چراغ جل اٹھا۔

اس کی برکات عام ہو گئیں اور اس کی حکمت حدِ کمال کو پہنچ گئی۔ اس نے یہ قرآن خاتم رسالت،

دلیل و حجت کے ساتھ مقابلہ کرنے والے، امت کی رہنمائی کرنے والے، تاریکیاں دور کرنے والے، عقل و حکمت کے ذریعے کلام کرنے والے اور رحمت کے ساتھ بھیجے جانے والے پر نازل کیا، جس نے حق کے جھنڈے بلند کئے۔ سچائی اور صداقت کے واضح نشانات زندہ کئے، جھوٹ کو نیست و نابود کر دیا اور اس کے نشانات مٹا دیئے۔ شرک کا قلع قمع کیا اور اس کے منارے منہدم کر دیئے۔ آپ انہی واضح بینات کے ذریعے مشرکین کی باطل باتوں کا مقابلہ کرتے رہے، تا آنکہ دین استوار ہوا اور ملحدوں اور بے دینوں کے شبہات کو باطل کر دیا گیا۔ اس کی ذات والا صفات پر اللہ تعالیٰ کی صلوات ہوں جس کی طوالت ختم نہ ہونے والی ہے، اس کی مدد منقطع نہ ہو، آپ ﷺ کی آل اور اصحابؓ پر بھی درود و صلاۃ ہو جنہیں نبی کریم ﷺ نے ہدایت دی اور پاک کر دیا۔ نیز انہیں اپنی صحبت و رفاقت سے نوازا اور انہیں دوسروں پر ترجیح دی۔ صلوات اس کی ذات پر اور اس کی آل پر۔

ا، بعد، قرآنی علوم بے شمار اور بے حد و حساب ہیں، ان کی انواع و اقسام بہت زیادہ ہیں۔ انہیں بیان کرنے سے قول عاجز ہے۔ خواہ وہ کتنا ہی بلیغ اور کامل کیوں نہ ہو اور قول کا دامن اپنی وسعت کے باوجود ان علوم اور ان کے انواع و اقسام کو سمیٹنے کے لئے تنگ ہے۔ الحمد للہ میں اس موضوع پر اس سے پہلے کچھ مجموعے لکھ چکا ہوں۔ جن میں ان علوم میں سے اکثر علوم شامل ہیں۔ ان علوم سے واقفیت حاصل کرنے کی خواہش مند حضرات کے لئے ان مجموعوں میں تسلی بخش مواد موجود ہے جو انسان کو دوسری کتابوں اور تصنیفات سے بے نیاز کر دیتا ہے، کیونکہ میرے ان مجموعوں میں ان علوم کا اکثر حصہ تحقیق اور حسن ادائیگی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اسے غور و فکر کرنے والوں کے لئے بڑی عمدگی سے ترتیب دیا گیا ہے۔ البتہ آج کل لوگوں کی خواہشات اور توجہات ان علوم سے ہٹی ہوئی ہیں۔ یہ خواہشات اور رغبات جھوٹی بھی ہیں۔ اس بے رغبتی کی تلافی کرنے سے ملامت کرنے والوں کی ہمتیں عاجز آ گئی ہیں۔ لہٰذا اب معاملہ ہم تک آ پہنچا ہے کہ ہم مبتدی لوگوں کو ان قرآنی علوم سے آشنا اور روشناس کریں اور قرآن کے نزول کے اسباب اور مخصوص حالات کو وضاحت سے بیان کریں۔ مطلوبہ واقفیت حاصل کرنے کے لئے یہی کچھ کافی ہے اور اسی پر توجہ مبذول کرنا اولیٰ اور ضروری ہے، تاکہ ان اسباب کو جانے بغیر کسی آیت کی تفسیر بیان کرنے کے عمل کو روکا جا سکے۔

قرآن کے شان نزول کے بارے میں نزول قرآن کے مشاہدے کے سماع اور روایت نیز اسباب نزول جانے بغیر بات کرنا جائز نہیں ہے۔ اس علم میں ٹھوکریں کھانے والے اور ٹامک ٹوئیاں مارنے والے جاہل اور بے علم شخص کے لئے شریعت میں دوزخ کی وعید سنائی گئی ہے۔

ہمیں ابو ابراہیم اسماعیل بن ابراہیم الواعظ نے، اسے ابوالحسین محمد بن احمد بن حامد العطار نے، اسے احمد بن الحسن بن عبدالجبار نے، اسے لیث بن حماد نے، اسے ابوعوانہ نے عبدالاعلیٰ سے، اس نے سعید بن جبیر سے اور اس نے ابن عباسؓ سے روایت کی۔ ابن عباس نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بغیر علم میرے بارے میں حدیث بیان کرنے سے پرہیز کرو، کیونکہ جس نے
جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ گھڑا تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں کر لے اور جس نے بغیر علم
کے قرآن پر جھوٹ باندھا تو وہ بھی اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔''

گزرے ہوئے اسلاف رحمہم اللہ کسی آیت کے نزول کے بارے میں بات کرنے سے سخت اور حد درجہ کا احتراز کرتے تھے۔

ہمیں ابونصر احمد بن عبید اللہ المخلدی نے ابو عمر بن نُجید، ابو مسلم، عبد الرحمٰن بن حماد، ابن عون اور محمد بن سیرین کے واسطوں سے خبر دی کہ: محمد بن سیرین نے کہا: میں نے عبیدہ سے قرآن کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ اللہ سے ڈر اور سیدھی بات کہہ، وہ لوگ گزر گئے جو وہ مخصوص حالات جانتے تھے، جن کے پیش نظر قرآن نازل ہوا۔ یعنی جو قرآن کریم کا شان نزول جانتے تھے۔

رہا آج کل کا زمانہ تو ہر شخص اپنی زمام جہالت کو موڑتے ہوئے کوئی نہ کوئی بات گھڑ لیتا ہے اور جھوٹ اور افک پردازی کرتا ہے۔ اسے اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ آیت کے شان نزول سے بے خبری کے باوجود بات کہنا کس قدر گناہ ہے اور سزا کا سبب ہے۔ اسی بات نے مجھے اس کتاب کے لکھنے پر آمادہ کیا۔ جس میں تمام اسباب نزول اکٹھے کئے گئے ہیں تاکہ شان نزول جاننے کے خواہش مند اور نزول قرآن کے بارے میں بات کرنے والے اس کتاب کی طرف رجوع کریں اور اصل صورت حال جان لیں اور جھوٹ اور غلط بات کہنے سے بچ جائیں۔ نیز اسے سننے کے بعد اس کے محفوظ رکھنے میں اپنی مقدور بھر کوشش کریں۔

لہذا ضروری ہے کہ سب سے پہلے وحی کے آغاز کے موضوع پر بات کی جائے۔ نیز شروع میں قرآن کے نزول کے وقت رسول اللہ ﷺ کی کیفیت اور جبریل امین کے آپ ﷺ کے پاس آنے کا ذکر کیا جائے اور وہ مخصوص حالات بیان کئے جائیں، ان باتوں کا ذکر اجمالاً کیا جائے۔

اس کے بعد ہم ہر آیت کے شان نزول کے بارے میں تفصیلاً بات کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے راستے پر چلانے والا اور ٹھوکروں اور لغزشوں سے بچا کر سیدھی راہ پر لانے والا ہے۔

نزول قرآن کے آغاز کا بیان

ا۔ ہمیں ابو اسحاق احمد بن ابراہیم المقری نے، ان سے عبداللہ بن حامد الاصفہانی نے، ان سے احمد بن محمد بن الحسن الحافظ نے، ان سے محمد بن یحییٰ نے، ان سے عبدالرزاق نے معمر سے، اس نے ابن شہاب الزہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کر کے خبر دی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر نزول وحی کا آغاز رویائے صادقہ سے ہوا۔ آپ ﷺ رات کو خواب میں جو کچھ دیکھتے، وہ صبح کو روز روشن کی طرح ظاہر ہوتا۔ اس کے بعد آپ ﷺ خلوت پسند ہو گئے۔ آپ ﷺ غار حرا میں تشریف لے جاتے اور یکسو ہو کر عبادت کرتے۔ یہ سلسلہ کئی راتوں تک جاری رہتا۔ آپ ﷺ اس عرصے کے لیے خورد و نوش کی چیزیں ساتھ لے جاتے۔ اس کے بعد حضرت خدیجہؓ کے پاس واپس تشریف لاتے اور اتنا ہی زاد راہ اور ساتھ لے جاتے۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہتا تا آنکہ ایک دفعہ اچانک آپ ﷺ کے سامنے حق نمودار ہوا۔ آپ ﷺ کے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے آپ ﷺ سے کہا اقرأ یعنی پڑھ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اسے جواب دیا۔ ما انا بقاری یعنی میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر فرشتے نے مجھے پکڑ کر اتنا بھینچا کہ مجھے تکلیف محسوس ہوئی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا اقرأ یعنی پڑھ۔ میں نے جواب دیا ما انا بقاری یعنی میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر اس نے تیسری مرتبہ پکڑ کر اس قدر بھینچا کہ مجھے سخت تکلیف محسوس ہوئی۔ تب اس نے کہا۔ اقرأ باسم ربك الذی خلق۔ اس نے مالم یعلم تک آیات پڑھیں۔

اس کے بعد آپ ﷺ کے بدن کے اعضاء پر کپکپی طاری ہو گئی اور اسی حالت میں واپس آئے اور حضرت خدیجہؓ کے پاس پہنچے۔ آپ نے فرمایا: زملونی یعنی مجھے اوڑھاؤ۔ پس انہوں نے آپ ﷺ کو اوڑھا دیا تا آنکہ آپ ﷺ سے خوف اور گھبراہٹ دور ہو گئی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے خدیجہ! مجھے کیا ہو گیا اور انہیں سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپ ﷺ نے بتایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو تسلی دے کر کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ مطمئن رہیں۔ قسم بخدا، اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، سچی بات کرتے ہیں، ناداروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں۔ نیز راہ حق کی مشکلات میں (دوسروں کی) مدد کرتے ہیں۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے یحییٰ بن بکیر کے حوالے سے روایت کیا ہے اور امام مسلمؒ نے اس

حدیث کو محمد بن رافع سے روایت کیا ہے۔ ان دونوں راویوں نے اس حدیث کو عبدالرزاق سے نقل کیا ہے۔

۲۔ ہمیں الشریف اسماعیل بن الحسن بن محمد بن الحسین الطبری نے خبر دی۔ اس نے کہا کہ ہمیں اپنے دادا نے بواسطہ ابو حامد احمد بن الحسن الحافظ نے، اس نے بواسطہ عبدالرحمن بن بشر، اس نے بواسطہ سفیان بن عیینہ، اس نے بواسطہ محمد بن اسحاق، اس نے بواسطہ امام زہری عروہ سے حدیث روایت کی اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے حدیث نقل کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ قرآن میں سب سے پہلے اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ سورت نازل ہوئی۔ اس حدیث کو امام الحاکم ابو عبداللہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور سلسلہ اسناد میں ابوبکر الصبغی عن بشیر بن موسیٰ عن الحمیدی عن سفیان کا ذکر کیا۔

۳۔ ہمیں احمد بن محمد بن ابراہیم المقری نے، اسے ابوالحسین علی بن محمد بن الجرجانی نے، اسے نصر بن محمد الحافظ نے، اسے محمد بن مخلد نے خبر دی کہ اسے محمد بن اسحاق نے بتایا کہ اسے یعقوب الدورقی نے، اسے احمد بن نصر بن زیاد نے، اسے علی بن الحسین بن واقد نے، اسے اس کے والد نے، اسے یزید النحوی نے عکرمہ اور الحسن سے روایت کیا۔ ان دونوں نے کہا کہ قرآن میں سے سب سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ آیت نازل ہوئی۔ مکہ میں سب سے پہلے یہی آیت نازل ہوئی اور سب سے پہلی سورت "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ" نازل ہوئی۔

۴۔ ہمیں الحسن بن محمد الفارسی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن الفضل التاجر نے، اسے احمد بن محمد بن الحسن الحافظ نے بواسطہ محمد بن یحییٰ، اس نے بواسطہ ابو صالح، اس نے بواسطہ اللیث، اس نے بواسطہ عقیل، اس نے بواسطہ ابن شہاب، اس نے بواسطہ محمد بن عباد بن جعفر المخزومی خبر دی کہ انہوں نے اپنے کچھ علماء کو یہ کہتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر سب سے پہلے "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝" کی آیات نازل کیں۔ ان علماء کا یہ کہنا ہے کہ یہ آیات رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا پہلا حصہ ہے جو غار حرا میں نازل ہوئیں۔ سورت کی بعد والی آیات اس کے بعد نازل ہوئیں۔ البتہ وہ صحیح حدیث جس میں یہ بات روایت کی گئی ہے کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی سورت سورۃ المدثر ہے تو وہ بھی ایک روایت ہے۔

۵۔ ہمیں استاد ابو اسحاق الثعالبی نے بواسطہ عبداللہ بن حامد، اس نے بواسطہ محمد بن یعقوب، اس نے بواسطہ احمد بن عیسیٰ بن زید اللخمی، اس نے بواسطہ عمرو بن ابی سلمہ، اس نے بواسطہ اوزاعی اور انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے پوچھا کہ قرآن کا کون سا حصہ سب سے پہلے نازل ہوا تو انہوں نے جواب دیا کہ "يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ"۔ میں نے کہا کہ یا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ؟ انہوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے پوچھا کہ قرآن کا کونسا حصہ پہلے نازل ہوا تو جابر نے جواب دیا کہ میں تمہیں وہ بات بتاؤں گا جو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتائی۔ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ میں غار حرا میں مہینہ بھر رہا۔ جب میں نے وہاں یہ عرصہ گزارا تو میں وہاں سے نیچے اترا اور وادی کے وسط میں آ گیا تو مجھے آواز دی گئی۔ میں نے اپنے آگے پیچھے، دائیں بائیں دیکھا، پھر میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ہوا کے دوش پر ایک عرش یا کرسی پر ہے۔ یعنی حضرت جبریل امین۔ مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ پھر میں (حضرت) خدیجہؓ کے پاس آیا اور انہیں کمبل اوڑھانے کو کہا۔ انہوں نے مجھے کمبل اوڑھایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر "یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ، قُمْ فَاَنْذِرْ" والی آیت نازل کی۔

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے زہیر بن حرب، الولید بن مسلم اور امام اوزاعی کے واسطوں سے نقل کیا۔

یہ بات ہمارے پہلے بیان کے خلاف نہیں ہے اور جو کچھ جابرؓ نے نبی کریم ﷺ سے سنا وہ واقعے کا آخری حصہ ہے۔ ابتدائی حصہ نہیں ہے۔ اس سے انہیں وہم ہوا کہ سب سے پہلے سورۃ المدثر نازل ہوئی۔ معاملہ یوں نہیں ہے بلکہ سورۃ اقرا کے بعد یہ پہلے نازل ہونے والی سورت ہے۔ یعنی المدثر۔

۶۔ ہمیں ابوعبدالرحمٰن بن (ابی) حامد نے جو کچھ بتایا وہ ہی محمد بن عبداللہ بن محمد بن زکریا نے، اسے محمد بن عبدالرحمٰن الدغولی نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے عبدالرزاق اور معمر نے بواسطہ الزہری بتایا۔ الزہری نے کہا کہ مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بواسطہ بحوالہ جابر خبر دی، جابر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فترۃ الوحی کے بارے میں بات کرتے سنا۔ آپ ﷺ نے اپنی بات بتاتے ہوئے فرمایا کہ میں چل رہا تھا تو میں نے آسمان سے ایک آواز سنی تو میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں اس (کی ہیبت) سے مرعوب ہوگیا اور میں (گھر) لوٹ آیا۔ میں نے زملونی زملونی یعنی مجھے اوڑھاؤ، مجھے اوڑھاؤ کہا۔ گھر والوں نے مجھے کمبل اوڑھا دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے عبداللہ بن محمد کے حوالے سے روایت کیا اور امام مسلمؒ نے محمد بن رافع کے حوالے سے۔ دونوں راویوں نے اسے عبدالرزاق کے حوالے سے روایت کیا۔ اس بات سے ظاہر ہوا کہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ کے نازل ہونے کے بعد وحی آنا رک گیا تھا۔ اس کے بعد یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ کی آیات کا نزول ہوا اور نبی کریم ﷺ کے یہ کہنے سے کہ "وہ فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا بیٹھا ہوا ہے" ہماری بات کی وضاحت ہوتی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ قصہ یا واقعہ نزول اقرا کے بعد کا ہے۔

۷۔ ہمیں ابواسحاق احمد بن محمد المقری نے اسے ابوالحسین علی بن محمد المقری نے، اسے ابوالشیخ احمد بن سلیمان بن ایوب نے، اسے محمد بن علی بن الحسن بن شقیق نے علی بن الحسین بن واقد کے واسطوں سے خبر دی۔ علی بن الحسین نے کہا کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ "میں نے علی بن الحسین کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مکہ شریف میں رسول اللہ ﷺ پر سب سے پہلے نازل ہونے والی سورت "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ" ہے اور مکہ شریف میں جو سورت رسول اللہ ﷺ پر سب سے آخر میں نازل ہوئی وہ سورۃ "المومنون" ہے۔ اور

سورۂ ''العنکبوت'' بھی کہا گیا ہے۔ مدینہ شریف میں سب سے پہلی سورت ''ویل للمطففین'' نازل ہوئی اور مدینہ میں سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورت ''براءۃ'' ہے۔ مکہ شریف میں جس پہلی سورت کا اعلان فرمایا وہ سورۂ ''والنجم'' ہے۔

اہل دوزخ کے بارے میں سخت ترین آیت۔

فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا

اور اہل توحید کے حق میں سب سے بڑی خوشخبری اور امید افزا آیت:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ ہے۔

نبی اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی آخری آیت:

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ہے۔

اس آیت کے نزول کے بعد نبی کریم ﷺ نو راتیں حیات رہے۔

سب سے آخر میں نازل ہونے والے قرآنی حصے کا بیان:

۸۔ ہمیں ابوابراہیم اسمٰعیل بن ابراہیم الواعظ اور محمد ابن ابراہیم بن محمد بن یحیٰی نے خبر دی۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں ابوعمرو بن مطر نے ابوخلیفہ الفضل بن الحباب الجمحی، ابوالولید، شعبہ اور ابواسحاق کے واسطوں سے خبر دی، ابواسحاق نے کہا کہ میں نے البراء بن عازب کو یہ کہتے سنا کہ سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت "يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ" ہے۔ اور سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورت ''براءۃ'' ہے۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے تفسیر میں سلیمان بن حرب اور شعبہ کے حوالے سے روایت کیا ہے اور ایک دوسری جگہ ابوالولید کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ امام مسلمؒ نے اس حدیث کو بندار، غندر اور شعبہ کے حوالوں سے روایت کیا ہے۔

۹۔ ہمیں ابوبکر التمیمی نے ابومحمد بن الحیانی، ابویحیٰی الرازی، سہل ابن عثمان (عبداللہ) ابن المبارک، جویبر، الضحاک اور ابن عباسؓ کے حوالوں سے خبر دی، ابن عباس نے بتایا کہ آخر میں نازل ہونے والی آیت: ''وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ'' ہے۔

۹م۔ ور ہمیں ابوبکر نے، اسے ابومحمد نے، اسے ابویحیٰی نے، اسے سہل بن عثمان نے، اسے یحیٰی بن ابی زائدہ نے مالک بن مغول سے روایت کیا کہ انہوں نے عطیہ العوفی کو کہتے ہوئے سنا کہ آخر میں نازل ہونے والی آیت:

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ہے۔

۱۰۔ ہمیں محمد بن عبدالرحمن النحوی نے، اسے محمد بن احمد بن سنان المصری نے، اسے احمد بن علی الموصلی نے، اسے احمد بن الاحمس نے، اسے محمد بن فضیل نے اور اسے الکلبی نے ابوصالح کے حوالے سے، اس نے ابن عباسؓ سے قول خداوندی: وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ کے بارے میں بتایا۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ لوگوں نے بتایا کہ یہ آیت اور سورۃ النساء کی آخری آیت دونوں قرآن کے آخر میں نازل ہوئیں۔

۱۱۔ ہمیں اسماعیل بن ابراہیم الصوفی نے، اسے ابوبکر محمد بن احمد بن یعقوب نے، اسے الحسن بن عبداللہ العبدی نے، اسے مسلم بن ابراہیم نے اور اسے شعبہ نے علی بن زید کے حوالے سے اور انہوں نے یوسف بن مہران سے، انہوں نے ابن عباس کے حوالے سے اور انہوں نے ابی ابن کعب کا حوالہ دے کر بتایا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں آخری آیت:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

نازل ہوئی۔ انہوں نے سورت کے آخر تک آیات کی تلاوت کی۔ اس حدیث کو الحاکم ابوعبداللہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا اور اسے الاصم بواسطہ بکار بن قتیبہ، انہوں نے بواسطہ ابوعامر العقدی اور انہوں نے شعبہ سے اسے روایت کیا۔

۱۲۔ ہمیں ابوعمرو محمد بن (عبد) العزیز نے اپنی کتاب میں خبر دی کہ محمد بن الحسین الحدادی نے انہیں محمد بن یزید کے حوالے سے، اس نے اسحاق بن ابراہیم سے اس نے وکیع سے بواسطہ شعبہ، اس نے بواسطہ علی بن زید، اس نے بواسطہ یوسف بن مالک، اس نے ابی بن کعب سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ زمانے کے لحاظ سے قرآن کا تازہ ترین یعنی آخری حصہ آیت: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ہے۔ اور پہلا دن جب قرآن نازل ہوا، پیر کا دن ہے۔

۱۳۔ ہمیں ابواسحاق الثعالبی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن زکریا الشیبانی نے، اسے محمد بن عبدالرحمن الدغولی نے، اسے ابن ابی خیثمہ نے، اسے موسیٰ بن اسماعیل نے، اسے مہدی بن میمون نے، اسے غیلان بن جریر نے بواسطہ سعید الزمانی، انہوں نے بواسطہ ابوقتادہ خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں آپ ﷺ کی کیا رائے ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس دن مجھ پر قرآن نازل ہوا ہے اور جس مہینے میں قرآن نازل کیا گیا وہ رمضان کا مہینہ ہے۔ قول خداوندی ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ

۱۴۔ ہمیں عبدالرحمٰن بن حمدان النصروی نے خبر دی۔ اس نے کہا کہ اسے ابو محمد عبداللہ بن ابراہیم بن ماسی نے، اسے ابو مسلم ابراہیم بن عبداللہ نے، اسے عبداللہ بن رجاء بن ہشام الغدانی نے، اسے عمران نے قتادہ سے، اس نے ابو الملیح سے، اس نے واثلہ سے روایت کرکے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ صحف ابراہیم رمضان کی پہلی رات کو نازل ہوئے، تورات ۶ رمضان کو اور انجیل رمضان کی ۱۳ تاریخ کو نازل ہوئی۔ زبور رمضان کی ۱۸ تاریخ کو اور قرآن رمضان کی ۲۴ تاریخ کو نازل ہوا۔

آیت تسمیہ اور اس کے شان نزول کا بیان:

۱۵۔ ہمیں احمد بن محمد بن ابراہیم المقری نے، اسے ابو الحسین علی بن محمد الجرجانی نے، اسے ابو بکر محمد بن عبدالرحمٰن الجوہری نے، اسے محمد بن یحییٰ بن مندہ نے، اسے ابو کریب نے، اسے عثمان بن سعید نے اور اسے بشر بن عمارہ نے ابو روق سے، اس نے الضحاک سے اور اس نے ابن عباس سے روایت کرکے خبر دی کہ جبریل امین سب سے پہلے نبی کریم ﷺ پر جو وحی لے کر نازل ہوئے وہ یہ تھا کہ انہوں نے کہا: اے محمد تعوذ پڑھئے یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کہیے اور پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہیے۔

۱۶۔ ہمیں ابو عبداللہ بن (ابی) اسحاق نے، اسے اسماعیل بن احمد الخلالی نے، اسے ابو محمد عبداللہ بن زید البجلی نے، اسے ابو کریب نے، اسے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے، اس نے سعید بن جبیر سے اور اس نے ابن عباس سے روایت کرکے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو تب تک کسی سورت کے ختم ہونے کا پتہ نہ چلتا تھا جب تک بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا نزول نہ ہوتا۔

۱۷۔ ہمیں عبدالقاہر بن طاہر البغدادی نے، اسے محمد بن جعفر بن مطر نے، اسے علی بن ابراہیم الدحلی نے، اسے یحییٰ بن یحییٰ نے، اسے عمرو بن الحجاج العبدی نے عبداللہ بن ابی حسین سے اور اس نے عبداللہ بن مسعود سے اس بات کا ذکر کیا کہ ہمیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے نازل ہونے سے پہلے دو سورتوں کے درمیان فرق کا پتہ نہ چلتا تھا۔

۱۸۔ ہمیں سعید بن محمد بن احمد بن جعفر نے، اسے اس کے دادا نے، اسے ابو عمرو احمد بن محمد الحرشی نے، اسے محمد بن عیسیٰ بن ابی فدیک نے عبداللہ بن نافع سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن عمرؓ سے روایت کرکے خبر دی ہے، انہوں نے کہا کہ قرآن کی ہر سورت میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نازل ہوئی ہے۔ یعنی ہر سورت کے آغاز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہے۔

سورۃ الفاتحہ کا بیان:

اس سورت کے زمانۂ نزول کے بارے میں اختلاف ہے۔ اکثر کی رائے ہے کہ یہ سورت مکہ میں نازل ہونے والی ابتدائی سورتوں میں سے ہے۔

۱۹۔ ہمیں عثمان بن سعید بن محمد بن احمد الزاہد نے، اسے اس کے دادا نے، اسے ابوعمرو الحیری نے، اسے ابراہیم ابن الحارث اور علی بن سہل بن المغیرۃ دونوں نے کہا کہ مجھے یحییٰ بن (ابی) بکیر نے، اسے اسرائیل نے ابواسحاق سے، اس نے ابومیسرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ جب باہر نکلتے تو کسی پکارنے والے کو یہ صدا دیتے سنتے: یا محمد۔ آپ ﷺ جب یہ آواز سنتے تو دوڑ کر بھاگتے۔ ورقہ بن نوفل نے آپ ﷺ سے کہا کہ جب آپ ﷺ یہ صدا سنیں تو ٹھہر جائیں اور سنیں کہ وہ آپ ﷺ کو کیا کہتا ہے۔ راوی کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ باہر نکلے تو آپ ﷺ نے یہ صدا سنی: یا محمد! آپ ﷺ نے جواباً لبیک کہا تو صدا دینے والے نے کہا کہیے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

صدا دینے والے نے دوبارہ کہا کہ کہیے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

یہاں تک کہ اس نے سورۃ فاتحہ ساری کہہ ڈالی۔ یہ حضرت علیؓ بن ابی طالب کا قول ہے۔

۲۰۔ ہمیں ابواسحاق احمد بن محمد المفسر نے، اسے الحسن بن جعفر المفسر نے خبر دی۔ اس نے کہا کہ ہمیں ابوالحسن بن محمد بن امروزی نے، اسے عبداللہ بن محمود السعدی نے، اسے ابویحییٰ القصری نے، اسے مروان بن معاویہ نے العلاء بن المسیب سے، اس نے الفضیل بن عمرو سے، اس نے بحوالہ علی بن ابی طالب ہمیں خبر دی کہ انہوں نے کہا کہ سورۃ فاتحہ مکہ میں عرش کے نیچے سے ایک خزانے میں سے اتاری گئی۔

۲۱۔ انہی اسناد کے ساتھ السعدی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں عمرو بن صالح نے بواسطہ اپنے والد، اس نے بواسطہ الکلبی، اس نے بواسطہ ابوصالح حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ میں قیام کیا تو کہا:

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ"

تو قریش نے دق اللہ فاک یعنی اللہ تمہارا منہ توڑے کے الفاظ یا اسی طرح کے الفاظ کہے۔ یہ قول الحسن اور قتادہ کا ہے اور مجاہد کے نزدیک، یعنی ان کی رائے میں سورۃ فاتحہ مدنی ہے۔ یعنی مدینہ شریف

میں نازل ہوئی ہے۔اس قول اور رائے میں مجاہد منفرد ہیں۔علماء کی رائے اس کے خلاف ہے۔اس کے مکی ہونے پر قطعی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے:

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ

سبعا من المثانی سے مراد سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہیں۔

۲۲۔ہمیں محمد بن عبدالرحمن النحوی نے، اسے محمد بن احمد بن علی الحیری نے، اسے احمد بن علی بن المثنی نے، اسے یحییٰ بن ایوب نے، اسماعیل بن جعفر کے حوالے سے خبر دی کہ اسماعیل بن جعفر نے العلاء سے، اس نے اپنے والد سے اور اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابی بن کعب کے سورۃ فاتحہ پڑھ کر سنانے پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ نے تورات، انجیل، زبور اور قرآن میں اس جیسی سورت نازل نہیں کی۔یہی سورت سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے ملا ہے۔''

سورۃ ''الحجر'' بغیر کسی اختلاف کے مکی ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو مکہ میں سورۃ فاتحہ دینے کا احسان نہ کرتا، اگر اس نے اسے مدینہ شریف میں نازل کرنا ہوتا۔ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ رسول اللہ ﷺ تقریباً دس سال قیام کے دوران سورۃ فاتحہ کے بغیر نمازیں پڑھتے رہے۔یہ ایسی بات ہے جسے عقل تسلیم اور قبول نہیں کر سکتی۔

سورۃ البقرۃ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یہ سورت بغیر کسی اختلاف کے مدنی ہے۔

۲۳۔ہمیں احمد بن محمد بن ابراہیم نے، اسے عبداللہ بن حامد نے، اسے احمد بن محمد بن یوسف نے، اسے یعقوب بن سفیان الصغیر نے، اسے یعقوب بن سفیان الکبیر نے، اسے ہشام بن عمار نے، اسے الولید بن مسلم نے اور اسے شعیب بن زریق نے عطاء الخراسانی سے، اس نے عکرمہ سے خبر دی۔عکرمہ نے کہا کہ مدینہ شریف میں سب سے پہلی سورۃ البقرہ نازل ہوئی۔

قول خداوندی ہے:

الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ (۱، ۲)
الم۔یہ کتاب (قرآن مجید)

۲۴۔ ہمیں ابوعثمان (التقفی) الزعفرانی نے، اسے ابوعمرو مطر نے، اسے جعفر بن محمد بن اللیث نے، اسے ابوحذیفہ نے اور اسے شبل نے ابونجیح سے بحوالہ مجاہد کہا کہ اس سورت کے آغاز کی چار آیات مؤمنوں کے بارے میں نازل ہوئیں۔ اس کے بعد والی دو آیتیں کافروں کے متعلق اور اس کے بعد کی تیرہ آیات منافقوں کے بارے میں نازل ہوئیں۔ قول خداوندی :

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ...... (۲)
جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے برابر ہے.....

۲۵۔ الضحاک کے بقول یہ آیت ابوجہل اور اس کے پانچ گھر والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ الکلبی نے کہا کہ اس سے مراد یہود ہیں۔

قول خداوندی :
وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوٓا آمَنَّا...... (۱۴)
اور یہ لوگ جب مؤمنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔

۲۶۔ ہمیں احمد بن محمد بن ابراہیم نے، اسے شیبہ بن محمد نے، اسے علی بن محمد بن قرۃ نے، اسے احمد بن محمد بن نصر نے، اسے یوسف بن بلال نے، اسے مروان الکلبی نے بحوالہ الکلبی، اس نے اسے بحوالہ صالح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ ہوا یہ کہ یہ لوگ ایک دن گھر سے نکلے تو راستے میں ان کی ملاقات بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہوئی۔ تو عبداللہ ابن ابی نے کہا کہ دیکھو میں ان احمقوں کو کس طرح تم سے موڑتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ چلا اور اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا:

مرحبا بالصديق سيد بني تميم و شيخ الإسلام، وثاني رسول الله في الغار، الباذل نفسه وماله
یعنی خوش آمدید اے صدیق، قبیلہ بنو تمیم کے سردار، شیخ الاسلام اور غار میں نبی کریم ﷺ کے ساتھی اور اپنی جان و مال قربان کرنے والے۔

اس کے بعد اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا:

مرحبا بسيد بني عدي بن كعب الفاروق القوي في دين الله، الباذل نفسه وماله لرسول الله

یعنی خوش آمدید اے بنوعدی بن کعب کے سردار، کفر و اسلام میں فرق کرنے والے، اللہ کے دین میں قوی و مضبوط شخص،
رسول اللہ ﷺ پر جان و مال قربان کرنے والے۔

اس کے بعد اس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ تھام کر کہا:

مرحبا بابن عم رسول اللہ وختنہ سید بنی هاشم ماخلا رسول اللّٰہ
یعنی خوش آمدید اے پیغمبر خدا کے عم زاد اور داماد، باستثناء رسول اللہ بنو ہاشم کے سردار۔

اس کے بعد یہ لوگ ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔ عبداللہ ابن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم نے دیکھا کہ میں نے کیسا کام کیا۔ تم بھی جب ان (صحابہؓ) سے ملو تو جو کچھ میں نے کیا تم بھی اسی طرح کرو، ان کی تعریف و توصیف کرو۔

صحابہؓ واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گئے اور انہیں اس واقعے کی اطلاع دے دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

قول خداوندی :

يَآأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ ...... (۲۱)
لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔

۲۷۔ ہم سے بہ تسلسل سعید بن محمد بن احمد الزاہد، علی بن احمد الفقیہ، ابوتراب القہستانی، عبدالرحمٰن بن بشر، روح اور شعبہ نے سفیان ثوری سے بحوالہ الاعمش اس نے بحوالہ ابراہیم، اس نے بحوالہ علقمہ روایت کیا۔ علقمہ نے کہا کہ ہر وہ آیت جس میں "یاایھا الناس" کے کلمات نازل ہوئے ہیں وہ مکی ہے اور اس میں اہل مکہ کو خطاب ہے اور جس میں "یَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" آیا ہے وہ اہل مدینہ کو خطاب کر کے نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ قول خداوندی "يَآ أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا" تا "وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" مشرکین مکہ سے متعلق ہے اور یہ آیت یعنی "وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" مومنوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یوں جب اللہ تعالیٰ نے کافروں کے بدلے کا ذکر یہ آیت نازل کر کے کیا:

اَلنَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ

تو اس نے مومنوں کے لئے جزائے خیر کا ذکر بھی کیا۔

قول خداوندی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا...... (۲۶)

خدا اس بات سے عار نہیں کرتا کہ مثال بیان کرے......

۲۸۔ ابن عباسؓ نے ابو صالح کی روایت میں کہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں یہ دو مثالیں بیان کیں یعنی قول خداوندی:

مَثَلُھُمْ کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا......

ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے (شب تاریک میں) آگ جلائی۔

اور دوسرا قول:

اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ

یا ان کی مثال مینہ کی سی ہے کہ آسمان سے (برس رہا ہو)۔

تو لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات (ایسی) مثالیں دینے سے کہیں بلند اور بالاتر ہے۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۲۹۔ حسن اور قتادہ نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں الذباب اور العنکبوت یعنی مکھی اور مکڑی کا ذکر کیا اور مشرکین کے لئے یہ مثال بیان کی تو یہود ہنس پڑے اور انہوں نے کہا کہ یہ بات کلام الٰہی سے مشابہت نہیں رکھتی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۳۰۔ ہم کو احمد بن عبداللہ بن اسحاق الحافظ نے اپنی کتاب میں خبر دی اور کہا کہ ہمیں سلیمان بن ایوب الطبرانی نے، اسے بکر بن سہل نے، اسے عبدالعزیز بن سعید نے بحوالہ موسیٰ بن عبدالرحمٰن، اس نے بحوالہ ابن جریج، اس نے بحوالہ عطاء، اس نے بحوالہ ابن عباسؓ خبر دی کہ ابن عباسؓ نے قول خداوندی: ان الله لايستحي ان يضرب مثلاً کے بارے میں بتایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے معبود بتوں کا ذکر کر کے کہا: وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا ''یعنی اگر ان بتوں کے اوپر سے مکھیاں کوئی چیز اچک کر لے جائیں۔'' اور ان بتوں کے مکروفریب کو مکڑی کے جالے سے تشبیہ دی تو انہوں نے کہا کہ تم دیکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر نازل کرنے والے قرآن میں کس طرح مکھی اور مکڑی کا ذکر کیا ہے۔ یعنی تعجب سے یہ کہا کہ ایسی مثالیں دے کر اللہ تعالیٰ کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے یا کیسی حرکت کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (۴۴)

(یہ) کیا (عقل کی بات ہے کہ) تم لوگوں کو نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنے تئیں فراموش کئے دیتے ہو۔

۳۱۔ ابن عباسؓ نے الکلبی کی روایت میں کہا اور مذکورہ بالا اسناد سے ابوصالح سے نقل کیا کہ یہ آیت اہل مدینہ کے یہود کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان یہودیوں میں سے ایک شخص اپنے مسلمان سسرالی رشتہ داروں، قرابت داروں اور رضاعی رشتہ داروں سے کہا کرتا تھا کہ اپنے دین پر قائم رہو اور اس دین پر قائم رہو جس کا یہ شخص یعنی محمد ﷺ حکم دیتا ہے، کیونکہ اس کی بات بر دین حق ہے، لیکن یہ لوگ دوسروں کو حکم دیتے تھے اور خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

قول خداوندی ہے:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ...... (۴۵)

اور (رنج و تکلیف میں) صبر اور نماز سے مدد لیا کرو۔

اکثر اہل علم کی رائے کے مطابق اس آیت میں اہل کتاب کو مخاطب کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ سب لوگوں کے لئے ادب وسبق ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ خطاب مسلمانوں کے خطاب کی طرف لوٹ آیا، لیکن پہلا قول یا رائے زیادہ واضح ہے۔

قول خداوندی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا...... (۶۲)

جو لوگ مسلمان ہیں یا یہودی......

۳۲۔ ہمیں احمد بن محمد بن احمد الحافظ نے، اسے عبداللہ بن محمد بن جعفر الحافظ نے، اسے ابویحییٰ الرازی نے، اسے سہل بن عثمان العسکری نے اور اسے یحییٰ بن ابی زائدہ نے خبر دی۔ اسے ابوزائدہ نے بتایا کہ عبداللہ بن جریج نے عبداللہ بن کثیر سے بحوالہ مجاہد کہا کہ جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو اصحاب دیر کا قصہ سنایا تو آپ نے فرمایا کہ وہ دوزخی ہیں، تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے لئے روئے زمین تاریک ہوگئی تو اس پر آیت اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا تا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ نازل ہوئی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس پر گویا مجھ پر سے ایک پہاڑ کا بوجھ اتر گیا۔

۳۳۔ مجھے محمد بن عبدالعزیز المروزی نے، اسے محمد بن الحسین الحدادی نے، اسے ابویزید نے، اسے اسحاق بن ابراہیم نے، اسے عمرو نے بحوالہ اسباط، اس نے سدی نے خبر دی کہ آیت "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا" حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ یوں کہ جب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو وہ نبی اکرم ﷺ کو اپنے طریق عبادت و اجتہاد کے بارے میں بتانے لگے۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ (ﷺ) ہمارے ساتھی نمازیں پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے، اور آپ ﷺ پر ایمان رکھتے تھے اور اس بات کی گواہی دیتے تھے کہ آپ ﷺ کو نبی مبعوث کیا جائے گا۔ جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کی تعریف اور صفات بیان کر کے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے سلمان وہ اہل نار میں سے ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا......" آپ نے آیت وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ تک پڑھ ڈالی۔

۳۴۔ ہمیں محمد بن احمد بن محمد بن جعفر نے، اسے محمد بن عبداللہ بن زکریا نے، اسے محمد بن عبدالرحمٰن الدغولی نے، اسے ابوبکر بن ابی خیثمہ نے، اسے عمرو بن حماد اور اسباط نے بحوالہ سدی خبر دی۔ انہوں نے ابومالک سے بحوالہ ابوصالح، ابن عباس، مرۃ، ابن مسعود اور نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے حوالے سے خبر دی کہ "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا......" والی آیت سلمان فارسی کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اہل جندیسابور کے اشراف اور معزز لوگوں میں سے تھے۔ اس کے بعد اس آیت کا اطلاق اور نزول یہود کے بارے میں ہوا۔

قول خداوندی:

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ... (۷۹)

تو ان لوگوں پر افسوس ہے جو اپنے ہاتھ سے تو کتاب لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کے پاس سے (آئی) ہے۔

یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے نبی ﷺ کی صفت میں تغیر کیا اور آپ ﷺ کی تعریف و نعت میں تبدیلی کی۔

۳۵۔ الکلبی نے ہماری بیان کردہ اسناد کے حوالے سے کہا کہ یہود نے اپنی کتاب میں درج رسول اللہ ﷺ کی صفات میں تبدیلی کی۔ انہوں نے آپ ﷺ کو دراز قد و قامت آدمی بنایا جب کہ رسول اللہ ﷺ مضبوط جسم اور گندم گوں رنگ کے تھے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ آخری زمان میں مبعوث ہونے والے نبی کی صفات و علامات دیکھو وہ ان صفات کے مشابہ نہیں ہیں۔ یہود کے احبار اور علماء کی گزر اوقات تمام یہود کے ذمے تھی۔ لہٰذا انہیں اس بات کا خوف لاحق ہوا کہ اگر انہوں نے نبی کریم ﷺ کی صحیح

صفات لوگوں کو بتا دیں تو ان کی روزی ماری جائے گی۔ اسی وجہ سے انہوں نے اپنی کتاب میں نبی کریم ﷺ کی صفات میں تبدیلی کر دی۔

قول خداوندی:

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۔۔۔ (الایۃ ۸۰)

اور کہتے ہیں کہ (دوزخ کی) آگ ہمیں چند روز کے سوا چھو ہی نہیں سکے گی ..... الخ۔

۳۶۔ ہمیں اسماعیل بن ابی القاسم الصوفی نے، اسے ابوالحسین (محمد بن احمد بن حامد) العطار نے، اسے احمد بن الحسن بن عبدالجبار نے، اسے ابوالقاسم عبداللہ بن سعد الزہری نے خبر دی، اسے ابوالقاسم نے بتایا کہ ہمیں میرے والد اور چچا نے بتایا کہ ان کو ان کے والد نے بحوالہ ابن اسحاق، محمد بن ابی محمد بحوالہ عکرمہ از ابن عباس بتایا کہ: ''رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہود کا کہنا تھا کہ یہ دنیا صرف سات ہزار سال تک ہے اور لوگوں کو دوزخ میں دنیاوی دنوں کے حساب سے ہر ہزار سال کے بدلے صرف ایک دن کی سزا ملے گی۔ یہ ایک دن آخرت کے دنوں کے حساب سے ہوگا اور یہ صرف سات دن ہوں گے۔ اس کے بعد عذاب منقطع ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کے بارے میں یہ آیت نازل کی:

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً .....

۳۶م۔ ہمیں ابوبکر احمد بن محمد التمیمی نے، اسے عبداللہ بن محمد بن حیان نے، اسے محمد بن عبدالرحمن الرازی نے، اسے سہل بن عثمان، اسے مروان بن معاویہ نے، اسے جویبر نے ضحاک سے اور اس نے ابن عباس سے اس قول خداوندی:

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً .....

کے متعلق بتایا کہ اہل کتاب نے جہنم کے دونوں کناروں کے درمیان کی مسافت چالیس سال پائی تو انہوں نے کہا کہ ''لن نعذب فی النار الا ما وجدنا فی التوراۃ'' یعنی ہمیں دوزخ میں صرف اتنا ہی عذاب دیا جائے گا جتنا تورات میں ہم پاتے ہیں۔ تو جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ آگ میں کود پڑیں گے تو وہ اس عذاب میں مقام سقر تک کا سفر کریں گے، اس میں زقوم یعنی تھوہر کا درخت ہوگا۔ یہ سفر گنے چنے دنوں کے آخری دن تک ہوگا۔ راوی نے بتایا کہ پھر داروغہ جہنم ان سے کہے گا کہ اے خدا کے دشمنو! تمہارا خیال تھا کہ تمہیں جہنم میں صرف گنتی کے چند دن عذاب دیا جائے گا۔ وہ تعداد ختم ہوگئی اور ابد یعنی ہمیشگی باقی رہ گئی۔

قول خداوندی:

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ (۷۵)

(مومنو) کیا تم امید رکھتے ہو کہ یہ لوگ تمہارے (دین کے) قائل ہو جائیں گے۔

۳۷۔ابن عباس اور مقاتل کا قول ہے کہ یہ آیت ان ستر آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس لئے چنا تھا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور جائیں ۔ پس جب یہ لوگ میقات یعنی ملاقات کی مقررہ جگہ تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چلے گئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو امر ونہی دیتے سنا تو وہ اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ آئے ۔ البتہ راست باز لوگوں نے جو احکام سنے، انہیں بجالائے ۔ ان میں سے ایک جماعت نے کہا کہ ہم نے بات کے آخر میں اللہ تعالیٰ کو کہتے سنا:

ان استطعتم ان تفعلوا هذه الاشياء فافعلوا وان شئتم فلا تفعلوا و لاباس

یعنی اگر تم یہ چیزیں کر سکو تو کرو اور اگر چاہو تو نہ بھی کرو۔ کوئی حرج نہیں۔

اکثر مفسرین کی رائے میں یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے آیت رجم اور محمد ﷺ کی صفت کو بدل ڈالا۔

قول خداوندی:

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ... (۸۹)

اور وہ پہلے (ہمیشہ) کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے۔

۳۸۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ خیبر کے یہودی قبیلہ غطفان سے لڑتے رہتے تھے ۔ جب کبھی ان کی مڈبھیڑ ہوتی تو یہود کو شکست ہوتی تو یہود نے یہ دعا کر کے پناہ مانگی اور کہا:

اللهم انا نسئلك بحق النبي الامي الذي وعدتنا ان تُخرِجَه لنا في

اخر الزمان الا نصرتنا عليهم

یعنی اے اللہ! ہم تجھ سے اس نبی امی کے طفیل سوال کرتے ہیں، ہمیں ان (دشمنوں) پر غلبہ عطا کر۔

راوی نے کہا کہ یہودی غطفان کے ساتھ لڑائی کے وقت یہ دعا کرتے تھے تو وہ غطفان والوں کو شکست دیتے تھے ۔ پس جب نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوئی تو انہوں نے ان کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر

اللہ تعالیٰ نے آیت وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تا فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ نازل کی۔ یعنی "اے محمد یہ یہود (اس) سے پہلے آپ ﷺ کا واسطہ دے کر فتح کی دعائیں کرتے تھے۔" اللہ نے یہ آیت فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ تک نازل کی۔

۳۸م۔ السدی کا قول ہے کہ عرب یہود کے پاس سے گزرتے تو وہ یہود کے ہاتھوں اذیت پاتے، یہود تورات میں نبی اکرم ﷺ کی صفات اور تعریف پاتے تو اللہ تعالیٰ سے ان کی بعثت کی دعائیں کرتے اور اس کے ذریعے عربوں سے لڑتے۔ حضرت محمد ﷺ کی بعثت ہوگئی تو انہوں نے حسد کے مارے آپ ﷺ پر ایمان لانے سے انکار کیا اور کہا کہ نبی تو صرف بنی اسرائیل میں آنے تھے۔ بنی اسرائیل کے علاوہ یہ نبی کیسے مبعوث ہوا؟

قول خداوندی ہے:

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ ..... (۹۷)

کہہ دو جو شخص جبرئیل کا دشمن ہو (اس کو غصے سے مرجانا چاہئے)۔

۳۹۔ ہمیں سعید بن محمد بن احمد الزاہد نے، اسے الحسن بن احمد الشیبانی نے، المؤمل بن الحسن (بن عیسیٰ) نے، اسے محمد بن اسماعیل بن سالم نے، اسے ابونعیم نے، اسے عبداللہ بن الولید نے بحوالہ بکیر، اسے ابن شہاب نے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے خبر دی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے ابوالقاسم، ہم آپ ﷺ سے کچھ سوالات پوچھیں گے۔ اگر آپ ﷺ نے ہمیں (صحیح) جواب دیئے تو ہم آپ ﷺ کی پیروی کریں گے۔

پہلا سوال: آپ ﷺ کے پاس کونسا فرشتہ آتا ہے؟ کیونکہ ایسا کوئی نبی نہیں جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے رسالت اور وحی لے کر فرشتہ نہ آتا ہو تو آپ ﷺ کے پاس آنے والا فرشتہ کون ہے؟

نبی کریم ﷺ نے جواب دیا کہ جبرئیل (علیہ السلام)۔

اس پر یہود نے کہا کہ یہی فرشتہ تو جنگ اور لڑائی لے کر نازل ہوتا ہے۔ یہ تو ہمارا دشمن ہے۔ اگر آپ کہتے کہ آپ کے پاس میکائیل فرشتہ آتا ہے جو بارش اور رحمت لے کر نازل ہوتا ہے تو ہم آپ ﷺ کی پیروی کر لیتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: قل من کان عدوا لجبریل فانه نزله علی قلبك تا فان اللّٰه عدو للکافرین

قول خداوندی:

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ ..... (۹۸)

جو شخص خدا کا اور اس کے فرشتوں کا دشمن ہو۔

۴۰۔ ہمیں ابوبکر الاصفہانی نے، اسے ابوالشیخ الحافظ نے، اسے ابویحییٰ الرازی نے، اسے سہل بن عثمان نے خبر دی اور سہل بن عثمان نے کہا کہ مجھے علی بن مسہر نے بحوالہ داؤد، اس نے بحوالہ شعبی کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں یہود کے پاس آتا تھا، جس وقت وہ تورات کا درس دیتے تھے تو مجھے قرآن کی تورات کے ساتھ مطابقت اور تورات کی قرآن کے ساتھ موافقت پر تعجب ہوتا تھا، تو یہود نے کہا کہ اے عمر! ہمارے نزدیک تم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں ہے۔

میں نے پوچھا کہ ایسا کیوں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ تم ہمارے پاس آتے ہو اور ہمارے ساتھ گھل مل جاتے ہو۔ میں نے کہا کہ میں تو صرف اس لئے آتا ہوں کہ مجھے کتاب اللہ کے بعض حصوں کی بعض حصوں کے ساتھ مطابقت پر تعجب ہوتا ہے۔ اور تورات کی قرآن کے ساتھ اور قرآن کی تورات کے ساتھ موافقت پر تعجب ہوتا ہے۔

ایک دن میں ان کے پاس تھا کہ رسول اللہ ﷺ میری پیٹھ کے پیچھے گزرے تو یہود نے کہا کہ یہ تمہارے صاحب ہیں۔ ان کے احترام کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ میں نے آپ ﷺ کی طرف توجہ کی تو دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ مدینہ کے جھونپڑے میں داخل ہوئے۔ میں یہودی کے پاس آیا اور کہا کہ میں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں اور تم پر نازل ہونے والی کتاب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ اللہ کے رسول ہیں؟ تو اس پر ان کے سردار نے کہا کہ عمر نے تم کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھا ہے تو بتا دو۔ تو انہوں نے کہا کہ تم ہمارے سردار ہو تم ہی انہیں بتا دو۔ تو ان کے سردار نے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے کہا کہ تم تو ان سب سے زیادہ ہلاکت کے سزاوار ہو۔ اگر تم جانتے ہو کہ وہ اللہ کے رسول ہیں پھر بھی ان کی پیروی نہیں کرتے۔ اس پر یہود نے کہا کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہمارا دشمن ہے اور ایک دوست ہے۔ تو میں نے پوچھا کہ تمہارا دشمن کون ہے اور دوست کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا دشمن جبریل فرشتہ ہے جو درشتی اور سختی کا فرشتہ ہے۔ تو میں نے پوچھا کہ تمہارا دوست اور سلامتی کا کونسا فرشتہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ میکائیل ہے جو ہمدردی، نرمی اور آسانیاں فراہم کرنے والا فرشتہ ہے۔

میں نے کہا کہ پھر تو میں اس بات کا گواہ ہوں کہ جبریل کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ میکائیل کے دوستوں سے دشمنی کرے اور نہ ہی میکائیل کے لئے یہ حلال اور جائز ہے کہ جبرئیل کے دشمنوں سے دوستی کرے۔ کیونکہ وہ دونوں اکٹھے ہیں اور ان کے ساتھ جو دوسرے ہیں وہ جن کے دشمن ہوتے ہیں، سب دشمن ہوتے ہیں اور جن کے دوست ہوتے ہیں سب دوست ہیں۔ اس کے بعد میں وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور جس جھونپڑی میں رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے تھے، میں بھی داخل ہوا۔ آپ ﷺ نے میرا استقبال کیا اور فرمایا اے ابن الخطاب، کیا میں تمہیں دو آیات نہ پڑھ سناؤں جو مجھ پر (تھوڑی دیر) پہلے نازل ہوئی ہیں۔ میں نے عرض کی: جی ہاں، کیوں نہیں۔ تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: **قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهٗ** تا **وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفَاسِقُوْنَ**

میں نے عرض کیا:

اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ ﷺ کو نبی بنا کر مبعوث کیا۔ میں صرف آپ ﷺ کو یہود کی بات بتانے آیا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو خدائے لطیف وخبیر نے مجھے پہلے ہی مطلع کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے دین کے مقابلے میں پتھر سے زیادہ سخت دیکھ لیا ہے۔

۴۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فدک کے یہود یا احبار یعنی علماء میں سے ایک نے جسے عبداللہ بن صوریا کہتے تھے، رسول اللہ ﷺ سے حجت بازی کی اور آپ ﷺ سے بہت سے سوالات کئے۔ جب بحث کا رخ اس کے خلاف ہوا تو اس نے پوچھا کہ آپ (ﷺ) کے پاس کونسا فرشتہ آسمان سے آتا ہے تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ جبرئیل۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا پیغمبر مبعوث نہیں کیا کہ جس کا وہ جبرئیل دوست اور ولی نہ ہو۔ یہودی عالم نے کہا کہ فرشتوں میں وہی ہمارا دشمن ہے۔ اگر اس کے بدلے آپ (ﷺ) کے پاس میکائیل آتا تو ہم آپ (ﷺ) پر ایمان لے آتے۔ جبرئیل تو عذاب، قتال اور سختی نازل کرتا ہے۔ اس نے ہمارے ساتھ بہت مرتبہ دشمنی کی ہے اور یہ بات ہم پر سخت ترین تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی پر یہ بات نازل کی کہ بخت نصر نامی شخص کے ہاتھوں بیت المقدس برباد و ویران کر دیا جائے گا اور ہمیں اس وقت کی بھی خبر دی کہ جس گھڑی وہ یہ خرابی کرے گا۔ چنانچہ جب یہ مقررہ وقت آیا تو ہم نے بنی اسرائیل کے قوی اور طاقتور آدمیوں میں سے ایک شخص کو بخت نصر کی تلاش میں بھیجا تاکہ وہ اسے قتل کرے۔ یہ شخص بخت نصر کی تلاش میں چل پڑا، حتیٰ کہ وہ اسے بابل کے مقام پر ایک مسکین لڑکے کی شکل میں ملا۔ جس میں کوئی طاقت اور قوت نہ تھی۔ ہمارے ساتھی نے قتل کرنے کے لئے اسے پکڑ لیا تو جبرئیل نے اسے ہٹا دیا اور ہمارے آدمی سے کہا کہ اگر تمہارے رب نے ہی تمہاری ہلاکت کا حکم دے دیا ہو تو پھر تم اس پر غلبہ نہیں پا سکتے اور اگر ایسی بات نہ ہو تو تم اسے کس لئے قتل کرو گے۔ ہمارے ساتھی نے اس بات کو سچ سمجھ لیا اور وہ ہمارے پاس لوٹ آیا۔ بخت نصر بڑا ہوا اور زور آور و مضبوط ہو گیا۔ اس نے ہم پر حملہ کیا اور بیت المقدس ویران اور برباد کر دیا۔ ہم اس لئے جبرئیل کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۴۲۔ مقاتل کا قول ہے کہ یہود نے کہا کہ: بلاشبہ جبرئیل ہمارا دشمن ہے، کیونکہ اسے اس بات کا حکم ملا کہ نبوت ہم میں اتارے، اس نے اسے دوسروں پر اتارا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْكَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ (۹۹)

اور ہم نے تمہارے پاس سلجھی ہوئی آیتیں ارسال فرمائی ہیں۔

۴۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت ابن صوریا کے رسول اللہ ﷺ سے اس سوال کا جواب ہے کہ اے محمد، تم کوئی ایسی چیز ہمارے پاس نہیں لائے جسے ہم جانتے ہوں اور اللہ نے اس سے

متعلق آپ ﷺ پر کوئی آیت نازل نہیں کی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ (۱۰۲)

اور ان (ہزلیات) کے پیچھے لگ گئے جو سلیمان کے عہد سلطنت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے۔

۴۳۔ ہمیں محمد بن عبدالعزیز القنطری نے، اسے ابوالفضل الحدادی نے، اسے ابو یزید الخالدی نے، اسے اسحاق بن ابراہیم نے، اسے جریر نے، اسے حصین بن عبدالرحمٰن نے بحوالہ عمران بن الحارث بتایا کہ ہم ابن عباسؓ سے سن رہے تھے، جب انہوں نے کہا کہ شیاطین آسمان سے چوری چھپے خبریں اچک لاتے تھے، کوئی شیطان سچی خبر اچک لاتا تو جب اس سے کسی ایک خبر کے سچ ہونے کا تجربہ ہوتا تو وہ ستر جھوٹ اس کے ساتھ ملا دیتا ہے اور لوگوں کے دلوں کو رجھاتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس بات کی اطلاع ہو گئی تو انہوں نے اسے اپنے تخت کے نیچے دفن کر دیا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام وفات پا گئے تو ایک شیطان راستے میں کھڑا ہو گیا اور اس نے (لوگوں سے) کہا کہ کیا میں تم لوگوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے چھپے ہوئے خزانے کی خبر نہ دوں کہ اس جیسا اور کوئی خزانہ نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں ضرور بتاؤ۔ شیطان نے ان سے کہا کہ وہ خزانہ تخت کے نیچے دفن ہے۔ لوگوں نے اسے نکال لیا اور کہا کہ یہ جادو ہے۔ نسل در نسل لوگوں نے اسے ایک دوسرے کو لکھایا اور پڑھایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کی معذرت اور برأت نازل کی کہ:

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ

۴۴۔ الکلبی کا قول ہے کہ شیطانوں نے سحر، جادو اور کرشمے آصف کی زبان سے منسوب کر کے لکھے۔ یہی کچھ آصف بن برخیا نے سلیمان بادشاہ کو سکھائے۔ پھر انہوں نے اسے سلیمان کی جائے نماز کے نیچے دفن کر دیا۔ یہ اس وقت ہوا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت چھین لی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کی خبر نہ ہوئی۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام فوت ہوئے تو لوگوں نے اس سحر کو نکال لیا۔ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے تمہاری ملکیت میں دے دیا ہے۔ اسے سیکھو۔ البتہ بنی اسرائیل کے علماء نے کہا کہ خدا کی پناہ یہ سحر حضرت سلیمان علیہ السلام کا علم نہیں ہو سکتا۔ لیکن نادان اور شعلہ مزاج لوگوں نے کہا کہ یہ علم سلیمان ہے اور وہ اسے سیکھنے کے درپے ہو گئے۔ ان لوگوں نے اپنے نبیوں کی کتابوں کے ماننے سے انکار کر دیا۔ اور سلیمان علیہ السلام پر تہمت لگتی رہی۔ ان لوگوں کی یہ حالت حضرت محمد ﷺ کی بعثت تک برقرار رہی۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی زبانی حضرت

سلیمان علیہ السلام کی معذرت اور برأت نازل کی اور فرمایا:

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ (الآیة)

۴۵۔ سعید بن العباس القرشی نے لکھ کر ہمیں خبر دی کہ الفضل بن زکریا نے انہیں احمد بن نجدہ کے حوالے سے بتایا۔ احمد بن نجدہ نے کہا کہ ہمیں سعید بن منصور نے، اسے عتاب بن بشیر نے خبر دی کہ انہیں خصیب نے بتایا کہ جب کوئی پودا اگتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس سے پوچھتے کہ تم کس مرض کی دوا ہو تو وہ پودا آپ کو بتاتا کہ میں فلاں فلاں مرض کے لئے دوا ہوں۔ پس جب خرنوب پودا اگا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ تم کس مرض کے لئے ہو تو اس نے کہا کہ میں تمہاری مسجد کو خراب اور برباد کرنے کے لئے ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا تم مسجد مجھ کو ویران اور خراب کرو گے تو اس نے جواب دیا کہ ہاں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تو بہت برا پودا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جلد ہی وفات پا گئے۔ لوگوں نے اپنے مریضوں کے بارے میں کہنا شروع کیا کہ کاش ہم میں کوئی حضرت سلیمان علیہ السلام جیسا ہوتا۔ شیطانوں کے کانوں میں یہ بات پڑی تو انہوں نے ایک کتاب لکھی اور اسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی جائے نماز میں رکھ دیا اور کہا کہ ہم تمہیں بتائیں گے کہ حضرت سلیمان کس چیز سے علاج کرتے تھے۔ لوگ چل پڑے۔ انہوں نے یہ کتاب نکال لی۔ اس کتاب میں جادو اور منتر لکھے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

واتبعوا ماتتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان تا فلا تکفر..... الآیۃ نازل کی

۴۶۔ بلسدی کا قول ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں لوگ سحر اور جادو لکھتے تھے۔ پھر وہ اسی کام میں مشغول ہو گئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کتابیں ضبط کر لیں اور انہیں ایک صندوق میں ڈال دیا اور اسے اپنے تخت کے نیچے دفن کر دیا اور لوگوں کو اس کے نکالنے سے منع کر دیا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے وفات پائی اور جن لوگوں کو ان کے کتابیں دفن کرنے کا علم تھا وہ گزر گئے تو شیطان انسانی صورت میں بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں کے پاس آیا اور ان سے کہا: کیا میں تمہیں ایسے خزانے کا پتہ نہ بتاؤں جسے تم کبھی بھی کھا کر ختم نہ کر سکو گے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں ضرور بتائیے۔ تو شیطان نے ان سے کہا کہ تخت کے نیچے کھودو۔ چنانچہ انہوں نے وہاں کھدائی کی اور وہ کتابیں پا لیں۔ جب لوگوں نے کتابیں نکال لیں تو شیطان نے ان سے کہا کہ حضرت سلیمان انہی کتابوں کے ذریعے جن، انسان، شیاطین اور پرندوں کو قابو کر لیا کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کے لوگوں نے یہ کتابیں لے لیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہودیوں میں ہی جادوگر اور سحر کی کثرت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کام سے بری قرار دیا اور یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا ......(۱۰۴)

(اے اہل ایمان (گفتگو کے وقت پیغمبر خدا سے) راعنا نہ کہا کرو۔

۴۷۔عطاء کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ عرب دوران گفتگو یہ کلمہ یعنی "راعنا" استعمال کرتے تھے۔جب یہود نے مسلمانوں کو اپنے نبی سے یہ کلمہ کہتے سنا تو انہیں یہ بہت پسند آیا۔یہودیوں کے کلام میں "راعنا" کہنا بہت بُری گالی تھی۔تو انہوں نے کہا ہم محمد کو خفیہ طور پر گالیاں دیا کرتے تھے۔اب وہ یہ کلمہ کہہ کر حضرت محمد کو علی الاعلان گالی دینے لگے۔چنانچہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آتے تھے اور "راعنا" کہہ کر ہنس دیتے تھے۔انصار میں سے ایک نے اس شرارت کو بھانپ لیا۔وہ حضرت سعد بن عبادہ تھے، جو یہود کی زبان جانتے تھے۔انہوں نے یہود سے کہا کہ اے اللہ کے دشمنو، تم پر اللہ کی لعنت ہو۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے۔اگر میں نے تمہارے کسی آدمی کے منہ سے یہ کلمہ سنا تو میں اس کی گردن اڑادوں گا۔تو یہود نے ان سے کہا کہ کیا تم خود یہ کلمہ ان سے نہیں کہتے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

یاایھا الذین اٰمنوا لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا. (الاٰیۃ)

قول خداوندی :

مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ ......(۱۰۵)

جو لوگ کافر ہیں اہل کتاب یا مشرک وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے۔

۴۸۔مفسرین کا قول ہے کہ مسلمان جب اپنے یہود حلیفوں سے کہتے کہ محمد ﷺ پر ایمان لاؤ تو وہ جواب دیتے کہ جس بات کی طرف تم ہمیں دعوت دیتے ہو،اس سے وہ بہتر ہے جس پر ہم قائم ہیں۔اگر تمہاری دعوت اس سے بہتر ہوتی تو ہم اسے ضرور پسند کرتے۔تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بات اور ان کے موقف کی تردید وتکذیب کے لئے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی ہے:

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِھَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَا.. (۱۰۶)

ہم جس آیت کو منسوخ کردیتے ہیں یا اسے فراموش کرادیتے ہیں تو اس سے بہتر بھیج دیتے ہیں.....

۴۹۔مفسرین کا قول ہے کہ مشرکین کا کہنا تھا کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ محمد ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو

کسی بات کا حکم دیتے ہیں پھر انہیں اس سے منع کرتے ہیں اور اس کے خلاف کوئی اور حکم دیتے ہیں۔ وہ آج ایک بات کرتے ہیں تو کل اس سے رجوع کر لیتے ہیں۔ یہ قرآن تو محض محمد ﷺ کا اپنا کلام ہے جو وہ اپنی طرف سے کہتے ہیں۔ یہ ایسا کلام ہے جس کا ہر ایک حصہ دوسرے حصے کی تنسیخ کرتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ (الاٰية)

اور یہ آیت بھی نازل کی:

مَانَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْنُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْمِثْلِهَا (الاٰية)

قول خداوندی ہے:

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ ..... (الاٰية. ۱۰۸)

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے پیغمبر سے اسی طرح کے سوال کرو......

۵۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن امیہ اور قریش کے ایک خاندان کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ "اے محمد ہمارے لئے صفا پہاڑ کو سونے کا بنا دے اور ہمارے لئے مکہ کی سرزمین وسیع کر دے اور اس میں خوب نہریں بہا دے تو ہم آپ (ﷺ) پر ایمان لے آئیں گے۔" اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

مفسرین کا یہ قول بھی ہے کہ یہود اور مشرکین کے دوسرے لوگ رسول اللہ ﷺ سے یہ مطالبات کرتے رہتے۔ کوئی کہتا کہ ہمیں آسمان سے یکبارگی ایک کتاب لا دو، جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا اور کہنے والا کون تھا۔ وہ عبداللہ ابن امیہ مخزومی تھا کہ ہمیں آسمان سے ایسی کتاب لا دو جس میں "من رب العالمین الی ابن ابی امیہ" یعنی رب العالمین کی جانب سے ابن امیہ کی طرف" لکھا ہو تو میں یقین کر لوں گا کہ محمد ﷺ کو لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے، اور کوئی یہ کہتا کہ:

لن نؤمن لک او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ (الاٰية. ۱۰۹)

بہت سے اہل کتاب اپنے دل کی جلن سے یہ چاہتے ہیں ...

۵۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت یہود کے ان آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جنہوں نے غزوۂ احد کے بعد مسلمانوں سے کہا تھا کہ کیا تم نہیں دیکھتے جو تکلیف تمہیں پہنچی ہے۔

اگر تم حق پر ہوتے تو تم شکست نہ کھاتے۔ ہمارے دین کی طرف لوٹ آؤ، یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ یہ خبر ہمیں الحسن بن محمد الفارسی اور محمد بن عبداللہ الفضل نے دی۔

۵۲۔ احمد بن محمد (ابن الحسن) نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے ابوالیمان نے اور اسے شعیب نے الزہری سے ہمیں خبر دی۔ الزہری نے بتایا کہ مجھے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے اپنے والد کے حوالے سے خبر دی کہ کعب بن اشرف یہودی شاعر تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ کی ہجو کرتا تھا اور اپنے اشعار میں کفار قریش کو بھڑکاتا تھا۔ مشرک اور مدینہ کے یہود نبی کریم ﷺ کے مدینہ تشریف لانے پر نبی کریم ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سخت اذیتیں دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس پر صبر کرنے اور ان سے درگزر کرنے کی تلقین کی۔ انہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ تا فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا ۔۔۔۔ الآیۃ نازل ہوئی۔

قول خداوندی ہے:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ...... (۱۱۳)

اور یہودی کہتے ہیں کہ عیسائی رستے پر نہیں ۔۔۔ (الآیۃ)

۵۳۔ یہ آیت مدینہ کے یہود اور نجران کے نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی۔ شان نزول یہ ہے کہ جب نجران کے نصاریٰ کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو ان کے پاس یہود کے احبار آئے اور انہوں نے آپس میں مناظرہ شروع کر دیا۔ یہاں تک ان کی آوازیں بلند ہوئیں۔ یہود نے کہا کہ تم دین کے اعتبار سے کسی چیز پر نہیں ہو۔ یعنی تمہاری کوئی دینی حیثیت نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ نصاریٰ نے ان سے کہا کہ دین میں تمہاری کوئی حیثیت اور حقیقت نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تورات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ (الآیۃ۔ ۱۱۴)

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو خدا کی مسجدوں میں خدا کے نام کا ذکر کئے جانے کو منع کرے۔

۵۴۔ یہ آیت طَطُوس رومی اور اس کے نصرانی ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ انہوں نے بنی اسرائیل پر حملہ کر دیا، ان کے جنگجو آدمیوں کو قتل کر دیا اور ان کی عورتوں کو قید کرلیا۔ تورات کو جلا دیا اور بیت المقدس کو ویران کر دیا اور اس میں مردار ڈال دیا۔

الکلبی کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کا یہ مطلب ہے۔

۵۵۔قتادہ (اور السدی) کا قول ہے کہ یہ واقعہ بخت نصر اور اس کے ساتھیوں کا ہے، جنہوں نے یہود پر حملہ کیا اور بیت المقدس کو ویران کیا۔ اہل روم کے نصاریٰ نے اس کام میں ان کی مدد کی۔

۵۶۔عطاء کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت اہل مکہ کے مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مسلمانوں کو مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ میں اللہ کا ذکر کرنے سے منع کرتے تھے۔

قول خداوندی :

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ .... (۱۱۵)

اور مشرق اور مغرب سب اللہ ہی کا ہے۔

۵۷۔اس آیت کے شان نزول میں اختلاف ہے۔ ہمیں ابو منصور المنصوری نے، اسے علی بن عمرو الحافظ نے، اسے ابو محمد اسماعیل بن علی بن شعیب العصری نے، اسے احمد بن عبید اللہ بن الحسن العنبری نے خبر دی۔ العنبری نے کہا کہ میں نے اپنے والد کی کتاب میں پایا کہ ہمیں عبد الملک العرزمی نے عطاء بن ابی رباح سے بحوالہ جابر بن عبد اللہ خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ یعنی فوجی دستہ روانہ کیا اور میں اس میں شامل تھا۔ ہم پر تاریکی چھا گئی۔ جس کے باعث ہمیں قبلے کا پتہ نہ چلا۔ ہم میں سے ایک جماعت نے کہا کہ ہمیں قبلے کا پتہ چل گیا۔ یہ رہا شمال۔ چنانچہ انہوں نے نماز ادا کی اور اطراف مقرر کرنے کے لیے خط کھینچ دیے۔ ہمارے بعض آدمیوں نے کہا کہ یہ رہا قبلہ جو جنوب کی سمت ہے۔ چنانچہ انہوں نے (اس طرف) نماز پڑھی اور قبلہ کے سمت کے خط کھینچ دیے۔ جب اگلی صبح ہوئی اور سورج طلوع ہوا تو یہ سارے خطوط قبلہ کے خلاف سمت میں پائے گئے۔ جب ہم نے اس سفر سے کوچ کیا تو ہم نے اس سلسلے میں نبی اکرم ﷺ سے پوچھا۔ آپ ﷺ نے سکوت فرمایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ الآیۃ نازل کی

۵۸۔ہمیں ابو منصور نے، اسے علی نے، اسے یحییٰ بن صاعد نے، اسے محمد بن اسماعیل الاحمسی نے، اسے اشعث السمان نے، اسے عاصم بن عبید اللہ نے، بحوالہ عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ اور اس نے اپنے والد کے واسطے سے خبر دی کہ "ہم ایک سفر میں ایک تاریک رات میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ ہمیں قبلہ کا پتہ نہیں چلا کہ کس طرف ہے۔ ہم میں سے ہر شخص نے اپنے اندازے کے مطابق نماز ادا کی۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے اس بات کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو اس وقت "فاینما تولوا فثم وجہ اللہ" آیت نازل ہوئی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ آیت نفل نماز کی ادائیگی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۵۹۔ ہمیں ابوالقاسم بن عبدان نے، اسے محمد بن عبداللہ الحافظ نے، اسے محمد بن یعقوب نے، اسے ابوالبختری عبداللہ بن محمد بن شاکر نے، اسے ابواسامہ نے بحوالہ عبدالملک بن سلیمان، اس نے بحوالہ سعید بن جبیر اور اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے خبر دی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نفلی نماز میں تم اس طرف منہ کر کے نماز پڑھو جس طرف تمہاری سواری مڑے۔

۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عطاء کی روایت میں کہا کہ نجاشی کے وفات پانے پر جبریل امین نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ نجاشی فوت ہو گیا۔ اس کا نماز جنازہ پڑھئے۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ ان کی صف بندی کی۔ پھر آپ ﷺ آگے بڑھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نجاشی پر نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ وہ فوت ہو گیا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کی۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کے لئے دعائے مغفرت کی۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے دل میں کہا کہ ہم اس شخص کی نماز جنازہ کیسے پڑھیں جو ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھتا تھا۔ نجاشی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا تھا۔ اس کی موت اسی حالت میں واقع ہوئی جبکہ کعبہ تبدیل ہو چکا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ...... الایۃ نازل کی۔

۶۱۔ قتادہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ آیت "وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ" ہے۔ یہ عطاء الخراسانی کی روایت میں حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ قرآن میں سب سے پہلا نسخ قبلہ کی سمت ہے۔ قول خداوندی ہے:

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ

رسول اللہ ﷺ نے خانہ کعبہ کو چھوڑ کر بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو بیت العتیق یعنی خانہ کعبہ کی طرف پھیر دیا۔

۶۲۔ علی بن ابی طلحہ الوالبی نے ایک روایت میں کہا کہ "جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ شریف ہجرت کی، یہاں یہود کی اکثریت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ اس سے یہود خوش ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے دس ماہ سے کچھ اوپر عرصہ تک بیت المقدس کو قبلہ بنائے رکھا۔ رسول اللہ ﷺ قبلہ ابراہیم پسند کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس طرف یعنی قبلہ ابراہیمی کی طرف پھیرا تو یہود اس میں متردد ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو کس چیز نے سابقہ قبلہ کی طرف سے دوسری طرف پھیر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ

قول خداوندی

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا...... (۱۱۶)

اور یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ خدا اولاد رکھتا ہے

۶۳۔ یہ آیت ان یہود کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے کہا کہ حضرت عزیز اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور نجران کے نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے کہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ نیز ان مشرکین عرب کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے کہا کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

قول خداوندی :

وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ...... (۱۱۹)

اور اہل دوزخ کے بارے میں تم سے پوچھ پرسش نہیں ہوگی۔

۶۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لیت شعری ما فعل ابوای

کاش میں جانتا کہ میرے والدین نے کیا کیا؟

اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس آیت کو یوں بھی پڑھا گیا:

وَلَا تَسْأَلْ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ

اس میں تسأل کا لام مجزوم ہے۔ یعنی اہل دوزخ کے بارے میں مت پوچھئے۔

۶۵۔ مقاتل کا قول ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ یہود پر اپنا عذاب نازل کرتا تو وہ ایمان لاتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا تُسْأَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ

اہل دوزخ کے بارے میں آپ سے نہیں پوچھا جائے گا۔

قول خداوندی

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى...... الآیۃ (۱۲۰)

اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی۔

مفسرین کا قول ہے کہ یہود نبی علیہ السلام سے جنگ بندی کا مطالبہ کرتے تھے اور آپ ﷺ سے

یہ طمع رکھتے تھے کہ اگر آپ ﷺ ان کے ساتھ جنگ بندی کریں اور انہیں مہلت دیں تو وہ آپ ﷺ کی پیروی کریں گے اور آپ ﷺ کے ساتھ موافقت کریں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۶۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت قبلہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ مدینہ شریف کے یہود اور نجران کے نصاریٰ کو یہ توقع اور خواہش تھی کہ نبی علیہ السلام ان کے قبلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے قبلہ خانہ کعبہ کی طرف پھیر دیا تو یہ بات ان پر شاق گزری اور انہیں اس بات سے مایوسی ہوئی کہ آپ ﷺ دین کے معاملے میں ان کے ساتھ موافقت کریں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ...... (۱۲۱)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب عنایت کی ہے وہ اس کو ایسا پڑھتے ہیں جیسا اس کے پڑھنے کا حق ہے۔

۶۷۔ عطاء اور الکلبی کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت ان کشتی سواروں کے بارے میں نازل ہوئی جو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سرزمین حبشہ سے آئے تھے۔ ان میں چالیس آدمی حبشہ اور شام کے لوگ تھے۔

۶۸۔ ضحاک کا قول ہے کہ یہ آیت یہود میں سے ایمان لانے والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ قتادہ اور عکرمہ کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت محمد ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی۔

قول خداوندی :

اَمْ کُنْتُمْ شُھَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ...... (الآیۃ ۱۳۳)

بھلا جس وقت یعقوب وفات پانے لگے تو تم اس وقت موجود تھے۔

۶۹۔ یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جس روز فوت ہوئے تھے، انہوں نے اپنے بیٹوں کو یہودیت پر قائم رہنے کی وصیت کی تھی۔

قول خداوندی :

وَقَالُوْا کُوْنُوْا ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی تَھْتَدُوْا ...... (۱۳۵)

اور (یہودی اور عیسائی) کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ تو سیدھے راستے پر

لگ جاؤ۔

۷۰۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت مدینہ کے یہود کے سرداروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جن کے نام کعب بن الاشرف، مالک بن الصیف (اور وہب بن یہوذا) اور ابو یاسر بن اخطب تھے اور نجران کے نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے دین کے معاملے میں مسلمانوں کے ساتھ جھگڑا کیا تھا۔ ہر فرقہ کا خیال اور زعم تھا کہ وہ دوسروں سے حق تعالیٰ کے دین کا زیادہ حقدار ہے۔ یہود کا کہنا تھا کہ ہمارے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام تمام انبیاء سے افضل ہیں اور ہماری کتاب تورات تمام کتابوں سے افضل ہے اور ہمارا دین تمام دینوں سے افضل ہے۔ ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، انجیل، حضرت محمد ﷺ اور قرآن کو ماننے سے انکار کردیا۔

نصاریٰ نے کہا کہ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام انبیاء سے افضل ہیں اور ہماری کتاب انجیل تمام کتابوں سے افضل ہے۔ ہمارا دین تمام ادیان سے افضل ہے۔ انہوں نے حضرت محمد ﷺ اور قرآن کو ماننے سے انکار کردیا۔ ان میں سے ہر ایک فرقے نے مسلمانوں سے کہا کہ تم ہمارے دین کو قبول کرلو، اس کے سوا اور کوئی دین (قابل اعتبار) نہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو اپنے دین کی طرف آنے کی دعوت دی۔

قول خداوندی :

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ......(۱۳۸)

(کہہ دو کہ ہم نے) خدا کا رنگ (اختیار کرلیا ہے) اور خدا سے بہتر رنگ کس کا ہوسکتا ہے۔

۷۱۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نصاریٰ میں جب کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو سات دن گزرنے پر اسے ایک مخصوص پانی سے رنگتے تھے۔ اس پانی کو المعمودی کہا جاتا تھا، تاکہ اس پانی سے اس بچے کو پاک کیا جائے۔ وہ کہتے تھے کہ یہ طہارت ختنے کا بدل ہے۔ جب وہ یہ کام کرچکتے تو (کہتے کہ اب) یہ بچہ حقیقت میں نصرانی بن گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

سَیَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ...... (الاٰیۃ ۱۴۲)

احمق لوگ کہیں گے......

یہ آیت تحویل قبلہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

۷۲۔ہمیں محمد بن احمد بن جعفر نے، اسے زاہر بن احمد نے، اسے الحسن بن محمد بن مصعب نے،

اسے یحییٰ بن حکیم نے ، اسے عبداللہ بن رجا اور اسرائیل نے بحوالہ ابواسحاق اور اس نے بحوالہ البراء خبر دی۔ ابراء نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو انہوں نے سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ وہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے "قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ" نازل کی۔ لوگوں میں سے نادان لوگوں نے کہا اور یہ کہنے والے یہود تھے کہ ان کو یعنی مسلمانوں کو اس قبلے سے کس چیز نے پھیرا، جس قبلے پر وہ پہلے قائم تھے۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے "قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ" آخر تک آیت نازل کی۔ اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن رجاء سے روایت کیا۔

قول خداوندی :

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ...... (۱۴۳)

اور خدا ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان کو یونہی کھو دے .....

۴۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے الکلبی کی روایت میں کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جن کی وفات قبلہ اولیٰ کے دوران ہوئی تھی۔ ان میں اسعد بن زرارہ اور بنو نجار کے ابوامامہ، البراء بن معرور، بنو مسلمہ کے اور کچھ دوسرے لوگ تھے۔ ان کے خاندان والے آپ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے بھائی اس حالت میں وفات پا گئے کہ وہ قبلہ اولیٰ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو قبلہ ابراہیم کی طرف موڑا۔ ہمارے بھائیوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ...... (الآیۃ)

پھر فرمایا:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ

(اے محمد) ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے کہا کہ میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہود کے قبلے سے دوسرے قبلے کی طرف پھیر دے۔ اس سے مراد آپ ﷺ کی خانہ کعبہ تھی۔ کیونکہ وہ قبلہ ابراہیمی تھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا کہ میں آپ ﷺ ہی کی طرح کا ایک بندہ ہوں۔ میرے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ آپ ﷺ کو قبلہ ابراہیمی کی طرف پھیر دے۔ پھر جبریل علیہ السلام پرواز کر گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ہمیشہ آسمان کی طرف نظریں لگائے رہتے اور امید رکھتے کہ کب حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کی دعا کی

اجابت نے کرآتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۴۷۔ ہمیں ابو منصور محمد بن محمد المنصوری نے، اسے علی بن عمر الحافظ نے، اسے عبدالوہاب بن عیسیٰ نے، اسے ابو ہشام الرفاعی نے، اسے ابوبکر بن عیاش نے اور ابواسحاق نے حضرت البراء سے خبر دی۔ البراء نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے مدینہ شریف تشریف لانے کے بعد سولہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں ادا کیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی کی خواہش کا علم ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا (الآیۃ)

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ بحوالہ ابی الاحوص روایت کیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ابونعیم بحوالہ زہیر روایت کیا۔ دونوں راویوں نے ابواسحاق سے روایت کیا۔

قول خداوندی :

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ (الآیۃ ۱۴۶)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (پیغمبر آخر الزماں) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں۔

۷۵۔ یہ آیت اہل کتاب میں سے ایمان لانے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس سے مراد عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ہیں۔ یہ حضرات اپنی کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی صفات، تعریف اور ان کی بعثت کے بارے میں اس طرح جانتے تھے جس طرح ان کا کوئی آدمی اپنے بچے کو دوسرے بچوں کے درمیان پہچان لے۔ عبداللہ بن مسلم کا کہنا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو اپنے بیٹے سے بھی زیادہ جانتا پہچانتا تھا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے انسے کہا کہ اے ابن سلام، یہ کیسے ہے (کہ تم رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پہچانتے تھے) تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد حق و یقین کے ساتھ خدا کے رسول ہیں۔ اس طرح کی گواہی میں اپنے بیٹے کے بارے میں نہیں دے سکتا۔ اس لئے کہ میں یہ نہیں جانتا کہ عورتوں نے کیا کیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اے ابن سلام اللہ تمہیں کامیاب کرے اور کامیابیوں کی توفیق دے۔

قول خداوندی :

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ (الآیۃ ۱۵۴)

اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں۔

۷۶۔ یہ آیت جنگ بدر کے شہداء کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ شہداء کچھ اوپر دس آدمی

تھے۔ آٹھ انصار اور چھ مہاجر۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ لوگ اللہ کی راہ میں شہادت پانے والے کے متعلق کہتے تھے کہ فلاں شخص مرگیا اور دنیاوی نعمتوں اور لذتوں کا سلسلہ اس سے منقطع ہوگیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ (الآية ۱۵۸)

بے شک (کوہ) صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔

۷۷۔ ہمیں سعید بن محمد بن احمد الزاہد نے، اسے ابوعلی بن ابی بکر الفقیہ نے، اسے عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز نے خبر دیتے ہوئے کہا کہ مجھے مصعب بن عبداللہ الزبیری نے، اسے مالک نے بحوالہ ہشام اور اس نے اپنے والد کی وساطت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ لوگ مناۃ کا حج کیا کرتے تھے۔ مناۃ قدید کے بالمقابل تھا۔ وہ صفا اور مروہ پہاڑیوں کے درمیان طواف کرنے کے لئے دھکم پیل کرتے تھے اور ایک دوسرے کے لئے روک کا سبب بنتے تھے۔ جب اسلام آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن یوسف بحوالہ مالک روایت کیا۔

۷۸۔ ہمارے لئے ابوبکر التمیمی نے، اسے ابوالشیخ الحافظ نے، اسے ابویحییٰ الرازی نے، اسے سہل العسکری نے، اسے یحییٰ اور عبدالرحمٰن نے ہشام سے، اس نے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے والد سے روایت کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آیت انصار کے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو جاہلیت کے زمانے میں جب وہ حج کے لئے آتے تو مناۃ کے پاس آتے تھے، تو ان کے لئے صفا اور مروہ کے درمیان طواف حلال نہ تھا۔ جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرنے آئے تو انہوں نے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ بحوالہ ابواسامہ ہشام سے روایت کیا اور انہوں نے اپنے والد کے واسطے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کو روایت کیا۔

۷۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہم صفا اور مروہ کے درمیان طواف کو مکروہ سمجھتے تھے، کیونکہ دور جاہلیت میں یہ دونوں مقام قریش کے شعار تھے۔ اسلام لانے کے بعد ہم نے اسے ترک کردیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۸۰۔ عمر بن حبشی نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے (شان نزول کے) بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ تم ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ اور ان سے پوچھو،

کیونکہ وہ زندہ لوگوں میں سے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی آیات کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔ چنانچہ میں ان کے پاس آیا اور ان سے پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ صفا پہاڑی پر مرد کی شکل میں بنا ہوا ایک بت تھا اس بت کا نام اساف تھا۔ اسی طرح مروہ پہاڑی پر بھی عورت کی شکل کا بنا ہوا ایک بت تھا جسے نائلہ کہا جاتا تھا۔ اہل کتاب کے خیال کے مطابق ان دونوں نے خانہ کعبہ کے اندر زنا کا ارتکاب کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو پتھر کی شکل میں بدل کر مسخ کر دیا تھا۔ ان دونوں کو صفا اور مروہ کی دو پہاڑیوں پر رکھ دیا گیا تھا تاکہ لوگوں کو عبرت ہو۔ ایک طویل مدت گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی پوجا ہونے لگی۔ دور جاہلیت کے لوگ جب ان دو پہاڑوں کے درمیان طواف کرتے تو ان مجسموں کو چھوتے۔ جب اسلام آیا اور بت توڑ دیئے گئے تو مسلمانوں نے ان دو پہاڑیوں کے درمیان طواف کرنے کو مکروہ جانا۔ کیونکہ یہاں دو بت نصب تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

۸۱۔ السدی کا قول ہے کہ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان شیاطین ساز اور باجے بجاتے تھے۔ ان دو پہاڑوں کے درمیان بت رکھے تھے۔ ظہور اسلام کے بعد مسلمانوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) ہم صفا اور مروہ پہاڑیوں کے درمیان طواف نہیں کریں گے جو ہم دور جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔ کیونکہ یہ شرک ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۸۲۔ ہمیں منصور بن عبدالوہاب البزاز نے، اسے محمد بن احمد بن سنان نے، اسے حامد بن محمد بن شعیب نے، اسے محمد بن بکار نے، اسے اسماعیل بن زکریا نے بحوالہ عاصم، اس نے بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ خبر دی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنے سے احتراز کرتے تھے۔ یہ دونوں پہاڑیاں دور جاہلیت کا شعار تھیں اور ہم بھی ان کے طواف سے پہلو بچاتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ...... (الآية)

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد اور اس نے عاصم سے روایت کیا۔

قول خداوندی :

إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى...... (۱۵۹)

جو لوگ ہمارے حکموں اور ہدایتوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں (کسی غرض فاسد سے) چھپاتے ہیں۔

۸۳۔ یہ آیت اہل کتاب کے علماء کے بارے میں نازل ہوئی اور ان کے آیت رجم اور محمد ﷺ

کے معاملے کو چھپانے کے بارے میں نازل ہوئی۔

قول خداوندی

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الآیۃ ۔ ۱۶۴)

بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں ....

۸۴۔ ہمیں عبدالعزیز الطاہر التمیمی نے، اسے ابوعمرو بن مطر نے، اسے ابوعبداللہ الزیادی نے، اسے موسیٰ بن مسعود النہدی اور شبل نے ابن ابی نجیح اور عطاء کے حوالے سے خبر دی کہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ پر آیت "وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ" نازل ہوئی تو مکہ کے کفار قریش نے کہا کہ سب لوگوں کے لئے ایک ہی الٰہ یعنی معبود کیسے کافی ہوسکتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت "ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف اللیل والنہار" نازل کی۔

۸۵۔ ہمیں ابوبکر الاصفہانی نے، سے عبداللہ بن محمد الحافظ نے، اسے ابو یحییٰ الرازی نے، اسے سہل بن عثمان العسکری نے، اسے ابوالاحوص نے بحوالہ سعید بن مسروق، اس نے بحوالہ ابی الضحیٰ خبر دی۔ اس نے کہا: جب یہ آیت "وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ" نازل ہوئی تو مشرکوں نے تعجب کا اظہار کیا کہ ایک الٰہ، اگر نبی اکرم سچے ہیں تو ہمیں (بطور ثبوت) کوئی نشانی لا دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الآیۃ)

قول خداوندی

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا.... (۱۶۸)

لوگو جو چیزیں زمین میں حلال طیب ہیں وہ کھاؤ۔

۸۶۔ الکلبی نے ابوصالح کے حوالے سے کہا کہ یہ آیت بنو ثقیف، خزاعہ اور عامر بن صعصعہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنے اوپر کھیتی باڑی اور چوپائے حرام کر لئے تھے۔ نیز بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام اونٹنیوں کا گوشت حرام کیا تھا۔

قول خداوندی

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ .... (۱۷۴)

جو لوگ (خدا کی) کتاب سے ان (آیتوں اور ہدایتوں) کو جو اس نے نازل فرمائی ہیں چھپاتے ہیں۔

۸۷۔ الکلبی نے ابوصالح کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ

آیت رؤسائے یہود اور ان کے علماء کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جنہیں اپنے بے وقوف اور ناسمجھ پیروکاروں کی طرف سے تحفے اور ان کی ضرورت سے زائد مال ملتے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ مبعوث ہونے والا نبی انہی میں سے ہو۔ جب نبی کو دوسرے لوگوں میں مبعوث کیا گیا تو انہیں اپنی آمدنی اور اپنی سرداری کے ہاتھ سے جانے کا خوف لاحق ہوا۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی صفات وعلامات کا قصد کیا اور انہیں بدل ڈالا۔ پھر ان تبدیل شدہ صفات کو لوگوں کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ نبی آخر الزماں کی صفات یہ ہیں جو کے میں دعویٰ کرنے والے نبی میں موجود نہیں ہیں۔ نادان اور ناسمجھ لوگوں نے جب ان تبدیل شدہ صفات اور علامات کی طرف نظر کی تو انہیں حضرت محمد ﷺ کی صفات وعلامات کے خلاف پایا تو وہ آپ ﷺ کی پیروی کرنے سے دور رہنے لگے۔

قول خداوندی :

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (الآية ۱۷۷)

نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق ومغرب (کو قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کرلو۔

۸۸۔ قتادہ کا قول ہے کہ ہمیں بتایا گیا کہ ایک شخص نے اللہ کے نبی سے نیکی کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ راوی نے کہا کہ یہ شخص اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہہ کر گواہی دینے کے بعد دینی فرائض قبول کر چکا تھا۔ پھر اسی پر اس کی موت ہوئی تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى (الآية ۱۷۸)

مومنو تم کو مقتولوں کے بارے میں قصاص (یعنی خون کے بدلے خون) کا حکم دیا جاتا ہے۔

۸۹۔ الشعبی کا قول ہے کہ عرب کے دو قبیلوں کے درمیان لڑائی برپا تھی۔ ایک قبیلے کو دوسرے قبیلے پر برتری حاصل تھی تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے غلام مقتول کے بدلے تمہارے آزاد آدمی کو قصاص میں قتل کریں گے۔ اور عورت کے بدلے میں مرد کو قتل کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قول خداوندی :

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ..... (۱۸۷)

روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی عورتوں کے پاس جانا جائز کر دیا گیا۔

۹۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا الوالبی کی روایت میں یہ کہنا ہے کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ رمضان کے مہینے میں جب مسلمان عشاء کی نماز پڑھ چکتے تو ان پر عورتوں کے ساتھ مقاربت اور کھانا پینا اگلے دن اسی وقت تک کے لئے حرام ہو جاتا تھا۔ پھر بعض مسلمان رمضان شریف میں عشاء کے بعد کھانے پینے اور عورتوں سے پرہیز نہ کر سکے۔ ان مسلمانوں میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان لوگوں نے اس صورت کا یعنی اپنی بے صبری کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۹۱۔ ہمیں ابوبکر الاصفہانی نے، اسے ابوالشیخ الحافظ نے، اسے عبدالرحمن بن محمد الرازی نے، اسے سہل بن عثمان العسکری نے، اسے یحییٰ بن ابی زائدہ نے خبر دی کہ اسے اس کے والد وغیرہ نے بحوالہ ابواسحاق، اس نے بحوالہ البراء بن عازب کہا کہ مسلمان افطار کرنے کے بعد سونے کے وقت تک کھاتے پیتے اور بیویوں سے مقاربت کرتے رہتے تھے۔ لیکن جب سو جاتے تو اگلے دن اس وقت تک ایسا کوئی کام نہ کرتے تھے۔ قیس بن صرمہ انصاری روزہ دار تھے۔ افطار کے وقت وہ گھر والوں کے پاس آیا۔ اس کی بیوی کسی چیز کی تلاش میں چلی گئی۔ اس پر نیند کا غلبہ ہوا اور سو گیا۔ جب اگلے دن دوپہر کا وقت ہوا تو اس پر غشی طاری ہو گئی۔ راوی نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے پاس آئے تو وہ سو چکی تھی۔ انہوں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ تو اس پر آیت "اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ" تا "من الفجر" نازل ہوئی۔ پس اس سے مسلمان خوش ہو گئے۔

۹۲۔ ہمیں ابوعبدالرحمن بن ابی حامد نے، اسے محمد بن عبداللہ بن محمد الشیبانی نے، اسے محمد بن عبدالرحمن الدغولی نے، اسے الزعفرانی نے، اسے شبابہ نے اور اسے اسرائیل نے بحوالہ ابواسحاق، اس نے بحوالہ البراء کہا کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں جب کوئی شخص روزہ دار ہوتا تو افطار کا وقت ہونے پر کچھ کھائے پئے بغیر سو جاتا تو وہ اگلی شام تک رات دن کچھ نہ کھاتا۔ قیس بن صرمہ انصاری روزے سے تھے۔ افطار کا وقت ہوا تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ لیکن میں جاتی ہوں تمہارے لئے تلاش کر کے لاتی ہوں۔ قیس دن بھر کام کرتے رہے تھے۔ ان کی دونوں آنکھوں پر نیند چھا گئی۔ جب اس کی بیوی واپس اس کے پاس آئی اور قیس نے اپنی بیوی کو دیکھا تو وہ بولی کہ کچھ نہیں ملا۔ چنانچہ قیس نے صبح روزے سے ہی کی۔ جب دوپہر کا وقت ہوا تو اس پر غشی طاری ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ "اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ" اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم بے حد خوش ہوئے۔ اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبیداللہ بن موسیٰ کے حوالے سے اور اس نے اسرائیل کے حوالے سے روایت کیا۔

۹۳۔ ہمیں الحسن بن محمد الفارسی نے، اسے محمد بن الفضل نے، اسے احمد بن محمد بن الحسن الحافظ

نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے ہشام بن عمار نے، اسے یحییٰ بن حمزہ نے، اسے اسحاق بن ابی فروہ نے الزہری کے حوالے سے خبر دی کہ اس نے اسے قاسم بن محمد کے حوالے سے بتایا کہ جب روزے شروع ہوتے تھے تو انسان عشاء سے اگلی عشاء تک روزہ رکھتا تھا اور جب وہ سو جاتا تو اس کے بعد وہ اپنے اہل وعیال یعنی بیوی کے پاس نہیں جا سکتا تھا اور نہ ہی کچھ کھاتا پیتا تھا۔ تا آنکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور کہا کہ میں سو گیا تھا۔ انہوں نے بیوی سے مقاربت کر لی۔ اس طرح صرمہ بن انس رضی اللہ عنہ شام تک روزے سے رہے اور افطار کرنے سے پہلے سو گئے۔ لوگ سونے کے بعد کھاتے پیتے نہیں تھے۔ چنانچہ صرمہ صبح تک روزے سے بھوکے رہے۔ روزہ تھا کہ انہیں مارے ڈالا جا رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے رخصت نازل کی اور کہا:

فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ...... (الآية)

سو اس نے تم پر مہربانی کی اور تمہاری حرکات سے درگزر فرمائی۔

۹۴۔ ہمیں سعید بن محمد الزاہد نے اپنے دادا کے حوالے سے، اس نے ابو عمر الحیری سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے ابن ابی مریم سے، اس نے ابو غسان سے، اس نے ابو حازم سے بحوالہ سہل بن سعد خبر دی۔ سہل بن سعد نے کہا کہ آیت "وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود" نازل ہوئی۔ اور اس میں "من الفجر" کا حصہ نازل نہیں ہوا۔ لہذا لوگ جب روزہ رکھنا چاہتے تو ایک ادمی اپنے دونوں پاؤں میں سفید اور کالا دھاگا باندھ لیتا۔ اور تب تک کھاتا پیتا رہتا جب تک کہ یہ دھاگے الگ الگ واضح نظر نہ آتے تو اس پر "من الفجر" کا حصہ نازل ہوا۔ تو لوگوں کو پتہ چلا کہ اس سے مراد رات (کی سیاہی) اور دن (کی سفیدی) ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی مریم کے حوالے سے روایت کیا اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے محمد بن سہل بحوالہ ابن ابی مریم روایت کیا ہے۔

قول خداوندی :

وَلَا تَأْكُلُوٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (الآية. ۱۸۸)

اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔

۹۵۔ مقاتل بن حیان کا قول ہے کہ یہ آیت امرؤ القیس بن عابس الکندی اور عبدان بن اشوع الحضرمی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ یہ دونوں زمین کا مقدمہ لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس گئے۔ مقدمے میں امرؤ القیس مدعا علیہ تھا اور عبدان مدعی تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے مطابق عبدان کو اپنی زمین کی ڈگری مل گئی اور جھگڑا باقی نہ رہا۔

قول خداوندی :

يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ ...... (الآية ۱۸۹)

(اے محمد ﷺ) لوگ تم سے نئے چاند کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ گھٹتا بڑھتا کیوں ہے)۔

۹۶۔ حضرت معاذ بن جبل نے نبی کریم ﷺ سے کہا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ یہود ہمارے پاس ہجوم کر کے آتے ہیں اور چاند کے بارے میں سوالوں کی بوچھاڑ کر دیتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۹۷۔ قتادہ کا قول ہے: ہمیں بتایا گیا کہ لوگوں نے اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھا کہ یہ ہلال کیوں پیدا کیا گیا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے "قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ" کی آیت نازل کی۔

۹۸۔ الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت معاذ بن جبل اور ثعلبہ بن عنمہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ دونوں انصار میں سے تھے۔ ان دونوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا وجہ ہے کہ ہلال ظاہر ہوتا ہے اور دھاگے کی طرح ظاہر ہوتا ہے۔ پھر بڑھتا ہے، تا آنکہ بڑا ہو جاتا ہے۔ مکمل اور گول ہو جاتا ہے۔ پھر گھٹتا رہتا ہے اور باریک ہوتا جاتا ہے تا آنکہ ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسے پہلے تھا۔ یہ ایک حالت پر نہیں رہتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قول خداوندی :

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا (۱۸۹)

اور نیکی اس بات میں نہیں کہ (احرام کی حالت میں) گھروں میں ان کے پچھواڑے کی طرف سے آؤ۔

۹۹۔ ہمیں محمد بن ابراہیم المزکی نے، اسے ابو عمرو بن مطر نے، اسے ابو خلیفہ نے، اسے ابو الولید اور الحوضی نے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں شعبہ نے حدیث سنائی کہ ابو اسحاق نے اسے خبر دی۔ اس نے کہا کہ میں نے البراء (بن عازب) کو کہتے سنا کہ انصار جب حج کرتے تھے تو وہ اپنے گھروں میں پچھواڑے سے داخل ہوتے۔ دروازوں کی طرف سے داخل نہ ہوتے۔ ایک آدمی آیا، وہ دروازے کی طرف سے داخل ہوا۔ اسے یوں لگا جیسے اسے لوگوں نے عار دلائی ہو، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الولید سے روایت کیا اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بندار سے، اس نے غندر سے اور اس نے شعبہ سے روایت کیا۔

۱۰۰۔ ہمیں ابو بکر تمیمی نے، اسے ابو الشیخ نے، اسے ابو یحییٰ الرازی نے، اسے سہل بن عبید نے، اسے عبیدہ نے بحوالہ اعمش، اس نے بحوالہ ابی سفیان حضرت جابر سے ہم کو خبر دی کہ قریش حُمس یعنی غیرت

مند کہلاتے اور احرام کی حالت میں صرف وہی لوگ دروازوں کے راستے گھروں میں داخل ہو سکتے تھے۔ انصار اور تمام عرب احرام کی حالت میں دروازوں سے داخل نہیں ہوتے تھے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ باغ میں تھے کہ وہ اپنے دروازے سے نکلے۔ آپ ﷺ کے ساتھ قطبہ بن عامر انصاری بھی نکلا۔ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) قطبہ بن عامر ایک فاجر شخص ہے، وہ آپ ﷺ کے ساتھ دروازے میں سے نکلا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے آپ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا تو میں نے بھی ویسے ہی کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو احمسی ہوں۔ اس نے جواب دیا کہ میرا دین بھی وہی ہے جو آپ ﷺ کا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا

۱۰۱۔ مفسرین کا کہنا ہے کہ لوگ دورِ جاہلیت اور ابتدائے اسلام میں جب کوئی شخص حج یا عمرے کے لئے احرام باندھ لیتا تو وہ کسی چاردیواری، گھر یا مکان میں دروازے کے راستے داخل نہ ہوتا تھا۔ اگر وہ شہری ہوتا تو مکان کے پچھواڑے میں نقب لگاتا، جہاں سے وہ داخل ہوتا اور باہر نکلتا یا سیڑھی لگا کر اس پر چڑھ جاتا اور اگر وہ بدوی ہوتا تو وہ خیمہ کے یا سائبان کے پچھواڑے سے نکلتا۔ وہ جب تک دروازے سے داخل نہ ہوتا تاوقتیکہ وہ احرام نہ کھول دیتے۔ لوگ اسے دینداری سمجھتے تھے۔ الا یہ کہ وہ حمس والوں میں سے ہو۔ ان میں قریش، کنانہ، خزاعہ، ثقیف، خثعم، بنو عامر بن صعصعہ اور بنو النضر بن معاویہ قبیلے شامل تھے۔ یہ اپنے دین میں شدت کی وجہ سے حمس کہلاتے تھے۔

لوگوں کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ کسی انصاری کی گھر میں داخل ہو گئے۔ آپ ﷺ کے پیچھے ایک انصاری بھی احرام کی حالت میں دروازے سے داخل ہوا۔ لوگوں نے اسے برا سمجھا۔ اس انصاری سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تم دروازے سے کیوں داخل ہوئے جبکہ تم احرام باندھے ہوئے تھے۔ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے آپ ﷺ کو داخل ہوتے دیکھ لیا تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے داخل ہوا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو احمسی ہوں۔ اس پر انصاری نے کہا کہ اگر آپ احمسی ہیں تو میں بھی احمسی ہوں۔ ہمارا ایک ہی دین ہے۔ میں آپ کی ہدایت، شہرت اور دین پر راضی ہوا ہوں۔ یعنی میں نے آپ ﷺ کا دین قبول کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ ..... (الآية ۱۹۰)

اور جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی خدا کی راہ میں ان سے لڑو۔

۱۰۲۔ الکلبی نے ابوصالح سے بواسطہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ اس نے

کہا ہے کہ یہ آیت صلح حدیبیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔اس کا شان نزول یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو خانہ کعبہ میں جانے سے روک دیا گیا تو آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے صحابہؓ نے قربانی کے جانوروں کو حدیبیہ میں ہی ذبح کر دیا۔اس کے بعد مشرکوں نے آپ ﷺ کے ساتھ اس بات پر مصالحت کر لی کہ رسول اللہ ﷺ اس سال واپس چلے جائیں اور اگلے سال آئیں۔مشرک تین دن کے لئے مکہ خالی کر دیں گے۔رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ کا طواف کریں، نیز جو چاہیں کریں۔رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ صلح کا معاہدہ کیا۔جب اگلا سال آیا تو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے قضا شدہ عمرے کی ادائیگی کی تیاری کی۔آپ ﷺ کو اس بات کا اندیشہ ہوا کہ شاید قریش اس معاہدے کا انکار نہ کریں اور آپ ﷺ کو خانہ کعبہ میں جانے سے روک دیں اور جنگ کریں۔آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو محرم کے مہینہ میں حرم میں جنگ ناپسند تھی۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے آیت:

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ

نازل کی۔یعنی اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے یعنی قریش سے لڑو جو تمہارے خلاف قتال کریں۔

قول خداوندی :

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ ..... (الآیۃ ۱۹۴)

ادب کا مہینہ ادب کے مہینے کے مقابل ہے۔

۱۰۳۔قتادہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ذوالقعدہ میں نکلے اور جب آپ ﷺ حدیبیہ کے مقام پر تھے تو مشرکوں نے آپ ﷺ کو حرم میں داخل ہونے سے روکا تھا تو جب اگلا سال آیا تو آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اور ذوالقعدہ کے مہینے میں عمرہ ادا کیا اور مکہ میں تین رات ٹھہرے۔مشرکوں کو اس پر فخر تھا کہ انہوں نے حدیبیہ کے روز رسول اللہ ﷺ کو واپس لوٹا دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے بدلہ لیا اور یہ آیت نازل کی:

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ (الآیۃ)

قول خداوندی :

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ (الآیۃ ۱۹۵)

اور خدا کی راہ میں (مال) خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

۱۰۴۔ہمیں سعید بن محمد الزاہد نے، اسے ابو علی بن ابو بکر الفقیہ نے، اسے احمد بن الحسین بن الجنید نے، اسے عبداللہ بن ایوب نے اور ہشیم نے بحوالہ داؤد، اس نے بحوالہ الشعبی خبر دی، الشعبی نے کہا کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی۔انہوں نے اللہ کی راہ میں خرچ سے ہاتھ روک لئے تھے۔اس پر یہ

آیت نازل ہوئی۔

۱۰۴۔ ہشیم نے ان ہی اسناد کے ساتھ اسماعیل بن ابی خالد سے بحوالہ عکرمہ ہمیں یہ حدیث سنائی کہ یہ آیت اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بارے میں ہے۔

۱۰۵۔ ہمیں ابوبکر المہرجانی نے، اسے ابوعبداللہ بن بطہ نے، اسے ابوالقاسم البغوی نے، اسے ھدبہ بن خالد نے، اسے حماد بن سلمہ نے بحوالہ داؤد، الشعبی، الضحاک، ابن ابی جبیرہ خبر دی۔ ابن ابی جبیرہ نے کہا کہ انصار خوب صدقہ دیتے تھے اور دوسروں کو خوب کھلاتے تھے۔ ان کے ہاں ایک سال قحط پڑ گیا تو انہوں نے خرچ کرنے سے ہاتھ روک لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۱۰۶۔ ابومنصور البغدادی نے، اسے ابوالحسن السراج نے، اسے محمد بن عبداللہ الحضرمی نے، اسے ھدبہ نے، اسے حماد بن سلمہ نے سماک بن حرب سے، اس نے النعمان بن بشیر سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ" کے بارے میں ہمیں خبر دی کہ ایک شخص کوئی گناہ کرتا اور کہتا کہ "لایغفرلی" یعنی اللہ مجھے معاف نہ کرے تو اللہ نے یہ آیت نازل کی۔

۱۰۷۔ ہمیں ابوالقاسم بن عبدان نے، اسے محمد بن حمدویہ نے، اسے محمد بن صالح بن ہانی نے خبر دی۔ اس نے کہا کہ ہم سے احمد بن محمد بن انس القریشی نے، اسے عبداللہ بن یزید المقری نے، اسے حیوۃ بن شریح نے حدیث بیان کی۔ اس نے کہا کہ مجھے یزید بن ابی حبیب نے، اسے اسلم ابوعمران نے خبر دی کہ ہم قسطنطنیہ میں تھے، جب مصریوں پر عقبہ بن عامر الجہنی صحابی رسول ﷺ امیر مقرر تھے اور اہل شام پر فضالہ بن عبید صحابی رسول ﷺ امیر مقرر تھے تو روم سے ایک عظیم لشکر برآمد ہوا اور ہم مسلمانوں نے اس کے خلاف عظیم صف آرائی کی۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے رومی صف پر حملہ کیا، یہاں تک وہ ان کے اندر داخل ہوا، پھر وہاں سے نکل کر ہمارے پاس آیا۔ لوگوں نے بڑی بلند آواز سے کہا یا چیخ کر کہا کہ سبحان اللہ، اس شخص نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ اس پر صحابی رسول ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: اے لوگو! تم اس آیت کی غلط تاویل کر رہے ہو۔ یہ آیت تو ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو عزت بخشی اور غلبہ دیا اور اس کے مددگاروں کی کثرت ہو گئی تو ہم میں سے کچھ لوگوں نے کچھ لوگوں سے رسول اللہ ﷺ سے پوشیدہ کہا کہ ہمارے مال تو ضائع ہو گئے، اچھا ہوتا اگر ہم یہ مال سنبھال لیتے۔ یعنی اس سے سرمایہ کاری کرتے اور ضائع شدہ مال کی کمی پوری کرتے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ آیت نازل کی۔ جس میں ہمارے ارادے کی تردید کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ اس میں اللہ نے ہمیں وہ اموال خرچ کرنے کو کہا جسے ہم نے سنبھالے رکھنے اور اس سے اپنے معاملات سدھارنے کا ارادہ کیا تھا۔ اور ہمیں جہاد کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ مسلسل جہاد کرتے رہے، تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی جان قبض کر لی۔

قول خداوندی:

فَمَنْ كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ..... (۱۹۶)

اور اگر کوئی تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کسی طرح کی تکلیف ہو۔

۱۰۸۔ ہمیں الاستاذ ابو طاہر الزیادی نے، اسے ابو طاہر محمد بن الحسن المحمد اباذی نے خبر دی کہ ہمیں العباس الدوری نے، اسے عبیداللہ بن موسیٰ نے، اسے اسرائیل نے بحوالہ عبدالرحمٰن الاصفہانی، اس نے بحوالہ معقل، اس نے بحوالہ کعب بن عجرۃ یہ حدیث بیان کی۔ کعب ابن عجرۃ نے کہا کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ "فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ" اس کا شان نزول یہ ہے کہ میرے سر میں جوئیں پڑ گئی تھیں۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ حلق کراؤ اور تین دن روزے رکھ کر اس کا فدیہ ادا کرو یا قربانی کرو یا چند مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ وہ اس طرح کہ ہر مسکین کو ایک ایک صاع اناج دو۔

۱۰۹۔ ہمیں محمد بن ابراہیم المزکی نے، اسے ابو عمرو بن مطر نے املا کر کے، اسے ابو خلیفہ نے اور اسے مسدد نے بحوالہ بشر ہمیں خبر دی۔ بشر نے کہا کہ ہمیں ابن عون نے مجاہد سے، اس نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کی کہ کعب بن عجرہ نے کہا کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قریب کرو، لہذا میں دو یا تین بار آپ ﷺ کے قریب ہو گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تمہاری جوئیں تمہیں تکلیف دیتی ہیں؟ ابن عون نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اس نے جواب دیا کہ ہاں (مجھے جوئیں تکلیف دیتی ہیں) تو آپ ﷺ نے مجھے حسب استطاعت روزے رکھنے یا صدقہ کرنے یا قربانی کرنے کا حکم دیا اور (حلق کی اجازت دے دی)۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو موسیٰ سے، اس نے ابن عدی سے روایت کیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن یونس سے، اس نے ابن شہاب سے روایت کیا۔ ان دونوں راویوں نے اسے ابن عون سے روایت کیا۔

۱۱۰۔ ہمیں ابو نصر احمد بن عبداللہ المخلدی نے، اسے ابوالحسن السراج نے، اسے محمد بن یحییٰ بن سلیمان المروزی نے، اسے عاصم بن علی نے اور اس نے شعبہ سے خبر دی کہ مجھے عبدالرحمٰن بن الاصفہانی نے بتایا کہ میں نے عبداللہ بن معقل سے سنا، اس نے کہا کہ میں اس مسجد میں کعب بن عجرۃ کے پاس بیٹھا تھا۔ یعنی مسجد کوفہ میں تو میں نے اس سے اس آیت کے بارے میں پوچھا: فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ اس نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جایا گیا۔ میری حالت یہ تھی کہ میرے چہرے پر جوئیں رینگ رہی تھیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا یہ خیال نہ تھا کہ تیری تکلیف اس حد تک پہنچ گئی ہوگی۔

کیا تیرے پاس ایک بکری ہوگی؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین دن کے روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو، ہر مسکین کو نصف صاع کے حساب سے۔ یہ آیت خاص طور پر میرے بارے میں اور بالعموم تمہارے لئے ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آدم بن ابی ایاس اور ابوالولید سے روایت کیا۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بندار بحوالہ غندر روایت کیا اور سب نے اسے شعبہ سے نقل کیا ہے۔

۱۱۱۔ ہمیں ابوابراہیم اسماعیل بن ابراہیم الصوفی نے، اسے محمد بن علی الغفاری نے، اسے اسحاق بن محمد (ازسحنی) نے خبر دی اور اسحاق بن محمد نے بتایا کہ اس کو اس کے دادا نے، اسے المغیرہ الصقلانی نے، اسے عمر بن بشر المکی نے عطا اور ابن عباس کے حوالے سے بتایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم حدیبیہ میں فروکش ہوئے تو کعب بن عجرۃ کے چہرے پر اس کے سر کی جوئیں رینگ رہی تھیں۔ اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) ان جوؤں نے مجھے کھالیا، کیا میں حلق کراؤں اور اس کے بدلے میں فدیہ دوں۔ راوی نے کہا کہ کعب نے حلق کرایا اور ایک گائے کی قربانی دی تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ

ابن عباس کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روزے تین دن کے اور قربانی بکری کی اور صدقہ چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا اناج دینا ہے۔ ہر مسکین کا حصہ دو مد اناج ہوگا۔

۱۱۲۔ ہم کو محمد بن محمد المنصوری نے، اسے علی بن عمر الحافظ نے، اسے عبداللہ المجدی نے، اسے طاہر بن عیسیٰ بن اسحاق التیمی نے، اسے زہیر ابن عباد نے، اسے مصعب بن ماہان نے، اسے سفیان الثوری نے، اسے ابن ابی نجیح نے، اسے مجاہد نے، اسے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے اور اسے کعب بن عجرہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے گزرے، جس وقت وہ حدیبیہ میں ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہے تھے، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا تمہیں تمہارے سر کی جوئیں تکلیف دے رہی ہیں تو اس نے کہا کہ ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سر کا حلق کراؤ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ

آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزے تین دن کے، کھانا چھ مسکینوں اور قربانی ایک بکری کی۔ ہم کو عبداللہ

بن عباس الہروی نے خبر دی جو اس نے مجھے لکھ بھیجی اور العباس بن الفضل بن زکریا نے انہیں بحوالہ احمد بن نجدہ بحوالہ سعید بن منصور بحوالہ ابو عوانہ، بحوالہ عبدالرحمٰن بن الاصبہانی، بحوالہ عبداللہ بن معقل سنا کی۔ عبداللہ بن معقل نے کہا کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے تو کعب بن عجرۃ ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے اور کہا کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّأْسِهٖ

راوی نے پوچھا کہ تب تمہاری حالت کیا تھی؟ تو اس نے بتایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھ کر نکلے، میرے سر اور میری داڑھی میں جوئیں پڑ گئیں اور میری مونچھوں میں حتیٰ کہ میری بھنوؤں میں بھی جوئیں پڑ گئیں۔ میں نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا خیال نہیں تھا کہ تمہیں اس حد تک تکلیف ہے۔ حجام کو بلاؤ۔ لہذا حجام آ گیا اور تب رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کوئی بکری ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین دن کے روزے رکھو یا تین صاع اناج چھ مسکینوں میں تقسیم کر دو۔ کعب بن عجرۃ نے کہا کہ یہ آیت تو بطور خاص میرے بارے میں بطور عام لوگوں کے لئے نازل ہوئی ہے۔

قول خداوندی :

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى (الأية ۱۹۷)

اور زادراہ (یعنی رستے کا خرچ) ساتھ لے جاؤ کیونکہ بہتر (فائدہ) زادراہ (کا) پرہیزگاری ہے۔

۱۱۳۔ ہمیں عمرو بن عمرو المزکی نے، اسے محمد بن المکی نے، اسے محمد بن یوسف نے، اسے محمد بن اسمٰعیل نے، اسے یحییٰ بن بشیر اور شبابہ نے بحوالہ ورقاء، اس نے بحوالہ عمرو بن دینار، اس نے بحوالہ عکرمہ اور اس نے بحوالہ ابن عباس خبر دی کہ حضرت ابن عباس نے کہا کہ اہل یمن جب حج کرتے تھے تو زادراہ ساتھ لے کر نہیں نکلتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم متوکل ہیں، لیکن جب وہ مکہ پہنچتے تھے تو لوگوں سے سوال کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت :

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ..... الاية نازل کی۔

۱۱۴۔ عطاء بن ابی رباح کا قول ہے کہ آدمی (حج کے لئے) نکلتا تھا تو سارا بوجھ یعنی اخراجات وغیرہ کا بوجھ دوسروں پر ڈال دیتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى

قول خداوندی :

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ (الآية۔ ۱۹۸)

اس میں تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ (حج کے دنوں میں بذریعہ تجارت) اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو۔

۱۱۵۔ ہمیں منصور بن عبدالوہاب البزار نے، اسے ابوعمرو بن محمد بن احمد نے، اس نے الحیری نے شعیب بن علی الزراع سے، اس نے عیسیٰ بن مساور سے، اس نے مروان بن معاویہ الفزاری سے، اس نے العلاء بن المسیب سے اور اس نے ابوامامہ التیمی سے خبر دی کہ ابوامامہ نے کہا کہ میں نے ابن عمر سے پوچھا کہ ہم لوگ (دوران حج) کرایہ کشی کا کام کرتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ہمارا حج نہیں ہوتا۔ انہوں نے جواباً پوچھا کہ کیا تم لوگ تلبیہ نہیں پڑھتے؟ کیا تم لوگ صفا اور مروہ پہاڑیوں کے درمیان طواف یعنی سعی نہیں کرتے۔ کیا تم فلاں فلاں کام نہیں کرتے؟ امامہ نے جواب دیا کہ ہاں کرتے ہیں۔ اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہی سوال ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا تھا جو تم نے پوچھا ہے۔ آپ ﷺ کو معلوم نہ تھا کہ اسے کیا جواب دیں تا آنکہ یہ آیت نازل ہوئی:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ

آپ ﷺ نے اس شخص کو بلوایا اور اسے یہ آیت تلاوت کر کے سنا دی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھنے والے سے کہا کہ تم حاجی ہو، یعنی تمہارا حج ادا ہو جاتا ہے۔

۱۱۶۔ ہمیں ابوبکر التمیمی نے، اسے عبداللہ بن محمد بن خشنام نے، اسے ابویحییٰ الرازی نے، اسے سہل ابن عثمان نے، اسے یحییٰ بن ابی زائدہ نے، اسے بحوالہ ابن جریج بحوالہ عمرو بن دینار ابن عباس سے خبر دی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دور جاہلیت میں ذوالمجاز اور عکاظ لوگوں کے لئے کاروباری مرکز تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو گویا لوگوں نے اسے مکروہ جانا۔ (یعنی حج کے دنوں میں ان مراکز میں کاروبار کرنا مناسب نہ سمجھا) تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ

حج کے دوران تم پر کوئی گناہ یا حرج نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو، یعنی کاروبار کرو۔

۱۱۶م۔ مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لوگ حج کے دوران لین دین اور تجارت سے اجتناب کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ دن اللہ عزوجل کے ذکر اور یاد کے دن ہوتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ

یعنی (حج کے دوران) تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔ لہذا کاروبار کرو۔

قول خداوندی :

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ (الآیۃ۔ ۱۹۹)

پھر جہاں سے اور لوگ واپس ہوں وہیں سے تم بھی واپس ہو۔

۱۱۷۔ مذکورہ بالا اسناد کے ساتھ ہم کو التمیمی نے بحوالہ یحییٰ بن ہشام بن عروۃ، اس نے بحوالہ اپنے والد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ عرب عرفات سے روانہ ہوتے تھے اور قریش اور ان کے دین پر قائم لوگ مشعر الحرام سے روانہ ہوتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ

۱۱۸۔ ہمیں محمد بن احمد بن جعفر المزکی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن زکریا نے، اسے محمد بن عبدالرحمٰن السرخسی نے، اسے ابوبکر بن ابی خیثمہ نے، اسے حامد بن یحییٰ نے، اسے سفیان بن عیینہ نے، اسے عمرو بن دینار نے، اسے محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے خبر دی کہ عرفہ کے دن میرا ایک اونٹ گم ہو گیا۔ میں اسے تلاش کرتے عرفہ گیا تو میں نے عرفہ میں رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کے ساتھ کھڑے دیکھا۔ میں نے کہا کہ آپ ﷺ تو حمسی ہیں یہاں کیسے؟ سفیان نے کہا کہ الاحمس کا معنی اپنے دین سے شدید قسم کا لگاؤ رکھنے والا ہے۔ قریش کے لوگ الحمس کہلاتے تھے۔ ان کے پاس شیطان آیا، اس نے انہیں بہکایا کہ اگر تم اپنے حرم کے علاوہ کسی اور کے حرم کی تعظیم کرو گے تو لوگ تمہارے حرم کو بے قدر اور بے وقعت سمجھیں گے۔ لہذا وہ حرم کی حدود سے باہر نہیں جاتے تھے اور مزدلفہ میں ہی وقوف کرتے تھے۔ جب اسلام آیا تو خدائے عزوجل نے یہ آیت نازل کی:

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ

پھر تم بھی وہیں سے روانہ ہو جاؤ جہاں سے لوگ روانہ ہوتے ہیں۔ یعنی عرفہ سے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو الناقد سے بحوالہ ابن عیینہ روایت کیا ہے۔

قول خداوندی :

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ (الآیۃ۔ ۲۰۰)

پھر جب حج کے تمام ارکان پورے کر چکو تو (منیٰ میں) خدا کو یاد کرو، جس طرح

اپنے باپ دادا کو یاد کیا کرتے تھے۔

۱۱۹۔ مجاہد کا قول ہے کہ دور جاہلیت کے عرب جب حج کے موسم میں اکٹھے ہوتے تو اپنے آباؤ اجداد کے دور جاہلیت کے کارنامے بیان کرتے تھے۔ ان میں وہ تاریخی کارناموں اور اپنے نسبوں پر باہم فخر کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا

۱۲۰۔ الحسن کا قول ہے: عرب جب بات کرتے تو کہتے: تیرے باپ کی قسم۔ انہوں نے فلاں فلاں کارنامے سرانجام دیئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (الآیة۔ ۲۰۴)
اور کوئی شخص تو ایسا ہے جس کی گفتگو دنیا کی زندگی میں تم کو دلکش معلوم ہوتی ہے۔

۱۲۱۔ السدی کا قول ہے کہ یہ آیت الاخنس بن شریق الثقفی کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ بنو زہرہ قبیلے کا حلیف تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس مدینہ میں آیا اور اس نے اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ نبی کریم ﷺ اس کے اظہار اسلام سے خوش ہوئے۔ اس نے کہا کہ میں صرف اسلام قبول کرنے کی غرض سے آیا ہوں۔ اللہ جانتا ہے یا بخدا میں سچ ہوں۔ اس کے بارے میں قول خداوندی یہ ہے:

وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِىْ قَلْبِهٖ
وہ اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ بناتا ہے۔

اس کے بعد یہ شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکلا اور مسلمانوں کی ایک جماعت کی زرعی زمین اور ان کے گدھوں کے پاس سے گزرا۔ اس نے زراعت یعنی فصل کو تو آگ لگادی اور گدھوں کی کونچیں کاٹ دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ
اور جب پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے تو زمین میں دوڑتا پھرتا ہے تاکہ اس میں فتنہ انگیزی کرے اور کھیتی کو (برباد) اور (انسانوں اور حیوانوں کی) نسل کو نابود کردے۔

قول خداوندی :

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ (الآیة۔ ۲۰۷)

اور کوئی شخص ایسا ہے کہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے۔

۱۲۲۔ سعید بن المسیب کا قول ہے کہ صہیب مہاجر ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو مشرکین قریش کے کچھ لوگوں نے ان کا پیچھا کیا۔ لہٰذا وہ اپنی سواری سے نیچے اترا اور اس نے اپنے ترکش سے تیر نکال لئے اور اپنی کمان سنبھال کر کہا کہ اے قریش کے گروہ تم خوب جانتے ہو کہ میں تم سب سے بڑا تیر انداز ہوں۔ خدا کی قسم تم تب تک مجھ تک نہیں پہنچ سکتے جب تک میرے سب تیر ختم نہیں ہو جاتے۔ پھر باقی ماندہ لوگوں سے میں اپنی تلوار کے ساتھ نمٹ لوں گا۔ اس کے بعد تم جو چاہو سو کر لینا تو اس پر قریش کے گروہ نے کہا کہ تم ہمیں مکہ میں اپنے گھر اور اپنی دولت کا پتہ بتا دو تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ انہوں نے اس کے ساتھ معاہدہ کیا کہ اگر وہ انہیں اپنے گھر اور اپنی دولت کا پتہ بتا دے تو وہ اسے چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ صہیب نے ایسا ہی کیا۔ جب صہیب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا! اے ابویحییٰ تمہاری بیع کامیاب رہی، بیع کامیاب رہی اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ

۱۲۳۔ مفسرین کا قول ہے کہ مشرکوں نے صہیب رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا اور اسے تشدد کر کے عذاب دیا۔ صہیب نے ان سے کہا کہ میں بوڑھا آدمی ہوں۔ میرے تم میں سے ہونے یا دوسروں میں سے ہونے سے تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ تم میرا مال اور میری دولت لے لو اور مجھے اور میرے دین کو یعنی مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ مشرکوں نے ایسا کر لیا۔ صہیب رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ سواری اور زادراہ کی شرط بھی طے کر لی تھی۔ صہیب رضی اللہ عنہ مدینہ کے لئے نکل پڑے۔ اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ لوگوں میں موجود ملے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صہیب سے کہا کہ اے ابویحییٰ، بیع کامیاب رہی، یعنی تمہارا کیا ہوا سودا نفع کا رہا۔ صہیب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ کا سودا بھی گھاٹے کا نہ ہو۔ وہ کیا سودا ہے؟ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ نے تمہارے بارے میں فلاں آیت نازل کی اور پھر اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔

۱۲۴۔ الحسن کا قول ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ آیت اس مسلمان کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو کسی کافر سے ملے تو اسے کہے کہ کہو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ۔ اگر تم نے یہ کہہ دیا تو تمہارا مال اور تمہاری جان سلامت اور محفوظ ہے۔ اگر کافر نے انکار کر دیا تو مسلمان نے کہہ دیا کہ اللہ کی قسم میں لازماً اپنی جان کو اللہ کے لئے فروخت کر دوں گا۔ اس کے بعد وہ مسلمان آگے بڑھا اور کافر سے لڑتے ہوئے شہید ہو گیا۔

۱۲۵۔ نیز کہا گیا ہے کہ یہ آیت معروف کا حکم دینے والوں اور منکر کاموں سے روکنے والوں کے

بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ابوالخلیل کا کہنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو یہ آیت پڑھتے سنا تو اِنَّا لِلّٰهِ کہا اور کہا کہ یہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور شہید ہو۔

قول خداوندی :

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ۔۔ (۲۰۸)

مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔

۱۲۶۔ مجھے ابونعیم الاصفہانی نے خبر دی، اس نے کہا کہ ہمیں سلیمان بن احمد نے، اسے بکر بن سہل نے، اسے عبدالغنی بن سعید نے، اسے موسیٰ بن عبدالرحمٰن الصنعانی نے، اس نے بحوالہ ابن جریج: اس نے بحوالہ عطاء اور عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ یوں کہ جب وہ نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے تو وہ نبی کریم ﷺ کی شریعت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے پابند ہو گئے۔ انہوں نے اسبت یعنی ہفتے کے دن کی تعظیم کی اور اسلام لانے کے بعد بھی انہوں نے اونٹ کا گوشت اور دودھ مکروہ جانا۔ مسلمانوں کو ان کی یہ بات ناگوار ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ہم ان ان باتوں کی پابندی کریں گے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ تورات اللہ کی کتاب ہے۔ لہٰذا ہم اس پر بھی عمل کریں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ (الآیة ۲۱۴)

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یوں ہی) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے۔

۱۲۷۔ قتادہ اور السدی کا قول ہے کہ یہ آیت غزوۂ خندق کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس میں مسلمانوں کو تکلیف، تنگی اور گرمی کا سامنا کرنا پڑا۔ نیز (خوف) سردی، تنگ دستی اور طرح طرح کی دوسری تکلیفوں کو برداشت کرنا پڑا اور صورتحال اس قول خداوندی "وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ" کے مطابق کلیجے منہ کو آنے لگے تھے، والی تھی۔

۱۲۸۔ عطاء کا قول ہے: جب رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ میں داخل ہوئے تو انہیں تکلیف اور سختی کا سامنا ہوا۔ کیونکہ وہ مکہ سے بغیر مال نکلے تھے، وہ اپنے گھر اور اپنے اموال مشرکوں کے قبضے میں چھوڑ آئے تھے۔ انہوں نے اپنے گھر بار اور مال و دولت پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کو ترجیح دی تھی۔ یہود نے رسول اللہ ﷺ کے لئے عداوت کا اظہار کیا اور کچھ مالدار لوگوں نے منافقت اختیار کر لی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی دلجوئی کے لئے "اَمْ حَسِبْتُمْ" والی آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ..... (الاية ۲۱۵)

(اے محمد ﷺ) لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں) کس طرح کا مال خرچ کریں۔

۱۴۸م۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ابو صالح کی روایت میں کہنا ہے کہ یہ آیت عمرو بن الجموح الانصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ صاحب بڑے سردار اور مالدار تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم کیا صدقہ کریں اور کس پر خرچ کریں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۱۴۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بروایت عطاء کہا کہ یہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میرے پاس ایک دینار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اپنے نفس پر خرچ کر۔ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس دو دینار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اپنے اہل وعیال پر خرچ کر۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تین دینار ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اپنے خادم پر خرچ کر۔ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس چار دینار ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو اپنے والدین پر خرچ کر۔ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس پانچ دینار ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اپنے قرابت داروں پر خرچ کر۔ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس چھ دینار ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو انہیں اللہ کی راہ پر خرچ کر اور یہ سب سے اچھا مصرف ہے۔

قول خداوندی :

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ (الاية ۲۱۷)

(اے محمد!) لوگ تم سے عزت والے مہینوں میں لڑائی کرنے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔

۱۴۹م۔ ابو عبداللہ بن عبداللہ الشیرازی نے درج ذیل اسناد کے ساتھ ہمیں خبر دی: ابو الفضل محمد بن عبداللہ بن خمیرویہ الہروی، ابو الحسن علی بن محمد الخزاعی، ابوالیمان، الحکم بن نافع بحوالہ شعیب ابن ابی حمزہ بحوالہ الزہری، الزہری نے کہا کہ مجھے عروۃ بن الزبیر نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا ایک سریہ یعنی فوجی دستہ روانہ فرمایا اور اس پر عبداللہ بن جحش الاسدی کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ یہ لوگ چل پڑے۔ یہاں تک کہ نخلہ کے مقام پر جا اترے۔ انہوں نے وہاں عمرو بن الحضرمی کو قریش کے ایک تجارتی قافلے میں پایا۔ شہر حرام کا ایک دن باقی تھا۔ مسلمانوں کے درمیان تنازعہ پیدا ہوا۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ ہم اس دن کو شہر حرام کے سوا نہیں جانتے یعنی یہ دن یقیناً شہر حرام کا ہے۔ ہماری رائے میں یہ مناسب نہیں ہے کہ تم مال کی طمع میں حرام مہینے کو حلال کرلو۔ دنیاوی لالچ کرنے والوں نے آپس کے

مباحثے میں غلبہ حاصل کرلیا۔یعنی اکثریت کی رائے اس رائے کے خلاف ہوگئی۔انہوں نے ابن الحضرمی کو پکڑ کر قتل کردیا اور اس کے قافلے کو مال غنیمت کے طور پر لوٹ لیا۔اس کی اطلاع جب قریش کے کفار کو ہوئی۔یہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان مڈ بھیڑ میں ہونے والا پہلا قتل تھا۔کفار کا ایک وفد روانہ ہوا اور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا اور کہا کہ کیا آپ ﷺ شہر حرام یعنی حرام کردہ مہینے میں لڑائی کو حلال کرتے ہیں۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ

۱۳۰۔ابوبکر احمد بن محمد الحارثی نے ذیل کی اسناد سے ہم کو خبر دی: عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبدالرحمٰن ابن محمد الرازی، سہل بن عثمان، یحییٰ بن ابی زائدۃ بحوالہ محمد بن اسحاق بحوالہ الزہری۔الزہری نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحش کو مہاجرین کے کچھ لوگوں کو ساتھ دے کر بھیجا۔عبداللہ بن واقد اللیثی نے عمرو بن الحضرمی کو قتل کردیا۔یہ ماہ رجب کا آخری دن تھا۔انہوں نے دو آدمیوں کو بھی قید کرلیا اور ان کے کاروان تجارت کے اونٹ بھی ہانک کر لے گئے۔جب نبی اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع مل گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو تم کو مقدس مہینے میں قتال کا حکم نہیں دیا تھا۔قریش نے کہا کہ محمد نے مقدس مہینے کی حرمت کو پامال کردیا۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ ۖ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ

یعنی یہ لوگ تو تمہیں تمہارے ایمان لانے کے بعد اللہ کے حرم میں مبتلائے فتنہ کرتے رہے اور ان کا ایسا کرنا اس بات سے کہیں زیادہ سخت سنگین ہے کہ تم ان کے کفر کی حالت میں مقدس مہینے میں ان کے ساتھ قتال کرو۔الزھری نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے کاروان تجارت کے اونٹوں کو قبضے میں لے لیا اور قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کردیا۔جب اللہ تعالیٰ نے اس سریئے کے غم اور پریشانی کو دور کردیا تو انہیں اپنے کیے ہوئے پر اللہ سے ثواب کی توقع ہوئی۔انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ کیا ہم یہ توقع کرسکتے ہیں کہ ہم نے جہاد کیا اور ہمیں اس میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہدین کا اجر نہ ملے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا (الآية)
جولوگ ایمان لائے اور خدا کے لئے وطن چھوڑ گئے اور (کفار سے) جنگ کرتے رہے۔

۱۳۱۔مفسرین کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحش کو جو رسول اللہ ﷺ کا پھوپھی زاد تھا، جنگ بدر سے دو ماہ پہلے جمادی الآخر میں مدینہ شریف میں وارد ہونے کے سترہویں مہینے کے آخر میں روانہ

کیا اوران کے ساتھ مہاجرین کے آٹھ خاندان بھیجے۔ جن میں سعد بن ابی وقاص الزہری، عکاشہ بن محصن الاسدی، عقبہ بن غزوان السلمی، ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ، سہیل بن بیضاء، عامر بن ربیعہ، واقد بن عبداللہ اور خالد بن بکیر شامل تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے امیر عبداللہ بن جحش کو خط لکھا جس میں لکھا کہ: اللہ کے نام پر روانہ ہوجاؤ۔ اس خط کو دوروز کے سفر سے پہلے نہ کھولنا۔ جب تم دو منزل سفر کر چکو تو خط کھولو اور اسے اپنے ساتھیوں کو پڑھ کر سنادو۔ پھر میری ہدایت کے مطابق روانہ ہوجاؤ۔ اپنے کسی ساتھی کو اپنے ساتھ لے جانے پر مجبور نہ کرنا۔ چنانچہ عبداللہ نے دو دن سفر کیا، پھر پڑاؤ ڈالا اور خط کھولا۔ خط میں تحریر تھا:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم اما بعد: فسر علی برکۃ اللّٰہ بمن تبعک من اصحابک حتی تنزل بطن نخلۃ فترصد بھا عیر قریش لعلک ان تاتینا منہ بخیر

یعنی خدائے رحمٰن ورحیم کے نام سے۔ امابعد! اللہ کی برکت سے روانہ ہوجاؤ اور اپنے ساتھ اپنے ساتھیوں میں سے ان کو ساتھ لو جو ساتھ چلیں۔ وہاں جا کر قریش کے کاروان تجارت کی گھات میں رہو۔ شاید تم ہمیں اس کی اطلاع دے دو۔

جب عبداللہ نے خط دیکھ لیا تو کہا: بسروچشم، پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو خط کا مضمون بتادیا اور کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ میں تم میں سے کسی کو اپنے ساتھ چلنے پر مجبور کروں۔ وہ الفروع کے اوپر المعدن پہنچ گئے۔ سعد بن وقاص اور عتبہ بن غزوان کا اونٹ گم ہوگیا تھا۔ وہ اس اونٹ کی تلاش کررہے تھے۔ انہوں نے اپنے اونٹ کی تلاش کے لئے پیچھے رہ جانے کی اجازت چاہی۔ عبداللہ نے انہیں پیچھے رہ جانے کی اجازت دے دی اور وہ اونٹ کی تلاش کے لئے پیچھے رہ گئے۔ حضرت عبداللہ باقی ساتھیوں کے ساتھ چل دیئے تاآنکہ وہ مکہ اور طائف کے درمیان واقع بطن نخلہ میں پہنچ گئے۔ وہ اسی حالت میں تھے کہ ان کے پاس سے قریش کا وہ کاروان گزرا جو اونٹوں پر خشک میوہ، چمڑا اور طائف کا کچھ اور مال تجارت لادے ہوئے تھے۔ اس کاروان میں عمرو بن الحضرمی، الحکم بن کیسان، عثمان بن عبداللہ بن المغیرۃ، نوفل بن عبداللہ تھے۔ مؤخرالذکر دونوں مخزومی تھے۔ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو دیکھا تو ان سے خوفزدہ ہوگئے۔ عبداللہ بن جحش نے کہا کہ کاروان کے لوگ تم سے خوفزدہ ہوگئے ہیں۔ تم اپنے آدمیوں میں سے ایک آدمی کا حلق کرادو۔ جب کاروان والے اس کو سرمنڈھا دیکھیں گے تو مطمئن ہوجائیں گے اور کہیں گے کہ ہم لوگ عمرہ کرنے والے ہیں۔

چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عکاشہ کا سر مونڈھ دیا۔ پھر وہ کاروان والوں کے سامنے ہوئے۔ کاروان والوں نے کہا کہ یہ لوگ عمرہ والے ہیں۔ پریشانی والی کوئی بات نہیں ہے۔ چنانچہ کاروان والے مطمئن ہوگئے۔ یہ جمادی الآخر کے آخری دن کا واقعہ ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے تھی کہ یہ دن جمادی الآخر یا

رجب کا دن ہے۔ لہذا انہوں نے کاروان والوں کے بارے میں باہم مشورہ کیا اور کہا کہ اگر تم نے ان کو آج کی رات چھوڑ دیا تو یہ ماہ حرام میں داخل ہو جائیں گے۔ اس طرح یہ لوگ آپ سے محفوظ ہو جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے کاروان والوں پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ واقد بن عبداللہ التمیمی نے عمرو بن الحضرمی کو تیر مار کر قتل کر دیا۔ یہ مشرکوں میں سے پہلا مقتول تھا۔ الحکم اور عثمان کو قید کر لیا۔ یہ دو شخص تاریخ اسلام میں پہلے دو کافر قیدی تھے۔ نوفل بچ نکلا اور قابو میں نہ آیا۔

مسلمان کاروان تجارت اور قیدیوں کو ہانک کر لے گئے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مدینہ پہنچ گئے۔ قریش نے کہا کہ محمد (ﷺ) نے حرمت والے مہینے کے تقدس کو پامال کر دیا۔ یہ ایسا مہینہ ہے جس میں ہر خوفزدہ پر امن ہو جاتا ہے اور لوگ اپنے روزگار کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ اسی ماہ میں اس نے خون بہایا اور مال و اسباب لوٹا۔

اہل مکہ نے مکہ میں رہنے والے مسلمانوں کو شرم دلائی اور کہا کہ اے بے دین لوگوں کے جتھو! تم نے حرمت والے مہینے کے تقدس کو پامال کیا اور اس مہینے میں لڑائی کی۔ یہود نے اس واقعے سے بد شگونی لی اور کہا کہ واقد نے جنگ کی آگ بھڑکائی، عمرو نے جنگ کو پروان چڑھایا اور حضرمی نے جنگ کو برپا کیا۔ ان باتوں کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے ابن جحش اور ان کے ساتھیوں سے کہا کہ میں نے تم کو مقدس مہینے میں جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ آپ ﷺ نے کاروان کا سامان تجارت اور قیدیوں کو قبول کرنے میں توقف کیا۔ آپ ﷺ نے ان سے کوئی چیز لینے سے انکار کر دیا۔ یہ بات اس مہم میں شریک صحابہ رضی اللہ عنہم پر گراں گذری۔ انہیں گمان ہوا کہ وہ اب ہلاک ہو گئے۔ ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول (ﷺ) ہم نے ابن حضرمی کو قتل کیا۔ پھر شام ہوئی تو ہم نے رجب کا چاند دیکھا۔ ہمیں پتہ نہیں کہ ہم نے اسے رجب میں قتل کیا یا جمادی میں؟

اس سلسلے میں لوگوں میں بہت چہ میگوئیاں ہونے لگیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ (الآية)

اس پر رسول اللہ ﷺ نے کاروان کا سامان تجارت لے لیا۔ اس میں سے خمس نکالا۔ دور اسلام میں یہ پہلا خمس تھا جو مال غنیمت میں سے نکالا گیا۔ باقی مال اس مہم میں شریک ہونے والوں کے درمیان تقسیم کر دیا گیا۔ دور اسلام میں یہ پہلا مال غنیمت تھا۔ اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لئے فدیہ بھیجا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ”ہم ان قیدیوں کو سعد اور عتبہ کے آنے تک روک لیں گے۔ اگر وہ نہ آئے تو ہم ان میں سے دو قیدیوں کو ان کے قصاص میں قتل کر دیں گے۔“

چنانچہ جب یہ دونوں صحابی پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے قیدیوں کو رہا کر دیا۔ ان قیدیوں میں سے الحکم بن کیسان نے اسلام قبول کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ میں رہائش اختیار کر لی۔ وہ بئر معونہ کے

معرکے میں شہید ہو گئے۔ عثمان بن عبداللہ واپس مکہ چلا گیا اور وہیں کفر کی حالت میں فوت ہو گیا۔ البتہ نوفل نے جنگ احزاب میں اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر خندق عبور کرنے کی کوشش کی تا کہ مسلمانوں پر حملہ آور ہو سکے۔ لیکن وہ اپنے گھوڑے سمیت خندق میں گر گیا اور دونوں گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے یوں قتل کر دیا۔ مشرکوں نے مال دے کر اس کی لاش کا مطالبہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ رقم لے لو کیونکہ یہ خبیث مردار لاش ہے۔ اور خبیث الدیہ ہے۔

یہ واقعہ اس آیت اور بعد والی آیت کا شان نزول ہے۔ یعنی

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ اور اس کے بعد والی آیت کا۔

قول خداوندی :

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ (الاية ۲۱۹)

اے پیغمبر تم سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں۔

۱۳۲۔ یہ آیت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور انصار کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ حضرات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ہمیں شراب اور جوئے کے بارے میں فتویٰ دیجئے کیونکہ یہ دونوں کام عقل کو بے کار کرنے والے اور مال کو ضائع کرنے والے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى (الاية ۲۲۰)

تم سے یتیموں کے بارے میں بھی دریافت کرتے ہیں۔

۱۳۳۔ ہمیں حسب ذیل اسناد سے ابو منصور عبد القاہر بن طاہر نے خبر دی، اسے ابوالحسن محمد بن الحسن السراج نے، اسے الحسن بن المثنیٰ بن معاویہ نے، اسے ابو حذیفہ نے، اسے موسیٰ بن مسعود نے، اسے سفیان ثوری نے، اسے سالم الافطس نے، اسے سعید بن جبیر نے، حضرت سعید بن جبیر نے کہا کہ جب ''إِنَّ الذين يأكلون اموال اليتامى ظلما'' آیت نازل ہوئی تو لوگوں یعنی یتیموں کے سرپرستوں نے اپنے اموال میں سے یتیموں کے مال الگ کر دیئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی :۔

قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ

کہہ دو کہ ان کی (حالت کی) اصلاح بہت اچھا کام ہے اور اگر تم ان سے مل جل کر رہنا (یعنی خرچ اکٹھا رکھنا) چاہو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔

اس سے لوگوں نے اپنے اموال یتیموں کے اموال کے ساتھ اکٹھے کر دیے۔

۱۳۴۔ ہمیں درج ذیل اسناد سے سعید بن محمد بن احمد الزاہد نے خبر دی ہے۔ اسے ابو علی الفقیہ نے، اسے عبداللہ بن محمد البغوی نے، اسے عثمان بن ابی شیبہ نے، اسے جریر نے بواسطہ عطاء بن السائب، اس نے بواسطہ سعید بن جبیر، اس نے بواسطہ ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ جب اللہ عزوجل نے آیت:

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جانا، مگر ایسے طریق سے کہ بہت ہی پسندیدہ ہو۔

اور آیت:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا

جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں۔

نازل کی تو جن کے پاس یتیموں کا مال تھا انہوں نے یتیموں کا کھانا پینا اپنے سے الگ کر دیا۔ ان کے کھانے پینے سے جو چیز بچ جاتی اسے وہ سنبھال رکھتے تا کہ وہ یتیم اسے دوبارہ کھائیں یا یہ خوراک یونہی گل سڑ جائے اور یہ بات ان پر سخت گراں گزری۔ انہوں نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

يَسْاَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ

تم ان یتیموں کا کھانا پینا اپنے کھانے پینے میں شامل کر لو۔

قول خداوندی:

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ (الاٰية ۲۲۱)

اور (مومنو) مشرک عورتوں سے جب تک ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرنا۔

۱۳۵۔ ہمیں ابوعثمان بن ابی عمرو الحافظ نے، اسے ابوعثمان کے جد نے، اسے ابو عمرو احمد بن محمد الحیری نے، اسے اسماعیل بن قتیبہ نے اسے ابو خالد نے اسے بکیر بن معروف نے مقاتل بن حیان سے،

نے بتایا کہ یہ

آیت مرثد الغنوی کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے عناق نامی عورت کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت مانگی۔ یہ عورت قریش کی ایک نادار اور مسکین عورت تھی۔ لیکن خوبصورت تھی اور مشرک تھی۔ اس کے مقابل میں ابو مرثد مسلمان تھے۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ یہ عورت مجھے پسند ہے۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی:

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ

١٣٦۔ ہمیں ابوعثمان نے اپنے دادا سے، اس نے ابوعمرو سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے عمرو بن حماد سے، اس نے اسباط سے بواسطہ السدی، اس نے بواسطہ ابومالک، اس نے بواسطہ ابن عباس اس آیت کے نزول کے بارے میں خبر دی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت عبداللہ بن رواحہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ کے پاس ایک سیاہ فام لونڈی تھی، عبداللہ نے اس سے ناراض ہوکر اسے تھپڑ مار دیا اور اس کے بعد خوفزدہ ہوگئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور لونڈی کو مارنے کے بارے میں آپ (ﷺ) کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے عبداللہ سے فرمایا کہ اے عبداللہ یہ کیا؟ عبداللہ نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ لونڈی روزے رکھتی ہے، نماز پڑھتی ہے، اچھی طرح وضو کرتی ہے اور اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ آپ (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عبداللہ یہ مومنہ ہے۔ عبداللہ نے عرض کیا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ (ﷺ) کو نبی بنا کر حق کے ساتھ مبعوث کیا میں ہر حال میں اس لونڈی کو آزاد کردوں گا اور اس کے ساتھ شادی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ بعض مسلمانوں نے اس بات پر سے ملامت کی۔ انہوں نے کہا کہ عبداللہ نے ایک لونڈی سے نکاح کیا۔ مسلمانوں کی خواہش تھی کہ وہ خاندان کے پیش نظر مشرکوں کے ساتھ شادی کریں۔ اس بات پر اللہ نے یہ آیت نازل کی:

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ

مشرک عورت خواہ تم کو کیسی بھی بھلی لگے اس سے مومن لونڈی بہتر ہے۔

١٣٧۔ الکلبی نے ابوصالح سے اور اس نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلۂ بنو غنی کے ایک شخص کو جسے مرثد بن ابی مرثد کہتے تھے اور وہ بنو ہاشم کا حلیف تھا، مکہ روانہ کیا تاکہ وہ مکہ سے کچھ مسلمانوں کو نکال لائے جو قیدی تھے۔ جب وہ مکہ پہنچا تو عناق نامی عورت نے اس کی آمد کا سنا جو دور جاہلیت میں اس کی داشتہ اور محبوبہ رہی تھی۔ جب مرثد نے اسلام قبول کیا تو اس عورت سے قطع تعلق کرلیا۔ چنانچہ وہ عورت مرثد کے پاس آئی اور کہا کہ اے مرثد تجھ پر افسوس ہے، کیا ہم خلوت نہ کریں۔ اس پر مرثد نے اس سے کہا کہ اب میرے اور تمہارے درمیان اسلام حائل ہوگیا ہے اور اس نے ہماری خلوت کو حرام قرار دیا ہے۔ البتہ اگر تم چاہو تو میں تمہارے ساتھ شادی کرسکتا ہوں۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس جاؤں گا تو اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ سے اجازت لوں گا اور تمہارے ساتھ شادی کرلوں گا۔ اس پر اس عورت نے اس سے کہا کہ کیا تم مجھے ناراض اور ناخوش کررہے ہو۔ پھر اس عورت نے لوگوں سے فریاد کی تو لوگوں نے اسے سخت مارا پیٹا اور پھر چھوڑ دیا۔ جب مرثد نے مکے میں اپنا کام مکمل کرلیا تو واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا آیا

اور آپ ﷺ کو عناق عورت کے ساتھ اپنے تعلق اور اس کے باعث ملنے والی تکلیف سے آگاہ کیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) کیا میرے لئے اس عورت سے شادی کرنا جائز اور حلال ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ جس میں اس کو ولا تنکحوا المشرکات کہہ کر اس کام سے منع کیا گیا۔

قول خداوندی :

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ...... (الآية۔ ۲۲۲)

اور تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔

۱۳۸۔ ہمیں ابو عبدالرحمٰن محمد بن احمد بن جعفر نے، ا سے محمد بن عبداللہ بن محمد بن زکریا نے، ا سے محمد بن عبدالرحمٰن الدغولی نے، ا سے محمد بن مشکان نے، ا سے حیان نے، ا سے حماد نے اور ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ یہود جب ان کی کسی عورت کو حیض آتا تو اسے گھر سے نکال دیتے، نہ اسے ساتھ کھلاتے اور نہ پلاتے اور نہ ہی گھروں میں ان کے ساتھ مجامعت کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں استفسار کیا گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ...... الخ

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے زہیر بن حرب سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے اور انہوں نے حماد سے روایت کیا۔

۱۳۹۔ ہمیں ابوبکر محمد بن عمر الخشاب نے، ا سے ابو عمرو بن حمدان نے، ا سے ابو عمران موسیٰ بن عباس الجوینی نے، ا سے محمد بن عبیداللہ بن یزید القردوانی الحرانی نے، اپنے والد سے، اس نے سابق بن عبداللہ الرقی سے، اس نے خصیف سے، اس نے محمد بن المنکدر سے، اس نے جابر (بن عبداللہ) سے اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں خبر دی:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى

آپ ﷺ نے فرمایا: یہودیوں کا کہنا ہے کہ جس کسی نے اپنی بیوی کی ساتھ پشت کی طرف سے جامعت کی تو اس کا بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ لہذا انصار کی عورتیں اپنے خاوندوں کو پشت کی طرف سے مجامعت نہیں کرنے دیتی تھیں۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے آپ ﷺ سے حیض کی حالت میں بیویوں کے ساتھ پشت کی طرف سے مجامعت کرنے کے بارے میں پوچھا۔ نیز یہود کے اس قول کے بارے میں پوچھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

وَيَسْـئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ

یعنی تم غسل کرنے تک حیض والی عورتوں کے قریب نہ جاؤ۔

فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ

جب پاک ہو جائیں تو جس طریق سے خدا نے تمہیں ارشاد فرمایا ہے ان کے پاس جاؤ۔

یعنی ان کے حیض سے پاک ہونے پر ان کے ساتھ فطری طریقے پر اگلی طرف سے مجامعت کرو۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ

کچھ شک نہیں کہ خدا توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں، تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو جاؤ۔

کھیتی سے مراد وہ جگہ ہے جہاں سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور جس جگہ سے وہ نکلتا ہے۔

۱۴۰۔ مفسرین کا کہنا ہے کہ عرب لوگ دور جاہلیت میں حیض والی عورت کے ساتھ نہ کھاتے تھے، نہ پیتے تھے اور نہ ہی عورت کو گھر میں رکھتے تھے۔ جس طرح مجوس یعنی آتش پرست کرتے تھے۔ ابوالدحداح نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) حیض کی حالت میں عورتوں کے ساتھ کیا سلوک کریں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی ہے:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ...... (الایۃ۔ ۲۲۳)

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں۔

۱۴۱۔ ہمیں ابوبکر احمد بن الحسن القاضی نے، اسے حاجب بن احمد نے، اسے عبدالرحیم بن منیب نے، اسے سفیان بن عیینہ نے بواسطہ ابن المنکدر خبر دی کہ اس نے جابر بن عبداللہ کو یہ کہتے سنا کہ یہودیوں کا یہ کہنا تھا کہ جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ پشت کی طرف سے اگلی شرمگاہ میں مجامعت کرے تو یوں پیدا ہونے والا بچہ بھینگا ہوگا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابونعیم سے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن

ابو شیبہ سے روایت کیا ہے اور دونوں راویوں نے اس حدیث کو سفیان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

۱۴۲۔ ہمیں محمد بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، اسے ابو سعید اسماعیل بن احمد الخلالی نے، اسے عبداللہ بن زید البجلی نے، اسے ابو کریب نے، اسے ابو المحاربی نے بواسطہ محمد بن اسحاق، اس نے بواسطہ ابان بن مسلم اور اس نے بواسطہ مجاہد خبر دی ہے۔ مجاہد نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ پر تین مرتبہ قرآن کریم پیش کیا اور سورۂ فاتحہ سے لے کر آخر قرآن تک پڑھ سنایا۔ میں ہر آیت پر ٹھہرتا اور ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھتا رہا، یہاں تک کہ اس آیت تک پہنچا۔

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریش کا یہ خاندان یا قبیلہ مکہ میں جب عورتوں سے شادی کرتے تھے تو ان سے اگلی اور پچھلی دونوں طرف سے مجامعت کر کے لطف اندوز ہوتے تھے۔ جب یہ لوگ مدینہ آئے اور انہوں نے انصار عورتوں کے ساتھ شادیاں کیں تو انہوں نے ان کے ساتھ بھی اسی طرح لطف اندوز ہونا چاہا، جس طرح وہ مکہ میں ہوتے تھے۔ انصار عورتوں کو یہ حرکت ناپسند ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایسی حرکت ہے جس کے ہم عادی نہیں ہیں۔ یہ بات لوگوں میں پھیل گئی۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم چاہو تو اگلی طرف سے مجامعت کرو اور چاہو تو پشت کی طرف سے اور اگر چاہو تو بیٹھ کر کرو۔ اس سے مقصود صرف یہ ہے کہ مجامعت بچے کے پیدا ہونے والی جگہ میں کی جائے۔ کہا جاتا ہے کہ اپنی کھیتی میں جس طرف سے چاہو آؤ۔

اس حدیث کو الحاکم ابو عبداللہ نے اپنی صحیح میں ابو زکریا العنبری سے، اس نے محمد بن عبدالسلام سے، اس نے اسحاق بن ابراہیم سے اور اس نے المحاربی سے نقل کیا ہے۔

۱۴۳۔ ہمیں سعید بن محمد الحیانی نے، اسے ابو علی بن ابی بکر الفقیہ نے، اسے ابو القاسم البغوی نے، اسے علی بن جعد نے، اسے شعبہ نے بواسطہ محمد بن المنکدر خبر دی۔ ابن المنکدر نے کہا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ یہود کا کہنا ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی سے بیٹھ کر مجامعت کرتا ہے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ

۱۴۴۔ ہمیں سعید بن محمد الحیانی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن حمدون نے، اسے احمد بن الحسن بن

الشرقی نے، اسے ابوالازہر نے، اسے وہب بن جریر نے اور ابو کریب نے خبر دی، ابو کریب نے بتایا کہ میں نے النعمان ابن راشد کو (زہری سے) بواسطہ محمد بن المنکدر بواسطہ جابر بن عبداللہ کہتے سنا کہ جابر بن عبداللہ نے کہا کہ یہود نے کہا: جب مرد عورت کے ساتھ پشت کی طرف سے مجامعت کرے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

نِسَآءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ

یعنی مرد عورت کے ساتھ پشت کی طرف سے مجامعت کرے یا پشت کے دوسری طرف سے، لیکن دخول اسی ایک سوراخ میں ہونا چاہئے۔ (جانب چاہے کوئی سی بھی ہو) یعنی ہر آسن سے بیوی کے ساتھ مجامعت کرنا جائز ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ہارون بن معروف سے اور اس نے وہب بن جریر سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ الشیخ ابوحامد بن الشرقی نے کہا کہ یہ حدیث اس قدر جلیل القدر ہے کہ سو حدیثوں کے برابر ہے۔ اس حدیث کو الزہری نے النعمان بن راشد کے سوا کسی اور سے روایت نہیں کیا۔

۱۳۵۔ ہمیں محمد بن عبدالرحمٰن المطوعی نے، اسے ابوعمرو بن حمدان نے، اسے ابویعلیٰ نے، اسے زہیر نے، اسے یونس بن محمد نے، اسے یعقوب القمی نے، اسے جعفر نے سعید بن جبیر سے اور اس نے ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہوئے خبر دی کہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں ہلاک ہو گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ تمہیں کس چیز نے ہلاک کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ رات کو میں نے بیوی کے ساتھ پشت کی طرف سے مجامعت کی (راوی کا کہنا ہے کہ) آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل کی گئی۔ جس میں یہ آیت تھی:

نِسَآءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ

یعنی سامنے سے مجامعت کرو یا پشت کی طرف سے، پشت میں اور حیض کے دوران مقاربت کرنے سے پرہیز کرو۔

۱۳۶۔ ہمیں ابوبکر احمد بن محمد الاصفہانی نے، اسے عبداللہ بن محمد الحافظ نے، اسے ابویحییٰ الرازی نے، اسے سہل بن عثمان نے، اسے المحاربی نے لیث سے، اس نے ابوصالح سے اور اس نے سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہوئے خبر دی ہے کہ ان سے اس قول خداوندی کے شان نزول کے بارے میں پوچھا گیا:

فَأْتُوا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ

تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ آیت عزل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۱۴۷۔ الکلبی کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت مہاجرین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب یہ مہاجرین مدینہ آئے تو انہوں نے عورتوں کے ساتھ سامنے کی طرف سے اور پشت کی طرف مجامعت کرنے کے بارے میں آپس میں اور یہود اور انصار کے ساتھ ذکر کیا۔ یعنی اگر دخول صرف فرج میں ہو تو اگلی طرف یا پچھلی طرف مجامعت کرنے میں آپس میں باتیں کیں۔ یہود نے سامنے سے مقاربت کرنے کے سوا دوسرے ہر طریقے کو معیوب قرار دیا۔ یہود نے کہا کہ ہمیں تو تورات میں، اللہ کی کتاب میں یہ تحریر ملتی ہے کہ عورتوں کے ساتھ انہیں لٹا کر مجامعت کرنے کے سوا ہر طریق اللہ کے نزدیک نجس اور پلید ہے۔ اس سے بچے میں بھینگا پن اور پاگل پن آتا ہے۔ مسلمانوں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا اور کہا کہ ہم تو جاہلیت میں بھی اور اسلام لانے کے بعد بھی عورتوں کے ساتھ جس طرح چاہتے تھے مجامعت کرتے تھے، لیکن یہود نے اس بات پر ہم پر عیب لگایا، یعنی ہمارا فعل معیوب قرار دیا اور ہمارے بارے میں فلاں فلاں بدگمانی کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہود کو جھٹلایا اور انہیں اجازت دیتے ہوئے یہ حکم نازل کیا:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ

یعنی نسوانی شرمگاہ بچے کی ولادت کے لئے کھیتی ہیں۔ لہذا:

فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ

تم اپنی کھیتی میں جس طرح سے چاہو کاشت کرو۔ چاہے آگے سے ہو یا پشت کی طرف سے، لیکن دخول فرج میں ہو۔

قول خداوندی :

لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ ...... (الآية۔ ۲۲۴)

اور خدا کے نام کو اس بات کا حیلہ نہ بنانا کہ (اس کی) قسمیں کھا کھا کر ..... (الآیۃ)

۱۴۸۔ الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن رواحہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جس میں اسے اپنے خسر سے قطع تعلق کی ممانعت کی گئی۔ اس کے خسر کا نام بشر بن النعمان تھا۔ ہوا یوں کہ عبداللہ بن رواحہ نے اس بات کی قسم کھائی کہ وہ اپنے سسر کے ہاں کبھی بھی نہیں جائے گا اور نہ اس کے ساتھ کبھی بات چیت کرے گا اور نہ ہی اپنی بیوی اور اس کے درمیان صلح رکھے گا۔ اس نے یہ کہا کہ: میں نے قسم کھائی ہے کہ میں ایسا ہرگز نہ کروں گا اور نہ ہی میرے لئے ایسا کرنا حلال ہے۔ الا یہ کہ میں اپنی قسم سے برأت کروں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ...... الآية (۲۲۶)

جولوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے کی قسم کھالیں......الخ

۱۴۹۔ ہمیں محمد بن موسیٰ بن الفضل نے ، اسے محمد بن یعقوب نے ، اسے ابراہیم بن مرزوق نے ، اسے مسلم بن ابراہیم نے ، اسے الحارث بن عبید نے ، اس نے عامر الاحول نے عطاء سے اور اس نے ابن عباسؓ سے روایت کر کے خبر دی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دور جاہلیت میں لوگوں کا ایلا ایک سال اور دو سال تک بلکہ اس سے زیادہ مدت جاری رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی مدت چار ماہ محدود کر دی۔ جس نے چار ماہ سے کم ایلاء کیا ہو تو اس کا ایلا نہیں ہے۔

۱۵۰۔ سعید بن المسیب کا قول ہے کہ ایلاء دور جاہلیت کے لوگوں کی غلطی اور تکلیف دینے کا ایک ڈھنگ تھا۔ ایک شخص اپنی بیوی سے خواہش اور غرض نہ رکھتا تھا۔ وہ یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا اس سے شادی کرے تو وہ حلف اٹھاتا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو ہرگز اپنے قریب نہیں کرے گا۔ اس طرح وہ اس بیوی کو معلق چھوڑ دیتا تھا۔ نہ وہ بے شوہر ہوتی تھی اور نہ شوہر والی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے چار ماہ کی مدت مقرر کر دی تا کہ معلوم ہو جائے کہ عورت کو اس مرد کا حصول ہے یا نہیں اور یہ آیت :

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ (الآية) نازل کی۔

قول خداوندی :

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ...... (الآية ۲۲۹)

طلاق (صرف) دوبار ہے (یعنی جب دو دفعہ طلاق دے دی جائے تو) پھر (عورتوں کو) یا تو بطریق شائستہ (نکاح میں) رہنے دینا ہے......(الآیۃ)

۱۵۱۔ ہمیں احمد بن الحسن القاضی نے ، اسے محمد بن یعقوب نے ، اسے الربیع نے ، اسے الشافعی نے اور مالک نے ہشام بن عروہ سے اور اس نے اپنے والد سے خبر دی کہ مرد جب اپنی بیوی کو طلاق دیتا تھا تو اپنی مقررہ مدت عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کر لیتا تھا ، چاہے وہ اسے ایک ہزار مرتبہ طلاق دے۔ عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کر لیتا تھا۔ چنانچہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور تب تک انتظار کرتا رہا کہ جب تک عدت کی مدت ختم ہونے کے قریب آ گئی تو اس نے رجوع کر لیا اور دوبارہ طلاق دے دی اور کہا کہ : خدا کی قسم ! میں نہ تجھے اپنے پاس پناہ دوں گا اور نہ تم میرے لئے حلال ہو گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی :

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ

۱۵۲۔ ہمیں ابوبکر التمیمی نے، اسے ابوجعفر احمد بن محمد بن المرزبان (الابھری) نے، اسے محمد بن ابراہیم الحزوری نے، اسے محمد بن سلیمان نے، اسے یعلی المکی مولیٰ آل زبیر نے ہشام بن عروہ سے اور اس نے اپنے والد سے، اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کر کے خبر دی کہ ان کے پاس ایک عورت آئی، اس نے طلاق کے بارے میں ان سے کچھ پوچھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ انہوں نے بتایا کہ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاکٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ

قول خداوندی:

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ..... (الآیۃ ۲۳۲)

اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو ان کو مت روکو.....الخ

۱۵۳۔ ہمیں ابوسعید بن ابوبکر (بن) الغازی نے، اسے ابواحمد محمد بن محمد بن اسحاق الحافظ نے، اسے احمد بن محمد بن الحسین نے، اس نے احمد بن حفص بن عبداللہ نے، اسے اس کے والد نے، اسے ابراہیم بن طہمان نے بحوالہ یونس بن عبید اور اس نے الحسن سے خبر دی کہ انہوں نے قول خداوندی:

فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْکِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا...... (الآیۃ)

تو ان کو دوسرے شوہروں کے ساتھ جب وہ آپس میں جائز طور پر راضی ہو جائیں نکاح کرنے سے مت روکو.....الخ

کے بارے میں کہا کہ مجھے معقل بن یسار نے بتایا کہ یہ آیت اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے اپنی بہن کی شادی ایک شخص سے کر دی۔ اس نے اسے طلاق دے دی۔ جب اس کی عدت کی مدت پوری ہوئی تو وہ اس سے دوبارہ شادی کرنے آیا۔ میں نے اسے کہا کہ میں نے تیری شادی کر دی اور تیرا احترام و اکرام کیا تو تم نے اسے طلاق دے دی۔ اب تم پھر اس سے شادی کرنے آئے ہو۔ نہیں، خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ راوی نے کہا کہ آدمی برا نہ تھا اور اس کی بیوی بھی اس کی طرف مراجعت کرنا چاہتی تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ تو میں نے اس وقت کہا: اے رسول اللہ (ﷺ) اب میں ایسا کروں گا۔ لہذا میں نے اس کی شادی دوبارہ اس کی بیوی سے کر دی۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے احمد بن حفص سے روایت کیا ہے۔

۱۵۴۔ ہمیں الحاکم ابومنصور محمد بن محمد المنصوری نے، اسے علی بن عمر بن مہدی نے، اسے محمد بن عمرو (بن) البختری نے، اسے عباد بن راشد نے الحسن سے روایت کر کے خبر دی کہ مجھے معقل بن یسار نے

بتایا۔ میری ایک بہن تھی جو میری مخطوبہ تھی۔ میں اس سے لوگوں کو شادی کرنے سے روکتا تھا۔ پھر میرا چچا زاد بھائی آیا۔ اس نے اس سے شادی کرنا چاہا۔ لہٰذا میں نے بہن کا نکاح اس سے کر دیا۔ اس نے اسے جب تک اللہ نے چاہا اپنے ساتھ رکھا۔ اس کے بعد اس نے طلاق رجعی دے دی اور اسے چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ عدت کی مدت ختم ہوگئی تو وہ بھی شادی کے خواہش مند لوگوں کے ساتھ آیا تو میں نے اسے کہا کہ میں نے اس عورت کو دوسرے لوگوں سے روکے رکھا اور تجھے بیاہ دی، پھر تم نے اسے طلاق رجعی دے دی اور اسے چھوڑ رکھا۔ حتیٰ کہ عورت کی مدت ختم ہوگئی۔ اب جب اس کی شادی میرے ساتھ طے ہوگئی تو تم اس کے شادی کرنے آگئے۔ میں اسے ہرگز تمہارے ساتھ نہیں بیاہوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ...... (الاية)

اس پر میں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور اس عورت کو اس کے خاوند کے ساتھ بیاہ دیا۔

۱۵۵۔ ہمیں اسماعیل بن ابی القاسم النصر آبادی نے، اسے ابو محمد عبداللہ بن ابراہیم بن ماسی البزاز نے، اسے ابومسلم ابراہیم بن عبداللہ البصری نے، اسے حجاج بن منہال نے اور اس نے مبارک بن فضالہ، انہوں نے روایت کر کے بتایا کہ معقل بن یسار نے اپنی بہن کی شادی ایک مسلمان شخص سے کر دی۔ ایک عرصے وہ اس کے پاس رہی۔ اس کے بعد اس آدمی نے اسے ایک طلاق دے دی اور اسے چھوڑ دیا اور عدت گزر گئی۔ اب اس عورت کو اپنے بارے میں دوسری شادی کرنے کا اختیار اور حق حاصل تھا۔ اس شخص نے دوسرے خواہش مند حضرات کے ساتھ اس عورت سے شادی کرنے کی پیشکش کر دی۔ عورت اس کے ساتھ جانے پر رضامند ہوگئی۔ اس شخص نے معقل سے اس عورت کی شادی کی خواہش کی تو معقل ناراض ہوا اور اس نے کہا کہ میں نے ایک دفعہ اس عورت کے ساتھ تیری شادی کر کے تیری عزت افزائی کی۔ لیکن تو نے اسے طلاق دے دی۔ خدا کی قسم اب عورت تیرے پاس نہیں لوٹے گی۔ حضرت حسن نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو خاوند کو بیوی کی ضرورت اور بیوی کو خاوند کی ضرورت کا علم تھا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کے بارے میں حکم نازل کیا:

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ

راوی کا کہنا ہے کہ جب معقل بن یسار نے یہ سنا تو کہا: میرے رب کا حکم سر آنکھوں پر۔ اس نے عورت کے خاوند کو بلایا اور اس سے کہا کہ میں تمہاری عزت افزائی کرتا ہوں اور اس کے ساتھ تمہاری شادی کر دیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے عورت کو خاوند کے ساتھ بیاہ دیا۔

۱۵۶۔ ہمیں سعید بن محمد بن احمد الشاہد نے، اسے اس کے دادا نے، اسے ابوعمرو الحیری نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے عمرو بن حماد نے، اسے اسباط نے اسدی سے اس نے اپنے آدمیوں سے روایت کر کے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ یہ آیت جابر بن عبداللہ انصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ جابر کی ایک چچازاد بہن تھی جسے اس کے خاوند نے طلاق دے دی۔ عدت کی مدت کے ختم ہونے پر وہ رجوع کرنے کے لئے آیا تو جابر نے ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تم نے ہماری چچی زاد بہن کو طلاق دے دی اور اب تم اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنا چاہتے ہو۔ عورت خاوند کے پاس جانا چاہتی تھی اور وہ اس رجوع پر راضی تھی۔ چنانچہ اس موقع پر ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

قول خداوندی :

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ (الاٰية ۲۴۰)

اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور عورتیں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے حق میں وصیت کر جائیں ..... (الاٰیۃ)

۱۵۷۔ مجھے ابوعمرو محمد بن عبدالعزیز المروزی نے اپنی کتاب میں، اسے ابوالفضل (محمد بن الحسین) الحدادی نے، اسے محمد بن یحییٰ بن خالد نے، اسے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے خبر دیتے ہوئے کہا کہ میں نے اس آیت کے شان نزول کے بارے میں (مقاتل) بن حیان سے دریافت کیا۔ وہ یہ کہ طائف کا ایک شخص مدینہ آیا۔ اس کے بیٹے اور بیٹیاں تھیں۔ اس شخص کے ساتھ اس کے والدین اور اس کی بیوی تھی۔ یہ شخص مدینے آ کر فوت ہو گیا۔ یہ معاملہ نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے والدین اور اس کی اولاد کو (ترکے کا) حصہ دے دیا لیکن اس کی بیوی کو کچھ نہ دیا۔ البتہ آپ نے والدین اور بچوں کو ایک سال خاوند کے ترکے سے اس عورت پر خرچ کرنے کا حکم دیا۔

قول خداوندی:

لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ ..... (الاٰية ۲۵۶)

دین اسلام میں زبردستی نہیں ہے۔ ..... (الاٰیۃ)

۱۵۸۔ ہمیں محمد بن احمد بن جعفر المزکی نے، اسے زاہر بن احمد نے، اسے الحسین بن محمد بن مصعب نے خبر دی اور کہا کہ ہمیں یحییٰ بن حکیم نے، اسے ابن ابی عدی نے شعبہ سے، اس نے ابی بشر سے، اسے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباسؓ سے روایت کر کے خبر دی کہ انصار کی ایک عورت کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے تھے۔ اس عورت نے اپنے اوپر لازم کر لیا تھا کہ اگر اس کا بچہ مرنے سے بچ گیا تو وہ اسے یہودی بنا دے گی۔ جب بنو نضیر کے قبیلے کو جلاوطن کیا گیا تو ان میں انصار کے بچے بھی تھے۔ انصار نے کہا

کہ ہم اپنے بچوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

لَآ اِکْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ...... (الآية)

۱۵۹۔ ہمیں محمد بن موسیٰ بن الفضل نے، اسے محمد بن یعقوب نے، اسے ابراہیم بن مرزوق نے، اسے وہب بن جریر نے شعبہ سے، اس نے ابی بشر سے، اس نے سعید بن جبیر سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے اس آیت کے شان نزول کے بارے میں خبر دی: لَآ اِکْرَاهَ فِي الدِّيْنِ انہوں نے کہا کہ انصار کی ایک عورت کے بچے زندہ نہیں رہتے تھے۔ تو اس نے قسم کھا کر نذر مانی کہ اگر اس کا کوئی بچہ زندہ بچ گیا تو اسے ضرور یہودی بنا دے گی۔ جب بنو نضیر کا قبیلہ جلاوطن کیا گیا تو ان میں انصار کے بہت سے بچے تھے۔ انصار نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ ہمارے بچے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: لَآ اِکْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔

سعید بن جبیر کا کہنا ہے کہ ان میں سے جس نے چاہا یہودیوں سے جا ملا اور جس نے چاہا اسلام قبول کر لیا۔

۱۶۰۔ مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت انصار کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس کے پاس ایک غلام تھا۔ جس کو صبیح کہا جاتا تھا۔ یہ شخص اسے اسلام قبول کرنے پر مجبور کرتا تھا۔

۱۶۱۔ السدی کا قول ہے کہ یہ آیت انصار کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس کی کنیت ابوالحصین تھی۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ شام کے کچھ تاجر تیل لے کر مدینہ آئے۔ جب انہوں نے مدینے سے واپسی کا ارادہ کیا تو ابوالحصین کے دونوں بیٹے اس کے پاس آئے۔ ان تاجروں نے ان کو نصرانیت کی دعوت دی۔ ان دونوں نے نصرانیت قبول کی اور شام کی طرف چل نکلے۔ ابوالحصین نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں کو بلاؤ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ لَآ اِکْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا۔ اسلام سے برگشتہ ہونے والے یہ پہلے دو شخص تھے۔ راوی کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو اہل کتاب کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دینے سے پہلے کا ہے۔ پھر اس آیت لَآ اِکْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کو منسوخ کر دیا۔ اور سورہ براءۃ میں رسول اللہ ﷺ کو اہل کتاب کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا گیا۔

۱۶۲۔ مسروق کا قول ہے کہ انصار کے قبیلہ بنو سالم بن عوف کے ایک شخص کے دو بیٹے تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے نصرانی ہو گئے۔ اس کے بعد یہ دونوں نصاریٰ کی ایک جماعت کے ساتھ مدینے آئے۔ یہ اناج / خوراک اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کا والد ان کے پاس آیا اور اس نے ان کو مجبور کیا کہ تم کو مسلمان کیے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔ انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ لوگ معاملہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ، کیا میرے کچھ افراد جہنم میں داخل ہوں اور میں

دیکھتا رہوں۔ اس پر خدائے عزوجل نے یہ آیت نازل کی:

لَآ اِکْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ

اس نے ان دونوں بیٹوں کو جانے دیا۔

۱۶۳۔ ہمیں ابو اسحاق احمد بن ابراہیم المقری نے، اسے ابوبکر محمد بن احمد بن عبدوس نے، اسے ابوالحسن علی بن احمد بن محفوظ نے، اسے عبداللہ بن ہاشم نے اور اسے عبدالرحمٰن علی بن احمد بن محفوظ نے، اسے عبداللہ بن ہاشم نے اور اسے عبدالرحمٰن بن مہدی نے سفیان سے، اس نے خصیف سے اور اس نے مجاہد سے روایت کر کے خبر دی کہ کچھ لوگ یہود کے ہاں رضاعت پر پلے تھے۔ یہود بنو قریظہ اور بنو نضیر تھے۔ جب نبی کریم ﷺ نے بنو نضیر کی جلاوطنی کا حکم دیا تو ان بچوں میں سے قبیلہ اوس کے بچوں نے کہا کہ ہم تو ہر حال میں یہود کے ساتھ جائیں گے اور انہی کا دین قبول کریں گے۔ ان کے اہل خاندان یعنی انصار نے ان کو روکا اور چاہا کہ ان کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کریں تو اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی: لَآ اِکْرَاهَ فِي الدِّيْنِ

قول خداوندی :

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ... (الاٰية ۲۶۰)

اور جب ابراہیم نے (خدا سے) کہا کہ اے پروردگار مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کرے گا...... (الآیۃ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے اس سوال کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دکھا دے کہ مردے کیسے زندہ کئے جائیں گے، مفسرین نے اس کا شان نزول یہ بیان کیا ہے۔

۱۶۴۔ ہمیں سعید بن محمد بن احمد بن جعفر نے، اسے شعبہ بن محمد نے، اسے مکی بن عبدان نے، اسے ابوالازھر نے، اسے روح نے، اسے سعید نے قتادہ کے حوالے سے کہا: ہمیں بتایا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گزر ایک مردہ یا مردار جانور سے ہوا۔ جسے بری اور بحری درندوں نے چیر پھاڑ کر رکھ دیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے رب مجھے دکھا دیجئے کہ آپ مردے کو کس طرح زندہ کریں گے؟

۱۶۵۔ الحسن، عطاء الخراسانی، الضحاک اور ابن جریج کا کہنا ہے کہ (حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا گزر ایک مردہ جانور پر ہوا۔ ابن جریج کا قول ہے کہ) ساحل سمندر پر گدھے کی لاش تھی۔ عطاء کا قول ہے کہ یہ بحیرہ طبریہ تھا۔ حضرت ابراہیم کی نظر اس لاش پر پڑی جسے بری اور بحری درندوں نے چیر پھاڑ دیا تھا۔ جب سمندر کا پانی اوپر چڑھ آتا تو مچھلیاں اور سمندری جانور آ کر اس کا گوشت نوچتے۔ اس سے جو گوشت بچ رہتا وہ پانی میں چلا جاتا اور جب سمندر کا پانی نیچے چلا جاتا تو خشکی کے درندے آ کر اس لاش کا گوشت کھاتے۔ ان سے جو کچھ بچ رہتا وہ مٹی بن جاتا۔ جب درندے چلے جاتے تو پرندے آ کر اس لاش کے

ذرات چگ لیتے۔ان سے بھی جو بچ رہتا اسے تیز ہوا فضا میں بکھیر دیتی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ ماجرا دیکھا تو انہیں تعجب ہوا اور انہوں نے کہا کہ اے رب! مجھے یہ تو پتہ ہے کہ تو لا زماً ان ذرات کو جمع کرے گا۔ مجھے دکھا دے کہ تو اس گدھے کو کس طرح زندہ کرے گا تا کہ میں (اپنی آنکھوں سے) اس کا معائنہ کروں۔

۱۹۶۔ابن زید کا قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گزر ایک مردہ مچھلی پر ہوا۔ اس مچھلی کا آدھا دھڑ خشکی پر تھا اور آدھا دھڑ سمندر میں تھا۔ دھڑ کا جو حصہ سمندر میں تھا اسے سمندری جانور کھاتے تھے اور جو حصہ خشکی پر تھا اسے خشکی کے درندے اور جانور کھاتے تھے۔ حضرت ابراہیم سے ابلیس خبیث نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان جانوروں کے پیٹوں سے کب ان اجزاء کو اکٹھا کرے گا۔ اس پر حضرت ابراہیمؑ نے کہا: اے میرے رب مجھے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تجھے (اس پر) ایمان نہیں ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ اسلام نے کہا کہ ہاں کیوں نہیں (لیکن سوال اس لئے کر رہا ہوں) تا کہ میرے دل کو اطمینان اور سکون حاصل ہو۔ جو ابلیس کے ڈالے ہوئے وسوسے کے جانے سے ہی ہوگا۔

۱۹۷۔ہمیں ابونعیم الاصفہانی نے اپنی روایت میں اذن روایت دیتے ہوئے خبر دی کہ اسے عبداللہ بن محمد بن جعفر نے، اسے محمد بن سہل نے، اسے سلمہ بن شبیب نے، اسے ابراہیم بن الحکم بن ابان نے اور اسے اس کے والد نے خبر دی کہ میں عکرمہ کے ساتھ ساحل کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو عکرمہ نے کہا کہ جو لوگ سمندروں میں غرق ہوتے ہیں، مچھلیاں ان کا گوشت ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہیں۔ ان میں سے صرف ہڈیاں باقی رہ جاتی ہیں۔ ان ہڈیوں کو سمندر کی موجیں خشکی پر پھینک دیتی ہیں اور یہ بوسیدہ ہڈیاں بن جاتی ہیں۔ ان کے پاس سے اونٹ گزرتے ہیں جو ان کو کھا لیتے ہیں اور وہ اس کی مینگنیاں کر دیتے ہیں۔ پھر جو لوگ آتے ہیں جو اس خشک فضلے کو لے جا کر اس کی آگ جلاتے ہیں۔ پھر یہ آگ بجھ جاتی ہے۔ پھر تند و تیز ہوا آتی ہے اور اس بچی راکھ کو زمین پر بکھیر دیتی ہے۔ پھر جب قیامت کو صور پھونکا جائے گا تو یہ لوگ اور قبروں میں دفن مردے ایک ساتھ اٹھ کھڑے ہوں گے۔

قول خداوندی یہی ہے:

فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ

۱۹۸۔محمد بن اسحاق بن یسار کا قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب نمرود پر دلیل قائم کی اور کہا کہ میرا خدا تو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تو نمرود نے کہا کہ میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں۔ چنانچہ اس نے ایک آدمی کو قتل کر دیا اور دوسرے قیدی کو رہا کر دیا اور کہا کہ میں نے ایک آدمی کو مار ڈالا اور دوسرے کو زندگی دے دی۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو مردے کو اس کے جسم میں روح لوٹا کر زندہ کرتا ہے تو نمرود نے کہا کہ تم جو کچھ کہتے ہو، تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے تو حضرت

ابراہیم علیہ السلام یہ نہ کہہ سکے کہ ہاں میں نے ایسا دیکھا ہے۔ لہٰذا انہوں نے دوسری دلیل پیش کی۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے سوال کیا کہ اسے مردوں کو زندہ کرنا دکھادے، تاکہ دلیل دیتے وقت ان کا دل مطمئن ہو، کیونکہ تب یہ دلیل آنکھوں دیکھی بات پر مبنی ہوتی۔

۱۶۹۔ ابن عباس، سعید اور السدی کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل یعنی دوست بنایا تو موت کے فرشتے نے اپنے رب سے اس بات کی اجازت مانگی کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ کر انہیں یہ خوشخبری دیں۔ چنانچہ موت کے فرشتے نے ان کے پاس آ کر کہا کہ میں آپ کو یہ خوشخبری دینے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا خلیل بنالیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پوچھا کہ اس کی علامت یعنی ثبوت کیا ہے۔ موت کے فرشتے نے کہا کہ اللہ آپ کی دعا کو قبول کرے گا اور آپ کے کہنے پر مردوں کو زندہ کرے گا۔ اس کے بعد فرشتہ چلا گیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: رب ارنی کیف تحی الموتی؟ یعنی اے رب! مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ کیا تجھے اس پر ایمان یعنی یقین نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں کیوں نہیں، لیکن سوال اس لئے ہے تاکہ میرے دل کو میرے اس علم پر اطمینان حاصل ہو کہ تو میری دعا قبول کرے گا اور جب میں سوال کروں تو، تو مجھے میری طلب پوری کرے گا۔ نیز یہ کہ تو نے مجھے اپنا خلیل یعنی دوست بنالیا ہے۔

قول خداوندی :

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ..... (الاٰیۃ ۲۶۲)

جو لوگ اپنا مال خدا کے رستے میں صرف کرتے ہیں ..... (الآیۃ)

۱۷۰۔ الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان بن عفانؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ شان نزول یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور چار ہزار درہم صدقہ ساتھ لائے اور کہا کہ میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے۔ میں نے چار ہزار درہم اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے رکھ لئے اور باقی چار ہزار درہم میں نے اپنے رب کو قرض دے دیئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں کہا کہ اللہ تمہیں اپنے لئے رکھے ہوئے درہموں اور خیرات کئے ہوئے درہموں میں برکت عطا کرے۔ البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ پیشکش کی کہ غزوۂ تبوک کے لئے جس کے پاس ساز وسامان اور زاد سفر نہ ہو تو اس کا خرچ میرے ذمے ہے۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کو ایک ہزار اونٹ بمعہ ساز وسامان دے دیئے اور رومہ میں واقع اپنا کنواں مسلمانوں کے لئے وقف کردیا۔ چنانچہ یہ آیت ان دونوں حضرات کے بارے میں نازل ہوئی۔

۱۷۱۔ ابوسعید الخدری کا قول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہاتھ اٹھا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

کے لئے دعا کرتے ہوئے دیکھا کہ اے میرے رب، میں عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) سے راضی ہو گیا ہوں تو بھی اس سے راضی ہو۔ آپ ﷺ طلوع فجر تک ہاتھ اٹھائے ہوئے مصروف دعا رہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت :

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ نازل کی۔

قول خداوندی :

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا کَسَبْتُمْ ...... (الآیۃ ۲۶۷)

مومنو! جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کماتے ہو ان میں سے (راہ خدا میں) خرچ کرو (الآیۃ)

۱۷۲۔ ہمیں عبدالرحمٰن بن احمد الصید لانی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن نعیم نے، اسے احمد بن سہل بن حمدویہ نے، اسے قیس بن انیف نے، اسے قتیبہ بن سعید نے، اسے حاتم بن اسماعیل نے جعفر بن محمد سے اور اس نے اپنے والد سے، اور اس نے حضرت جابر سے خبر دی کہ نبی اکرم ﷺ نے صدقہ فطر ایک صاع کھجور دینے کا حکم دیا۔ ایک شخص ناکارہ کھجور لے آیا۔ اس پر قرآن نازل ہوا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْہُ تُنْفِقُوْنَ

۱۷۳۔ ہمیں ابو اسحاق احمد بن محمد الواعظ نے، اسے عبداللہ بن حامد الاصفہانی نے، اسے محمد بن اسمٰعیل انصاری نے، اسے احمد بن موسیٰ الجمار نے، اسے عمرو بن حماد بن طلحہ نے، اسے اسباط بن نصر نے سدی سے، اس نے عدی بن ثابت سے اور اس نے البراء سے روایت کر کے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ انصار کھجور کی فصل تیار ہونے پر اپنے نخلستان سے تمر اور بسر کے خوشے نکالتے تھے۔ انہیں مسجد نبوی ﷺ کے دو ستونوں کے درمیان لٹکا دیتے تھے اور اس سے نادار مہاجر کھجور کھاتے تھے۔ کوئی ایک شخص ان میں عمداً گھٹیا کھجور داخل کر دیتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اتنی بڑی مقدار میں رکھی کھجوروں میں اس کی ردی کھجوروں کا کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔ یہ آیت ایسے ہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے:

وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْہُ تُنْفِقُوْنَ

یعنی ایسی ردی کھجور کہ اگر کوئی تمہیں یہ بطور تحفہ دے تو تم اسے قبول نہ کرو۔ اس میں سے خرچ نہ کرو۔

قول خداوندی :

إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ..... (الاٰية ..... ۲۷۱)

اگر تم خیرات ظاہر دو..... (الاٰیۃ)

۱۷۳۔ الکلبی کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان "وما انفقتم من نفقة" (الآیۃ) نازل ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ یارسول اللہ (ﷺ) صدقہ پوشیدہ طور پر دینا افضل ہے یا اعلانیہ؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ.... (الاٰية ۲۷۲)

(اے محمد ﷺ) تم ان لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں۔ (الاٰیۃ)

۱۷۳۔ ہمیں احمد بن محمد بن احمد بن الحارث نے، اسے عبداللہ بن محمد بن جعفر نے، اسے عبدالرحمن بن محمد بن مسلم نے، اسے سہل بن عثمان العسکری نے اور اسے جریر نے اشعث بن اسحاق سے، اس نے جعفر بن ابی المغیرہ سے اور اس نے سعید بن جبیرؓ سے روایت کر کے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لاتصدقوا الا علی اهل دینکم" یعنی اپنے اہل دین کے علاوہ کسی اور کو صدقہ نہ دو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ" یعنی ان کی ہدایت کی ذمہ داری آپ ﷺ پر نہیں ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل ادیان یعنی دوسرے دین کے لوگوں کو بھی صدقہ دو۔

۱۷۴۔ ہمیں احمد نے، اسے عبداللہ نے، اسے عبدالرحمن نے، اسے سہل نے، اسے ابن نمیر نے الحجاج سے، اس نے سلمان المکی سے اور اس نے ابن الحنفیہ سے روایت کر کے خبر دی کہ مسلمانوں کو غیر مسلم ناداروں پر صدقہ دینا پسند نہ تھا تا آنکہ یہ آیت نازل ہوئی تو انہیں ان مشرک ناداروں کو خیرات یا صدقہ دینے کا حکم دیا گیا۔

۱۷۵۔ الکلبی کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرے کی قضاء کی۔ اس عمرے میں آپ ﷺ کے ساتھ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کے پاس ان کی والدہ قتیلہ آئیں اور ان کی دادی آئیں اور ان سے مدد کا سوال کیا۔ اس کے ساتھ دو مشرک عورتیں بھی تھیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان دونوں سے کہا کہ میں تمہیں کچھ نہیں دوں گی تاوقتیکہ میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہ لوں، کیونکہ تم دونوں ہمارے دین میں شامل نہیں ہو۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس معاملے میں اجازت چاہی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تو اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو اپنی والدہ اور دادی کو خیرات اور صدقہ دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے انہیں صدقہ دیا اور صلہ رحمی کی۔

الکلبی کا قول ہے کہ اس آیت کا ایک اور شان نزول بھی ہے۔ وہ یہ کہ مسلمانوں کی یہود کے ساتھ قرابت داری، سسرالی رشتہ داری اور رضاعت کا تعلق تھا۔ اسلام لانے سے پہلے یہ لوگ یہود کو نفع پہنچاتے تھے۔ جب یہ لوگ اسلام لائے تو انہیں نفع دینا ناپسند اور ناگوار ہوا۔ انہوں نے چاہا کہ یہود اسلام لائیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس معاملے میں اجازت مانگی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ تو اس آیت کے نازل ہونے کے بعد انہوں نے یہودی رشتہ داروں کو صدقہ اور خیرات دی۔

قول خداوندی :

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً ..... (الآیۃ ۲۷۴)

جو لوگ اپنا مال رات اور دن پوشیدہ اور ظاہر (راہ خدا میں) خرچ کرتے رہتے ہیں ... (الآیۃ)

۱۷۵۔ ہمیں (ابو ابراہیم) اسماعیل بن ابراہیم النصر آبادی نے، اسے عمرو بن نجید نے، اسے محمد بن الحسین بن الخلیل نے، اسے ہشام بن عمار نے، اسے محمد بن شعیب نے ابن مہدی سے، اس نے یزید بن عبداللہ بن عریب سے، اس نے اپنے والد سے اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کر کے خبر دی کہ یہ آیت اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اصحاب الخیل یعنی گھوڑے کے پالنے اور رکھنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان کسی بھی ایسے شخص کو نہیں بھٹکاتا جس کے گھر میں پرانی گھوڑی ہو۔ ابوامامہ، ابوالدرداء، مکحول، الاوزاعی اور رباح بن زید کا بھی یہی قول ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) گھوڑے رکھتے پالتے ہیں اور ان گھوڑوں پر رات دن پوشیدہ اور اعلانیہ اخراجات کرتے ہیں۔ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو رعونت نخوت اور تکبر کے اظہار کے لئے گھوڑے نہیں پالتے۔

۱۷۶۔ ہمیں احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی نے اسے الحسین بن محمد الدینوری نے، اسے عمر بن محمد بن عبداللہ النہروانی نے، اسے علی بن محمد بن مہرویہ القزوینی نے، اسے علی بن داؤد القنطری نے، اسے عبداللہ بن صالح نے، اسے ابو شریح نے قیس بن الحجاج سے، اس نے حنش بن عبداللہ الصنعانی سے نقل کر کے خبر دی، اس نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً کے شان نزول کے بارے میں حدیث بیان کی اور کہا کہ اس کا شان نزول گھوڑوں کو چارہ کھلانا ہے۔ اور یہ اس پر دلالت کرتی ہے۔

۱۷۷۔ ہمیں ابواسحاق المقری نے، اسے ابوبکر محمد بن احمد بن عبدوس نے، اسے ابوالعباس عبداللہ بن یعقوب الکرمانی نے، اسے محمد بن زکریا الکرمانی نے، اسے وکیع نے، اسے عبدالحمید بن بہرام نے شہر بن حوشب سے، اس نے اسماء بنت یزید سے روایت کر کے خبر دی: اسماء نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس کسی نے اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) گھوڑا پالا اور اس پر پوری طرح خرچ کیا تو اس گھوڑے کا سیر ہونا، بھوکا رہنا، اس کا سیراب ہونا، اس کا پیاسا رہنا، اس کا پیشاب اور اس کی لید قیامت کے دن اس شخص کے اعمال کے پلڑے میں ہوگی۔

۱۷۸۔ ہمیں ابواسحاق نے، اسے عمرو القراتی نے، اسے ابوموسیٰ عمران بن موسیٰ نے، اسے سعید بن عثمان الجزری نے، اسے فارس بن عمر نے، اسے صالح بن محمد نے، اسے سلیمان بن عمرو نے عبدالرحمٰن بن یزید سے، اس نے مکحول سے، اس نے جابر سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) گھوڑے پر خرچ کرنے والا دونوں ہاتھوں سے صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔"

۱۷۹۔ ہمیں ابوحامد احمد بن الحسن الکاتب نے، اسے محمد بن احمد بن شاذان الرازی نے، اسے عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے، اسے ابوسعید الاشج نے، اسے زید بن الحباب نے، اسے رجاء بن ابی سلمہ نے سلیمان بن موسیٰ الدمشقی سے، اس نے عجلان بن سہل الباہلی سے روایت کر کے خبر دی۔ عجلان نے بتایا کہ میں نے ابوامامہ الباہلی کو کہتے سنا کہ جس نے فی سبیل اللہ گھوڑا پالا نہ کہ دکھاوے اور شہرت کے لئے تو وہ ان لوگوں میں شامل ہے جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ (الآية)

۱۸۰۔ ہمیں ابوبکر التمیمی نے، اسے محمد بن حیان نے، اسے محمد بن یحییٰ بن مالک الضبی نے، اسے محمد بن اسماعیل الجرجانی نے، اسے عبدالرزاق نے، اسے عبدالوہاب بن مجاہد نے اپنے والد سے، اس نے حضرت ابن عباس سے اس آیت اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً کے بارے میں روایت کر کے خبر دی کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان کے پاس چار درہم تھے۔ انہوں نے ان میں سے ایک درہم رات کو خرچ کیا، ایک درہم دن کو ایک درہم پوشیدہ طور پر اور ایک درہم اعلانیہ خرچ کیا۔

۱۸۱۔ ہمیں احمد بن الحسن الکاتب نے، اسے محمد بن احمد شاذان نے، اسے عبدالرحمٰن بن حاتم نے، اسے ابوسعید اشج نے، اسے یحییٰ بن یمان نے عبدالوہاب بن مجاہد سے، اس نے اپنے والد سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چار درہم تھے۔ انہوں نے ایک درہم کو خیرات کیا، ایک درہم دن کو، ایک درہم پوشیدہ طور پر اور ایک درہم اعلانیہ خیرات کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

۱۸۲۔ الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل

ہوئی۔اس کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس صرف چار درہم تھے۔انہوں نے ایک درہم رات کو خیرات کر دیا اور ایک درہم دن کو خیرات کر دیا۔ایک درہم پوشیدہ طور پر اور ایک اعلانیہ خیرات کر دیا۔رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں کس چیز نے اس کام پر آمادہ کیا۔انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اس کام پر اس بات نے آمادہ کیا کہ میں اللہ پر اس کے کئے ہوئے وعدہ کو واجب کروں۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جان لو تمہارا یہ کام ہو گیا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَابَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا...... (الاٰية ۲۷۸)

مومنو! خدا سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو۔

۱۸۳۔ہمیں محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن جعفر نے،اسے ابوعمرو بن حمدان نے،اسے ابویعلیٰ نے،اسے احمد بن الاخنس نے،اسے محمد بن فضیل نے،اسے الکلبی نے ابوصالح سے،اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے خبر دی کہ ہمیں یہ اطلاع ملی ہے،واللہ اعلم،یہ آیت بنو عمرو بن عمیر بن عوف،جو بنو ثقیف کی ایک شاخ ہے اور قبیلہ بنو مخزوم کی شاخ بنو المغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔اس کا شان نزول یہ ہے کہ بنو مغیرہ ثقیف والوں کو سود پر قرض دیا کرتے تھے۔جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ پر غلبہ اور قبضہ دلا دیا تو اس دن تمام سود منسوخ کر دیئے گئے۔بنو عمرو بن عمیر اور بنو المغیرہ کے لوگ عتاب بن اسید کے پاس آئے جو مکہ کے امیر تھے۔بنو المغیرہ نے کہا کہ سود کے بارے میں ہمیں کس بات نے تمام لوگوں کے مقابلے میں زیادہ بدنصیب کر دیا۔ ہمارے علاوہ دوسرے لوگوں کے سود معاف اور منسوخ کر دیئے گئے۔بنو عمرو بن عمیر نے کہا کہ ہمارے درمیان معاہدہ ہو گیا کہ ہمیں ہمارا سود ملے گا۔لہذا عتاب نے یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لکھ بھیجا۔اس پر یہ آیت اور اس کے بعد والی یہ آیت نازل ہوئی:

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہو جاؤ (کہ تم) خدا اور رسول سے جنگ کرنے کے لئے (تیار ہوئے ہو)۔

اس پر بنو عمرو نے احساس کر لیا کہ اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف لڑنے کی ان میں سکت اور طاقت نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ

اور اگر توبہ کر لو گے (اور سود چھوڑ دو گے) تو تم کو اپنی اصلی رقم لینے کا حق ہے۔جس

میں خسارہ اوروں کا نقصان......

یعنی اگر تم توبہ کرو تو تمہارے لئے تمہارا اصل زر ہے کہ تم ظلم نہ کرو، یعنی اصل زر سے زیادہ نہ لو۔ "وَلَا تُظْلَمُوْنَ" اور نہ تم پر ظلم ہو کہ تم کو گھاٹا پڑے۔

۱۸۴۔ عطاء اور عکرمہ کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے بارے میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ ان دونوں حضرات نے کھجور کی فصل پر قرض دیا تھا۔ جب فصل پکنے کا وقت آیا تو کھجور والے نے ان حضرات سے کہا کہ آپ حضرات اپنا سارا حصہ لے لوگے تو پھر میرے اور میرے اہل وعیال کے لئے بقدر کفایت کھجور نہیں بچتی۔ کیا تم اپنا نصف حصہ لینے پر رضا مند ہوتے ہو اور باقی نصف کو ملتوی کرتے ہو۔ میں تمہیں دگنی کھجور دوں گا۔ یہ دونوں حضرات اس بات پر راضی ہو گئے۔ جب قرض کی ادائیگی کا وقت آیا تو ان حضرات نے زیادہ حصے کا مطالبہ کیا۔ اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کو زیادہ لینے سے منع فرمایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ان دونوں حضرات نے اس آیت کو سنا اور مان لیا اور صرف اپنا راس المال یعنی اصل زر وصول کیا۔

۱۸۵۔ السدی کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ دونوں دور جاہلیت میں ایک دوسرے کے شریک کاروبار تھے۔ لوگوں کو سود پر رقم قرض دیتے تھے۔ جب اسلام آیا تو ان کی بڑی بڑی رقوم سود پر لگی ہوئی تھیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جان لو کہ جاہلیت کے زمانے کا تمام سود منسوخ اور سب سے پہلا سود میں عباس بن عبدالمطلب کا منسوخ کرتا ہوں۔

قول خداوندی

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ ...... (الآیۃ ۲۸۰)

اور اگر قرض لینے والا تنگ دست ہو...... الخ

۱۸۶۔ الکلبی کا قول ہے کہ بنو عمرو بن عمیر کے قبیلے والوں نے بنو المغیرہ کے قبیلے والوں سے کہا کہ ہمیں ہمارے اصل زر ادا کر دو اور سود تمہارا رہنے دو جسے ہم تمہارے لئے چھوڑ دیں گے۔ بنو المغیرہ کے قبیلے والوں نے کہا کہ ہم ان دنوں تنگ دست ہیں۔ ہمیں فصل پکنے تک مہلت دو۔ انہوں نے مہلت دینے سے انکار کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ

قول خداوندی:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ ...... (الآیۃ ۲۸۵)

رسول اس کتاب پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں......الخ

۱۸۷۔ ہمیں الامام ابوالمنصور عبدالقاہر بن طاہر نے، اسے محمد بن عبداللہ بن علی بن زیاد نے، اسے محمد بن ابراہیم البوشنجی نے، اسے امیہ بن بسطام نے اسے یزید بن زریع نے، اسے روح بن القاسم نے العلاء سے اور اس نے اپنے والد سے، اس نے حضرت ابوہریرۃ سے روایت کر کے خبر دی۔ ابوہریرہ نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر "اِنْ تُبْدُوْا مَافِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْتُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ" والی آیت نازل کی تو یہ بات صحابہ رسول اللہ ﷺ پر بڑی سخت گزری۔ اس کے بعد صحابہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے عرض کیا کہ ہم پر ایسے اعمال لاگو کیے گئے جن کی ادائیگی ہم کر سکتے ہیں یعنی نماز، روزہ، جہاد، زکوٰۃ۔ اب آپ ﷺ پر یہ آیت نازل کی گئی ہے۔ یعنی یہ حکم نازل کیا گیا ہے جسے ہم بجا نہیں لا سکتے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بھی وہی کہنا چاہتے ہو جو تم سے پہلے دو کتابوں یعنی توریت اور انجیل کے حامل لوگوں نے کہا (میری رائے میں آپ ﷺ نے کہا) سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا یعنی ہم نے سنا اور نہیں مانا۔ تم کہو: سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ یعنی ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ ہم تیری بخشش مانگتے ہیں۔ تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ جب قوم نے اس آیت کو پڑھا تو ان کی زبانیں لڑکھڑا گئیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ...... آخر تک۔ اور اس آیت کا حکم منسوخ کر دیا اور یہ آیت نازل کی: لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا......

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے امیہ بن بسطام کے حوالے سے نقل کیا۔

۱۸۸۔ ہمیں محمد بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، اسے اس کے والد نے، اسے محمد بن اسحاق الثقفی نے، اسے عبداللہ بن عمرو اور یوسف بن موسیٰ نے خبر دی۔ ان دونوں نے کہا ہمیں وکیع نے، اسے سفیان نے آدم بن سلیمان سے خبر دی کہ میں نے سعید بن جبیر کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرتے سنا۔ انہوں نے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی:

اِنْ تُبْدُوْا مَافِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْتُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ
تم اپنے دلوں کی بات کو ظاہر کرو گے تو اور چھپاؤ گے تو خدا تم سے اس کا حساب لے گا۔

تو ان کے دل میں وہ کچھ گزرا جو کسی اور چیز کی وجہ سے نہ گزرا تھا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کہو "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا" اس پر اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کے دلوں میں ایمان بھر دیا اور انہوں نے کہا "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا" اس پر اللہ تعالیٰ نے لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا نازل کی۔ جب اَوْ اَخْطَاْنَا تک

آیت پہنچ گئی۔ یعنی رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا تک آیت کے کلمات پہنچ گئے تو اللہ نے فرمایا: قَدْ فَعَلْتُ یعنی میں نے تمہاری بھول چوک معاف کردی۔ اس موقع پر سورۂ بقرہ کے آخر تک کی آیات نازل ہوئیں۔ ہر دعائیہ کلمہ پر اللہ تعالیٰ نے کہا قد فعلت یعنی میں نے دعا قبول کر لی۔

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے اور اس نے وکیع سے نقل کیا۔

۱۸۹۔ مفسرین کا قول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَاِنْ تُبْدُوْا مَافِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ

''تم اپنے دلوں کی بات کو ظاہر کرو گے تو اور چھپاؤ گے تو خدا تم سے اس کا حساب لے گا۔''

تو حضرت ابوبکر، عمر، عبدالرحمٰن بن عوف، معاذ بن جبل اور انصار رضی اللہ عنہم کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور گھٹنوں کے بل جھک کر بولے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی قسم ہم پر اس سے زیادہ کوئی سخت آیت نازل نہیں ہوئی۔ یعنی اس سے زیادہ سخت حکم نازل نہیں ہوا۔ ہم میں سے کوئی شخص اپنے نفس میں کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جو اس کے دل میں راسخ نہیں ہوتی اور اس کے پیش نظر دنیا اپنی پوری فتنہ سامانیوں کے ساتھ موجود ہوتی ہے۔ ہم سے ان باتوں پر مواخذہ ہوگا جو صرف ہمارے دلوں میں ہو گزرتی ہیں۔ واللہ ہم تو ہلاک ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آیت اسی طرح نازل ہوئی ہے تو انہوں نے عرض کی کہ ہم تو مارے گئے۔ ہمیں اس بات کا مکلف کیا گیا جو ہمارے بس میں نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم وہ کچھ کہتے ہو جو بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا یعنی سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا یعنی ہم نے سنا اور نہیں مانا۔ تم سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہو۔ لیکن یہ ان پر سخت گراں گذرا۔ یہ صورت حال یعنی یہ حکم سال بھر اسی طرح لاگو رہا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کشائش اور راحت یہ کہہ کر نازل کی: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ اور اس سے پہلی آیت یعنی حکم کو منسوخ کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت سے ان باتوں سے درگزر کیا جو ان کے دلوں میں گزرے، تاوقتیکہ اس پر عمل نہ کریں یا بات نہ کریں۔

سورۂ آل عمران

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۹۰۔ مفسرین کا قول ہے کہ نجران کا وفد جس میں ساٹھ سوار تھے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اس وفد میں چودہ اشخاص ان کے اشراف میں سے تھے، ان چودہ اشخاص میں تین ایسے تھے جن کے ہاتھ میں ان کے معاملات کی باگ ڈور تھی۔

العاقب:

امیر قوم تھا اور ان کے مشورے کا صاحب اختیار تھا۔ اس کی رائے اور مشورے کے بغیر ان کا کوئی کام طے نہ پاتا تھا۔ اس کا نام عبدالمسیح تھا۔

السید:

ان کا سربراہ، نگران کار اور ان کی سواریوں کا محافظ تھا۔ اس کا نام الایہم تھا۔

ابو حارثہ بن علقمہ ان کا اسقف اور مذہبی پیشوا تھا۔ یہ ان کا امام اور تعلیم و تدریس کا پیشوا بھی تھا۔ یہ ان میں صاحب شرف تھا۔ اس نے ان کی کتابیں پڑھی تھیں۔ حتیٰ کہ یہ ان کے علم دین میں کامل اور ماہر تھا۔ روم کے بادشاہوں نے ان کی پذیرائی کی تھی۔ انہوں نے اس کے علم و اجتہاد کے پیش نظر اس کے لئے کنیسے بھی تعمیر کئے تھے۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور مسجد نبوی ﷺ میں اس وقت داخل ہوئے جس وقت نماز عصر پڑھی جا چکی تھی۔ یہ لوگ بڑے جبے اور چادریں زیب تن کئے ہوئے تھے۔ سج دھج میں یہ لوگ بنی حارث کے لوگ لگتے تھے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جس نے اس وفد کے لوگوں کو دیکھا اس نے کہا کہ ہم نے ایسا وفد (اس سے پہلے) نہیں دیکھا۔ ان کی نماز کا وقت بھی قریب ہو گیا تھا۔ انہوں نے اٹھ کر مسجد نبوی ﷺ میں نماز ادا کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو، یعنی انہیں نماز ادا کرنے دو۔ انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی۔ السید اور العاقب نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کلام کا آغاز کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ تم اسلام قبول کرو۔ ان دونوں نے جواب دیا کہ ہم آپ سے

پہلے ہی اسلام لائے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے غلط کہا ہے۔ تمہیں اسلام سے خدا کے بیٹے بیٹا قرار دینے، صلیب کی پرستش کرنے اور سؤر کا گوشت کھانے نے روکے رکھا ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ اگر حضرت عیسیٰ اللہ کا بیٹا نہیں تو پھر ان کا والد کون ہے؟ چنانچہ ان سب نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ بحث ومباحثہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ بیٹا ہر حال میں باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں، کیوں نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب حی لایموت ہے۔ یعنی وہ زندہ جاوید ہے۔ جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت طاری ہوگی۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب ہر چیز کا نگران ہے۔ اس کی حفاظت کرتا ہے اور اسے رزق دیتا ہے، انہوں نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اختیار میں ایسی کوئی چیز ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رحم مادر میں جس طرح چاہا صورت پذیر کر دیا۔ نیز ہمارا رب نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور نہ قضائے حاجت کرتا ہے (یعنی عام انسانوں کی طرح) انہوں نے کہا کہ ہاں کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو ان کا حمل اسی طرح رہا جس طرح عام عورت اپنا بچہ جنتی ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح غذا کھائی جس طرح دوسرے بچے غذا کھاتے ہیں۔ پھر وہ خود کھاتے پیتے تھے اور قضائے حاجت کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تمہارا خیال کیسے صحیح ہوا۔ اس پر وہ خاموش ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آل عمران کا ابتدائی حصہ نازل کیا۔ جس میں کچھ اوپر اسی آیتیں ہیں۔

قول خداوندی :

قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ .... (الآیۃ ۱۲)

(اے پیغمبر!) کافروں سے کہہ دو کہ تم (دنیا میں بھی) عنقریب مغلوب ہوجاؤ گے ..... الخ

۱۹۱۔ الکلبی کا قول ہے جو انہوں نے ابو صالح سے، اس نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ مدینہ کے یہود نے غزوۂ بدر میں مشرکین کی شکست کے بعد کہا کہ بخدا یہ وہی نبی امی ہے جس کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہمیں بشارت دی ہے اور ہم اپنی کتاب تورات میں اس کی تعریف اور صفات پاتے ہیں اور یہ کہ اس کا جھنڈا سرنگوں نہ ہوگا۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی تصدیق اور آپ ﷺ کی پیروی کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر ان لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ جلد بازی سے کام نہ لو، کسی دوسرے واقعے کا انتظار کرتے ہیں۔ جب جنگ احد ہوئی اور صحابہ کرامؓ کو شکست ہوئی تو انہیں شک ہوا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم یہ وہ (نبی) نہیں ہے۔ یوں ان پر بدبختی کا غلبہ ہوا اور وہ اسلام نہیں لائے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک مدت تک ان کا

معاہدہ امن تھا۔ انہوں نے اس معاہدہ کو توڑ دیا۔ کعب بن اشرف ساٹھ سوار لے کر مکہ والوں ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے پاس گیا اور ان کے ساتھ موافقت کی اور اپنے ارادے پر جم گئے اور کہا کہ ہماری بات اب ایک ہوگی۔ پھر یہ لوگ مدینے واپس آئے اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل کی۔

۱۹۲۔ محمد بن اسحاق بن یسار کا قول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بدر کے میدان میں قریش کو شکست دی تو آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے اور یہود کو جمع کر کے ان سے کہا کہ اے یہود کے گروہ! اللہ سے ڈرو اور اس انجام سے ڈرو جس سے قریش بدر کے دن دوچار ہوئے۔ ایسا وقت آنے سے پہلے اسلام قبول کرو۔ تم جان چکے ہو کہ میں نبی مرسل ہوں۔ تم یہ بات اپنی کتاب اور اپنے ساتھ اللہ کے عہد میں پاتے ہو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اے محمد! اس بات پر دھوکے میں نہ رہنا کہ تمہارا واسطہ ایسی قوم سے پڑا ہے جو فن حرب سے واقف نہیں تھی۔ تم نے ان کے خلاف جنگ میں موقع سے فائدہ اٹھایا ہے۔ لیکن خدا کی قسم اگر ہم نے تم سے جنگ کی تو تمہیں پتہ چل جائے گا کہ ہم مرد میدان ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا کی آیت نازل کی۔ یہاں اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے مراد یہود ہیں۔ سَتُغْلَبُوْنَ یعنی تمہیں شکست ہوگی۔ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ اور آخرت میں تم کو جہنم میں اکٹھا کیا جائے گا۔

یہ عکرمہ سعید بن جبیر کی روایت اور ابن عباس سے مروی حدیث ہے۔

قول خداوندی :

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ...... (الآية ۱۸)

خدا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ...الخ

۱۹۳۔ کلبی کا قول ہے کہ جب مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کو غلبہ حاصل ہوا تو شام کے احبار میں سے دو مذہبی رہنما نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ جب انہوں نے مدینہ دیکھا تو ایک نے اپنے ساتھی سے کہا۔ یہ شہر اس نبی کے شہر سے کس قدر مشابہ ہے جو آخر زمان میں ظاہر ہوگا۔ جب یہ دونوں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے آپ ﷺ کی صفات اور تعریف سے پہچان لیا۔ ان دونوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کیا آپ محمد ہیں۔ آپ ﷺ نے کہا کہ ہاں۔ پھر ان دونوں نے پوچھا کہ کیا آپ احمد ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم آپ سے شہادت کے بارے میں سوال کریں گے۔ اگر آپ نے ہمیں (صحیح) جواب دیا تو ہم آپ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی تصدیق کریں گے۔ اس پر آپ ﷺ نے ان دونوں سے کہا کہ تم مجھ سے سوال کرو۔ انہوں نے پوچھا کہ ہمیں بتایئے کہ کتاب اللہ میں سب سے بڑی شہادت کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل کی۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ

اس پر دونوں نے اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ کی تصدیق کی۔

قول خداوندی :

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ ...... (الآية ۲۳)

بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب خدا (یعنی تورات) سے بہرہ دیا گیا ...... الخ

اس آیت کے شان نزول میں اختلاف ہے۔

۱۹۴۔ السدی کا قول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہود کو اسلام کی دعوت دی تو نعمان بن اوفی نے آپ ﷺ سے کہا کہ اے محمد آیئے ہم آپ ﷺ کو بحث مباحثہ کے لئے احبار کے پاس لئے چلتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلکہ اللہ کی کتب کی طرف چلئے۔ اس نے کہا کہ نہیں، بلکہ احبار کی طرف چلیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۱۹۵۔ سعید بن جبیر اور عکرمہ کا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بیت المقدس (یہودی درس گاہ) میں یہود کی ایک جماعت کے پاس گئے اور ان کو اللہ کی طرف بلایا تو نعیم بن عمرو اور الحارث بن زید نے آپ ﷺ سے کہا کہ اے محمد آپ ﷺ کس دین پر ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میں ملت ابراہیمی پر ہوں۔ ان دونوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو یہودی تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آؤ تورات میں دیکھیں۔ یہ ہمارے سامنے ہے۔ اس پر ان دونوں نے تورات کی طرف رجوع کرنے سے انکار کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۱۹۶۔ الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت خیبر کے زنا کرنے والے دو شخصوں کے بارے میں اور یہود کے نبی اکرم ﷺ سے زانی کی حد کے متعلق سوال کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا ذکر انشاء اللہ سورہ مائدہ میں آئے گا۔

قول خداوندی:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ ...... (الآية ۲۶)

کہو کہ اے خدا (اے) بادشاہی کے مالک ...... الخ

۱۹۷۔ ابن عباسؓ اور انسؓ بن مالک کا قول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کر لیا اور اپنی امت کو فارس اور روم کے فتح ہونے کا وعدہ فرمایا یعنی خوشخبری دی تو منافقین اور یہود نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ فارس اور روم محمد کے لئے کیسے فتح ہو سکتے ہیں۔ یہ ملک کہیں زیادہ مضبوط اور ناقابل تسخیر ہیں۔ کیا مکہ اور مدینہ ہی محمد کے لئے کچھ کم ہیں جو وہ فارس اور روم پر نظریں جمائے بیٹھے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ

16121

آیت نازل کی۔

۱۹۸۔ مجھے محمد بن عبدالعزیز المروزی نے اپنی کتاب میں خبر دی اور اسے ابوالفضل محمد بن الحسین (الحدادی) نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے اسحاق بن ابراہیم نے، اسے روح بن عبادہ نے اور اسے سعید نے قتادہ سے خبر دی۔ قتادہ نے کہا کہ ہمیں بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب سے دعا کی کہ اس کی امت کے لئے فارس اور روم کو فتح کرے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ نازل کیا۔

۱۹۹۔ ہمیں استاد ابواسحاق الثعالبی نے، اسے عبداللہ بن حامد الوزان نے، اسے محمد بن جعفر المطیری نے، اسے حماد بن الحسن نے، اسے محمد بن خالد بن عثمہ نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف سے، اسے اس کے والد نے اپنے والد سے روایت کر کے خبر دی کہ جنگ خندق کے دن رسول اللہ ﷺ نے ایک خط کھینچا۔ پھر دس آدمیوں پر چالیس ہاتھ کھدائی مقرر کی۔ عمرو بن عوف نے کہا کہ میں، سلمان، حذیفہ، نعمان بن مقرن المزنی اور چھ انصاری چالیس ہاتھ کھودنے پر مقرر تھے۔ ہم کھودتے گئے، تا آنکہ ہم ذوناب کے نیچے تک پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے خندق کی تہہ میں سے ایک چٹان نمودار کی، جس نے ہمارے کدالوں کو کند کر دیا اور ہمارے لئے اس کا توڑنا سخت مشکل ہو گیا۔ ہم نے کہا کہ اے سلمان تم اوپر چڑھو اور جا کر رسول اللہ ﷺ کو اس چٹان کے بارے میں اطلاع دو۔ یا تو ہم اس خط سے مڑ جائیں یا آپ ﷺ ہمیں کوئی اور حکم دیں۔ ہم آپ ﷺ کے مقرر کئے ہوئے خط سے تجاوز کرنا نہیں چاہتے۔ راوی نے کہا کہ سلمان اوپر چڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف گئے۔ آپ ﷺ اس وقت ایک ترکی قبہ یعنی سائبان تانے ہوئے تھے۔ سلمان نے کہا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) خندق کے اندر سے ایک سفید چٹان نمودار ہوئی ہے۔ جس نے ہمارے کدال کند کر دیے اور اسے توڑنا ہمارے لئے سخت مشکل ہو گیا۔ حتیٰ کہ اس میں سے تھوڑا بہت کچھ نہیں ٹوٹ سکا۔ اس بارے میں ہمیں اپنا حکم دیجئے۔ ہم آپ ﷺ کے مقرر کئے ہوئے خط سے تجاوز نہیں کرنا چاہتے۔

راوی کا کہنا ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ سلمان کے ساتھ خندق میں اترے اور نو آدمی خندق کے دہانے پر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے سلمان سے کدال لے لیا اور خندق پر چوٹ لگائی۔ جس سے خندق میں شگاف پڑ گیا۔ اس سے ایک چمک پیدا ہوئی جس سے خندق کے کنارے روشن ہو گئے۔ یعنی مدینہ روشن ہو گیا۔ یوں لگا جیسے کسی تاریک گھر کے اندر چراغ روشن ہوا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فتح کی تکبیر بلند کی اور مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ آپ ﷺ سلمان کا ہاتھ پکڑ کر اوپر چڑھے۔ سلمان نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ میں نے ایک ایسی چیز دیکھی جو میں نے اس سے پہلے قطعاً نہیں دیکھی۔ رسول اللہ ﷺ قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم دیکھتے ہو کہ سلمان کیا کہہ رہا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے پہلی ضرب لگائی تو چمک پیدا

ہوئی۔ جب کہ تم نے دیکھا۔ اس روشنی میں میرے لئے حیرہ کے محلات اور کسریٰ یوں ظاہر ہو گئے۔ گویا وہ کتے کی کچلیاں ہوں۔ جبریلؑ نے مجھے بتایا کہ میری امت ان محلات اور شہروں پر قابض ہو گی۔ پھر میں نے دوسری ضرب لگائی تو دوبارہ چمک پیدا ہوئی۔ جب کہ تم نے دیکھ لیا۔ تو اس بار میرے لئے روم کے سرخ محلات یوں نمودار ہوئے گویا وہ کتوں کی کچلیاں ہوں۔ جبریلؑ نے مجھے خبر دی کہ میری امت ان پر قابض ہو گی۔ پھر میں نے تیسری ضرب لگائی تو چمک پیدا ہوئی، جسے تم نے دیکھ لیا۔ تو اس بار میرے سامنے صنعا کے محلات ظاہر ہوئے گویا وہ کتوں کی کچلیاں ہوں اور جبریلؑ نے مجھے بتایا کہ میری امت اس پر قابض ہو گی۔ لہذا انہیں خوشخبری ہو۔ مسلمانوں کو اس سے خوشی ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے۔ یہ سچا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خندق کھودنے کے بعد فتح کا وعدہ کیا۔ اس پر منافقوں نے کہا کہ کیا تمہیں اس بات پر تعجب نہیں ہوتا کہ وہ یعنی نبی تمہیں غلط اور باطل امیدیں دلاتا ہے اور تم کو بتاتا ہے کہ وہ یثرب میں بیٹھے بیٹھے حیرہ کے محلات اور کسریٰ کے مدائن کو دیکھتا ہے اور یہ کہ یہ جگہیں تمہارے لئے فتح ہوں گی۔ تم تو ڈر کے مارے (بچاؤ کے لئے) خندق کھود رہے ہو اور کھلے ظاہر تک نہیں ہو سکتے۔

راوی کا کہنا ہے کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا

اس قصے سے متعلق اللہ نے قل اللھم مالک الملک کی آیت نازل فرمائی۔

قول خداوندی :

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ..... (الآية ۲۸)

مومنوں کو چاہئے کہ مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں (الآیۃ)

۲۰۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ الحجاج بن عمرو، کہمس بن ابی الحقیق اور قیس بن زید یہ لوگ یہودی تھے۔ یہ انصار کے کچھ لوگوں کو خفیہ طور پر ان کے دین سے ورغلاتے تھے۔ چنانچہ رفاعہ بن منذر، عبداللہ بن جبیر اور سعید بن خیثمہ نے ان لوگوں سے کہا کہ ان یہودیوں سے دور رہو۔ ان کے ساتھ میل ملاپ اور خفیہ ملاقاتوں سے پرہیز کرو۔ وہ تمہیں کہیں تمہارے دین سے فتنے میں نہ مبتلا کر دیں۔ ان لوگوں نے ان یہود کے ساتھ میل ملاپ اور خفیہ طور پر ملنا جلنا ترک کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۲۰۱۔ الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت ان منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی: عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی۔ ان لوگوں کی یہود اور مشرکین کے ساتھ دوستی تھی۔ یہ انہیں اطلاعات اور معلومات فراہم

کرتے تھے اور اس بات کے خواہش مند رہتے تھے کہ ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ پر فتح حاصل ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور مومنوں کو ان جیسے کام کرنے سے منع کر دیا۔

۲۰۲۔ جویبر نے الضحاک سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ آیت عبادہ بن صامت انصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ بدری سردار تھے۔ ان کے حلیف کچھ یہودی تھے۔ جس روز نبی کریم ﷺ غزوۂ احزاب کے لئے نکلے تو عبادہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی (ﷺ) میرے ساتھ پانچ سو یہودی جوانمرد ہیں۔ میری رائے ہے کہ وہ میرے ساتھ چلیں (اور شریک جہاد ہوں) تو میں دشمن پر غلبہ پاؤں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ ..... (الآیۃ)

قول خداوندی :

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ .. (الآیۃ ۳۱)

(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو...... (الخ)

۲۰۳۔ الحسن اور ابن جریج کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا: اے محمد! ہم کو اپنے رب سے محبت ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۲۰۴۔ جویبر نے الضحاک سے، اس نے ابن عباسؓ سے نقل کیا، اس نے کہا کہ نبی کریم قریش کے پاس ٹھہرے۔ قریش اس وقت خانہ کعبہ میں تھے، انہوں نے بت نصب کئے ہوئے تھے۔ ان بتوں کے گلے میں شتر مرغ کے انڈے آویزاں کئے ہوئے تھے اور ان کے کانوں میں بالیاں لٹکائی ہوئی تھیں اور یہ قریش ان بتوں کے آگے سجدے کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا: اے معشر قریش! تم نے اپنے آباء ابراہیم واسماعیل کی ملت یعنی دین کی مخالفت کی ہے۔ وہ دونوں اسلام پر تھے۔ قریش نے جواب دیا کہ اے محمد، ہم تو ان بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں تاکہ یہ بت ہمیں اللہ کا قرب دلا دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ

اور تم اس لئے ان بتوں کو پوجا کرتے ہو کہ وہ تمہیں اللہ کا قرب دلا دیں۔

فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

یعنی تم میری پیروی کرو، اللہ تم کو محبوب رکھے گا۔

پس میں تمہاری طرف بھیجا ہوا اس کا رسول ہوں اور تم پر اس کی حجت ہوں۔ میں تمہارے ان بتوں کے مقابل تمہاری تعظیم کا زیادہ حقدار اور سزاوار ہوں۔

۲۰۴۔ الکلبی کی روایت ہے جو انہوں نے ابو صالح اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب یہود نے کہا کہ نَحْنُ اَبْنَآءُ اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ یعنی ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے چہیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے یہود کے سامنے پیش کیا۔ یہود نے اس کو قبول کرنے سے انکار کیا۔

۲۰۵۔ محمد بن اسحاق بن یسار نے محمد بن جعفر بن الزبیر سے روایت کی۔ اس نے کہا کہ یہ آیت نجران کے نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا تھا کہ ہم صرف اللہ کی محبت اور اس کی تعظیم کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام کی تعظیم کرتے ہیں۔
اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ...... (الاٰیة ۵۹)
عیسیٰ کا حال خدا کی نزدیک آدم کا سا ہے...... (الآیۃ)

۲۰۶۔ مفسروں کا قول ہے کہ وفد نجران نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کیا وجہ ہے کہ آپ ﷺ ہمارے آقا کو گالی دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میں کیا کہتا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بندے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، وہ اللہ کے بندے ہیں۔ اور اس کے رسول تھے اور اللہ کا کلمہ تھے۔ جسے اللہ نے حضرت مریم عذرا میں ڈال دیا تھا۔ اس پر وفد کے لوگ ناراض ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ کیا آپ نے کبھی کوئی انسان بغیر باپ کے دیکھا ہے۔ اگر آپ ﷺ سچے ہیں تو اس کی کوئی مثال دکھا دیجئے۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔

۲۰۷۔ ہمیں ابوبکر احمد بن محمد الحارثی نے، اسے عبداللہ بن محمد بن جعفر نے، اسے سہل ابو یحییٰ الرازی نے، اسے سہل بن عثمان نے، اسے یحییٰ اور وکیع نے مبارک سے، اور اس نے حسن سے روایت کر کے خبر دی، اس نے کہا کہ نجران کے دو راہب نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ نبی کریم نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم تو آپ ﷺ سے قبل ہی اسلام لا چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ تم دونوں جھوٹ بولتے ہو۔ تمہیں اسلام سے تین باتوں نے روکے رکھا ہے: ۱۔ تمہارا صلیب کو پوجنا۔ ۲۔ تمہارا سور کا گوشت کھانا اور ۳۔ تمہارا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے۔ اس پر ان دونوں نے پوچھا کہ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے۔ آپ ﷺ جب تک کسی کام میں جلد بازی نہ کرتے تھے جب تک آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو حکم نہ دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ ... الاٰية

تو ارشادِ خداوندی :

قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ ... (الاٰية ۶۱)

ان سے کہنا کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلائیں ... الخ

۲۰۸۔ ہمیں ابوسعد عبدالرحمٰن بن محمد الحربجردی نے، اسے احمد بن جعفر بن مالک نے، اسے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، اسے اس کے والد نے، اسے حسین نے، اسے حماد بن سلمہ نے یونس سے اور اس نے الحسن سے روایت کر کے خبر دی۔ الحسن نے کہا کہ نجران کے دو راہب نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ ان دونوں سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اسلام لاؤ تو سلامتی پاؤ گے۔ ان دونوں نے جواب دیا کہ ہم آپ ﷺ سے پہلے ہی اسلام لا چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے جھوٹ بولا۔ تم کو تین چیزوں نے اسلام سے دور رکھا ہے۔ ۱۔ تم صلیب کو سجدہ کرتے ہو۔ ۲۔ تمہارا یہ کہنا کہ اللہ نے بیٹا ہے اور ۳۔ تمہارا شراب پینا۔ انہوں نے سوال کیا کہ آپ ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ راوی کا کہنا ہے کہ اس پر نبی کریم ﷺ نے سکوت اختیار کیا تو قرآن نازل ہوا:

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ ...... (الاٰية)

اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو ملاعنت یعنی جھوٹے فریق پر لعنت کرنے کی دعوت دی۔ راوی کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسن، حسین، فاطمہ، اپنے اہل و اولاد کو لے آئے۔ راوی کا کہنا ہے کہ جب یہ دونوں راہب حضور ﷺ کے پاس سے نکلے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جزیہ کی ادائیگی کا اقرار کر لو اور ملاعنہ قبول نہ کرو۔ چنانچہ ان راہب نے جزیہ دینے کا اقرار کیا۔ راوی کا کہنا ہے کہ یہ دونوں راہب دوبارہ آپ ﷺ کے پاس لوٹے اور آپ ﷺ سے کہا کہ ہم جزیہ دینے کا اقرار کرتے ہیں اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ ملاعنہ نہیں کرتے۔ (لہٰذا انہوں نے جزیہ دینا منظور کرایا)۔

۲۰۹۔ مجھے عبدالرحمٰن بن الحسن الحافظ نے اپنی روایت میں اذن روایت دیتے ہوئے خبر دی، اسے ابوحفص عمر بن احمد الواعظ نے، اسے عبداللہ بن سلیمان بن الاشعث نے، اسے یحییٰ بن حاتم العسکری نے، اسے بشر بن مہران نے، اسے محمد بن دینار نے داؤد بن ابی ہند سے، اس نے الشعبی سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اس وفد کے ارکان العاقب اور السید تھے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ ﷺ سے پہلے ہی اسلام لا چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔

اگر تم چاہو تو میں تم کو بتادوں کہ تم کو کس چیز نے اسلام سے روکے رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صلیب کی محبت نے۔ شراب خوری نے اور سور کا گوشت کھانے نے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے انہیں ملاعنہ یعنی جھوٹے فریق پر لعنت کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے اگلے دن آنے کا وعدہ کیا۔ اگلے دن رسول اللہ ﷺ حضرت علی، فاطمہ اور حسن وحسین کو ہاتھ پکڑ کر ساتھ لائے اور ان دونوں کو بلا بھیجا۔ انہوں نے یہ دعوت قبول کرنے سے انکار کردیا۔ آپ ﷺ کو خراج دینے کا اقرار کیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم کہ جس نے مجھے حق دے کر مبعوث کیا اگر یہ ملاعنہ کی دعوت قبول کرتے تو وادی پر آگ کی بارش برستی۔ جابر کا کہنا ہے کہ یہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی:

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ كُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ

الشعبی کا قول ہے کہ ابناء نا سے مراد حسن اور حسین ہیں، ونساء نا سے مراد حضرت فاطمہ ہیں اور انفسنا سے مراد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں۔

قول خداوندی :

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ ... (الآية ٦٨)

ابراہیم سے قرب رکھنے والے تو وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروی کرتے ہیں اور یہ پیغمبر...... (الایۃ)

۲۱۰۔ ابن عباس کا قول ہے کہ رؤسائے یہود نے کہا: اللہ کی قسم! اے محمد! آپ ﷺ جانتے ہیں کہ ہم دین ابراہیم کے آپ ﷺ کے مقابلے میں اور دوسروں کے مقابلے میں زیادہ قریب اور حقدار ہیں۔ نیز یہ کہ حضرت ابراہیم یہودی تھے۔ آپ ﷺ کو تو صرف حسد ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۲۱۱۔ الکلبی کی روایت ہے جو اس نے ابوصالح سے، اس نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ اسے عبدالرحمن بن غنم نے بھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ اس کا ذکر محمد بن اسحاق بن یسار نے بھی کیا ہے۔ یہ روایت ان راویوں میں سے ایک دوسرے کے ساتھ شامل ہوگئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کرکے حبشہ چلے گئے اور وہاں سکونت پذیر ہوگئے اور رسول اللہ ﷺ ہجرت کرکے مدینہ چلے گئے اور بدر کی جنگ کا واقعہ پیش آگیا تو مکہ کے قریش دارالندوہ میں اکٹھے ہوگئے۔ انہوں نے کہا کہ محمد (ﷺ) کے ساتھیوں میں سے جو لوگ حبشہ میں بادشاہ نجاشی کے پاس ہیں، ان کے ذمے ہمارا اثار ہے، یعنی ان سے خون کا انتقام لینا ہے اور یہ انتقام بدر میں قتل ہونے والے تمہارے آدمیوں کا ہے۔ لہٰذا تم مال جمع کرو اور اس سے نجاشی کے لئے تحفے تحائف بھیجو۔ ہوسکتا ہے کہ وہ تمہارے ان لوگوں کو جو اس کے پاس ہیں، واپس بھیج دے۔ نیز یہ کہ تم اپنے میں سے دو صاحب رائے

آدمیوں کا اس کام کے لئے انتخاب کرلو۔ چنانچہ انہوں نے عمرو بن العاص اور عمارہ بن ابی معیط کو تحفے اور عمدہ قسم کا چمڑا دے کر نجاشی کے پاس بھیجا۔

یہ لوگ سمندر کے راستے حبشہ پہنچے۔ جب یہ لوگ نجاشی کے دربار میں آئے تو انہوں نے نجاشی کو سجدہ کیا اور اسے سلام کیا اور اس سے کہا کہ ہماری قوم آپ کی شکر گزار اور خیر خواہ ہے اور تمہاری بہتری و خوشحالی کے لئے نیک خواہشات رکھتی ہے۔ انہوں نے ہمیں اس لئے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ ہم آپ کو اس جماعت سے خبردار کریں جو آپ کے پاس آئے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ ایک جھوٹے شخص کے ساتھی ہیں۔ جس نے ہمارے اندر سے نکل کر یہ خیال کیا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ اس کی پیروی ہمارے بے عقل لوگوں کے سوا اور کسی نے نہیں کی۔ ہم نے ان پر سختی کی اور ہم نے انہیں اپنے وطن کی ایک گھاٹی میں محصور کئے رکھا، نہ ان تک کوئی شخص جاتا تھا اور نہ ان میں سے کوئی شخص باہر نکل سکتا تھا۔ انہیں بھوک اور پیاس نے مار ڈالا۔ جب یہ جاں بلب ہو گئے تو اس شخص نے اپنے چچازاد کو آپ کے پاس بھیجا تاکہ تمہارے دین، ملک اور رعایا میں بگاڑ پیدا کرے۔ ان سے خبردار اور محتاط رہئے اور ان کو ہمارے حوالے کیجئے تاکہ آپ کی طرف سے ہم ان سے نمٹ لیں۔ ہماری اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ یہ لوگ جب آپ کے دربار میں آئیں گے تو آپ کو سجدہ نہیں کریں گے اور نہ ہی اور لوگوں کی طرح آپ کے سامنے ادب بجالائیں گے جو بات تمہارے دین اور ادب دربار کے خلاف ہے اور اس سے انحراف ہے۔

راوی کا کہنا ہے کہ نجاشی نے ان لوگوں کو بلا بھیجا۔ جب یہ لوگ آئے تو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دروازے پر آ کر بلند آواز سے کہا کہ حزب اللہ اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ نجاشی نے کہا کہ اس پکارنے والے سے کہو کہ اپنی بات دھرائے۔ چنانچہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کلمات دہرائے تو نجاشی نے کہا کہ ہاں، یہ لوگ اللہ کی امان اور حفاظت میں داخل ہوں۔ اس پر عمرو بن العاص نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھ کر کہا کہ دیکھتے نہیں کہ یہ کس طرح اپنے آپ کو حزب اللہ کہہ کر پکارتے ہیں۔ نجاشی نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ ان دونوں کو یہ بات بڑی ناگوار ہوئی۔ پھر حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی نجاشی کے دربار میں آئے تو انہوں نے نجاشی کو سجدہ نہیں کیا۔ عمرو بن العاص (اور عمارہ بن ابی معیط) نے نجاشی سے کہا کیا آپ دیکھتے نہیں کہ یہ لوگ کس طرح تمہیں سجدہ کرنے سے تکبر کرتے ہیں۔ اس پر نجاشی نے حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں سے پوچھا کہ تمہیں مجھے سجدہ کرنے اور دنیا بھر سے میرے پاس آنے والوں کی طرح آداب بجالانے سے کیا بات روکتی ہے؟

انہوں نے جواب دیا کہ ہم صرف اس خدا کے حضور سجدہ کرتے ہیں، جس نے آپ کو پیدا کیا اور آپ کو حکومت بخشی۔ پہلے ہمارا سلام کرنے کا طریقہ بھی یہی تھا، جب ہم بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان ایک سچا نبی مبعوث کیا۔ اس نے ہمیں ایسا سلام سکھایا جو ہمارے لئے اللہ کو پسند ہے اور یہ اہل جنت کا سلام ہے۔ نجاشی کو معلوم تھا کہ یہ سچ ہے۔ تورات اور انجیل میں یہی ہے۔ نجاشی

نے پوچھا کہ تم میں سے کس نے حزب اللہ کہہ کر اندر آنے کی اجازت طلب کی تھی۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ میں ہوں۔ اس پر نجاشی نے کہا کہ تم بات کرو۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بات شروع کیا اور کہا کہ آپ اہل زمین کے بادشاہ ہیں اور اہل کتاب میں سے ہیں۔ آپ کے دربار میں زیادہ بات کرنا زیب نہیں دیتا اور نہ ہی ظلم زیب دیتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے ساتھیوں کی طرف سے بات کروں۔ آپ ان دو آدمیوں کو حکم دیں کہ ایک بات کرے اور دوسرا خاموش رہے اور آپ ہماری باہم گفتگو سن لیں۔ اس پر عمرو نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ بات کرو۔

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نجاشی سے کہا کہ اس شخص سے پوچھئے کہ کیا ہم لوگ غلام ہیں یا آزاد؟ اگر ہم غلام ہیں تو واقعی اپنے مالکوں سے بھگوڑے ہیں۔ آپ ہمیں ان کے پاس واپس بھیج دیجئے۔ نجاشی نے عمرو سے پوچھا کہ یہ لوگ غلام ہیں یا آزاد؟ عمرو نے جواب دیا کہ یہ لوگ آزاد اور معزز لوگ ہیں۔ اس پر نجاشی نے کہا کہ یہ غلامی سے نجات پا گئے۔ پھر حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اب ان سے پوچھئے کہ کیا ہم نے ناحق کسی کا خون بہایا ہے تو ہم سے قصاص لیں؟ عمرو نے جواب دیا کہ ایسا نہیں ہے۔ انہوں نے کسی کا قطرہ بھر خون نہیں بہایا ہے۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر کہا کہ اب ان سے پوچھئے کہ کیا ہم نے ناحق کسی کا مال لیا ہے جو ہم نے ادا کرنا ہے؟ اس پر نجاشی نے کہا کہ اگر ان کے ذمے قیراط بھر کسی کا مال ہو تو وہ میں ادا کر دوں گا۔ اس پر عمرو نے جواب دیا کہ نہیں، ان کے ذمے کسی کا ایک قیراط بھر بھی قرض نہیں ہے۔ اس پر نجاشی نے پوچھا کہ پھر ان سے کیا چاہتے ہو اور ان سے کس چیز کا مطالبہ کرتے ہو؟ اس پر عمرو نے کہا کہ ہم اور یہ لوگ ایک ہی دین کے پیروکار تھے اور ہمارے معاملے ایک ہی تھے۔ ہم اپنے آبائی دین کے پیرو تھے۔ انہوں نے وہ دین ترک کر دیا اور دوسرے دین کے پیرو بن گئے۔ ہم اپنے دین پر ہی قائم رہے۔ ہماری قوم نے ہمیں آپ کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ آپ انہیں ہمیں لوٹا دیں۔ نجاشی نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ پہلے تم کس دین پر تھے اور اب تم نے کس دین کی پیروی کی ہے؟ مجھے سچ سچ بتا دو۔

تو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ ہم جس دین کی طرف اب پھر گئے ہیں یہ اللہ کا دین اسلام ہے۔ یہ دین اللہ کا ایک رسول ہمارے پاس لے کر آیا۔ وہ ابن مریم کی کتاب کی طرح اس کے موافق ایک کتاب بھی ساتھ لایا۔ نجاشی نے کہا کہ اے جعفر تم نے ایک عظیم معاملے کی بات کی ہے۔ ہذا ہم ذرا ٹھہرو۔ اس کے بعد نجاشی نے ناقوس بجانے کا حکم دیا۔ جس پر تمام قسیس اور راہب یعنی مذہبی پیشوا جمع ہو گئے۔ جب یہ لوگ اس کے پاس جمع ہوئے تو نجاشی نے کہا کہ میں تمہیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل کی کیا تم عیسیٰ علیہ السلام اور قیامت کے درمیان کسی نبی کا ذکر (اپنی کتابوں میں) پاتے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس نبی کی بشارت دی ہے اور کہا ہے کہ جو اس نبی پر ایمان لایا گویا وہ مجھ پر ایمان لایا اور جس نے اس کا کفر کیا گویا

اس نے میرا کفر کیا۔ اس پر نجاشی نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ یہ تم سے کیا کہتا ہے، کس بات کا حکم دیتا ہے اور کس بات سے منع کرتا ہے؟

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ وہ ہمارے سامنے اللہ کی کتاب پڑھتا ہے۔ معروف اور نیکی کا حکم دیتا ہے۔ برائی سے روکتا ہے۔ اچھی ہمسائیگی کا حکم دیتا ہے۔ صلہ رحمی اور یتیموں سے نیک سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کریں۔ نجاشی نے کہا کہ وہ جو کچھ تمہارے سامنے پڑھتا ہے، اس کا کچھ حصہ ہمیں پڑھ کر سناؤ۔ اس پر حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ العنکبوت اور سورۃ الروم کی تلاوت کی۔ تلاوت سن کر نجاشی اور اس کے ساتھیوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ اے جعفر یہ پاک کلام کچھ اور سناؤ۔ اس پر حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ الکہف کی تلاوت کی۔ عمرو بن العاص نے چاہا کہ نجاشی کو ان سے ناراض کر دے، لہٰذا اس نے کہا کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو گالی دیتے ہیں۔ نجاشی نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

اس پر حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ مریم کی تلاوت کی۔ جب حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلاوت کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کے ذکر پر پہنچے تو نجاشی نے مسواک کا ایک تنکا اٹھا کر کہا کہ اللہ کی قسم۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ذکر سے زیادہ کچھ نہ تھے۔ یعنی وہ یہی کچھ تھے جو انہوں نے بیان کیا ہے۔ اس کے بعد نجاشی نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر ان سے کہا کہ آپ لوگ چلے جائیں اور میرے ملک میں آزادی سے رہیں۔ یعنی امن میں رہیں۔ جو تمہیں گالی یا تکلیف دے اسے سزا دی جائے گی۔ اس نے نیز کہا کہ تمہیں خوشخبری ہو۔ تم بے خوف ہو جاؤ۔ حزب ابراہیم پر آج کوئی آفت اور مصیبت نہیں ہے۔ عمرو نے پوچھا کہ اے نجاشی حزب ابراہیم کون ہے؟ نجاشی نے کہا کہ حزب ابراہیم یہ خاندان ہے اور ان کا وہ آقا ہے جس کی طرف سے یہ آئے ہیں اور ان کے پیروکار ہیں۔

یہ بات مشرکوں کو ناگوار گزری۔ انہوں نے دین ابراہیم پر ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کے بعد نجاشی نے عمرو اور اس کے ساتھی کو وہ تحفے تحائف وغیرہ واپس کر دیے جو وہ اٹھا لائے تھے۔ اس نے کہا کہ میرے لئے تمہارے یہ تحفے رشوت ہیں۔ انہیں لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکومت عنایت کی اور مجھ سے کوئی رشوت طلب نہیں کی۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم دربار سے چلے گئے اور ہم وہاں عزت و احترام کے ساتھ بخیر و عافیت رہے۔ اللہ تعالیٰ نے مدینہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بحث و مباحثے سے متعلق یہ وحی نازل کی:

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ

یعنی حضرت ابراہیم کی قرابت کے اصل دعویدار اور حقدار تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کی پیروی کی۔ یعنی اس کی ملت اور سنت کی پیروی کی اور ھذا النبی اور اس کی پیروی کی۔ یعنی محمد ﷺ کی پیروی کی۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

۲۱۲۔ ہمیں ابو حامد احمد بن الحسن الوراق نے، ـــ ابو احمد محمد بن احمد الجزری نے، اسے عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے، اسے ابو سعید الاشج نے، اسے وکیع نے سفیان بن سعید سے اور اس نے اپنے والد سے، اس نے ابی الضحیٰ سے اور اس نے عبداللہ سے روایت کر کے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے لئے نبیوں میں سے دوست ہوتے ہیں۔ میں ان میں سے اپنے باپ اور اپنے رب کے خلیل کا ولی ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ...... (الآية)

قول خداوندی :

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ...... (الآية ۶۹)

(اے اہل اسلام) بعضے اہل کتاب اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ تم کو گمراہ کر دیں۔ ....(الآیۃ)

۲۱۳۔ یہ آیت حضرت معاذ بن جبل (حذیفہ) اور عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی جب یہود نے انہیں اپنے دین کی طرف دعوت دی۔ اس کا ذکر سورۂ بقرہ میں گزر چکا ہے۔

قول خداوندی ہے:

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا...... (الآية ۷۲)

اور اہل کتاب ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جو (کتاب) مومنوں پر نازل ہوئی ہے......

۲۱۴۔ الحسن اور السدی کا قول ہے کہ خیبر (بقول بعض عرینہ) کے یہود کے بارہ مذہبی پیشواؤں نے باہم مل کر اور ایک دوسرے سے کہا کہ محمد ﷺ کے دین میں دن کے آغاز میں یوں داخل ہو جاؤ کہ صرف زبانی اقرار کرو، دل سے اعتقاد نہ رکھو اور دن کے آخری حصے میں انکار کر دو اور کہو کہ ہم نے اپنی کتابوں میں دیکھا اور اپنے علماء سے مشورہ کیا۔ ہمیں معلوم ہوا کہ محمد وہ نبی نہیں ہیں۔ ہم پر اس کا جھوٹا ہونا ظاہر ہو گیا اور اس کے دین کا باطل ہونا ثابت ہو گیا۔ جب تم یہ کر لو گے تو صحابہ کے دلوں میں ان کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہوں گے اور وہ کہیں گے کہ یہ لوگ اہل کتاب ہیں اور وہ اس کے بارے میں ہم

سے بہتر جانتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے دین کو چھوڑ کر تمہارے دین کی طرف پلٹیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور اپنے نبی محمد ﷺ کو اور مومنوں کو باخبر کر دیا۔

۲۱۵۔(اور) مجاہد، مقاتل اور الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت قبلہ کے معاملے سے متعلق ہے اور شان نزول یہ ہے کہ جب قبلہ کو خانہ کعبہ کی طرف پھیرا گیا تو یہ بات یہود پر ان کی مخالفت کے باعث سخت شاق اور ناگوار گزری۔ کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ کعبے کے معاملے پر محمد ﷺ پر نازل ہونے والے احکام پر ایمان لاؤ اور دن کے شروع میں کعبہ کی طرف نماز پڑھو۔ پھر دن کے آخری حصے میں کعبے کا انکار کرو۔ اور اپنے قبلے صخرہ کی طرف پھر جاؤ۔ شاید وہ پھر یہ کہیں کہ یہ اہل کتاب ہیں اور ہم سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ اس طرح شاید وہ ہمارے قبلہ کی طرف دوبارہ پھر جائیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان کے مکر اور چال سے خبردار اور محتاط کر دیا اور ان کے راز سے باخبر کر دیا اور یہ آیت نازل کی:

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ..... (الاٰية)

قول خداوندی:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا (الاٰية ۷۷)

جو لوگ خدا کے اقراروں اور اپنی قسموں (کو بیچ ڈالتے ہیں اور ان) کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں..... (الآیۃ)

۲۱۶۔ ہمیں ابوبکر احمد بن الحسن القاضی نے، اسے حاجب بن احمد نے، اسے محمد بن حماد نے، اسے ابومعاویہ نے الاعمش سے، اس نے شقیق سے اور اس نے عبداللہ سے روایت کر کے خبر دی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے اس لئے جھوٹی قسم کھائی تا کہ کسی مسلمان کا مال کھائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ اس سے ناراض ہوگا۔

اشعث بن قیس نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ میرا ایک یہودی کے ساتھ زمین پر تنازعہ تھا۔ اس نے مجھے میرا حق دینے سے انکار کیا۔ میں نے مقدمہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس ثبوت ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے یہودی سے پوچھا کہ کیا تم حلف اٹھاتے ہو۔ تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ تو حلف اٹھالے گا اور میرا مال لے جائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا..... (الاٰية)

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے عبدان سے، اس نے ابوحمزہ سے اور اس نے الاعمش سے روایت کیا ہے۔

۲۱۷۔ ہمیں احمد بن محمد بن ابراہیم المہرجانی نے، اسے عبداللہ محمد بن محمد الزاہد نے، اسے ابوالقاسم البغوی نے، اسے محمد بن سلیمان نے اور اس کو صالح بن عمر نے الاعمش سے، اس نے شفیق سے روایت کر کے خبر دی ہے۔ اس نے کہا کہ عبداللہ نے کہا کہ جس نے جھوٹا حلف اٹھایا تاکہ کسی کا مال لے اڑے، وہ اللہ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ اس پر ناراض ہوگا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا نازل کی

پھر اشعث بن قیس آ گئے تو انہوں نے پوچھا کہ ابوعبدالرحمان کیا سنا رہا تھا۔ ہم نے کہا کہ فلاں فلاں بات۔ اس پر اشعث نے کہا کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میں ایک شخص کے خلاف مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ فریق مخالف حلف اٹھائے۔ میں نے عرض کیا کہ تب تو وہ حلف اٹھا لے گا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ''جس کسی نے جھوٹا حلف اٹھایا تاکہ وہ کسی کا مال لے اڑے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ اس پر ناراض ہوگا'' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا...... (الآیۃ) نازل کی۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے حجاج بن منہال سے، اور اس نے ابوعوانہ سے روایت کیا۔ امام مسلمؒ نے اس حدیث کو ابوبکر بن ابی شیبہ سے، اس نے وکیع سے، اس نے ابن نمیر سے، اس نے ابومعاویہ سے، ان سب نے الاعمش سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

۲۱۸۔ ہمیں ابوعبدالرحمٰن الشاذیاخی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن محمد بن زکریا نے، اسے محمد بن عبدالرحمٰن الفقیہ نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے عبدالرزاق نے، اسے سفیان نے منصور سے اور الاعمش نے، انہوں نے ابووائل سے روایت کر کے خبر دی کہ عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص کسی غلط طریقے سے مال لے اڑانے کے لئے حلف نہیں اٹھاتا مگر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض اور غضبناک ہوگا۔ راوی کا کہنا ہے کہ اس پر یہ آیت

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا... (الآیۃ) نازل ہوئی۔

راوی کا کہنا ہے کہ اسی دوران الاشعث آیا۔ عبداللہ حدیث بیان کر رہے تھے۔ اشعث نے کہا کہ یہ آیت میرے بارے میں اور ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جس کے ساتھ میرا ایک کنویں پر جھگڑا تھا۔ میں مقدمہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس دعوے کا کوئی ثبوت ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر فریق مخالف حلف اٹھائے۔ میں نے عرض

کہا کہ یہ شخص تو حلف اٹھالے گا۔ راوی کا کہنا ہے کہ اس پر یہ آیت

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَ اَیْمَانِھِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا...... (الآیۃ) نازل ہوئی۔

۲۱۹۔ ہمیں عمرو بن ابی عمرو المزکی نے، اسے محمد بن المکی نے، اسے محمد بن یوسف نے، اسے محمد بن اسماعیل البخاری نے، اسے علی بن عبداللہ نے خبر دی کہ اس نے ہشیم کو کہتے سنا کہ اسے العوام بن حوشب نے ابراہیم بن عبدالرحمٰن سے، اس نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت کر کے خبر دی کہ ایک شخص نے بازار میں (فروخت کرنے کے لئے) سودا لگایا تو اس نے حلف اٹھا کر کہا کہ اس نے اس سودا کی اتنی قیمت دی ہے جو اس نے نہیں دی تھی تا کہ کسی مسلمان کو جھانسہ دے۔ اس پر آیت

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَ اَیْمَانِھِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا...... (الآیۃ) نازل ہوئی۔

۲۲۰۔ الکلبی کا قول ہے کہ علماء یہود کی ایک جماعت فاقہ زدہ تھی۔ انہیں قحط کا سامنا ہوا تھا۔ وہ کعب بن اشرف کے پاس مدینہ میں آ گئے تو کعب نے ان سے پوچھا کہ کیا تم اپنی کتابوں میں اس شخص کو اللہ کا رسول جانتے ہو، انہوں نے کہا ہاں۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کیا جانتے ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں، یعنی وہ اس کا رسول نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ اس پر کعب نے کہا کہ خدا نے تمہیں بہت سی بھلائی سے محروم کر دیا۔ تم میرے پاس آئے ہوتا کہ میں تمہارے ساتھ حسن سلوک کروں اور تمہارے اہل وعیال کے لئے کپڑے دوں اب خدا نے تمہیں بھی محروم کر دیا اور تمہارے اہل وعیال کو بھی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہمیں شبہ ہوا ہے، ذرا ٹھہرو کہ ہم اس سے ملیں۔ پھر وہ چلے گئے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کی صفت کے برعکس آپ ﷺ کی صفت لکھی اور نبی کریم ﷺ کے پاس گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ گفتگو کی اور آپ ﷺ سے سوالات کئے۔ اس کے بعد کعب کے پاس واپس آئے اور کعب سے کہا کہ ہماری رائے تھی کہ یہ شخص اللہ کا رسول ہے، لیکن جب ہم اس سے ملے تو یہ وہ شخص نہیں ہے، جس کی تعریف ہمارے ہاں کی گئی ہے۔ ہم نے اس شخص کی صفات ان صفات سے مختلف دیکھی ہیں جو ہمارے ہاں موجود ہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے وہ تحریر نکالی جو انہوں نے خود لکھی تھی۔ کعب نے اس پر نظر ڈالی تو خوش ہو گیا اور انہیں غلہ دے دیا اور انہیں خرچ وغیرہ دیا۔ اس واقعہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۲۲۰م۔ عکرمہ کا قول ہے کہ یہ آیت رؤسائے یہود ابو رافع، کنانہ بن ابی الحقیق اور حیی بن اخطب وغیرہم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ انہوں نے محمد ﷺ کی شان میں جو کچھ اللہ نے تورات میں لکھا تھا، لکھا۔ پھر انہوں نے اس کو بدل کر اپنے ہاتھوں سے اس کے خلاف لکھا اور حلف اٹھا کر کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تا کہ ان کے پیروکاروں کی طرف سے انہیں جو کچھ کھانے پینے کو ملتا تھا وہ بند نہ ہو۔

قول خداوندی :

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ ..... (الاٰية ۷۹)

کسی آدمی کو شایان نہیں کہ خدا تو اسے کتاب اور ..... (الآیۃ)

۲۲۱۔ الضحاک اور مقاتل کا قول ہے کہ یہ آیت نجران کے نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پرستش کی۔ قول خداوندی "لبشــــر" سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اور "ان یؤتیہ اللہ الکتاب" سے مراد انجیل ہے۔

۲۲۲۔ الکلبی اور عطاء کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ابو رافع یہودی اور نجران کے نصاریٰ میں سے الرئیس نے کہا کہ اے محمد (ﷺ) کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی پرستش کریں اور آپ کو رب بنالیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: معاذ اللہ، خدا کی پناہ جو غیر اللہ کی پرستش کی جائے یا ہم غیر اللہ کی پرستش کا حکم دیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے مبعوث نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس نے مجھے اس بات کا حکم دیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۲۲۳۔ الحسن کا قول ہے کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) ہم آپ (ﷺ) کو اسی طرح سلام کرتے ہیں جس طرح ہم ایک دوسرے کو کرتے ہیں۔ تو کیا ہم آپ ﷺ کو سجدہ نہ کیا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ نہیں کیا جانا چاہئے۔ البتہ اپنے نبی کا اکرام کرو اور اس کے اہل کا حق پہچانو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ ..... (الاٰية ۸۳)

کیا یہ کافر خدا کے دین کے سوا کسی اور دین کے طالب ہیں ..... (الآیۃ)

۲۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اہل کتابین یعنی یہود اور نصاریٰ جو تورات اور انجیل کے حامل ہیں، دین ابراہیمی کے بارے میں اپنے باہمی اختلاف کا معاملہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے۔ ہر فریق کا خیال تھا کہ وہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کا زیادہ دعویدار اور حقدار ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دونوں فریق دین ابراہیمی (کی قربت) سے بری ہیں۔ اس پر وہ ناراض ہوگئے۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم، ہم آپ ﷺ کے فیصلے پر رضامند نہیں ہیں اور نہ ہی ہم آپ ﷺ کا دین قبول کریں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ ..... (الاٰية) نازل کی۔

قول خداوندی :

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ..... (الاٰية ۸۶)

خدا ایسے لوگوں کو کیونکر ہدایت دے جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے (الاٰیۃ)

۲۲۵۔ ہمیں ابوبکر الحارثی نے، اسے (ابو) محمد بن حیان نے، اسے ابویحییٰ عبدالرحمٰن بن محمد نے، اسے سہل بن عثمان نے، اسے علی بن عاصم نے۔ اس نے خالد اور داؤد سے، انہوں نے عکرمہ سے اور اس نے ابن عباسؓ سے روایت کر کے خبر دی کہ انصار میں سے ایک شخص مرتد ہو کر مشرکوں سے جا ملا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ...... اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا تک نازل کی۔ اس کی قوم نے اسے یہ آیت بھیجی۔ جب یہ آیت اس کو پڑھ کر سنائی گئی تو اس نے کہا کہ واللہ میری قوم نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ نہیں بولا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور اللہ تعالیٰ (ہم) تینوں میں سے سب سے سچا ہے۔ پھر وہ تائب ہو کر واپس ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا اسلام میں دوبارہ آنا قبول فرمایا اور اسے چھوڑ دیا۔ یعنی اس پر کوئی مواخذہ نہیں کیا۔

۲۲۶۔ ہمیں ابوبکر نے، اسے ابومحمد نے، اسے یحییٰ نے، اسے سہل نے، اس نے ابوزائدہ سے، اس نے داؤد بن ابی ہند سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ انصار میں سے ایک شخص اسلام سے مرتد ہو کر اہل شرک میں جا ملا۔ پھر یہ شخص تائب ہوا، اس نے اپنی قوم کو پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کریں کہ کیا میرے لئے توبہ کی گنجائش ہے۔ میں نادم اور پشیمان ہو گیا ہوں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ...... اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا

قوم نے اسے یہ لکھ بھیجا تو وہ لوٹا اور اسلام کے حلقے میں داخل ہوا۔

۲۲۶م۔ ہمیں ابوعبدالرحمٰن بن ابی حامد نے، اسے ابوبکر بن زکریا نے، اسے محمد بن عبدالرحمٰن الفقیہ نے، اسے احمد بن سیار نے، اسے مسدد بن مسرھد نے، اسے جعفر بن سلیمان نے حمید الاعرج سے، اس نے مجاہد سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ الحارث بن سوید نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم سے جا ملا اور کافر ہو گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ.....فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ نازل کی۔

اس کی قوم کا ایک شخص یہ آیت اس کے پاس لے گیا اور اس کو پڑھ سنائی۔ تو الحارث نے کہا کہ واللہ میرے علم کی حد تک تم سچے ہو اور رسول اللہ ﷺ تم سے بھی زیادہ سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ تینوں میں سب

سے زیادہ سچا ہے۔ اس کے بعد وہ شخص واپس لوٹا اور اس نے اچھا اسلام قبول کیا۔

قول خداوندی :

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ..... (الآیۃ ۹۰)

جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے ......الخ

۲۲۷۔ الحسن قتادہ اور عطاء الخراسانی کا قول ہے کہ یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کیا۔ پھر حضرت محمد ﷺ اور قرآن کی بعثت سے اور بھی زیادہ کفر کیا۔

۲۲۸۔ ابوالعالیہ کا قول ہے کہ یہ آیت یہود اور نصاریٰ دونوں کے بارے میں نازل ہوئی، جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی صفات اور نشانیوں پر ایمان لانے کے بعد ان پر ایمان لانے سے انکار کیا اور کفر کیا۔ پھر اپنے کفر پر ڈٹے رہنے کے باعث اور بھی زیادہ کفر کے مرتکب ہوئے۔

قول خداوندی :

کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ حِلًّا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ .. (الآیۃ ۹۳)

بنی اسرائیل کے لئے (تورات کے نازل ہونے سے) پہلے کھانے کی تمام چیزیں حلال تھیں ..... (الآیۃ)

۲۲۹۔ ابوروق اور الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب نبی اکرم ﷺ نے کہا کہ ہم ملت ابراہیمی پر ہیں۔ یہود نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے، جبکہ تم اونٹ کا گوشت کھاتے ہو اور اونٹنیوں کا دودھ پیتے ہو۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے حلال تھیں، اس لئے ہم اسے حلال جانتے اور قرار دیتے ہیں۔ اس پر یہود نے کہا کہ آج ہم جو چیزیں حرام کررہے ہیں، یہ چیزیں حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر حلال تھیں، تا آنکہ یہ حکم ہم تک پہنچا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں جھوٹا قرار دیتے ہوئے یہ آیت :

کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ حِلًّا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ .. (الآیۃ) نازل کی۔

قول خداوندی :

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ..... (الآیۃ ۹۶)

پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لئے مقرر کیا گیا..... (الآیۃ)

۲۳۰۔ مجاہد کا قول ہے کہ مسلمانوں اور یہود نے باہم ایک دوسرے پر فخر جتایا۔ یہود کا کہنا تھا کہ

بیت المقدس کعبہ سے افضل اور زیادہ عظمت والا ہے، کیونکہ یہ انبیاء کی ہجرت کی جگہ ہے اور ارض مقدس میں واقع ہے۔ مسلمانوں کا کہنا تھا بلکہ کعبہ افضل ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تُطِيعُوا فَرِيقًا...... (الاية ۱۰۰)

مومنو! اگر تم اہل کتاب کے کسی فریق کا کہنا مان لو گے... (الایۃ)

۲۳۱۔ ابو عمرو القطری نے مجھے اذن روایت کے سلسلے میں خبر دی، اسے محمد بن الحسین الحدادی نے روایت کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں محمد بن یحییٰ بن خالد نے، اسے اسحاق بن ابراہیم نے، اسے المؤمل بن اسماعیل نے، اسے حماد بن زید نے، اسے ایوب نے عکرمہ سے روایت کر کے کہا کہ دور جاہلیت میں اوس اور خزرج کے دو قبیلوں میں جنگ تھی۔ جب اسلام آیا تو انہوں نے باہم صلح کر لی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دل باہم جوڑ دیے۔ ایک دفعہ ایک یہودی کسی مجلس میں بیٹھا تھا۔ جس میں اوس اور خزرج کے کچھ لوگ تھے۔ اس یہودی نے ایک ایسا شعر پڑھا جو ان قبیلوں کی باہم جنگ کے دوران ایک شاعر نے کہا تھا۔ وہ اس بات سے بھڑک اٹھے۔

ایک قبیلے والوں نے کہا کہ ہمارے شاعر نے فلاں جنگ کے موقع پر فلاں بات کہی تھی، دوسرے قبیلے والوں نے کہا کہ ہمارے شاعر نے فلاں جنگ کے موقع پر فلاں فلاں بات کہی تھی۔ راوی کا کہنا ہے کہ اس پر (دونوں فریقوں کے) لوگوں نے کہا کہ آؤ از سر نو جنگ شروع کر دیں جس طرح پہلے تھی۔ اوس والوں نے اپنے قبیلے کے لوگوں کو پکارا۔ دوسروں نے خزرج کے لوگوں کو پکارا۔ اسلحہ اٹھا کر دونوں فریق اکٹھے ہو گئے اور لڑائی کے لئے صف آرا ہوئے۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ (موقع پر) تشریف لائے اور دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور یہ آیت تلاوت کی اور اپنی آواز بلند کی۔ جب لوگوں نے آپ ﷺ کی آواز سنی تو خاموش ہو گئے اور آپ ﷺ کی طرف ہمہ تن گوش ہو گئے۔ جب آپ ﷺ تلاوت سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے ہتھیار رکھ دیے اور ایک دوسرے سے گلے ملے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

۲۳۲۔ زید بن اسلم کا قول ہے کہ مرشاس بن قیس یہودی دور جاہلیت میں ایک عمر رسیدہ شخص تھا، بہت بڑا کافر تھا، اس کے دل میں مسلمانوں کے خلاف سخت بغض اور حسد تھا، اس کا گزر اوس اور خزرج قبیلے کے کچھ صحابہ کے پاس سے ہوا جو کسی مجلس میں جمع ہو کر باہم گفتگو کر رہے تھے۔ اسے انہیں اکٹھا دیکھ کر اور ان کا باہم میل ملاپ دیکھ کر غصہ آیا۔ نیز اسلام میں ان کی بہتر حالت دیکھ کر سخت غصہ آیا، جبکہ دور جاہلیت میں ان کے درمیان شدید عداوت تھی۔ اس نے کہا کہ بنی قیلہ کا گروہ اس ملک میں یکجا ہو کر بیٹھا ہے۔ نہیں، خدا کی قسم اگر وہ اکٹھے ہو گئے تو ہمیں چین نصیب نہیں ہوگا۔ لہٰذا اس نے اپنے پاس موجود ایک یہودی

نوجوان کو حکم دیا اور کہا کہ تم ان کے پاس جاؤ، ان کے ساتھ بیٹھو، پھر جنگ بعاث کا ذکر چھیڑو اور اس سے پہلی لڑائی کا ذکر کرو اور کچھ ایسے اشعار پڑھ سناؤ جو یہ لوگ ان باہم جنگوں میں ایک دوسرے کے خلاف کہتے تھے۔ بعاث دو جنگ تھی جس میں اوس اور خزرج کے قبیلوں نے ایک دوسرے قبیلے کے آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ اس جنگ میں اوس کے قبیلے کو خزرج کے قبیلے پر فتح حاصل ہوئی تھی۔

چنانچہ اس نوجوان نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ تب اوس اور خزرج کے لوگوں نے باہم باتیں کیں تو جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے پر فخر جتایا۔ یہاں تک کہ دونوں قبیلوں کے دو شخص اوس بن قیظی قبیلہ اوس کی بنی حارثہ کی شاخ سے اور جبار بن صخر، خزرج قبیلے کی بنو سلمہ کی شاخ سے ایک دوسرے کے ساتھ الجھ گئے۔ ان کے درمیان تو تکار شروع ہو گئی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں ابھی از سر نو جنگ شروع کر سکتا ہوں۔ دونوں فریقوں کے لوگ غضبناک ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ پھر جنگ ہو جائے۔ ہتھیار سنبھالو اور کھلے میدان میں چلو۔ یہ رہا کھلا میدان۔ لہذا وہ باہر نکلے اور دور جاہلیت کے دعویٰ پر اوس اور خزرج کے لوگ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے۔

اس حادثہ کی خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ اپنے ساتھ مہاجرین کو لے کر ان کی طرف نکلے۔ یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے معشر مسلمین کیا میرے ہوتے ہوئے تم جاہلیت کا دعویٰ کر رہے ہو اور یہ حرکت اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اسلام سے سرفراز کیا اور اسلام کے ذریعے تمہارے درمیان دور جاہلیت کی خرابی کو منقطع کر دیا۔ تمہارے درمیان الفت و محبت ڈال دی۔ کیا اس کے بعد اب تم کافر ہو کر اپنی سابقہ روش کی طرف لوٹ رہے ہو۔

اللہ اللہ، اوس اور خزرج کے لوگوں کو محسوس ہوا کہ یہ شیطانی وسوسہ تھا اور ان کے دشمن کی ایک چال تھی۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے ہتھیار پھینک دیئے اور رو پڑے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بغلگیر ہو گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مطیع و فرماں بردار بن کر چل دیے۔ خدائے عز و جل نے اس موقع پر یہ آیت نازل کی:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اے اوس اور خزرج کے لوگو، اگر تم یہودی شاس اور اس کے ساتھیوں کی بات مانو گے وہ تم کو کافر بنا کر چھوڑیں گے۔

جابر بن عبداللہ کا کہنا ہے کہ سامنے سے آنے والا کوئی شخص ہمیں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ ناپسند نہ تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ہماری طرف اشارہ کیا تو ہم رک گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان صلح کرا دی۔ (اس کے بعد) ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبوب کوئی شخص نہ تھا۔ میں نے اس دن کے آغاز میں اس دن سے زیادہ بدتر ہرگز نہ دیکھا تھا اور اس کے آخری حصے سے بہتر کوئی دن نہیں دیکھا۔

قول خداوندی :

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ ...... (الآية ۱۰۱)

اور تم کیونکر کفر کرو گے۔ ....(الآیۃ)

۲۳۳۔ ہمیں احمد بن الحسن الحیری نے، اسے محمد بن یعقوب نے، اسے العباس الدوری نے، اسے ابو نعیم الفضل بن دکین نے، اسے قیس بن الربیع سے، اس نے الاغر سے، اس نے خلیفہ بن حصین سے، اس نے ابی نصر سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ اوس اور خزرج کے قبیلوں کے درمیان دور جاہلیت میں دشمنی تھی۔ وہ آپس میں اس کا ذکر کرتے تھے۔ بعض ایک دوسرے سے تلواروں کے ذریعے خون کا بدلہ لیتے تھے۔ اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو دی گئی۔ آپ ﷺ ان کی طرف چل دیے۔ تب یہ آیت :

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ...... تا
وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا - نازل ہوئی

۲۳۴۔ ہمیں الشریف اسماعیل بن الحسن بن محمد بن الحسین النقیب نے خبر دے کر کہا کہ اسے اس کے دادا محمد بن الحسین نے کہا، اسے احمد بن محمد بن الحسن الحافظ نے، اسے حاتم بن یونس الجرجانی نے، اسے ابراہیم بن ابی اللیث نے، اسے الاشجعی نے سفیان سے، اس نے خلیفہ بن حصین سے، اس نے ابی نصر سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ اوس اور خزرج کے لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ ایک دوسرے سے غصہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ جنگ کی نوبت آ گئی۔ انہوں نے ہتھیار اٹھا لئے اور ایک دوسرے کی طرف بڑھے۔ اس پر یہ آیت :

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ ... - فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا - نازل ہوئی

قول خداوندی :

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ...... (الآية ۱۱۰)

(مومنو) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو۔ (الآیۃ)

۲۳۵۔ عکرمہ اور مقاتل کا قول ہے کہ یہ آیت ابن مسعودؓ، ابی بن کعبؓ، معاذ بن جبلؓ اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس کا شان نزول یہ ہے کہ مالک بن الضیف اور وھب بن یھوذا دو یہودیوں نے ان سے کہا کہ ہمارا دین اس دین سے بہتر ہے جس کی تم دعوت دیتے ہو۔ نیز ہم تم سے بہتر اور افضل ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

لَنْ يَضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى..... (الآیة ۱۱۱)

اور یہ تمہیں خفیف سی تکلیف کے سوا کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔

۲۳۶۔ مقاتل کا قول ہے کہ یہود کے سردار کعب، بحری، النعمان، ابورافع اور ابو یاسر اور ابن صوریا اپنے میں سے ایمان لانے والے عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں کے پاس گئے اور ان کے اسلام لانے کی وجہ سے انہیں تکلیف دینے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

لَيْسُوْا سَوَآءً... (الآیة ۱۱۳)

یہ بھی سب ایک جیسے نہیں ہیں... (الآیۃ)

۲۳۷۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مقاتل کا قول ہے کہ جب عبداللہ بن سلام، ثعلبہ بن سعیہ، اسید بن سعیہ اور اسد بن عبید اور یہود کے کچھ دوسرے لوگ ایمان لائے تو یہود کے احبار نے کہا کہ محمد ﷺ پر تو صرف ہمارے برے لوگ ایمان لائے۔ یہ لوگ اگر ہمارے اچھے آدمیوں میں سے ہوتے تو اپنے آباء کا دین ہرگز ترک نہ کرتے۔ ان احبار نے ان سے کہا کہ تم اپنا دین دوسرے دین سے بدل کر خسارے میں رہے ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ "لیسوا سواء" ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ یہ آیت نماز عتمہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جسے صرف مسلمان پڑھتے تھے۔ ان کے سوا دوسرے اہل کتاب یہ نماز نہ پڑھتے تھے۔

۲۳۸۔ ہمیں ابوسعید محمد بن عبدالرحمٰن الغازی نے، اسے ابوعمرو محمد بن احمد الحیری نے، اسے احمد بن علی بن المثنیٰ نے، اسے ابوخیثمہ نے، اسے ہاشم بن القاسم نے، اسے شیبان نے عاصم سے، اس نے زر سے اور اس نے ابن مسعودؓ سے روایت کر کے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز مؤخر کر دی۔ پھر آپ ﷺ مسجد کی طرف نکلے۔ دیکھا تو لوگ نماز کے انتظار میں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے سوا اور کسی دین کے پیرو اس گھڑی اللہ کے ذکر میں مصروف نہیں ہیں۔ راوی کا کہنا ہے کہ اس پر یہ آیات :

لَيْسُوْا سَوَآءً مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ..... وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۔ نازل ہوئیں۔

۲۳۹۔ ہمیں سعید بن محمد بن احمد بن نوح نے، اسے ابوعلی بن احمد الفقیہ نے، اسے محمد بن المسیب نے، اسے یونس بن عبدالاعلیٰ نے، اسے عبداللہ بن وہب نے، اسے یحییٰ بن ایوب نے ابن زحر سے، اس

نے سلیمان سے، اس نے زر بن حبیش سے اور اس نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کر کے خبر دی اور کہا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ ہم سے رکے رہے، اس رات آپ ﷺ کسی رشتہ دار کے ہاں تھے یا کسی زوجہ کے ہاں تھے۔ آپ ﷺ عشاء کی نماز کے لئے تشریف نہیں لائے۔ یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی تب وہ تشریف لائے۔ ہم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا تھا اور کوئی لیٹا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے ہمیں خوشخبری دی اور فرمایا کہ اہل کتاب میں سے کوئی شخص یہ نماز نہیں پڑھتا۔ اس پر یہ آیت

لَيْسُوا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيَاتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ نازل ہوئی:

قول خداوندی

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ... (الآية ۱۱۸)

مومنو! کسی غیر (مذہب کے آدمی) کو اپنا رازدار نہ بنانا ... (الآية)

۲۴۰۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت مومنوں کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو منافقوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے اور جن کا یہود کے کچھ لوگوں کے ساتھ میل ملاپ تھا۔ کیونکہ ان کے درمیان رشتہ داری، دوستی، معاہدے، ہمسائیگی اور رضاعت کے تعلقات تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر کے انہیں ان لوگوں کے ساتھ رازداری کے تعلقات رکھنے سے منع کیا۔ اس ڈر سے کہ کہیں یہ لوگ مومنوں کے لئے کوئی فتنہ نہ پیدا کریں۔

قول خداوندی

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ ..... (الآية ۱۲۱)

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب تم صبح کو اپنے گھر سے روانہ ہو کر ... (الآیۃ)

یہ آیت جنگ احد کے غازیوں اور مجاہدوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۲۴۱۔ ہمیں سعید بن محمد الزاہد نے، اسے ابو علی الفقیہ نے، اسے ابوالقاسم البغوی نے، اسے یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی نے، اسے عبداللہ بن جعفر المخرمی نے ابن عون سے، اس نے مسور بن مخرمہ سے روایت کر کے خبر دی کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ اے میرے ماموں؟ مجھے جنگ احد کے موقع پر اپنا قصہ بیان کیجئے۔ اس نے کہا کہ سورہ آل عمران کی ایک سو بیسویں آیت پڑھو تم وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ تا ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا پاؤ گے۔

قول خداوندی :

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ...... (الآية ۱۲۸)

(اے پیغمبر) اس کام میں تمہارا کچھ اختیار نہیں...... (الایۃ)

۲۴۲۔ ہمیں ابوبکر احمد بن محمد التمیمی نے، اسے عبداللہ بن محمد بن جعفر نے، اسے عبدالرحمٰن بن حمید نے حمید الطویل سے، اس نے انس بن مالک سے روایت کر کے خبر دی کہ جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کا اگلا ایک دانت ٹوٹ گیا اور آپ ﷺ کا چہرہ خون آلود ہوا۔ آپ ﷺ کے چہرے سے خون بہنے لگا۔ آپ ﷺ (اس وقت) فرما رہے تھے کہ وہ قوم کس طرح فلاح پا سکتی ہے جو اپنے نبی کا چہرہ خون سے رنگے، جب کہ وہ ان کو ان کے رب کی طرف بلا رہا ہو۔ راوی کا کہنا ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت :

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ، نازل کی

۲۴۳۔ ہمیں محمد بن عبدالرحمٰن الغازی نے، اسے ابوعمرو بن حمدان نے، اسے احمد بن علی المثنیٰ نے، اسے اسحاق بن ابی اسرائیل نے، اسے عبدالعزیز بن محمد نے، اسے معمر نے الزہری سے، اس نے سالم سے اور اس نے اپنے والد سے روایت کر کے خبر دی، اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز میں منافقوں میں سے فلاں فلاں شخص پر لعنت کی۔ اس پر خدائے عز وجل نے یہ آیت :

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ نازل کی۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے حبان سے، اس نے ابن المبارک سے، اس نے معمر سے روایت کیا ہے۔ اور امام مسلمؒ نے اس حدیث کو ثابت کے واسطے سے روایت کیا ہے۔

۲۴۴۔ ہمیں ابوبکر محمد بن ابراہیم الفارسی نے، اسے محمد بن عیسیٰ بن عمرویہ نے، اسے ابراہیم بن محمد نے، اسے مسلم بن الحجاج نے، اسے قعنبی نے، اسے حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس سے روایت کر کے خبر دی کہ جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کا رباعی دانت ٹوٹ گیا اور آپ ﷺ کے سر پر زخم آ گیا۔ جس سے خون بہنے لگا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے: وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا اور اس کا رباعی دانت توڑ دیا۔ حالانکہ وہ انہیں ان کے رب کی طرف بلا رہا تھا۔ خدائے عز وجل نے اس پر یہ آیت

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ نازل کی۔

۲۴۵۔ ہمیں ابواسحاق الثعالبی نے، اسے عبداللہ بن حامد الوزان نے، اسے ابوحامد بن الشرقی نے، اسے محمد بن یحییٰ نے خبر دی، اس نے کہا کہ ہمیں عبدالرزاق نے، اسے معمر نے الزہری سے، اس نے

سالم سے اور اس نے اپنے والد سے روایت کر کے خبر دی، اس نے کہا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے نماز فجر کے رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سنا:

ربنا لک الحمد . اللھم العن فلانا و فلانا

یہ کہتے ہوئے آپ ﷺ نے کچھ منافقوں کو بددعا دی تو خدائے عزوجل نے یہ آیت :

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ ..... (الآية) نازل کی

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے الزہری کے واسطے سے سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے۔ اس کا سیاق اس حدیث سے بہتر ہے۔

۲۴۲۔ ہمیں القاضی ابوبکر احمد بن الحسن نے، اسے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے خبر دیتے ہوئے کہا کہ اسے بحر بن نصر نے کہا کہ ابن وہب کو پڑھ کر سنایا گیا کہ تمہیں یونس بن یزید نے ابن شہاب سے روایت کر کے خبر دی ہے، اس نے کہا کہ مجھے سعید بن المسیبؓ اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ ان دونوں نے ابوھریرہؓ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز فجر میں قرأت سے فارغ ہوتے اور تکبیر کہتے اور سر اوپر اٹھاتے تھے تو کہتے تھے:

سمع اللّٰہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد

پھر فرماتے:

اللھم أنج الولید بن الولید، وسلمة بن ھشام، وعیاش بن أبی ربیعة والمستضعفین من المؤمنین، اللھم اشدد وطأتک علی مضر، واجعلھا علیھم سنین کسنی یوسف، اللھم العن لحیان ورعلا وذکوان، وعصیة عصت اللّٰہ ورسولہ،

اے اللہ ولید بن الولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور کمزور مومنوں کو نجات دے۔ اے اللہ مضر کے قبیلے پر سختی کر اور ان پر اپنی پکڑ سخت کر، اس پر حضرت یوسفؑ کے زمانے کی سی قحط سالی نازل کر دے۔ اے اللہ لحیان، رعل اور ذکوان اور عصیہ پر لعنت کر۔ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔ پھر ہمیں اطلاع ملی کہ انہوں نے یہ آیت نازل ہونے کے بعد یہ عمل ترک کر دیا:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے ابراہیم بن سعد سے اور اس نے الزہری سے روایت کی۔

قول خداوندی :

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً...... (الآية ۱۳۵)

اور وہ کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں اور برائی کر بیٹھتے ہیں ... (الآیۃ)

۲۲۷۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عطاء کی روایت میں کہا ہے کہ یہ آیت نبہان کھجور فروش کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ نبہان تمر فروش کے پاس ایک عورت اس سے کھجور خریدنے کے لئے آئی تو نبہان نے اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا اور اس کا بوسہ لیا۔ پھر اسے ندامت ہوئی، وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے اس حرکت کا ذکر کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۲۲۸۔ انہوں نے الکلبی کی روایت میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری اور ایک ثقفی دو شخصوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ کے لئے تشریف لے گئے تو ثقفی آپ ﷺ کے ساتھ چل دیا اور انصاری بھائی کو گھر کی دیکھ بھال کے لئے پیچھے چھوڑ گیا۔ چنانچہ یہ ثقفی کے گھر والوں کا خیال رکھتا تھا۔ ایک دن جب یہ گھر آیا تو اس نے اپنے ساتھی کی بیوی کو اس حالت میں دیکھا کہ اس نے غسل کیا ہوا ہے اور اپنے بال بکھیرے ہوئے ہیں۔ اس کے دل میں یہ فتور پیدا ہوا تو بغیر اجازت لئے اندر داخل ہوا اور ساتھی کی بیوی تک پہنچ گیا اور اسے بوسہ دینے کے لئے آگے بڑھا۔ عورت نے اپنے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ لیا اور اس نے اس کے ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیا۔ اس کے بعد اسے ندامت ہوئی اور شرم آئی۔ یہ واپس لوٹا۔ اس عورت نے کہا۔ سبحان اللہ، تو نے اپنی امانت میں خیانت کی اور اپنے رب کی نافرمانی بھی کی اور اپنی مراد بھی نہیں پائی۔

راوی کا کہنا ہے کہ یہ شخص اپنے کئے پر نادم ہوا اور نکل کر جنگلوں میں گھومتا رہا اور اللہ سے اپنے گناہ پر توبہ کرتا رہا۔ حتیٰ کہ ثقفی غزوہ سے واپس آیا تو اس کی بیوی نے اسے انصاری بھائی کی حرکت اور حالت سے آگاہ کیا۔ چنانچہ وہ اس کی تلاش میں نکلا۔ اسے اس کا پتہ چل گیا۔ اس نے اسے اچانک سجدے میں گرے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے سنا: اے اللہ میرا گناہ، میرا گناہ۔ میں نے اپنے بھائی کی امانت میں خیانت کی۔ ثقفی نے اسے کہا کہ اے فلاں شخص، اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو اور اپنے گناہ کے بارے میں آپ ﷺ سے دریافت کرو، شاید اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کشائش اور توبہ کی گنجائش پیدا کرے۔ چنانچہ یہ شخص اس کے ساتھ آیا اور مدینہ کو لوٹا۔ ایک دن نماز عصر کے وقت جبریل امین اس کی توبہ کی قبولیت کی بشارت لے کر نازل ہوئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں یعنی انصاری اور ثقفی کے سامنے اس آیت کی تلاوت کی:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً ... وَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِيْنَ

اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ رعایت اس شخص کے لئے مخصوص ہے یا عام لوگوں کے لئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (توبہ کے معاملے میں) یہ رعایت عام لوگوں کے لئے ہے۔

۲۴۹۔ مجھے ابو عمرو محمد بن عبدالعزیز المروزی نے اجازت روایت دیتے ہوئے خبر دی، اسے محمد بن الحسین الحدادی نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے اسحاق بن ابراہیم نے، اسے روح نے، اسے محمد نے اپنے والد سے، اس نے عطاء سے خبر دی کہ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ کیا اللہ کے نزدیک بنی اسرائیل ہم سے زیادہ باعزت اور باکرامت ہے۔ ان میں سے کسی سے جب کوئی گناہ سرزد ہوتا تھا تو اس کے گناہ کا کفارہ اس کے دروازے کی دہلیز پر لکھا ہوا یوں پڑا ملتا تھا کہ: تو اپنا کان کاٹ ڈال، تو اپنی ناک کاٹ ڈال، یہ کر، وہ کر۔ اس پر نبی اکرم ﷺ خاموش رہے تو یہ آیت نازل ہوئی:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً

تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس سے بہتر بات کی خبر دوں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

قول خداوندی:

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا...... (الاٰية ۱۳۹)

اور (دیکھو) بے دل نہ ہونا اور نہ کسی طرح کا غم کرنا۔ (الآیۃ)

۲۵۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جنگ احد میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شکست ہوئی، وہ اسی حالت میں تھے کہ خالد مشرکین کا رسالہ لے کر آگے بڑھے۔ اس نے چاہا کہ وہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقابلے پر پہاڑ کے اوپر چڑھے تو نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ، وہ ہمارے اوپر نہ چڑھ سکیں، اے اللہ ہمارا بس اور ہماری قوت تمہارے ساتھ ہی ہے۔ اے اللہ ان مٹھی بھر لوگوں کے سوا اس آبادی میں کوئی تیری عبادت نہیں کرتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں۔ تب مسلمانوں کے کچھ تیرانداز پہاڑ کے اوپر چڑھے اور انہوں نے مشرک گھڑسواروں پر تیر برسائے اور انہیں شکست دی۔ وہ قول خداوندی ہے:

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ

قول خداوندی:

إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ..... (الآية ۱۴۰)
اگر تمہیں زخم (شکست) لگا ہے تو ان لوگوں کو بھی ایسا زخم لگ چکا ہے.... (الآیہ)

۲۵۱۔ راشد بن سعد کا قول ہے کہ احد کے دن جب رسول اللہ ﷺ غمگین اور آزردہ دل ہو کر نکلے تو عورتیں اپنے شہید خاوند اور بیٹوں کے لئے چہرے پیٹتی ہوئی آتی ہیں اور انہوں نے کہا کہ کیا آپ ﷺ کے ایلچیوں کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ ..... (الآية) نازل کی۔

قول خداوندی

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ..... (الآية ۱۴۴)
اور محمد (ﷺ) تو صرف (خدا کے) پیغمبر ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں..... (الآیہ)

۲۵۲۔ عطیہ العوفی کا قول ہے کہ جب احد کے دن لوگوں یعنی مسلمانوں کو شکست ہوئی تو بعض لوگوں نے کہا کہ محمد ﷺ قتل ہو گئے۔ لہٰذا اب اپنے ہاتھ مشرکوں کے حوالے کر دو۔ یعنی ہتھیار ڈال دو۔ وہ تمہارے بھائی ہیں اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر محمد ﷺ قتل ہو گئے تو کیا تم اس راستے پر نہ چلو گے جس پر نبی ﷺ چلے۔ تم شہید ہو کر ان کے ساتھ جا ملو تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ..... وَكَأَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا

یعنی محمد ﷺ محض ایسے ہی ایک رسول ہیں، جیسے ان سے پہلے رسول ہو گزرے ہیں..... کتنے ہی نبی ایسے گزرے ہیں کہ جن کے ساتھ ہو کر بہت سے ربیوں (باخدا لوگوں) نے قتال کیا۔ پس اللہ کی راہ میں تکلیف پہنچنے پر وہ نہ تو کمزور و لاغر ہوئے اور نہ ضعیف ہوئے۔ یعنی نبی کے قتل ہونے پر انہوں نے کمزوری کا مظاہرہ نہیں کیا:

فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا
تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا کا ثواب عطا کیا۔

قول خداوندی :

سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ ... (الآية ۱۵۱)

ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھا دیں گے...... (الآیۃ)

۲۵۳۔ السدی کا قول ہے کہ اُحد کے دن جب ابوسفیان اور مشرک مکہ کو روانہ ہوئے اور انہوں نے راستے کا کچھ حصہ طے کر لیا، پھر انہیں ندامت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ ہم نے تو برا کیا۔ ہم نے انہیں یعنی مسلمانوں کو قتل کیا۔ حتیٰ کہ جب ان میں سے بہت تھوڑے باقی رہ گئے تو ہم نے انہیں چھوڑ دیا۔ واپس چلو اور ان کو بیخ و بن سے ختم کر دو۔ جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ارادے سے باز آئے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ..... (الآية ۱۵۲)

اور خدا نے اپنا وعدہ سچا کر دیا.... (الآیۃ)

۲۵۴۔ محمد بن کعب القرظی کا قول ہے کہ احد کے دن جب رسول اللہ ﷺ نقصان اٹھا کر مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے کچھ صحابہؓ سے کہا کہ ہمیں یہ نقصان کہاں سے یعنی کیونکر پہنچا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے نصرت کا وعدہ کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا

یعنی اللہ تعالیٰ نے تو اپنا وعدہ سچ کر دکھایا تھا، لیکن..... تم میں سے کچھ ایسے بھی تھے جو دنیا چاہتے تھے۔ یعنی مال غنیمت کے لالچ نے فتح کو شکست میں بدل دیا۔

قول خداوندی:

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ..... (الآية ۱۶۱)

اور کبھی نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر (خدا) خیانت کریں۔ (الآیۃ)

۲۵۵۔ ہمیں محمد بن عبدالرحمٰن المطوعی نے، اسے ابوعمرو محمد بن احمد الحیری نے، اسے ابویعلیٰ نے، اسے ابوعبداللہ (بن عمر) بن لبان نے، اسے ابن المبارک نے، اسے شریک نے خصیف سے، اس نے عکرمہ سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ جنگ بدر میں ملنے والے مال غنیمت میں سے سرخ رنگ کا ایک کپڑا گم ہوا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ شاید وہ نبی کریم ﷺ نے لیا ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ

خصیف کا کہنا ہے کہ میں نے سعید بن جبیر سے کہا کہ نبی کے شایان شان یہ بات بھی تو نہیں کہ نبی

کو دھوکا دیا جائے یا دیا جا سکے۔ کیا ایسے ہو سکتا ہے۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ نبی کو دھوکا دیا جا سکتا ہے اور قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔

۲۵۶۔ ہمیں ابوالحسن احمد بن ابراہیم النجار نے، اسے ابوالقاسم سلیمان بن ایوب الطبرانی نے، اسے محمد بن احمد بن یزید النرسی نے (اسے ابوعمر حفص بن عمر الدوری نے ابومحمد الیزیدی سے، اس نے ابوعمرو) بن العلاء سے، اس نے مجاہد سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ وہ "وما کان لنبی ان یغل" کی قرأت کا انکار کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کے ساتھ یعنی نبی کے ساتھ دھوکا نہ کیا جاتا ہو۔ جبکہ نبی قتل بھی ہوتے رہے، کیونکہ قول خداوندی ہے: "ویقتلون الانبیاء" یعنی بنی اسرائیل (اہل کتاب) انبیاء کو قتل کرتے رہے۔ لیکن امر واقع یہ ہے کہ منافقوں نے نبی کریم ﷺ پر مال غنیمت میں خیانت کرنے کی تہمت لگا دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ

۲۵۷۔ ہمیں احمد بن محمد بن احمد الاصفہانی نے (اسے عبداللہ بن محمد الاصفہانی نے) اسے ابویحییٰ الرازی نے، اسے سہل بن عثمان نے، اسے وکیع نے سلمہ سے، اس نے ضحاک سے روایت کر کے خبر دی کہ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ فوجی دستے مہم پر روانہ کئے۔ نبی کریم ﷺ کو غنیمت کا مال ملا۔ آپ ﷺ نے اسے لوگوں میں تقسیم فرما دیا لیکن فوجی دستوں کو کچھ نہیں دیا۔ جب یہ فوجی دستے واپس آئے تو انہوں نے کہا کہ فے کا مال یعنی مال غنیمت تقسیم ہو گیا، لیکن ہمیں کچھ نہیں دیا گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ "وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ" راوی کا کہنا ہے کہ سلمہ نے لفظ یَغُلَّ کو یُغَلَّ پڑھا ہے۔

۲۵۷م۔ الضحاک کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ غزوۂ حنین میں جب قبیلہ ہوازن کا مال غنیمت رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ لگا تو اس میں سے ایک شخص نے خیانت کی، جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۲۵۸۔ قتادہ کا قول ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کچھ جماعتوں نے (مال غنیمت میں) خیانت کی تھی۔

۲۵۸م۔ الکلبی اور مقاتل کا قول ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب غزوۂ احد کے موقع پر تیر اندازوں نے مال غنیمت کے لالچ میں مرکز چھوڑ دیا اور کہا کہ ہمیں اس بات کا اندیشہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ یہ کہیں گے کہ مال غنیمت میں سے جس شخص نے جو چیز لے لی، اسی کی ہو گئی اور جنگ بدر کی طرح مال غنیمت کو تقسیم نہیں کریں گے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے یہ بدگمانی کی کہ ہم مال غنیمت میں خیانت کریں گے اور اسے تم میں تقسیم نہ کریں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۲۵۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ لوگوں میں معززین اور شرفاء نے رسول اللہ ﷺ سے مال غنیمت میں سے ان کے لئے کچھ حصہ مخصوص کرنے کے لئے کہا، جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قول خداوندی :

أَوَلَمَّآ أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ...... (الآية ۱۶۵)

(بھلا یہ) کیا (بات ہے کہ) جب (احد کے دن کفار کے ہاتھ سے) تم پر مصیبت واقع ہوئی...... (الآیۃ)

۲۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ مجھے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ اگلے سال جب احد کی جنگ ہوئی تو مسلمانوں کو جنگ بدر میں مشرک قیدیوں سے فدیہ لینے کی سزا دی گئی۔ چنانچہ مسلمانوں میں سے ستر افراد شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ فرار ہو گئے اور آپ ﷺ کا اگلا دانت توڑ دیا گیا اور آپ ﷺ کے سر کی کھوپڑی پر چوٹ آئی۔ آپ ﷺ کے چہرے پر خون بہا۔ اس واقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

أَوَلَمَّآ أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ ..... قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ

راوی کا کہنا ہے کہ احد میں پیش آنے والا انجام آپ کے اپنے نفسوں کی طرف سے ہوا۔ یعنی بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے کی پاداش میں۔

قول خداوندی :

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ..... (الآية ۱۶۹)

جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے ان کو مرے ہوئے نہ سمجھنا...... (الآیۃ)

۲۶۱۔ ہمیں محمد بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، اسے ابوسعید اسماعیل بن احمد الخلالی نے، اسے عبداللہ بن زیدان (بن یزید) البجلی نے، اسے ابو کریب نے، اسے عبداللہ بن ادریس نے محمد بن جبیر سے اور اس نے ابن عباس سے روایت کر کے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب احد کی جنگ میں تمہارے بھائی شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے شکموں میں ڈال دیا جو جنت کی نہروں پر آن اترتے ہیں اور جنت کے پھل کھاتے ہیں اور عرش کے سائے تلے لٹکے ہوئے سنہری فانوسوں میں پناہ لئے ہوئے ہیں۔ جب انہوں نے اپنا اچھا اور پاکیزہ کھانا پینا اور آرام پایا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے بھائیوں کو ہماری طرف سے کون یہ پیغام پہنچائے گا کہ ہمیں جنت میں رزق دیا جاتا ہے تاکہ وہ

جہاد میں کوتاہی نہ کریں اور جنگ میں پس وپیش نہ کریں تو خدائے عزوجل نے کہا کہ تمہاری طرف سے یہ پیغام ان کو پہنچادوں گا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ

اس حدیث کو الحاکم ابوعبداللہ نے اپنی صحیح میں عثمان بن ابی شیبہ کے واسطے سے روایت کیا۔

۲۶۲۔ ہمیں محمد بن عبدالرحمٰن الغازی نے، اسے محمد بن احمد بن حمدان نے، اسے حامد بن محمد بن شعیب البلخی نے، اسے عثمان بن ابی شیبہ نے، اسے (عبداللہ) بن ادریس نے روایت کر کے خبر دی ہے۔ اس حدیث کو الحاکم نے علی بن عیسیٰ الحیری سے، اس نے مسدد سے اور اس نے عثمان بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے۔

۲۶۳۔ ہمیں ابوبکر الحارثی نے، اسے ابوالشیخ الحافظ نے، اسے احمد بن الحسین الحذاء نے، اسے علی بن المدنی نے، اسے موسیٰ بن بشیر بن الفاکہ الانصاری نے خبر دی کہ اس نے طلحہ بن خراش کو کہتے سنا کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا، اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری طرف نظر کی اور پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں غمگین اور آزردہ دیکھتا ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ یارسول اللہ ﷺ میرا والد شہید ہو گیا اور وہ قرض اور عیال چھوڑ کر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اللہ نے کبھی کسی شخص سے بس پردہ کے علاوہ بات نہیں کی۔ لیکن اس نے تیرے والد کے ساتھ دو بدو ہو کر بات کی اور کہا کہ اے میرے بندے مجھ سے مانگ، میں تجھے عطا کروں گا۔ تیرے والد نے کہا کہ میں تجھ سے یہ دعا مانگتا ہوں کہ مجھے دوبارہ دنیا میں لوٹا دے تاکہ میں دوسری بار تیری راہ میں شہید ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ پہلے مجھ سے یہ طے ہو چکا ہے کہ شہداء دوبارہ دنیا میں واپس نہیں ہوں گے۔ تیرے والد نے کہا کہ اے میرے رب، میرے پچھلے لوگوں یا وارثوں تک میرا یہ پیغام پہنچا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ نازل کی۔

۲۶۴۔ مجھے ابوعمرو القنطری نے میری طرف لکھی ہوئی ایک تحریر میں خبر دی کہ اسے محمد بن الحسین نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے اسحاق بن ابراہیم نے، اسے وکیع نے سفیان سے، اس نے سالم الافطس سے، اس نے سعید بن جبیر سے روایت کر کے خبر دی کہ اس نے کہا کہ آیت:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

کا شان نزول یہ ہے کہ جب حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اور مصعب بن عمیر جنگ اُحد میں شہید ہوئے اور انہوں نے دیکھا جو انہیں اچھا رزق دیا گیا تو انہوں نے کہا: کاش ہمارے بھائیوں کو معلوم

ہو جائے کہ ہمیں کیسی بھلائی ملی تا کہ جہاد کے لئے ان کی رغبت اور زیادہ بڑھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں انہیں تمہاری طرف سے یہ پیغام دے دوں گا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ...... لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ نازل کی۔

۲۶۵۔ ابوالضحیٰ کا قول ہے کہ یہ آیت خاص کر اہل اُحد کے بارے میں نازل ہوئی۔

۲۶۶۔ اہل تفسیر کی ایک جماعت کا قول ہے کہ یہ آیت بئر معونہ کے شہداء کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان کا واقعہ بہت مشہور ہے، جسے اسحاق بن یسار نے المغازی یعنی غزوات کے ضمن میں بیان کیا ہے۔

۲۶۷۔ دوسرے لوگوں کا قول ہے کہ شہداء کے ورثاء اور رشتہ داروں کو جب کوئی نعمت اور خوشی ملتی تو حسرت سے کہتے کہ ہم نعمتوں اور عیش و آرام میں ہیں جبکہ ہمارے آباء واجداد اور ہمارے بھائی قبروں میں پڑے ہوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی حسرت دور کرنے کے لئے اور ان کے شہداء کے حالات سے انہیں باخبر کرنے کے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ...... (الاية ۱۷۲)

جنہوں نے باوجود زخم کھانے کے خدا اور رسول (کے حکم) کو قبول کیا ...(الآیۃ)

۲۶۸۔ ہمیں احمد بن ابراہیم المقری نے، اسے شعیب بن محمد نے، اسے مکی بن عبدان نے، اسے ابوالازہر نے، اسے روح نے، اسے ابویونس القشیری نے عمرو بن دینار سے روایت کر کے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کے واپس جانے کے بعد لوگوں کو طلب فرمایا تو ستر آدمیوں نے آپ ﷺ کی طلب پر لبیک کہا۔ آپ ﷺ نے انہیں بلایا۔ ابوسفیان کا سامنا ہو خزاعہ کے ایک قافلے سے ہوا تو اس نے کہا کہ اگر تمہاری ملاقات محمد سے ہو جو میری تلاش میں ہوں تو ان کو بتا دینا کہ میرے پاس بڑی جمعیت ہے۔ قافلے والے نبی کریم ﷺ سے ملے تو آپ ﷺ نے ان سے ابوسفیان کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس سے بڑی جمعیت میں ملے ہیں اور ہم آپ ﷺ کو تھوڑی تعداد میں دیکھتے ہیں۔ ہم تمہارے خلاف اس کے (ارادوں سے) مطمئن نہیں ہیں۔ یعنی ہمیں اس سے تمہارے لئے خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان کا پیچھا چھوڑنے سے انکار کیا۔ لیکن ابوسفیان آگے نکل چکا تھا اور مکہ میں داخل ہو چکا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ...... فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

۲۶۹۔ ہمیں عمرو بن ابی عمرو نے، اسے محمد بن مکی نے، اسے محمد بن یوسف نے اور اسے محمد بن اسماعیل نے، اسے محمد نے، اسے ابو معاویہ نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے باپ سے اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کر کے "اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ الخ" کا شان نزول بتایا۔ انہوں نے عروہ سے کہا کہ ارے میرے بھانجے، جن لوگوں کا ذکر اس آیت میں ہے، ان میں تیرے دو باپ شامل تھے، یعنی زبیر اور ابوبکر۔ جنگ احد میں جس روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو کچھ ہوا سو ہوا۔ مشرک واپس چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا اندیشہ ہوا کہ مشرک کہیں واپس پلٹ کر نہ آ جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان مشرکوں کا تعاقب کرنے کے لئے کون جاتا ہے؟ تو لوگوں میں سے ستر آدمیوں نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ ان میں ابوبکرؓ اور زبیرؓ شامل تھے۔

قول خداوندی :

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ ..... (الآیۃ ۱۷۳)

(جب) ان سے لوگوں نے آ کر بیان کیا کہ کفار نے تمہارے ..... (الآیۃ)

۲۷۰۔ ہمیں ابو اسحاق الثعالبی نے، اسے ابو صالح شعیب بن محمد نے، اسے ابو حاتم التمیمی نے، اسے احمد بن الازہر نے، اسے روح بن عبادہ نے، اسے سعید نے قتادہ سے روایت کرتے ہوئے خبر دی کہ جنگ احد کے دن مسلمانوں کے شہید اور زخمی ہونے کے بعد اور مشرکوں کے چلے جانے کے بعد یعنی ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: کیا کوئی ایسی جماعت نہیں جو اللہ کے حکم کی تعمیل میں کمر ہمت باندھے اور اپنے دشمن کا پیچھا کرنے کے لئے نکلے۔ یہ کام دشمن کے لئے زیادہ نقصان دہ ہوگا اور اس کے دور رس نتائج ہوں گے۔ اس پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت بڑی ہی مشکل حالات میں نکل پڑی۔ ان حالات کو اللہ ہی جانتا تھا۔ جب یہ لوگ ذی الحلیفہ پہنچے تو لوگوں اور بدوؤں نے ان کے پاس آ کر کہنا شروع کر دیا کہ یہ رہا ابوسفیان جو اپنے آدمیوں کو لے کر تمہاری طرف آنے ہی والا ہے۔ اس پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ ہمارے لئے اللہ ہی کافی اور کارساز ہے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ قول :

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ ..... وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ تک نازل کیا۔

قول خداوندی :

مَا كَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِ ..... (الآیۃ ۱۷۹)

(لوگو) جب تک خدا ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے گا مومنوں کو اس حال میں

جس میں تم ہو ہرگز نہیں رہنے دیگا......(الآیۃ)

۲۷۱۔ السدی کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر پوری امت اپنی اصل شکل وصورت میں اسی طرح پیش کی گئی جس طرح حضرت آدمؑ پر (ان کی ذریت) پیش کی گئی تھی۔ مجھے بتایا گیا کہ ان میں سے کون مومن ہے اور کون کافر۔ جب منافقوں کو آپ ﷺ کے اس اعلان کا پتہ چلا تو انہوں نے اس بات کا مذاق اڑایا۔ انہوں نے کہا کہ محمد ﷺ کا خیال ہے کہ وہ مومن اور کافر کو جانتا ہے۔ حالانکہ ہم اس کے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۲۷۲۔ الکلبی کا قول ہے۔ قریش نے کہا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہاری مخالفت کرنے والا دوزخی ہے اور اس پر اللہ کا غضب ہے اور جو تیرے دین پر تیرا پیروکار ہے وہ جنتی ہے اور اللہ اس سے راضی ہے تو ہمیں بتاؤ کہ تم پر ایمان لانے والا کون ہے اور ایمان نہ لانے والا کون ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۲۷۳۔ ابو العالیہ کا قول ہے: مومنوں نے سوال کیا کہ انہیں ایسی نشانی بتائی جائے جس سے وہ مومن اور منافق کے درمیان تمیز اور فرق کر سکیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ..... (الاية ۱۸۰)

جو لوگ مال میں جو خدا نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں .....(الآیۃ)

تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کرنے والے یعنی منکرین زکوٰۃ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۲۷۴۔ عطیہ العوفی نے ابن عباس سے روایت کیا کہ یہ آیت یہود کے احبار کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جنہوں نے محمد ﷺ کی صفات اور نبوت کی پیش گوئی کو چھپایا اور بخل سے یہ مراد ہے۔ یعنی اللہ نے انہیں جو علم عطا کیا اسے چھپانا۔

قول خداوندی :

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا..... (الاية ۱۸۱)

خدا نے ان لوگوں کا قول سن لیا ہے جو کہتے ہیں کہ.....(الخ)

۲۷۵۔ عکرمہ، السدی، مقاتل اور محمد بن اسحاق کا قول ہے کہ ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہود کی عبادت گاہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے وہاں کچھ لوگوں کو ایک شخص کے گرد جمع دیکھا۔ اس شخص کا نام فنحاص بن عازورا تھا۔ یہ شخص ان یہودیوں کے علماء میں سے تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فنحاص سے کہا کہ خدا سے ڈرو اور اسلام قبول کرو۔ قسم بخدا تم خوب جانتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول

ہیں۔ وہ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس حق لے کر آئے ہیں۔ تم یہ بات اپنے ہاں تورات میں لکھی ہوئی پاتے ہو۔ لہذا تم ایمان لاؤ اور تصدیق کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دو تو تم کو اللہ جنت میں داخل کرے گا اور تمہارے ثواب کو دوگنا کردے گا۔

جواباً فنحاص نے کہا کہ اے ابوبکر، کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہمارا رب ہم سے قرض مانگتا ہے۔ قرض تو نادار انسان دولت مند سے مانگتا ہے۔ اگر تمہاری بات حق ہے تو پھر اللہ فقیر اور نادار ٹھہرا اور ہم مالدار۔ اگر اللہ مالدار اور غنی ہوتا تو ہم سے قرض نہ مانگتا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ آیا اور فنحاص کے منہ پر مارا اور کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر ہمارے درمیان معاہدہ نہ ہوتا تو اے اللہ کے دشمن میں تمہاری گردن اڑا دیتا۔ فنحاص رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا اور آپ ﷺ سے کہا کہ اے محمد دیکھئے آپ کے دوست نے میرے ساتھ کیا کیا؟

رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اس خدا کے دشمن نے ایک بڑی (خطرناک) بات کہی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نادار اور فقیر ہے اور یہ لوگ مالدار ہیں۔ مجھے اللہ کے لئے غصہ آیا اور میں نے اس کے منہ پر مارا۔ فنحاص نے اس واقعے کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فنحاص کا رد اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید و تصدیق کے لئے یہ آیت نازل کی:

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْا ..... (الآية)

۲۷۶۔ ہمیں عبد القاہر بن طاہر نے، اسے ابوعمرو بن مطر نے، اسے جعفر بن اللیث الزیادی نے، اسے ابوحذیفہ موسیٰ بن موسیٰ نے، اسے شبل نے ابن ابی نجیح سے اور اس نے مجاہد سے روایت کر کے خبر دی، مجاہد نے کہا کہ میں یہود کے ہاں اترا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے ایک شخص کے منہ پر مارا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے کہا تھا:

إِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ

یعنی اللہ تعالیٰ نادار اور ہم مالدار ہیں۔

شبل نے کہا، مجھے پتہ چلا کہ وہ فنحاص یہودی تھا۔ اس شخص نے یہ بھی کہا تھا:

يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ

یعنی اللہ کا ہاتھ باندھا ہوا ہے۔

قول خداوندی:

اَلَّذِيْنَ قَالُوْآ اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَا ..... (الآية ۱۸۳)

جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے ہمیں حکم بھیجا ہے کہ جب تک کوئی پیغمبر......الخ

۲۷۷۔ الکلبی کا قول ہے: میں کعب بن اشرف، مالک الصیف، وہب بن یہوذا، زید بن تابوہ، فنحاص بن عازورا اور حیی بن اخطب کے ہاں فروکش ہوا۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ کا خیال ہے کہ اللہ نے آپ ﷺ کو ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور آپ ﷺ پر کتاب نازل کی ہے۔ ہم سے اللہ نے تورات میں یہ عہد کیا ہے کہ ہم تب تک کسی ایسے رسول پر ایمان نہیں لائیں جو یہ خیال کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے تاوقتیکہ وہ ایسی قربانی کرے جسے آگ کھا لے۔ اگر آپ ﷺ ہمیں ایسی قربانی کر کے دکھا دیں تو ہم آپ کی تصدیق کریں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَذًى كَثِيْرًا...... (الأية ۱۸۶)

اور تم اہل کتاب سے اور ان لوگوں سے جو مشرک ہیں بہت سی ایذا کی باتیں سنو گے......(الایۃ)

۲۷۸۔ ہمیں ابو محمد الحسن بن محمد الفارسی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن حمدون نے، اسے ابو حامد احمد بن الحسن نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے ابوالیمان نے، اسے شعیب نے الزہری سے، اسے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک جوان تین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک تھے، جن کی توبہ قبول کی گئی تھی، نے اپنے باپ سے روایت کر کے خبر دی کہ کعب بن اشرف شاعر تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ کی ہجو کرتا تھا اور اپنے اشعار کے ذریعے کفار قریش کو آپ ﷺ کے خلاف بھڑکاتا تھا۔ نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے، اس وقت مدینہ کی آبادی ملی جلی تھی۔ ان میں مسلمان بھی تھے اور مشرک بھی، اور ان میں یہود بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے چاہا کہ ان سب کے درمیان باہم صلح کا معاہدہ ہو جائے۔ مشرک اور یہود آپ کو اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سخت تکلیفیں دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان تکالیف پر صبر کرنے کا حکم دیا۔ انہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت :

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ ... (الأية) نازل کی۔

۲۷۹۔ ہمیں عمرو بن (ابی) عمرو المزکی نے، اسے محمد بن مکی نے، اسے محمد بن یوسف نے، اسے محمد بن اسماعیل (البخاری) نے، اسے ابوالیمان نے، اسے شعیب الزہری سے روایت کیا۔ اس نے کہا کہ مجھے

عروہ بن الزبیر نے خبر دی کہ اسے اسامہ بن زید نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ایک فدکی چادر والے گدھے پر سوار ہوئے اور اسامہ بن زید آپ ﷺ کے پیچھے سوار ہو گئے اور آپ ﷺ حضرت سعد بن عبادہ کی عیادت کے لئے بنی الحارث بن الخزرج کی طرف چل پڑے۔ یہ واقعہ جنگ بدر سے پہلے کا ہے۔ آپ ﷺ کا گزر ایک مجلس کے پاس سے ہوا۔ جس میں عبداللہ بن ابی موجود تھا۔ یہ واقعہ عبداللہ بن ابی کے مسلمان ہونے سے پہلے کا ہے۔ مجلس میں ملے جلے لوگ تھے۔ ان میں مسلمان، مشرک، بت پرست اور یہود سبھی لوگ تھے۔ اسی مجلس میں عبداللہ بن رواحہ بھی تھے۔ جب مجلس پر سواری کے جانور کے چلنے سے گرد و غبار چھا گیا تو عبداللہ بن ابی نے اپنی ناک پر ایک چادر رکھ لی۔ پھر کہا کہ ہم پر گرد نہ اڑاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے سلام کیا اور پھر ٹھہر گئے۔ اپنی سواری سے اترے اور اہل مجلس کو اسلام کی طرف دعوت دی اور ان کے سامنے قرآن پڑھا۔

عبداللہ بن ابی نے کہا کہ اے شخص! جو کچھ تم کہتے ہو، اس سے اچھی بات کوئی اور نہیں ہے، اگر یہ باتیں حق ہیں تو ہماری مجلس میں ہمیں اذیت نہ دو۔ اپنی سواری کے پاس واپس جاؤ، جو آپ کے پاس آئے اسے یہ باتیں سناؤ۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ ہماری مجلسوں میں ہمیں ڈھانپئے، ہمیں آپ ﷺ کی باتیں پسند ہیں۔ اس موقع پر مسلمانوں، مشرکوں اور یہود کے درمیان تلخ کلامی اور گالی گلوچ ہوئی۔ یہاں تک کہ نوبت دست و گریبان ہونے تک پہنچ گئی۔ نبی کریم ﷺ انہیں ٹھنڈا کرتے رہے، جب تک کہ وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو گئے اور چل دیئے۔ یہاں تک کہ سعد بن عبادہ کے ہاں پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے سعد سے کہا کہ اے سعد! کیا تم نے نہیں سنا کہ ابو حباب نے کیا کہا؟ (ابو حباب سے آپ ﷺ کی مراد عبداللہ بن ابی تھا) اس نے فلاں فلاں بات کہی۔ اس پر سعد بن عبادہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اس سے درگزر اور صرف نظر کیجئے۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کتاب نازل کر کے حق پیش کیا ہے۔ اس جزیرہ نما کے لوگوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا تھا کہ وہ اسے یعنی عبداللہ بن ابی کو تاج پہنائیں گے اور اس کی طرفداری کریں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر حق نازل کر کے اس منصوبے کو رد کر دیا تو وہ یعنی عبداللہ بن ابی اس سے بدک اٹھا۔ اس نے اسی لئے آپ ﷺ کے ساتھ وہ کچھ کیا جو آپ ﷺ نے دیکھا۔ لہذا رسول اللہ ﷺ نے اس سے درگذر کر دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت :

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ ..... (الآية) نازل کی

قول خداوندی :

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا ..... (الآية ۱۸۸)

جو لوگ اپنے (ناپسند) کاموں سے خوش ہوتے ہیں اور (پسندیدہ کام جو کرتے

نہیں...... (الآیۃ)

۲۸۰۔ ہمیں ابوعبدالرحمٰن محمد بن احمد بن جعفر نے، اسے ابوالہیثم المروزی نے، اسے محمد بن یوسف نے، اسے محمد بن اسماعیل البخاری نے، اسے سعید بن ابی مریم نے، اسے محمد بن جعفر نے کہا کہ اسے زید بن اسلم نے عطا ابن یسار سے۔ اس نے ابوسعید الخدری سے روایت کر کے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں منافقوں کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے جہاد پر جاتے وقت پیچھے رہ جاتے تھے اور جب آپ ﷺ جہاد سے لوٹ آتے تو معذرتیں کرتے اور اپنی معذرتوں پر حلف اٹھاتے اور اپنے ناکردہ کاموں پر بھی اپنی تعریفیں سننا چاہتے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ ...... (الآیۃ)

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے الحسن بن علی الحلوانی سے اور اس نے ابن ابی مریم سے روایت کیا۔

۲۸۱۔ ہمیں ابوعبدالرحمٰن الشاذیانی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن محمد بن زکریا نے، اسے محمد بن عبدالرحمٰن الدغولی نے، اسے محمد بن جہم نے، اسے جعفر بن عون نے، اسے ھشام بن سعید نے خبر دے کر کہا کہ ہم سے زید بن اسلم نے حدیث بیان کی کہ مروان بن الحکم کے پاس ایک دن وہ مدینہ کے گورنر تھے، ابوسعید الخدری، زید بن ثابت اور رافع بن خدیج موجود تھے۔ مروان نے کہا کہ اے ابوسعید، اس قول خداوندی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے:

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّیُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا

قسم بخدا ہم تو اپنے کیے پر ضرور خوش ہوتے ہیں اور ہم پسند کرتے ہیں کہ ناکردہ کاموں پر ہماری تعریف کی جائے۔

ابوسعید نے جواب دیا کہ بات یہ نہیں ہے بلکہ اصل قصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں کچھ لوگ جہاد کے موقعوں پر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پیچھے رہ جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شکست اور ناپسندیدہ صورتحال کے پیش آنے پر اپنے پیچھے رہ جانے پر خوش ہوتے تھے اور پسندیدہ صورتحال کے پیش آنے پر اپنے پیچھے رہ جانے پر قسمیں اٹھا اٹھا کر معذرتیں کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ جو کچھ انہوں نے نہیں بھی کیا اس پر ان کی تعریف کی جائے۔

۲۸۲۔ ہمیں سعید بن محمد الزاہد نے، اسے ابوسعید بن حمدون نے، اسے ابوحامد بن الشرقی نے کہا اسے ابوالازہر نے کہا کہ اس نے عبدالرزاق سے حدیث بیان کی کہ اسے ابن جریج نے کہا کہ اسے ابن ابی ملیکہ نے خبر دی کہ اسے علقمہ بن وقاص نے خبر دی کہ مروان نے اپنے دربان ابورافع سے کہا کہ تم ابن عباس کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ اگر ہمارا ہر شخص اپنے کیے پر خوش ہو اور اپنے ناکردہ کاموں پر چاہے کہ اس

کی تعریف ہوتو کیا اسے عذاب دیا جائے گا؟ پھر تو ہم سب کو عذاب دیا جائے گا۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اس معاملے کے ساتھ تمہارا کیا واسطہ ہے؟ یہ تو یوں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہود کو بلا کر ان سے کچھ پوچھا۔ انہوں نے اصل بات چھپائی اور آپ ﷺ کو غلط بات بتادی اور آپ ﷺ پر یہ ظاہر کیا کہ انہوں نے آپ ﷺ کے سوال کا جواب دے کر کوئی قابل تعریف کارنامہ کیا ہے اور آپ ﷺ سے اصل بات چھپانے پر خوش ہوئے۔ اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم بن موسیٰ سے اور اس نے ہشام سے روایت کیا ہے اور امام مسلمؒ نے اسے زہیر بن حرب سے اور اس نے حجاج سے اور دونوں نے ابن جریج سے روایت کیا ہے۔

۲۸۳۔ الضحاک کا قول ہے کہ مدینہ کے یہود نے، عراق اور یمن کے یہود اور روئے زمین کے تمام یہود کو جن تک یہ خط پہنچے لکھا کہ محمد اللہ کا نبی نہیں ہے۔ لہٰذا تم لوگ اپنے دین پر ثابت قدم رہو اور اس بات پر متحد رہو۔ چنانچہ وہ محمد ﷺ اور قرآن کے ساتھ کفر کرنے میں متحد اور یک زبان رہے اور اس بات پر خوش ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں متفق اور متحد رکھا۔ ہم ہرگز نہیں بکھریں گے اور نہ اپنا دین ترک کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اہل صوم وصلوٰۃ اور اللہ کے اولیاء یعنی اس کے دوست ہیں اور یہ قول خداوندی ہے:

يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا

یعنی وہ اپنے کئے پر خوش ہیں۔

وَيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا

اور یہ چاہتے ہیں کہ انہوں نے جو کچھ نہیں بھی کیا، اس پر ان کی تعریف کی جائے۔

یعنی اس صوم وصلوٰۃ اور عبادت پر جس کا انہوں نے ذکر کیا۔

قول خداوندی :

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ .... (الآیۃ ۱۹۰)

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش...... (الآیۃ)

۲۸۴۔ ہمیں ابو اسحاق المقری نے، اسے عبداللہ بن حامد نے، اسے احمد بن محمد بن یحییٰ العنبری نے، اسے احمد بن نجدۃ نے، اسے یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی نے، اسے یعقوب القمی نے جعفر بن ابی المغیرہ سے، اس نے سعید بن جبیر سے ابن عباس سے روایت کی۔ ابن عباس نے کہا کہ قریش یہود کے پاس آئے

اور ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کیا آیات لے کر آئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اپنا عصا اور دیکھنے والوں کے لئے اپنا ید بیضاء، پھر قریش نصاریٰ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کہ تم میں حضرت عیسیٰ کیسے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ کوڑھیوں اور برص والے مریضوں کو شفایاب اور صحت یاب کر دیتے تھے مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ پھر یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے خدا سے دعا کیجئے کہ وہ صاف پہاڑ کو ہمارے لئے سونا بنا دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ نازل کی۔

قول خداوندی :

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ (الآیة ۱۹۵)

تو ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کر لی..... (الآیۃ)

۲۸۵۔ ہمیں اسماعیل بن ابراہیم النصر آبادی نے، اسے عمرو اسماعیل بن نجید نے، اسے جعفر بن محمد بن سوادہ نے، اسے قتیبہ بن سعید نے سفیان سے، اس نے عمرو بن دینار سے، اس نے سلمہ بن عمر بن ابی سلمہ سے جو ام سلمہ کی اولاد میں سے ایک شخص ہے، سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ ام سلمہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول، میں ہجرت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو عورتوں کا کوئی ذکر کرتے نہیں سنتی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ... (الآیة)

اس حدیث کو الحاکم ابو عبداللہ نے اپنی صحیح میں ابو عون محمد بن احمد بن ماہان سے، اس نے محمد بن علی بن زید سے، اس نے یعقوب بن حمید سے اور اس نے سفیان سے روایت کیا ہے۔

قول خداوندی

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ..... (الآیة ۱۹۶)

(اے پیغمبر!) کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا تمہیں دھوکہ نہ دے۔

۲۸۶۔ یہ آیت مشرکین مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ مشرکین مکہ نہایت آسودہ حال اور خوشحال تھے، وہ کاروبار کرتے تھے اور نعمتوں میں وقت گزارتے تھے۔ اس پر بعض مومنوں نے کہا کہ ہم خدا کے دشمنوں کو خوشحال دیکھتے تھے اور ہم بھوک اور جدوجہد اور تنگی کے باعث مرے

جا رہے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قول خداوندی :

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ..... (الآية ۱۹۹)

اور بعض اہل کتاب ایسے بھی ہیں جو خدا پر اور...... (الآیۃ)

۲۸۷۔ جابر بن عبداللہ، انس اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول ہے کہ یہ آیت نجاشی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ جب نجاشی کی وفات ہوئی تو حضرت جبرئیل نے نبی اکرم ﷺ کو اسی روز اس کی موت کی خبر دے دی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ باہر نکلو اور اپنے اس بھائی کی نماز جنازہ پڑھو، جس کی وفات تمہاری سرزمین سے باہر واقع ہے۔ صحابہؓ نے دریافت کیا کہ وہ کون ہے؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ نجاشی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ بقیع کی طرف نکلے۔ آپ ﷺ کے لئے مدینہ شریف سے حبشہ تک کے زمین کے پردے اٹھا دیئے گئے۔ آپ ﷺ نے نجاشی کا تابوت دیکھا۔ آپ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں پڑھیں اور نجاشی کے لئے دعائے مغفرت کی۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ اس کے لئے دعائے مغفرت مانگو۔ اس پر منافقوں نے کہا کہ "اسے دیکھو کہ یہ ایک حبشی نصرانی کی نماز جنازہ پڑھ رہا ہے۔ جس کو اس نے کبھی دیکھا تک نہیں ہے، پھر وہ اس کے دین پر بھی نہیں ہے۔" اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۲۸۸۔ ہمیں ابوالفضل احمد بن محمد بن عبداللہ بن یوسف نے، اسے ابوعمرو محمد بن جعفر بن مطر نے بطور املا خبر دی، اس نے کہا کہ اسے جعفر بن محمد بن سنان الواسطی نے، اسے ابوہانی محمد بن بکار الباہلی نے، اسے المعتمر بن سلیمان نے حمید سے، اس نے انس سے روایت کر کے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ اٹھو اور اپنے بھائی نجاشی کی نماز جنازہ پڑھو۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک دوسرے سے کہا کہ نبی کریم ﷺ ہمیں ایک حبشی پر نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دے رہے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ..... (الآية) نازل کی۔

۲۸۹۔ مجاہد، ابن جریج اور ابن زید کا قول ہے کہ یہ آیت اہل کتاب میں سے تمام ایمان لانے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

قول خداوندی :

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا (الآية ۲۰۰)

اے اہل ایمان (کفار کے مقابلے میں) ثابت قدم رہو اور استقامت رکھو..... (الخ)

۲۹۰۔ ہمیں سعید بن ابی عمرو الحافظ نے، اسے ابوعلی الفقیہ نے، اسے محمد بن معاذ المالینی نے، اسے الحسین بن الحسن بن حرب المروزی نے، سے ابن المبارک نے، اسے مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزہیر نے، اسے داؤد بن صالح نے، اسے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا: اے میرے بھتیجے کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا (الآية)

راوی نے کہا کہ میں نے جواب دیا کہ نہیں، مجھے معلوم نہیں ہے۔ تو اس نے کہا کہ اے میرے بھتیجے نبی علیہ الصلوٰۃ کے زمانے میں ایسا کوئی غزوہ نہ تھا کہ جس میں باقاعدہ ربط ہو۔ یعنی جس کے لئے سوچی سمجھی منصوبہ بندی ہو، بلکہ صورتحال یہ تھی کہ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار رہتا تھا۔ اس حدیث کو امام الحاکم ابوعبداللہ نے اپنی صحیح میں، ابومحمد المزنی سے، اس نے احمد بن نجدہ سے، اس نے سعید بن منصور سے اور اس نے ابن المبارک سے روایت کیا ہے۔

سورة النساء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی :

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰى اَمْوَالَهُمْ..... (الآية ۲)

اور یتیموں کا مال (جو تمہاری تحویل میں ہو) ان کے حوالے کردو.....(الآیۃ)

۱۹۲۔ مقاتل اور کلبی کا قول ہے کہ یہ آیت قبیلہ غطفان کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کے پاس اس کے یتیم بھتیجے کا بہت سا مال تھا، یتیم بھتیجا جب بالغ ہوا تو اس نے چچا سے اپنا مال مانگا۔ اس کے چچا نے مال دینے سے انکار کیا۔ چنانچہ یہ دونوں معاملہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جب چچا نے یہ آیت سنی تو اس نے کہا:

اطعنا الله واطعنا الرسول نعوذ بالله من الحوب الكبير

یعنی ہم نے اللہ اور اس کے رسول ا کے حکم کی طاعت کرلی۔ ہم گناہ کبیرہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور اس نے بھتیجے کو اس کا مال اس کے حوالے کردیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من يوق شح نفسه ورجع به هكذا فانه يحل داره

جو شخص حرص نفسانی سے بچ گیا اور اس نے اس طرح اپنے غلط موقف سے رجوع کیا تو وہ اپنے گھر میں آباد ہو گیا ہے۔ یعنی جنت میں۔ یتیم نوجوان نے جب اپنا مال اپنے قبضے میں کرلیا تو اس نے اس مال کو اللہ کی راہ میں خیرات کردیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

ثبت الاجر وبقي الوزر

یعنی اجر تو جڑ پکڑ گیا یا ثابت ہو گیا اور بوجھ باقی رہ گیا۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ تو ہم جان گئے کہ اجر ثبت ہو گیا، لیکن بوجھ کیسے باقی رہ گیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے جواب دیا کہ اجر تو لڑکے کے لئے ثبت ہوا لیکن بوجھ والد پر باقی رہا۔

قول خداوندی

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی (الآیۃ ۳)

اور اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو۔ (الآیۃ)

۲۹۲۔ ہمیں ابوبکر التمیمی نے، اسے عبداللہ بن محمد نے، اسے ابویحیٰ نے، اسے سہل بن عثمان نے، اسے یحیٰ بن ابوزائدہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس قول خداوندی وان خفتم الا تقسطوا کے بارے میں خبر دی حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یہ آیت ایک ایسے شخص کے بارے میں نازل کی گئی ہے جس کے پاس ایک یتیم بچی تھی اور وہ اس بچی کا سرپرست تھا۔ اس یتیم بچی کا مال تھا۔ اس کا کوئی سرپرست نہ تھا جو اس کی طرف سے یا اس کی حمایت میں جھگڑا کر سکے۔ یہ سرپرست اس کے مال کی حرص اور لالچ کے مارے اس بچی کی شادی نہیں کرتا تھا۔ یہ اس بچی کے ساتھ برا سلوک کرتا تھا اور اس کے ساتھ بدسلوکی کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ

یعنی اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو اپنی مرضی اور حسب پسند عورتوں سے شادی کر لو، جسے میں نے تمہارے لئے حلال کیا اور بدسلوکی کا طریق کار چھوڑ دو۔

اس حدیث کو امام مسلم نے ابوکریب سے، اس نے ابواسامہ سے اور اس نے ہشام سے روایت کیا ہے۔

۲۹۳۔ سعید بن جبیر، قتادہ، الربیع، الضحاک اور السدی کا قول ہے کہ لوگ یتیموں کے اموال میں (سرپرستی میں) حرج محسوس کرتے تھے اور عورتوں کے معاملے میں رخصت پسند کرتے تھے اور جتنی چاہتے شادیاں کر لیتے تھے۔ بعض اوقات اور حالات میں عدل کرتے تھے اور بعض اوقات و حالات میں عدل نہیں بھی کرتے تھے۔ یعنی سب بیویوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرنے میں جب انہوں نے یتیموں کے بارے میں احکام پوچھے اور یتیموں سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: واتوا الیتمٰی اموالھم اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل کی وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامٰی تو جس طرح یتیموں کے بارے میں الا تقسطوا کہا گیا۔ اسی طرح عورتوں کے بارے میں ڈرتے کہ کہیں بیویوں میں عدل نہ

نہ گھوڑے پر سوار ہو سکتا ہے نہ کوئی بوجھ اٹھا سکتا ہے اور نہ ہی کسی دشمن کو زک پہنچا سکتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اب چلے جاؤ، میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان کے بارے میں کیسی ہدایت دیتا ہے۔ چنانچہ وہ چلے گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا ..... (الآية ۱۰)

جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں ..... (الآیۃ)

۲۹۶۔ مقاتل بن حیان کا قول ہے کہ یہ آیت غطفان قبیلے کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی، جسے مرثد بن زید کہتے تھے، وہ اپنے کمسن بھتیجے کے مال کا ولی یعنی سرپرست تھا۔ اس نے اس کا مال کھالیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ..... (الآية ۱۱)

خدا تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو ارشاد فرماتے ہیں..... (الآیۃ)

۲۹۷۔ ہمیں احمد بن محمد بن احمد بن جعفر نے، اسے الحسن بن احمد المخلدی نے، اسے المومل بن الحسن بن عیسیٰ نے، اسے الحسن بن محمد بن الصباح نے، اسے حجاج نے ابن جریج سے روایت کر کے خبر دی کہ مجھے ابن المنکدر نے جابر سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ نے قبیلہ بنی سلمہ کے ہاں میری عیادت کی۔ وہ چلتے ہوئے آئے۔ آپ ﷺ نے مجھے بے سدھ پایا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوایا۔ وضو کیا، پھر اس پانی میں سے مجھ پر پانی چھڑکا۔ مجھے آرام آ گیا، مجھے افاقہ ہوا۔ میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) میں اپنے مال کا کیا کروں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ..... (الآية)

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے ابراہیم بن موسیٰ سے، اس نے ہشام سے روایت کیا ہے اور امام مسلمؒ نے اس حدیث کو محمد بن حاتم سے، اس نے حجاج سے اور دونوں نے ابن جریج سے نقل کیا ہے۔

۲۹۸۔ ہمیں ابو منصور اور محمد بن المنصوری نے، اسے علی بن عمر بن مہدی نے، اسے یحییٰ بن صاعد نے، اسے احمد بن المقدام نے، اسے بشر بن مفضل نے، اسے عبداللہ بن محمد بن عقیل نے جابر بن عبداللہ سے روایت کر کے خبر دی، اس نے کہا کہ ایک عورت دو بیٹیاں لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ ثابت بن قیس کی دو بیٹیاں ہیں یا اس نے ثابت بن الربیع کہا۔ جنگ احد

کر سکیں، لہٰذا اس سے زیادہ شادیاں نہ کرو، جن کے حقوق ادا کرنا تمہارے لئے ممکن نہ ہو۔ کیونکہ کمزوری اور عاجزی کے معاملے میں عورتیں بھی یتیموں کی طرح ہیں۔ یہ الوالبی کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔

قول خداوندی ہے:

وَابْتَلُوا الْيَتَامٰى...... (الآية ۲)

اور یتیموں کو بالغ ہونے تک کام کاج میں مصروف رکھو...... (الآیۃ)

۲۹۴۔ یہ آیت ثابت بن رفاعہ اور اس کے چچا کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ رفاعہ فوت ہو گیا اور اپنا بیٹا ثابت کمسن چھوڑ گیا۔ ثابت کا چچا نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے آپ ﷺ سے کہا کہ میرا بھتیجا یتیم ہے اور میرے زیر کفالت ہے۔ اس کے مال میں سے میرے لئے کیا لینا حلال ہے اور میں اس کا مال کب اس کے حوالے کروں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ...... (الآية)

جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں تھوڑا ہو یا بہت اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے...... (الآیۃ)

۲۹۵۔ مفسرین کا قول ہے کہ اوس بن ثابت انصاری وفات پا گئے اور اپنے پیچھے بیوی جس کا نام ام بجہ تھا اور تین بیٹیاں چھوڑ دیں۔ دو شخص کھڑے ہو گئے جو متوفی کے چچازاد بھائی اور اس کے وصی تھے۔ ان دو کا نام سوید اور عرفجہ تھا۔ انہوں نے متوفی کا سارا مال لے لیا۔ متوفی کی بیوی اور اس کی بیٹیوں کو کچھ نہ دیا۔ دور جاہلیت میں عورتوں کو وارث نہیں بنایا جاتا تھا اور نہ چھوٹے بچے کو وارث بنایا جاتا تھا۔ خواہ وہ مرد ہی کیوں نہ ہو۔ وارث صرف بالغ مردوں کو بنایا جاتا تھا۔ کہا جاتا تھا کہ اس کے سوا کسی کو کچھ نہیں دیا جا سکتا جو گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو کر لڑے اور مال غنیمت حاصل کرے۔

ام بجہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی، اس نے آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ اوس بن ثابت فوت ہو گیا اور میرے سر پر تین بیٹیاں چھوڑ گیا۔ میں اس کی بیوہ ہوں۔ میرے پاس ان بچیوں پر خرچ کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ ان بچیوں کا باپ اچھا خاصا مال چھوڑ کر مرا ہے اور وہ مال سوید اور عرفجہ کے پاس ہے۔ انہوں نے مجھے اور ان بیٹیوں کو اس مال میں سے کچھ بھی نہیں دیا۔ یہ بچیاں میرے زیر کفالت ہیں۔ یہ دو شخص نہ تو مجھے کھانے پینے کو کچھ دیتے ہیں اور نہ ان بچیوں کے لئے سر اٹھاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو بلوایا۔ ان دونوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) اس عورت کا کوئی بچہ

میں آپ ﷺ کے ہمراہ شہید ہو گیا، ان دو بچیوں کے چچا نے اس کا مال لے لیا اور ان کی میراث لے لی۔ اس نے سارا مال لے لیا۔ ان کے لئے نہ چھوڑا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کی کیا رائے ہے؟ بخدا اب تک ان کی شادی نہیں ہو سکتی جب تک ان کے پاس مال نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ حکم دے گا۔ اس پر سورۃ النساء نازل ہوئی۔ جس میں یہ حکم دیا:

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ...... (الآية)

اس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا عورت کو اور اس کے سرپرست کو میرے پاس بلا لاؤ۔ آپ نے ان کے چچا سے کہا کہ ان دو بچیوں کو مال کا دو تہائی حصہ دو اور ان کی ماں کو مال کا آٹھواں حصہ دو اور پھر جو بچ رہے وہ تمہارا ہے۔

قول خداوندی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا... (الآية ۱۹)

مومنو! تم کو جائز نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ... (الآیۃ)

۲۹۹۔ ہمیں ابوبکر الاصفہانی نے، اسے عبداللہ بن محمد الاصفہانی نے، اسے ابویحییٰ نے، اسے سہل بن عثمان نے، اسے اسباط بن محمد نے الشیبانی سے، اس نے عکرمہ اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ ابواسحاق الشیبانی نے کہا اور اس کا ذکر عطا بن الحسین السوائی نے کیا۔ میرا خیال نہیں کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی اور سے اس آیت کے بارے میں ذکر کیا ہو:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا

اس نے کہا کہ جب کوئی شخص فوت ہوتا تو اس کے ورثاء اس کی بیوی کے زیادہ حقدار ہوتے تھے۔ ان میں سے اگر کوئی چاہتا تو اس کی بیوی سے شادی کر لیتا یا اگر وہ چاہتے تو اس کی شادی کسی اور سے کرا دیتے اور اگر چاہتے تو اس کی شادی بھی نہ کرتے۔ یہ لوگ عورت کے اپنے میکے والوں سے زیادہ حقدار ہوتے تھے۔ لہٰذا اس معاملے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے تفسیر میں محمد بن مقاتل سے روایت کیا ہے اور کتاب الاکراہ میں حسین بن منصور سے روایت کیا ہے اور دونوں راویوں نے اسے اسباط سے روایت کیا ہے۔

۳۰۰۔ مفسرین کا قول ہے کہ دور جاہلیت اور آغاز اسلام میں اہل مدینہ کے ہاں رواج تھا کہ جب کوئی شخص مر جاتا اور اس کی بیوی ہوتی تو اس کا سوتیلا بیٹا آتا یا اس عورت کے اہل عصبہ میں سے قریبی آدمی آتا تو وہ اپنا کپڑا اس عورت پر ڈال دیتا تو یہ اس عورت کا دوسروں کے مقابل میں زیادہ حقدار قرار پاتا۔ اگر

یہ چاہتا تو بغیر حق مہر دیئے اس عورت سے شادی کر لیتا۔ اس عورت کا حق مہر وہی ہوتا جو میت نے دیا ہوتا۔ اور اگر چاہتا تو اس کی شادی کسی اور کے ساتھ کر دیتا اور اس کا حق مہر خود لے لیتا۔ اس عورت کو کچھ نہ دیتا اور اگر چاہتا تو اسے دوسری شادی سے روک دیتا اور اسے تکلیف پہنچاتا تاکہ اس عورت نے اپنے متوفی خاوند کے ورثے میں جو کچھ پایا ہوتا وہ فدیے میں لے لے یا جب یہ عورت مرجاتی تو یہ اس عورت کا وارث بن جاتا۔ چنانچہ ابو قیس بن الاسلت انصاری فوت ہوا اور اپنی بیوی کبیشہ بنت معن الانصاریہ کو اپنے پیچھے چھوڑا تو اس کا سوتیلا بیٹا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا نام حصن تھا۔

مقاتل کا کہنا ہے کہ اس کا نام قیس بن ابی قیس تھا۔ اس نے متوفیہ پر اپنا کپڑا ڈال دیا اور اس کے نکاح کا وارث بن گیا۔ اس کے بعد اس نے اسے چھوڑ دیا اور اس کے قریب نہیں گیا اور اس کو کوئی خرچ وغیرہ نہیں دیا تاکہ اس سے اس کا مال فدیہ میں لے لے۔ اس مقصد کے لئے اسے تکلیف دیتا رہا۔ کبیشہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ سے فریادی ہوئی۔ اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ابو قیس فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا میرے نکاح کا وارث بن گیا۔ اس نے مجھے تکلیف دی اور مجھ پر طوالت کھینچی۔ یعنی عرصے سے یہ صورتحال ہے کہ نہ تو وہ مجھے خرچ دیتا ہے اور نہ میرے پاس آتا ہے، نہ ہی وہ مجھے آزاد کرتا ہے۔ یعنی مجھے اپنا کوئی دوسرا چارہ بھی نہیں کرنے دیتا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تم اپنے گھر بیٹھی رہو تا آنکہ تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم آئے۔

راوی کا کہنا ہے کہ وہ عورت چلی گئی۔ مدینہ میں جب عورتوں نے یہ قصہ سن لیا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری حالت بھی کبیشہ جیسی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہمارے ساتھ ہمارے سوتیلے بیٹوں نے شادی نہیں کی بلکہ ہم سے چچازادوں نے شادیاں کی ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قول خداوندی :

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ...... (الآیۃ ۲۲)

اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو ان سے نکاح نہ کرو...... (الآیۃ)

۳۰۱۔ یہ آیت حصن بن ابی قیس کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس نے اپنے باپ کی بیوی یعنی اپنی سوتیلی ماں سے شادی کی تھی۔ جس کا نام کبیشہ بنت معن تھا۔ دوسرا شخص جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی الاسود بن خیف جس نے اپنے باپ کی بیوی یعنی اپنی سوتیلی ماں سے شادی کی تھی۔ تیسرا شخص صفوان بن امیہ بن خلف تھا، جس نے اپنی سوتیلی ماں فاختہ بنت الاسود بن المطلب سے شادی کی تھی اور چوتھا شخص منظور بن زبان تھا، جس نے اپنے والد کی بیوی یعنی اپنی سوتیلی ماں ملیکہ بنت خارجہ سے شادی کی تھی۔

۳۰۲۔ اشعث بن سوار کا قول ہے کہ ابو قیس فوت ہو گیا۔ یہ شخص انصار کے نیکوکار لوگوں میں سے تھا۔ اس کے بیٹے قیس نے اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ منگنی کی تو اس نے اس سے کہا کہ میں تم سے ایک

بچے کا وعدہ کرتی ہوں۔ لیکن میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر ان سے اجازت لوں گی۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے آپ ﷺ کو اس صورت حال کی اطلاع دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی :

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ...... (الأية ۲۴)
اور شوہر والی عورتیں بھی (تم پر حرام ہیں) مگر وہ جو (اسیر ہو کر لونڈیوں کے طور پر)
تمہارے قبضے میں آ جائیں...... (الآیۃ)

۳۰۳۔ ہمیں محمد بن عبدالرحمٰن البنانی نے، اسے محمد بن احمد بن حمدان نے، اسے ابویعلیٰ نے، اسے عمرو الناقد نے، اسے ابواحمد الزبیر نے، اسے سفیان نے عثمان البتی سے، اس نے ابوالخلیل سے، اس نے ابوسعید الخدری سے روایت کر کے خبر دی کہ جنگ اوطاس میں ہمارے ہاتھ قیدی عورتیں لگ گئیں۔ جن کے خاوند تھے ہم نے ان کے مقاربت کرنا مکروہ جانا۔ ہم نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا۔ اس پر یہ آیت "وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ" نازل ہوئی۔ تو ہم نے ان قیدی عورتوں سے جنسی تعلق کو حلال اور جائز کرایا۔

۳۰۴۔ ہمیں احمد بن محمد بن احمد بن الحارث نے، اسے عبداللہ بن محمد بن جعفر نے، اسے ابویحییٰ نے، اسے سہل بن عثمان نے، اسے عبدالرحیم نے اشعث بن سوار سے، اس نے عثمان البتی سے، اس نے ابوخلیل سے اور اس نے ابوسعید سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اوطاس والوں کو قیدی بنایا تو ہم نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم ان عورتوں کے ساتھ کیسے جنسی تعلق قائم کریں جب کہ ہم ان کے خاندانوں اور خاوندوں کو جانتے ہیں۔ اس پر یہ آیت :

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ نازل ہوئی۔

۳۰۵۔ ہمیں ابوبکر محمد بن ابراہیم الفارسی نے، اسے محمد بن عیسیٰ بن عمرویہ نے، اسے ابراہیم بن محمد بن سفیان نے، اسے مسلم بن حجاج نے، اسے عبیداللہ بن القواریری نے، اسے یزید بن زریع نے، اسے سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے، اس نے ابوصالح ابی الخلیل سے، اس نے علقمہ الہاشمی سے اور اس نے ابوسعید الخدری سے روایت کر کے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ حنین کے موقع پر ایک لشکر اوطاس روانہ کیا۔ ان کی دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی۔ انہوں نے ان کے ساتھ جنگ کی اور ان پر غلبہ پایا اور قیدی عورتیں حاصل کیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے بعض لوگوں کو ان عورتوں کے مباشرت کرنے میں ان کے مشرک خاوندوں کی موجودگی کے باعث ناگواری محسوس ہوئی تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی :

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

قول خداوندی:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَافَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ..... (الاٰية ۳۲)

اور جس چیز میں خدا نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی ہوس مت کرو..... (الآیۃ)

۳۰۶۔ ہمیں اسماعیل بن ابی القاسم الصوفی نے، اسے اسماعیل بن نجید نے، اسے جعفر بن محمد بن سوار نے، اسے قتیبہ نے، اسے سفیان بن عیینہ نے ابن ابی نجیح سے، اس نے مجاہد سے روایت کر کے خبر دی اور کہا کہ ام سلمہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) مرد جہاد کرتے ہیں اور ہم عورتیں جہاد نہیں کرتیں اور ہمارے لئے نصف میراث ہے۔ یعنی مردوں کے مقابلے میں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَافَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ نازل کی۔

۳۰۷۔ ہمیں محمد بن عبدالعزیز نے خبر دی کہ انہیں محمد بن الحسین نے محمد بن یحییٰ بن یزید سے روایت کر کے خبر دی کہ اسے اسحاق بن ابراہیم نے، اسے عتاب بن بشیر نے خصیف سے، اس نے عکرمہ سے روایت کر کے خبر دی کہ عورتوں نے جہاد یعنی اپنے جہاد میں شرکت کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم چاہتی ہیں کہ کاش اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بھی جہاد جائز رکھا ہوتا تو ہم بھی مردوں کی طرح اجر کی مستحق ہوتیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَافَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ

۳۰۸۔ قتادہ اور السدی کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ قول نازل ہوا:

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ

تو مردوں نے کہا کہ ہماری خواہش ہے کہ ہمیں ہماری نیکیوں کی بناء پر آخرت میں بھی فضیلت حاصل ہو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے میراث میں ہمیں عورتوں پر فضیلت دی۔ یوں عورتوں کے مقابل میں ہمارا اجر دگنا ہوگا۔ عورتوں نے کہا کہ ہماری خواہش ہے کہ آخرت میں مردوں کے مقابلے میں ہمارا بوجھ نصف ہو۔ جس طرح دنیا میں میراث میں ہمارا حصہ مردوں کے مقابلے میں نصف ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَافَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ

قول خداوندی:

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ...... (الآية ۳۳)

اور ہم نے ہر ایک کے حق دار مقرر کر دیے ہیں...... (الآیۃ)

۳۰۹۔ ہمیں ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الفارسی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن حمویۃ الہروی نے، اسے علی بن محمد الخزاعی نے، اسے ابوالیمان الحکم بن نافع نے، اسے شعیب بن ابی حمزہ نے الزہری سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ سعید بن المسیب کا قول ہے کہ یہ آیت:

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ

ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنے صلبی بیٹوں کے علاوہ دوسروں کو اپنا بیٹا بنا لیتے تھے اور ان کو (جائیداد کا) وارث بناتے تھے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ حکم دیا کہ ان لوگوں کے لئے وصیت میں گنجائش رکھی جائے۔ میراث کو اللہ تعالیٰ نے ذوی الارحام اور عصبہ میں سے موالی یعنی اصل وارثوں کی طرف لوٹا دیا۔

اور اس بات سے انکار کر دیا کہ ان دو مدعیوں کو اس بناء پر میراث کا مقرر حصہ دیا جائے کہ وہ لے پالک ہیں یا متبنیٰ ہیں۔ البتہ وصیت میں ان کے لئے گنجائش رکھی ہے۔

قول خداوندی:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ...... (الآية ۳۴)

مرد عورتوں پر مسلط اور حاکم ہیں...... (الآیۃ)

۳۱۰۔ مقاتل کا قول ہے کہ یہ آیت سعد بن الربیع جس کا شمار نقباء یعنی اشراف میں ہوتا تھا اور اس کی بیوی حبیبہ بنت زید بن ابی زہیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ دونوں انصار میں سے تھے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ اس کی بیوی نے اس کی نافرمانی کی تو اس نے اسے تھپڑ مار دیا۔ بیوی کا باپ اسے لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیٹی سعد سے بیاہ دی۔ اس نے اسے تھپڑ مارا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ اپنے خاوند سے قصاص لے لے۔ چنانچہ عورت اپنے باپ کے ساتھ خاوند سے قصاص لینے کے لئے چلی گئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ واپس لوٹو۔ یہ جبرئیل امین میرے پاس آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے ایک بات کا ارادہ کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے دوسری بات کا ارادہ کیا۔ اور جس بات کا ارادہ اللہ تعالیٰ نے کیا وہ بہتر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے قصاص کا حکم واپس لے لیا۔

۳۱۱۔ ہمیں سعید بن محمد بن احمد الزاہد نے، اسے زاہد بن احمد نے، اسے احمد بن الحسین بن الجنید نے، اسے زیاد بن ایوب نے اور اسے ہشیم نے، اسے یونس نے حسن سے روایت کر کے خبر دی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تھپڑ مارا۔ عورت نے نبی کریم ﷺ کے پاس معاملہ پیش کیا۔ عورت کے ساتھ اس کے گھر والے بھی آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ فلاں شخص نے ہماری بیٹی کو تھپڑ مارا۔ رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے القصاص القصاص۔ اس کی قضا نہیں ہو سکتی۔ یعنی اس میں کسی اور فیصلے کی ضرورت نہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے ایک بات کا ارادہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری بات کا ارادہ کیا۔

۳۱۲۔ ہمیں ابوبکر الحارثی نے، اسے ابوالشیخ الحافظ نے، اسے ابویحییٰ الرازی نے، اسے سہل العسکری نے، اسے علی بن ہاشم نے اسماعیل سے، اس نے الحسن سے روایت کر کے خبر دی کہ جب مسلمانوں کے درمیان قصاص کی آیت نازل ہوئی تو ایک شخص نے اپنی بیوی کو تھپڑ مارا۔ عورت نبی کریم ﷺ کے پاس چلی گئی اور نبی کریم ﷺ سے کہا کہ میرے خاوند نے مجھے تھپڑ مارا ہے۔ مجھے اس سے قصاص دلوایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: القصاص، بدلہ لینا ہے۔ اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم نے ایک بات کا ارادہ کیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سے جدا دوسری بات کا ارادہ کیا۔ لہٰذا اے شخص اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ لو۔

قول خداوندی:

اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ .... (الآیۃ ۳۷)

جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں۔ (الآیۃ)

۳۱۳۔ اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب انہوں نے محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت کو چھپایا اور اسے لوگوں کے سامنے ظاہر نہیں کیا۔ حالانکہ ان کی کتابوں میں آپ ﷺ کی صفت لکھی موجود تھی۔

۳۱۳م۔ الکلبی کا قول ہے: یہ بخل کرنے والے یہود ہیں۔ انہوں نے اس شخص کی تصدیق کرنے میں بخل کیا جو ان کے محمد ﷺ کی صفات لے کر ان کے پاس آیا، حالانکہ ان کی کتابوں میں آپ ﷺ کی

صفات لکھی موجود تھیں۔

۳۱۴۔ مجاہد کا قول ہے کہ یہ تین آیات "علیما" کے لفظ تک یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

۳۱۵۔ ابن عباسؓ اور ابن زید کا قول ہے کہ یہ آیت یہود کی جماعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ لوگ انصار کے لوگوں کے پاس آتے تھے، ان کے ساتھ میل جول کرتے تھے، انہیں نصیحت کرتے تھے، ان سے کہتے تھے کہ تم اپنے اموال خرچ نہ کرو۔ اس طرح ہمیں تمہارے نادار ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ نازل کی

قول خداوندی:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰی...... (الآیة ۴۳)

مومنو! جب تم نشے کی حالت میں ہو نماز کے پاس نہ جاؤ ...... (الآیۃ)

یہ آیت رسول اللہ ﷺ کے ان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو شراب پی کر نماز میں شریک ہوتے تھے۔ انہیں اس بات کا پتہ نہیں چلتا تھا کہ انہوں نے کتنی رکعت نماز پڑھی اور اپنی نماز میں کیا پڑھا۔

۳۱۶۔ ہمیں ابوبکر الاصفہانی نے، اسے ابوالشیخ الحافظ نے، اسے ابویحییٰ نے، اسے سہل بن عثمان نے، اسے ابوعبدالرحمٰن الافریقی نے، اسے عطاء نے ابوعبدالرحمٰن سے روایت کر کے خبر دی کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے کھانا تیار کیا اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کچھ لوگوں کو کھانے پر بلایا۔ چنانچہ انہوں نے کھایا پیا۔ اسی اثناء میں مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ قوم میں سے کوئی ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے جماعت کرادی۔ اس نے نماز میں سورۃ قل یاایها الکافرون پڑھی۔ اس نے اس سورت کو درست نہیں پڑھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

قول خداوندی:

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا (الآیة ۴۳)

اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی لو...... (الآیۃ)

۳۱۷۔ ہمیں ابوعبداللہ بن ابی اسحاق نے، اسے ابوعمرو بن مطر نے، اسے ابراہیم بن علی الذہلی نے، اسے یحییٰ بن یحییٰ نے کہا کہ میں نے مالک بن انس کو یہ حدیث پڑھ کر سنائی اور عبدالرحمٰن بن القاسم

ہے، اس نے اپنے والد سے اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے سفر میں نکلیں، حتیٰ کہ ہم بیدا یا ذات الجیش پہنچے۔ میرا ایک ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ رسول اللہ ﷺ اسے تلاش کرنے ٹھہر گئے اور لوگ بھی ان کے ساتھ ٹھہر گئے نہ تو یہ جگہ پانی والی تھی اور نہ لوگوں کے پاس پانی تھا۔ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ تم دیکھتے نہیں کہ عائشہ نے کیا کیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھ لوگوں کو ٹھہرالیا۔ (جبکہ وہ پانی کی جگہ پر نہیں ہیں) یعنی ایسی جگہ پر روک دیا کہ جہاں پانی نہیں ہے اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی ہے۔

تب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ میرے زانو پر سر ٹکائے سو رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کو روک لیا اور آپ ﷺ کے ساتھ دوسرے لوگوں کو بھی۔ جبکہ نہ تو لوگ پانی والی جگہ پر ہیں اور نہ ہی ان کے پاس پانی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ پر ناراضگی کا اظہار کیا اور جو کچھ انہوں نے چاہا کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کمر میں کچوکے دینے لگے۔ انہوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے میرے زانو پر ٹکے جسے کے علاوہ ہلنے سے نہیں روکا۔ یعنی میرا سارا جسم ہلنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ سو گئے۔ یہاں تک بغیر پانی کے صبح ہوگئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل کی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اور لوگوں نے تیمم کیا۔ تب اسید بن حضیر نے کہا جو نقباء میں سے تھے کہ اے آل ابی بکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ پھر ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اس کے نیچے سے مل گیا۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے اسماعیل بن اویس سے روایت کیا اور امام مسلمؒ نے اس حدیث کو یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کیا اور دونوں نے اسے مالک سے روایت کیا ہے۔

۳۱۸۔ ہمیں ابومحمد الفارسی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن الفضل نے، اسے احمد بن محمد بن الحسن الحافظ نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، اسے اس کے والد نے ابوصالح سے، اس نے ابن شہاب سے، اسے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے ابن عباس سے، اس نے عمار بن یاسر سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آرام کرنے کے لئے ذات الجیش کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ ان کا ہار ٹوٹ کر کہیں گر گیا۔ صبح روشن ہونے تک لوگ اس ہار کی تلاش میں رکے رہے۔ لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا۔ (حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ناراض ہوئے اور انہوں نے کہا کہ تم نے لوگوں کو روک لیا)۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر پاک صاف مٹی سے پاکیزگی حاصل کرنے یعنی تیمم کرنے کا حکم نازل کیا۔ مسلمان اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے زمین پر ہاتھ مارے۔ زمین سے ہاتھ اوپر اٹھائے، لیکن

ہاتھوں میں مٹی نہیں اٹھائی۔ انہوں نے خاک آلود ہاتھ سے اپنے چہروں اور کندھوں تک بازوؤں کا مسح کیا۔ انہوں نے اپنی بغلوں تک اپنی ہتھیلیوں سے مسح کیا۔

الزھری کا قول ہے کہ ہمیں پتہ چلا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ قسم بخدا مجھے پتہ نہ تھا کہ تم ایسی بابرکت ہو۔

قول خداوندی :

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ... (الآية ۴۹)

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے تئیں پاکیزہ کہتے ہیں ...... (الآیۃ)

۳۱۹۔ الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت یہود کے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اپنے بچے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے۔ انہوں نے کہا کہ اے محمد! کیا ہمارے ان بچوں کا کوئی گناہ یا جرم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، تو انہوں نے کہا کہ قسم بخدا، جس کا ہم حلف لیتے ہیں، ہم بھی بالکل انہیں جیسے ہیں۔ ہم ان میں کوئی ایسا گناہ نہیں کرتے، جیسے رات کو مٹا دیتے ہوں اور نہ ہی رات کو ایسا کوئی گناہ کرتے ہیں جسے دن میں کفارہ سے مٹا دیتے ہوں۔ یہ لوگ اس طرح اپنے نفوس کا تزکیہ کرتے تھے۔

قول خداوندی:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ...... (الآية ۵۱)

بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ دیا گیا کہ بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں...... (الآیۃ)

۳۲۰۔ ہمیں محمد بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، اسے اس کے والد نے، اسے محمد بن اسحاق الثقفی نے، اسے عبدالجبار بن العلاء نے، اسے سفیان نے عمرو سے، اس نے عکرمہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف مکہ والوں کے پاس آئے۔ انہوں نے ان سے کہا کہ تم اہل کتاب اور علم قدیم کے مالک ہو۔ تم ہمیں ہمارے بارے میں اور محمد ﷺ کے بارے میں بتاؤ۔ انہوں نے کہا کہ محمد کے ساتھ تمہارا کیا تعلق ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم بڑے اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ پانی ملا دودھ پلاتے ہیں۔ دکھیوں کو آزاد کرتے ہیں اور قرابت داری اور صلہ رحمی کرتے ہیں۔ حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں، ہمارا دین پرانا اور قدیمی ہے اور محمد کا دین نیا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ تم اس سے زیادہ بہتر اور ہدایت یافتہ ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ..... وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا نازل کی۔

۳۳۱۔ مفسرین کا قول ہے کہ جنگ احد کے بعد کعب بن اشرف ستر یہودی گھڑ سواروں کو لے کر مکہ آیا، تا کہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف قریش کے ساتھ معاہدہ کرے اور اس معاہدہ کو توڑ دے جو اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ کعب ابو سفیان کے ہاں فروکش ہوا اور یہود قریش کے گھروں میں اترے۔ اہل مکہ نے ان سے کہا کہ تم اہل کتاب ہو اور محمد صاحب کتاب ہیں۔ ہم کو اس بات کا خدشہ ہے کہ کہیں کوئی تمنا حائل نہ ہو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ ہم ساتھ نکلیں، یعنی تمہارا ساتھ دیں تو ان دو بتوں کو سجدہ کرو، اور ان پر ایمان لاؤ۔ اس کا ذکر اس قول خداوندی میں ہے:

يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ

اس کے بعد کعب نے اہل مکہ سے کہا کہ تیس آدمی تم میں سے آئیں اور تیس آدمی ہمارے نکلیں اور اپنے کلیجے خانہ کعبہ کے ساتھ چمٹا دیں اور اس گھر کے رب کی قسم کھا کر معاہدہ کریں کہ ہم محمد کے خلاف اکٹھے جدوجہد کریں گے۔

مکہ والوں نے اس تجویز پر عمل کیا۔ جب وہ اس کام سے فارغ ہو گئے تو ابو سفیان نے کعب سے کہا کہ تو ایسا شخص ہے جو کتاب پڑھتا ہے اور جانتا ہے اور ہم ناخواندہ ہیں اور کچھ جانتے نہیں ہیں۔ بتاؤ کہ ہم میں سے کونسا فریق زیادہ تربیت یافتہ ہے اور حق کے زیادہ قریب ہے۔ کیا ہم ہیں یا محمد ہے؟ کعب نے کہا کہ تم مجھ پر اپنا دین پیش کرو۔ اس پر ابو سفیان نے کہا کہ ہم حاجیوں کے لئے بڑے بڑے اونٹ قربان کرتے ہیں، انہیں پانی پلاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، دکھی لوگوں کو دکھ سے چھٹکارا دلاتے ہیں اور صلہ رحمی کرتے ہیں، نیز اپنے رب کا گھر تعمیر کرتے ہیں یا اسے آباد کرتے ہیں۔ ہم طواف کرتے ہیں اور ہم اہل حرم ہیں۔ محمد نے اپنے آباء کا دین ترک کر دیا۔ قطع رحمی کی، اس نے حرم کو چھوڑ دیا۔ ہمارا دین پرانا ہے۔ محمد کا دین نیا ہے۔ اس پر کعب نے کہا کہ بخدا تم اس کے دین کے مقابلہ میں زیادہ راہ راست پر ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ

یعنی کعب اور اس کے ساتھی۔

قول خداوندی:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ (الآیۃ ۵۲)

یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے ..... (الآیۃ)

۳۲۲۔ ہمیں احمد بن ابراہیم نے، اسے سفیان بن محمد نے، اسے مکی بن عبدان نے، اسے ابوالازہر نے، اسے روح نے، اسے سعید نے قتادہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ یہ آیت کعب بن اشرف اور حیی بن اخطب، بنی نضیر کے دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ دو شخص حج کے موسم میں ایک قریشی سے ملے مشرکوں نے ان دو آدمیوں سے کہا کہ کیا ہم زیادہ راست باز اور راہ ہدایت پر ہیں یا محمد اور ان کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ کیونکہ ہم اہل سدانہ یعنی خانہ کعبہ کے مجاور ہیں۔ لوگوں کو پانی پلاتے ہیں اور اہل حرم ہیں۔ ان دونوں نے مشرکوں سے کہا کہ تم ہی زیادہ ہدایت یافتہ ہو۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ دونوں جھوٹے ہیں یعنی جھوٹ بول رہے ہیں۔ البتہ انہیں محمد اور آپ ﷺ کے صحابہ کا حسد یہ جھوٹ بولنے پر مجبور کر رہا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا

جب یہ دونوں اپنی قوم میں واپس پہنچے تو ان کی قوم نے ان سے کہا کہ محمد ﷺ کا خیال ہے کہ تمہارے بارے میں فلاں فلاں بات نازل ہوئی ہے تو ان دونوں نے جواب دیا کہ محمد نے سچ کہا ہے۔ خدا کی قسم ہمیں صرف اس کے بغض اور حسد نے یہ جھوٹ کہنے پر مجبور اور آمادہ کیا۔

قول خداوندی:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ..... (الآية ۵۸)

خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو ..... (الآیۃ)

۳۲۳۔ یہ آیت عثمان بن طلحہ الحجی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو قبیلہ بنی عبدالدار سے تھا۔ یہ شخص کعبہ کا پروہت تھا۔ جب نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے روز مکہ میں داخل ہوئے تو عثمان نے خانہ کعبہ کے دروازے کو تالا لگا دیا اور خود چھت پر چڑھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے چابیاں طلب کیں تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ چابی عثمان کے پاس ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے چابی طلب کی تو اس نے چابی دینے سے انکار کیا اور کہا کہ اگر میں جانتا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو چابی دینے سے انکار نہ کرتا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ہاتھ مروڑا اور اس سے چابی پکڑ لی اور دروازہ کھولا۔ رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہو گئے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ جب آپ ﷺ خانہ کعبہ سے باہر تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے چابی دینے کو کہا تا کہ ان کے پاس سقایہ اور سدانہ کے شعبے دونوں اکٹھے ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور انہیں چابی عثمان کو واپس دینے کے لئے کہا اور اس سے معذرت کرنے کو کہا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم کی تعمیل کی۔ عثمان نے حضرت علی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے علی تو نے جبر کیا اور تکلیف دی اور اب اظہار نرمی کرنے آئے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور پھر یہ آیت اسے پڑھ کر سنائی۔ اس پر عثمان نے کہا: اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ یہ کہہ کر وہ مسلمان ہو گیا۔ اس پر جبرئیل آئے اور کہا کہ جب تک یہ گھر سلامت ہے، تب تک اس گھر کی سدانت او چابی عثمان کی اولاد میں رہے گی۔ چنانچہ آج کے دن تک چابی انہی کے پاس ہے۔

۳۲۴۔ ہمیں ابو حسان المزکی نے، اسے ہارون بن محمد الاستر آباذی نے، اسے ابو محمد الخزاعی نے، اسے ابو الولید الازرقی نے، اسے اس کے دادا نے سفیان سے، اس نے سعید بن سالم سے، اس نے ابن جریج سے، اس نے مجاہد سے اس قول خداوندی کے بارے میں روایت کر کے خبر دی:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا

اس نے کہا کہ یہ آیت عثمان بن طلحہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی چابی اپنے قبضے میں لے لی اور فتح مکہ کے دن خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ خانہ کعبہ سے باہر نکلتے وقت یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے عثمان کو بلایا اور چابی اس کے حوالے کر دی اور فرمایا کہ اے بنو طلحہ اللہ تعالیٰ کی امانت سنبھالو۔ سوائے کسی ظالم کے تم سے یہ چابی کوئی نہیں لے گا۔

۳۲۵۔ ہمیں ابو نصر المہرجانی نے، اسے عبید اللہ بن محمد الزاہد نے، اسے ابو القاسم المصری نے، اسے احمد بن زہیر نے، اسے مصعب نے، اسے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ نے روایت کر کے خبر دی، اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کعبہ کی چابی میرے اور عثمان کے حوالے کر دی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے بنی طلحہ یہ چابی ہمیشہ کے لئے سنبھالو۔ اسے تم سے کسی ظالم کے سوا کوئی اور نہیں لے گا۔ پس بنو طلحہ کعبہ کی سدانت کے ولی بن گئے۔ یہ بنو عبد الدار کے قبیلے میں سے تھے۔

قول خداوندی:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ...

(الآیۃ ۵۹)

مومنو! خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی۔

۳۲۶۔ ہمیں ابو عبد الرحمان بن ابی حامد العدل نے، اسے ابو بکر بن ابی زکریا الحافظ نے، اسے ابو حامد بن الشرقی نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے حجاج بن محمد نے ابن جریج سے، اس کو یعلی بن مسلم نے

سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباسؓ سے قول خداوندی:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ

کے بارے میں روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ یہ آیت عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے بارے میں نازل ہوئی۔ جسے رسول اللہ ﷺ نے ایک فوجی مہم پر بھیجا۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے صدقہ بن الفضل سے روایت کیا اور امام مسلمؒ نے اسے زہیر بن حرب سے روایت کیا۔ دونوں راویوں نے اسے حجاج سے روایت کیا۔

۳۳۲۔ باذان کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عرب کے ایک علاقے میں ایک فوجی مہم پر روانہ کیا۔ ان کے ساتھ عمار بن یاسر تھے۔ خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ اس قوم کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے وہیں پڑاؤ ڈال دیا تاکہ اگلی صبح ان پر حملہ کریں۔ ان لوگوں کو کسی ڈرانے والے نے خبر دی، چنانچہ ایک آدمی کے سوا جو مسلمان ہو چکا تھا، باقی سب لوگ بھاگ گئے۔ اس شخص نے اپنے گھر والوں کو چلنے کی تیاری کرنے کا حکم دیا۔ پھر وہ روانہ ہوا اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کیمپ تک پہنچ گیا اور حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا: اے ابوالیقظان! میں تم میں سے ہوں۔ میری قوم نے جب تمہارے سننے کی خبر سنی تو وہ بھاگ گئے اور میں اسلام کی وجہ سے ٹھہرا رہا۔ کیا یہ بات میرے لئے مفید ہے یا میں بھی اسی طرح بھاگوں جس طرح وہ لوگ بھاگ گئے۔ اس پر عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تم ٹھہرے رہو۔ یہ بات تمہارے لئے نفع بخش ہے۔

یہ شخص اپنے گھر والوں کی طرف چلا گیا اور اس نے گھر والوں کو رک جانے کے لئے کہا۔ اگلی صبح خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قسم کے لوگوں پر حملہ کر دیا۔ انہیں اس ایک آدمی کے سوا اور کوئی وہاں نہ ملا۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پکڑ لیا اور اس کا مال بھی لے لیا۔ عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اس آدمی کو چھوڑ دیجئے۔ یہ مسلمان ہے۔ میں نے اسے امان دے دی تھی اور رک جانے اور ٹھہر جانے کو کہا تھا۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم مجھ پر زیادتی کر رہے ہو، جبکہ میں امیر ہوں۔ عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں میں تم پر زیادتی کر رہا ہوں جب کہ تم امیر ہو۔ چنانچہ اس معاملے میں ان دونوں کے درمیان تلخ کلامی ہوئی اور یہ نبی کریم ﷺ کے پاس چلے گئے اور آپ ﷺ کو اس واقعے کی خبر دی۔

نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو امان دے دی اور عمار کی دی ہوئی امان کو جائز قرار دیا اور اسے آئندہ امیر کی اجازت کے بغیر زیادتی کرنے سے منع کر دیا۔ راوی کا کہنا ہے کہ عمار اور خالد نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے تلخ کلامی کی۔ عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سختی کی۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ

آیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) کیا آپ غلام کو مجھے گالیاں دینے کے لئے کھلا چھوڑ رہے ہیں۔ بخدا اگر آپ ﷺ موجود نہ ہوتے تو یہ مجھے گالی نہ دیتے۔ امر واقعہ یہ تھا کہ عمار ہاشم بن المغیرہ کے غلام تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے خالد رک جاؤ، کیونکہ جو عمار کو گالی دے گا، اللہ اسے گالی دے گا اور جو عمار پر غضبناک ہوگا اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پیچھے چل دیئے اور ان کا کپڑا پکڑ کر انہیں راضی ہونے کو کہا۔ عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے راضی ہوگئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور اُولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا:

قول خداوندی :

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ..... (الآية ٦٠)

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو (کتابیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں ان پر ایمان رکھتے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ اپنا مقدمہ ایک سرکش کے پاس لے جا کر فیصل کرائیں، حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اس سے اعتقاد نہ رکھیں۔

۳۲۸۔ ہمیں سعید بن محمد العدل نے، اسے ابوعمرو بن حمدان نے، اسے الحسن بن سفیان نے، اسے ابراہیم بن سعید الجوہری نے، اسے ابوالیمان نے، اسے صفوان بن عمرو نے عکرمہ سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ ابو بردہ الاسلمی کاہن تھے، جو یہود کے باہم جھگڑوں کے فیصلے کیا کرتے تھے۔ کچھ مسلمان بھی ان کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ ... وَتَوْفِيْقًا

۳۲۹۔ ہمیں احمد بن محمد بن ابراہیم نے، اسے ابوصالح شعیب بن محمد نے، اسے ابو حاتم التمیمی نے، اسے ابوالازہر نے، اسے روح نے، اسے سعید نے قتادہ سے روایت کر کے خبر دی کہ ہمیں بتایا گیا کہ یہ آیت ایک انصاری آدمی کے بارے میں نازل ہوئی، جس کا نام قیس تھا اور ایک یہودی کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ ان دو شخصوں کے درمیان تنازعہ ہوگیا۔ یہ اپنا مقدمہ مدینے کے ایک کاہن کے پاس لے گئے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان دو شخصوں پر عتاب کیا۔ یہودی اس انصاری شخص کو نبی کریم ﷺ کے

پاس چلنے کو کہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ نبی کریم ﷺ اس پر زیادتی نہ کریں گے۔ جبکہ انصاری یہودی کو کاہن کے پاس چلنے کو کہہ رہا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جو آپ سن رہے ہیں اور اس شخص کو عیب لگایا جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ یہودی کو بھی مورد الزام ٹھہرایا، کیونکہ وہ اہل کتاب تھا۔

قول خداوندی :

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ..... يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا

۳۳۰۔ مجھے محمد بن عبدالعزیز المروزی نے اپنی کتاب میں خبر دی کہ اسے محمد بن الحسین نے، اسے محمد بن یحیٰ نے، اسے اسحاق الحنظلی نے، اسے المؤمل نے، اسے یزید بن زریع نے داؤد سے، اس نے شعبی سے روایت کیا، اس نے کہا کہ ایک منافق اور ایک یہودی کے درمیان جھگڑا ہوا۔ یہودی نے منافق کو نبی کریم ﷺ کے پاس چلنے کو کہا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ نبی کریم ﷺ رشوت قبول نہیں کرتے۔ لیکن منافق نے یہودی کو یہودیوں کے حاکم کے پاس چلنے کو کہا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ اپنے مقدمات میں رشوت لے لیتے ہیں۔ جب اس بات پر ان دونوں کے درمیان اختلاف ہوا تو وہ دونوں جہینہ میں ایک کاہن کے پاس جانے پر متفق ہو گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ

یعنی کیا آپ اس منافق کو نہیں دیکھتے کہ جو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ آپ ﷺ پر نازل شدہ وحی پر ایمان لایا ہے: "وما انزل من قبلك" اور اس یہودی کو نہیں دیکھتے جو خیال کرتا ہے کہ وہ آپ ﷺ سے پہلے نازل ہونے والی وحی پر ایمان لایا ہے۔

يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا..... وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا تک۔

۳۳۱۔ الکلبی کا قول ہے جو اس نے ابو صالح سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ایک منافق کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ اس منافق اور ایک یہودی کے درمیان تنازعہ تھا۔ یہودی نے کہا کہ چلو محمد ﷺ کے پاس چلتے ہیں۔ منافق نے کہا کہ نہیں بلکہ کعب بن اشرف کے پاس جاتے ہیں۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں طاغوت کہا ہے۔ یہودی نے کعب بن اشرف کے پاس جانے سے انکار کیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس مقدمہ لے جانے پر اصرار کیا۔ جب منافق نے یہ اصرار دیکھا تو اس یہودی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا اور انہوں نے مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فیصلہ یہودی کے حق میں دیا۔ جب یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے باہر نکلے تو منافق نے اس سے کہا کہ چلو عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔

یہودی نے کہا کہ میں نے اور اس شخص نے محمد ﷺ کے پاس اپنا مقدمہ پیش کیا تو آپ ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ دیا۔لیکن یہ شخص آپ ﷺ کے فیصلے پر راضی نہ ہوااور سوچا کہ مقدمہ آپ کے پاس لائے۔ یہ میرے ساتھ چمٹ گیا تو میں اس کے ساتھ آ گیا۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منافق سے کہا کہ کیا یہ معاملہ ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں کو ٹھہرنے کو کہا، تا کہ وہ اندر سے ہوکر باہر آئیں۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کے اندر داخل ہوئے اور تلوار تھام لی اور تلوار لے کر ان کی طرف نکلے اور تلوار سے منافق کو مار ڈالا، حتیٰ کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا اور کہا کہ میں اس شخص کے متعلق یہ فیصلہ کرتا ہوں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے پر راضی نہیں ہوتا۔یہودی بھاگ گیا۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور جبریل نے کہا کہ بے شک عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کر دیا۔اسی پر حضرت عمر الفاروق کہلائے۔

۳۲۲۔السدی کا قول ہے کہ یہود کے کچھ لوگ تو مسلمان ہو گئے اور کچھ لوگ منافق بن گئے۔بنو قریظہ اور بنو النضیر دور جاہلیت میں یوں کرتے تھے کہ اگر بنو قریظہ کا کوئی شخص بنو النضیر کے کسی شخص کو قتل کرتا تو اسے قتل کر دیا جاتا اور ایک سو وسق کھجور اس کی دیت لی جاتی اور اگر بنو نضیر کا کوئی شخص بنو قریظہ کے کسی شخص کو قتل کرتا تو اس کے قاتل کو قتل نہ کیا جاتا بلکہ اس کی دیت صرف ساٹھ وسق کھجور دی جاتی۔بنو نضیر بنو اوس کے حلیف تھے۔یہ لوگ بنو قریظہ سے بڑے اور زیادہ معزز تھے۔بنو قریظہ الخزرج کے حلیف تھے،ایک دفعہ بنو نضیر کے ایک شخص نے بنو قریظہ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔قصاص میں قاتل کو قتل نہیں کیا گیا۔ان دونوں قبیلوں کے درمیان تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا۔بنو نضیر نے کہا کہ دور جاہلیت میں ہمارے اور تمہارے درمیان یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ہم تو قصاص میں تمہارے آدمی کو قتل کریں گے،لیکن تم ہمارے آدمی کو قتل نہ کرو گے اور یہ کہ تمہاری دیت ساٹھ وسق ہوگی، جبکہ وسق سات صاع کا ہوگا اور ہماری دیت سو وسق ہوگی۔ہم اس کے مطابق تم کو دیت ادا کر دیں گے۔خزرج کے قبیلے والوں نے کہا کہ تم یہ کچھ دور جاہلیت میں کیا کرتے تھے، کیونکہ تمہاری اکثریت تھی اور ہم تھوڑے تھے۔تو تم نے ہم پر زیادتی کی۔آج ہم اور تم دونوں بھائی بھائی ہیں۔ہمارا اور تمہارا دین ایک ہے۔تمہیں ہم پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے۔

اس پر منافقوں نے کہا کہ ابو بردہ کاہن الاسلمی کے پاس چلو۔مسلمانوں نے کہا کہ بلکہ نبی کریم ﷺ کے پاس چلو۔منافقوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تنازعے کا فیصلہ کرانے کے لئے ابو بردہ کاہن الاسلمی کے پاس ہی چلو۔ابو بردہ نے ان سے کہا کہ لقمہ بڑا کرو۔یعنی رشوت دو۔انہوں نے کہا کہ تم کو دس وسق دیں گے۔اس نے جواب دیا کہ نہیں، بلکہ میری دیت ایک سو وسق ہے۔مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے نضیری کے حق میں فیصلہ دیا تو بنو قریظہ مجھے قتل کر دیں گے۔انہوں نے دس وسق سے زیادہ دینے سے انکار کیا اور اس نے ان کے درمیان فیصلہ یا تصفیہ کرانے سے انکار کر دیا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔نبی کریم ﷺ نے کاہن اسلم کو اسلام کی دعوت دی۔اس نے انکار کیا اور چلا گیا۔

نبی کریم ﷺ نے اس کے دو بیٹوں سے کہا کہ اپنے باپ کو جا پکڑو۔ کیونکہ اگر وہ اس گھاٹی سے آگے گیا تو وہ کبھی سلامت نہیں رہے گا۔ ان بیٹوں نے اسے جا لیا۔ وہ تب تک اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ وہ چلا آیا اور مسلمان ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے منادی کرنے والے کو بلایا۔ اس نے اعلان کیا کہ لوگو سنو، اسلم کا بن نے اسلام قبول کر لیا ہے۔

قول خداوندی :

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ (الآیة ۶۵)

تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں......

یہ آیت زبیر بن العوام اور اس کے مخالف حاطب بن ابی بلتعہ اور دوسرے قول کے مطابق ثعلبہ بن حاطب کے بارے میں نازل ہوئی۔

۳۳۳۔ ہمیں ابوسعید عبدالرحمن بن حمدان نے، اسے احمد بن جعفر بن مالک نے، اسے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، اسے اس کے والد نے، اسے ابوالیمان نے، اسے شعیب بن الزھری نے، اسے عروہ بن الزبیر نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے خبر دی کہ وہ یہ حدیث بیان کرتا تھا کہ اس کا ایک انصاری کے ساتھ جو غزوۂ بدر میں شریک رہا تھا، شراج الحرۃ میں آبپاشی پر جھگڑا ہوا اور وہ مقدمہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے۔ نبی کریم ﷺ نے زبیر سے کہا کہ تم پہلے اپنے باغ کو سینچو اور پھر پڑوسی کے لئے پانی چھوڑ دو۔ اس بات سے انصاری ناراض ہوا اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) آپ (ﷺ) نے یہ فیصلہ اس لئے دیا کہ زبیر آپ (ﷺ) کا پھوپھی زاد ہے۔

اس سے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور اس کے بعد آپ ﷺ نے زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم پہلے سینچو اور پھر پانی کو روک لو تا آنکہ پانی باغ کی دیواروں تک چڑھے۔ یوں نبی کریم ﷺ نے زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوری حق رسی کی۔ حالانکہ اس سے پہلے آپ ﷺ نے زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انصاری کے ساتھ رعایت کرنے کا اشارہ کیا تھا۔ لیکن جب انصاری نے رسول اللہ ﷺ کو ناراض کر دیا تو آپ ﷺ نے زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صریح حکم دے کر اس کا حق پورا کر دیا۔ عروہ کا کہنا ہے کہ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم، میرا خیال ہے کہ یہ آیت صرف اسی واقعے پر نازل ہوئی:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

اس حدیث کو امام بخاری نے علی بن عبداللہ سے، اس نے محمد بن جعفر سے اور اس نے معمر سے روایت کیا ہے اور امام مسلمؒ نے اسے قتیبہ بن اللیث سے اور دونوں نے الزھری سے روایت کیا ہے۔

۳۳۳۔ ہمیں ابوعبدالرحمن بن ابی حامد نے، اسے محمد بن عبداللہ بن محمد الحافظ نے، اسے ابواحمد محمد بن محمد بن الحسن الشیبانی نے، اسے احمد بن حماد (ابن) زغبہ نے، اسے حامد بن یحییٰ بن ہانی البلخی نے، اسے سفیان نے، اسے عمرو بن دینار نے ابوسلمہ سے، اس نے ام سلمہ سے روایت کر کے خبر دی کہ زبیر بن العوام کا ایک شخص کے ساتھ جھگڑا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فیصلہ دیا تو اس شخص نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس لئے زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فیصلہ دیا کہ وہ آپ ﷺ کا پھوپھی زاد ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ... الخ نازل کی۔

قول خداوندی:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ...... (الآیة ٦٩)

اور جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے بڑا فضل کیا۔

۳۳۴۔ الکلبی نے قول ہے کہ یہ آیت ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی جو رسول اللہ ﷺ کے بڑے چہیتے تھے اور ان کے لئے سخت بے قرار رہتے تھے۔ یہ ایک دفعہ آپ ﷺ کے پاس آئے، اس کا رنگ بدلا ہوا تھا اور جسم لاغر تھا۔ اس کے چہرے سے دکھ اور غم کے آثار ظاہر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کہ اے ثوبان، تمہارے چہرے کا رنگ کیوں بدلا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے کوئی تکلیف یا درد نہیں ہے، بات صرف یہ ہے کہ جب میں آپ ﷺ کو دیکھ نہیں پاتا تو میں آپ ﷺ کا مشتاق ہو کر اداس ہو جاتا ہوں اور آپ ﷺ سے ملنے تک سخت وحشت کا شکار ہو جاتا ہوں۔ پھر مجھے آخرت کا دھیان آتا ہے تو مجھے یہ اندیشہ لاحق ہوتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں آپ ﷺ کو وہاں نہ دیکھ سکوں، کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ آپ ﷺ کو انبیاء کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اگر میں جنت میں داخل بھی ہوا تو میں آپ ﷺ سے ادنیٰ درجے میں ہوں گا اور اگر (خدانخواستہ) مجھے جنت میں داخل ہونا نصیب نہ ہوا، پھر تو میں کبھی بھی آپ ﷺ کو دیکھ نہ پاؤں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۳۳۵۔ ہمیں اسماعیل بن ابی نصر نے، اسے ابراہیم النصرآبادی نے، اسے عبداللہ بن عمر بن علی الجوہری نے، اسے عبداللہ بن محمود السعدی نے، اسے موسیٰ بن یحییٰ نے اور اسے عبیدہ نے منصور سے، اس نے مسلم بن صبیح سے، اس نے مسروق سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ دنیا میں تو ہم آپ ﷺ کو چھوڑنا نہیں چاہیں گے، لیکن جب آپ ﷺ ہم سے جدا ہوں گے تو آپ ﷺ کو ہم سے اوپر اٹھایا جائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ

النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ

۳۳۶۔ ہمیں احمد بن محمد بن ابراہیم نے، اسے شعیب نے، اسے مکی نے، اسے ابو الازہر نے خبر دی اور کہا کہ اسے روح نے سعید سے، اس نے شعبہ سے اور اس نے قتادہ سے روایت کیا کہ ہمیں بتایا گیا کہ کچھ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ دنیا میں تو ہم آپ ﷺ کو دیکھ لیتے ہیں، لیکن آخرت میں آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی فضیلت کے باعث بلند مقام پر اٹھایا جائے گا تو ہم آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۳۳۷۔ مجھے ابونعیم الحافظ نے اپنی روایت میں اجازت روایت دیتے ہوئے خبر دی۔ اس نے کہا کہ اسے سلیمان احمد اللخمی نے، اسے احمد بن عمرو الخلال نے، اسے عبداللہ بن عمران العابدی نے، اسے فضیل بن عیاض نے منصور سے، اس نے ابراہیم سے، اس نے الاسود سے اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کر کے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ مجھے اپنی جان، اہل اور اولاد سے زیادہ عزیز اور پیارے ہیں، جب میں گھر میں ہوتا ہوں اور مجھے آپ ﷺ یاد آتے ہیں تو میں تب تک بے چین رہتا ہوں جب تک کہ آپ ﷺ کے پاس نہ آؤں اور آپ ﷺ کو نہ دیکھوں اور جب مجھے اپنی اور آپ ﷺ کی موت یاد آتی ہے تو خیال آتا ہے کہ جب آپ ﷺ جنت میں داخل ہوں گے تو آپ ﷺ کو انبیاء کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اگر میں جنت میں داخل ہوا بھی تو مجھے اندیشہ ہے کہ آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ جبریل امینؑ یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ ...... (الایۃ)

قول خداوندی:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ ...... (الایۃ ۷۷)

بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو (پہلے یہ) حکم دیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو (جنگ سے) روکے رہو۔

۳۳۸۔ الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ کے کچھ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جن میں عبدالرحمٰن بن عوف، مقداد بن الاسود، قدامہ بن مظعون اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے۔ انہیں مشرکین کے ہاتھوں بڑی تکلیفیں پہنچی تھیں۔ یہ حضرات رسول اللہ ﷺ سے کہتے رہتے تھے کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) ہمیں ان مشرکین کی ساتھ لڑنے کی اجازت دیجئے۔ آپ ﷺ فرماتے کہ "کفوا ایدیکم عنھم" یعنی ان سے اپنے ہاتھ روکے رکھو، مجھے ان کے ساتھ لڑنے کا حکم

نہیں دیا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں مشرکین کے ساتھ لڑنے کا حکم دے دیا تو بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ ناگوار ہوا اور ان پر یہ امر شاق گزرا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۳۳۹۔ ہمیں سعید بن محمد بن احمد العدل نے، اسے ابوعمرو بن حمدان نے، اسے الحسن بن سفیان نے، اسے محمد بن علی نے خبر دی، اس نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سنا کہ اسے الحسین بن واقد نے عمرو بن دینار سے، اس نے عکرمہ سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے کچھ دوست نبی کریم ﷺ کے پاس مکہ حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے نبی (ﷺ) ہم عزت والے تھے، حالانکہ ہم مشرک تھے، لیکن جب ہم ایمان لائے تو ہم ذلیل ہو گئے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ مجھے عفو اور درگزر کا حکم دیا گیا ہے۔ لہذا قوم یعنی دشمنوں سے لڑائی نہ کرو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مدینہ کی طرف موڑا تو (وہاں) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو قتال کا حکم دیا تو یہ لوگ (جنگ کرنے سے) رک گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ

قول خداوندی:

اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ...... (الآية ۷۸)

(اے جہاد سے ڈرنے والو) تم کہیں رہو موت تو تمہیں آ کر رہے گی۔

۳۴۰۔ ابوصالح کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جنگ احد میں شریک ہونے والوں میں سے کچھ مسلمانوں کو جب اللہ تعالیٰ نے شہادت نصیب کی تو جہاد سے پیچھے رہ جانے والے منافقوں نے کہا کہ اگر جنگ میں شہید ہونے والے ہمارے بھائی ہمارے پاس ہوتے تو وہ نہ مرتے اور نہ قتل ہوتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ...... (الآية ۸۸)

تو کیا سبب ہے کہ تم منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو رہے ہو۔

۳۴۱۔ ہمیں محمد بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، اسے ابوعمرو بن اسماعیل بن نجید نے، اسے یوسف بن یعقوب القاضی نے، اسے عمرو بن مرزوق نے، اسے شعبہ نے عدی بن ثابت سے، اس نے عبداللہ بن یزید بن ثابت سے روایت کر کے خبر دی کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احد کی طرف چل دیئے۔ پھر لوٹ آئے۔ مسلمانوں نے ان سے اختلاف کیا۔ ایک گروہ نے کہا کہ ہم دشمنوں سے جنگ کریں گے۔

دوسرے گروہ نے کہا کہ ہم لڑائی نہیں کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے بندار سے اور اس نے غندر سے روایت کیا اور امام مسلمؒ نے اس روایت کو عبداللہ بن معاذ سے اور اس نے اپنے والد سے روایت کیا۔ دونوں راویوں نے اسے شعبہ سے روایت کیا۔

۳۴۳۔ ہمیں عبدالرحمٰن بن حمدان العدل نے، اسے ابوبکر احمد بن جعفر بن مالک نے، اسے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، اسے اس کے والد نے، اسے الاسود بن عامر نے، اسے حماد بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے، اس نے یزید بن عبداللہ بن قسیط سے، اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے اور اس نے اپنے والد سے روایت کر کے خبر دی کہ عربوں کا ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔ وہ مدینے کی وباء اور یہاں کے بخار کا شکار ہو گئے تو وہ پلٹ گئے اور مدینہ سے نکل گئے۔ انہیں رسول اللہ ﷺ کے کچھ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ملے۔ انہوں نے عربوں سے کہا کہ تمہیں کیا ہوا جو تم لوٹ آئے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم مدینے کی وباء کا شکار ہو گئے۔ لہذا ہم وہاں سے دلبرداشتہ ہو گئے۔ تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ کیا تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں عمدہ نمونہ نہ تھا؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے بعض نے ان کے بارے میں کہا کہ یہ لوگ منافق ہو گئے اور بعض نے کہا کہ وہ منافق نہ ہوئے بلکہ وہ مسلمان ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا..... (الأية) نازل کی

۳۴۴۔ اس آیت کے بارے میں مجاہد کا قول ہے کہ وہ ایسے لوگ تھے جو مکہ سے نکلے اور مدینہ میں آئے۔ انہوں نے اپنے آپ کو مہاجر سمجھا، لیکن اس کے بعد وہ مرتد ہوئے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مکہ سے ایسا سامان لانے کی اجازت مانگی جس سے وہ کاروبار کر سکیں۔ مومنوں میں ان کے بارے میں اختلاف پیدا ہوا۔ کسی کہنے والے نے کہا کہ یہ لوگ منافق ہو گئے۔ کسی نے کہا کہ نہیں، وہ مومن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نفاق ظاہر کر دیا اور یہ آیت نازل کی اور اپنے اس قول میں ان کے ساتھ لڑائی کرنے کا حکم دیا:

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ

اگر (ترکِ وطن کو) قبول نہ کریں تو ان کو پکڑ لو اور جہاں پاؤ قتل کر دو۔

پھر وہ لوگ اپنا سامان لے آئے اور ہلال بن عویمر کے پاس جانے کا قصد کیا جو نبی کریم ﷺ کے حلیف تھے اور یہی وہ شخص تھا کہ جو مومنوں کے خلاف لڑائی کرنے میں کبیدہ خاطر تھا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ان سے لڑائی کرنے کا حکم یہ کہہ کر منسوخ کر دیا:

إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَى قَوْمٍ..... (الأية)

قول خداوندی:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَأً ..... (الآية ۹۲)

اور کسی مومن کو شایان نہیں کہ مومن کو مار ڈالے مگر بھول کر۔

۳۳۳۔ ہمیں ابوعبداللہ بن ابی اسحاق نے، اسے ابوعمرو بن نجید نے، اسے ابومسلم ابراہیم بن عبداللہ نے، اسے ابن حجاج نے، اسے حماد نے، اسے محمد بن اسحاق نے عبدالرحمٰن بن القاسم سے، اس نے اپنے والد سے روایت کر کے خبر دی کہ الحارث بن یزید نبی کریم ﷺ کے سخت خلاف تھا، وہ اسلام لانے کی غرض سے آیا تو اس کی ملاقات عیاش بن ابی ربیعہ سے ہوئی۔ الحارث اسلام قبول کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اور عیاش کو اس کا پتہ نہ تھا۔ چنانچہ عیاش نے اسے قتل کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَأً

الکلبی نے اس قصے کی تشریح یوں کی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی نے اسلام قبول کیا۔ لیکن اسلام کا اظہار کرنے سے خوفزدہ ہوا اور مدینے کی طرف بھاگ کھڑا ہوا اور مدینے آ گیا۔ پھر مدینے کے ایک قلعے میں جا کر محصور ہو گیا۔ اس کی ماں نے سخت جزع فزع کیا۔ اس نے اپنے دو بیٹوں ابوجہل اور حارث ابن ہشام سے کہا یہ دونوں عیاش کے سوتیلے بھائی تھے کہ خدا کی قسم، جب تک تم مجھے عیاش کو لا کر نہ دو گے، نہ تو میں کسی گھر کی چھت کے اندر بیٹھوں گی اور نہ ہی کھانا چکھوں گی۔ یہ دونوں بھائی عیاش کی تلاش میں نکلے۔ ان کے ساتھ الحارث بن زید بن ابی انیسہ بھی نکل پڑا۔ یہ تینوں مدینے آن پہنچے۔ یہ عیاش کے پاس آئے۔ وہ قلعے کے اندر تھا۔ ان دو بھائیوں نے اس سے کہا کہ قلعے کے نیچے اتر آؤ۔ تیرے بعد تمہاری ماں کھلے آسمان تلے ہے۔ اس نے قسم کھائی ہے کہ جب تک تم اس کے پاس واپس نہیں لوٹتے وہ نہ کچھ کھائے گی اور نہ پیئے گی۔ ہمیں اللہ کی قسم ہے، ہم نہ تجھے کسی بات پر مجبور کریں گے اور نہ ہی تیرے اور تیرے دین کے درمیان حائل ہوں گے۔

جب انہوں نے اسے اس کی ماں کی جزع فزع اور آہ وزاری کا بتایا اور اسے امن کا یقین دلایا تو قلعے سے نیچے اتر آیا تو انہوں نے اسے مدینے سے نکالا اور رسی سے باندھ لیا۔ ان میں سے ہر ایک نے اسے سو سو کوڑے مارے اور پھر اسے اس کی ماں کے پاس لے گئے۔ اس کی ماں نے اس سے کہا کہ خدا کی قسم، میں تب تک تیرے بند نہیں کھولوں گی جب تک تم اس بات کا انکار نہ کرو جس پر تم ایمان لائے ہو۔ اس کے بعد گھر والوں نے اسے باندھ کر دھوپ میں ڈال دیا۔ اس نے ان کی بعض باتیں، ان کے کچھ مطالبات مان لئے جو انہوں نے اس سے کئے۔ پھر الحارث بن یزید اس کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اے عیاش، خدا کی قسم اگر تو وہ بات جس پر ایمان لائے ہو، ہدایت ہے تو پھر تم نے ہدایت چھوڑ دی اور اگر یہ گمراہی ہے تو

تم تو پہلے ہی گمراہی میں تھے۔

عیاش اس کی اس بات سے ناراض ہوا اور اس نے کہا کہ خدا کی قسم تم جب بھی مجھے اکیلے ملے تو میں تم کو قتل کر دوں گا۔ اس کے بعد عیاش مسلمان ہو کر اور ہجرت کر کے مدینہ چلا گیا۔ پھر الحارث بھی مسلمان ہو کر ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے چلا گیا۔ جس دن حارث مدینے گیا، اس روز عیاش وہاں موجود نہ تھا۔ اسے حارث کے مسلمان ہونے کا پتہ نہ چلا، ایک دن جب وہ قباء کی پشت کے جانب جا رہا تھا تو اسے حارث بن یزید نظر آیا۔ جب اس نے اسے دیکھا تو اس پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ تم نے یہ کیا کام کیا، یہ تو مسلمان ہو چکا تھا۔ عیاش لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ کو میرے اور حارث کے درمیان دشمنی کا پتہ چل گیا ہے۔ مجھے اس کے مسلمان ہونے کا پتہ نہیں چلا۔ میں نے اسے قتل کر دیا۔ اس پر جبریل اللہ تعالیٰ کا یہ قول لے کر نازل ہوئے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً

قول خداوندی:

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا...... (الآية ۹۳)

اور جو شخص مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا تو اس کی سزا دوزخ ہے۔

۳۴۴۔ الکلبی نے ابوصالح سے اور اس نے ابن عباس سے روایت کر کے کہا کہ مقیس بن صبابہ نے اپنا بھائی ہشام بن صبابہ بنو النجار کے قبیلے کے ہاں مقتول پایا۔ وہ مسلمان تھا۔ مقیس رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو واقعے کی اطلاع دی۔ رسول اللہ ﷺ نے بنو فہر کا ایک ایلچی اس کے ساتھ بھیجا اور اس سے کہا کہ بنو النجار کے ہاں جاؤ۔ انہیں سلام دو اور ان سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اگر تمہیں ہشام بن صبابہ کے قاتل کا علم ہے تو اسے مقتول کے بھائی کے حوالے کر دو تا کہ وہ اس سے قصاص لے۔ اور اگر تمہیں قاتل کا پتہ نہیں تو اسے دیت ادا کر دو۔

فہری ایلچی نے بنو النجار کو نبی کریم ﷺ کا پیغام پہنچا دیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم سر آنکھوں پر۔ خدا کی قسم ہمیں قاتل کا کچھ پتہ نہیں، لیکن ہم دیت ادا کر دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے سو اونٹ دیت کے دے دیئے۔ پھر یہ دونوں مدینے کی طرف لوٹے۔ اب مدینہ قریب تھا کہ مقیس کے دل میں شیطان نے آ کر وسوسہ ڈال دیا۔ اس نے اپنے آپ سے کہا کہ تم نے یہ کیا کام کیا، تم نے اپنے بھائی کے خون کی دیت قبول کر لی، یہ تو تمہارے لئے شرم کی بات ہوگی۔ تم اپنے ساتھی کو قتل کر ڈالو، یہ تو جان کا بدلہ جان ہوگا اور دیت اضافے کی ہوگی۔ چنانچہ اس نے فہری پر ایک پتھر دے مارا اور اس کا سر پھوڑ دیا۔ اس کے بعد ایک اونٹ پر سوار ہو کر باقی اونٹوں کو ہانکتا ہوا کافر ہو کر مکہ لوٹا اور یہ شعر پڑھتا رہا:

فَقَتَلْتُ بِهِ فِهْرًا وَحَمَلْتُ عَقْلَهُ
سَرَاةَ بَنِي النَّجَّارِ أَرْبَابَ فَارِعِ
وَأَدْرَكْتُ ثَأْرِي وَاضْطَجَعْتُ مُوَسَّدًا
وَكُنْتُ إِلَى الْأَوْثَانِ أَوَّلَ رَاجِعِ

اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا (الآیۃ)

اس کے بعد فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا۔ لوگوں نے اسے بازار میں پایا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

قول خداوندی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا ..... (الآیۃ ۹۴)

مومنو! جب تم خدا کی راہ میں باہر نکلا کرو تو تحقیق سے کام لیا کرو۔

۳۳۵۔ ہمیں ابو ابراہیم اسماعیل بن ابراہیم الواعظ نے، اسے ابوالحسین محمد بن احمد بن حامد نے، اسے احمد بن الحسین بن عبدالجبار نے، اسے محمد بن عباد نے، اسے سفیان نے عمرو سے، اس نے عطاء سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے ہاتھ ایک شخص مال غنیمت کے طور پر آ گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

یعنی جو شخص تمہیں سلام کرے، اسے یوں نہ کہو کہ تم مسلمان نہیں ہو، کیا تم اس طرح سے دنیاوی مال کی طلب کرتے ہو۔ یعنی دنیاوی مال کھانے کی خاطر کسی کو کافر قرار نہ دیا کرو۔

اس حدیث کو امام مسلم نے اسے ابوبکر بن ابوشیبہ سے روایت کیا ہے۔ دونوں راویوں نے اسے سفیان سے روایت کیا ہے۔

۳۳۶۔ ہمیں اسماعیل نے، اسے ابوعمرو بن نجید نے، اسے محمد بن الحسن بن الخلیل نے، اسے ابوکریب نے اور اسے عبیداللہ نے اسرائیل سے، اس نے سماک سے، اس نے عکرمہ سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ بنوسلیم کے ایک شخص کا گزر نبی کریم ﷺ کے کچھ

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس سے ہوا۔ اس شخص کے پاس مال غنیمت تھا۔ اس نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے کہا کہ اس شخص نے تمہیں اسلام محض تم سے بچنے کے لئے کیا ہے۔ چنانچہ اس کی طرف بڑھے اور اسے قتل کر دیا اور اس سے اس کا مال غنیمت چھین لیا اور یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا۔ نازل کی۔

۳۴۷۔ ہمیں ابو بکر الاصفہانی نے، اسے ابو الشیخ الحافظ نے، اسے یحییٰ الرازی نے، اسے سہل بن عثمان نے اور اسے وکیع نے سفیان سے، اس نے حبیب بن ابو عمرہ سے، اس نے سعید بن جبیر سے روایت کر کے خبر دی کہ مقداد بن الاسود ایک فوجی مہم پر روانہ ہوئے۔ ان کا گزر ایک شخص پر ہوا۔ جس کے پاس کچھ مال تھا۔ انہوں نے اسے قتل کرنا چاہا تو اس نے لا الٰہ الا اللّٰہ کہا۔ لیکن مقداد نے اسے قتل کر دیا۔ اسے کہا گیا کہ کیا تم نے اسے اس کے لا الٰہ الا اللّٰہ کہنے کے باوجود قتل کر دیا۔ اس نے اپنا اہل و مال بچانا چاہا۔ جب یہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس واقعے کا ذکر کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا

۳۴۸۔ الحسن کا قول ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گشت کے لئے نکلے تو ان کی مڈبھیڑ مشرکوں سے ہوئی۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کو شکست دی۔ ان میں سے ایک آدمی بھاگ گیا۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے اس کا پیچھا کیا اور اس کا سامان چھیننا چاہا۔ جب اس نے اسے نیزہ مار کر گرا لیا تو اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں، لیکن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے جھٹلایا اور پھر نیزہ مار کر اسے قتل کر ڈالا اور اس کا سامان لے لیا۔ یہ سامان تھوڑا سا تھا۔ یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اسے قتل کر دیا۔ حالانکہ اس نے اپنے آپ کو مسلمان خیال کیا تھا۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) اس نے جان بچانے کے لئے یہ کہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اس کا دل نہیں چیرا (اس نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) میں اس کا دل کیوں چیرتا) تاکہ تم دیکھ سکو کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔ اس نے جواب دیا کہ میں یہ جانتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے۔ تم تو یہ نہیں جانتے تھے۔ اس کی ترجمان تو صرف اس کی زبان تھی۔

راوی کا کہنا ہے کہ یہ قتل کرنے والا جلد ہی مر گیا۔ اسے دفن کیا گیا۔ صبح ہوئی تو اسے قبر کے کنارے پایا گیا۔ لوگوں نے اسے دوبارہ قبر کھود کر دفن کیا تو دوسری بار بھی اسے قبر سے باہر کنارے پر پایا گیا۔ یہی عمل دو تین بار ہوا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ زمین اسے قبول نہیں کرتی تو اسے ایک گھاٹی میں

پھینکا گیا۔ راوی کا کہنا ہے کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت الحسن کا قول ہے کہ زمین تو اس سے بھی برے انسانوں کی پردہ پوشی کرتی ہے۔ لیکن یہ صورت حال قوم کو عبرت کا سبق دینے کے لئے پیش آئی کہ وہ لوگ اس قسم کے کام کا اعادہ نہ کریں۔

۳۴۹۔ ہمیں ابونصر احمد بن محمد المزکی نے، اسے عبیداللہ بن محمد بن بطہ نے، اسے ابوالقاسم البغوی نے، اسے سعید بن یحییٰ الاموی نے، اسے اس کے والد نے، اسے محمد ابن اسحاق نے یزید بن عبداللہ بن قسیط سے، اس نے القعقاع بن عبداللہ بن ابی حدرد سے، اس نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک فوجی مہم میں اضم کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ واقعہ آپ ﷺ کے مکہ کی طرف نکلنے سے پہلے کا ہے۔ راوی کا کہنا ہے کہ عامر الاضبط الاشجعی کا ہم پر گزر ہوا۔ اس نے ہمیں اسلامی طریقے پر سلام کیا۔ ہم نے اس سے کنارہ کیا۔ لیکن محلم بن جثامہ نے دور جاہلیت میں اس کے ساتھ دشمنی کی بنا پر اس پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا اور اس کا اونٹ چھین لیا۔ اس کے ساتھ ہی اونٹ کا پالان اور کپڑا بھی لے لیا۔ راوی کا کہنا ہے کہ ہم نے یہ صورتحال رسول اللہ ﷺ کے گوش گزار کر دی اور انہیں مطلع کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا ۔ نازل کی۔

۳۵۰۔ السدی کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید کی سربراہی میں ایک فوجی مہم روانہ کی۔ ان کی مڈبھیڑ مرداس بن نھیک الضمری سے ہوئی اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ شخص اہل فدک میں سے تھا اور پوری قوم میں سے صرف یہی ایک مسلمان ہو چکا تھا۔ یہ شخص لاالٰہ الااللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کہہ رہا تھا اور اسلام علیکم کہہ رہا تھا۔ اسامہ کا قول ہے کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ایسے شخص کو قتل کیا جو لاالٰہ الااللّٰہ کہہ رہا تھا۔ میں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) وہ تو قتل سے بچنے کے لئے یہ کچھ کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی جب کل قیامت کو وہ لاالٰہ الااللّٰہ کے ساتھ تمہارے ساتھ جھگڑا کرے گا۔

راوی کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ یہ کلمات برابر دہراتے رہے: أقتلت رجلاً یقول لاالٰہ الااللّٰہ، یہاں تک کہ میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ کاش میں اسی روز مسلمان ہوا ہوتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا

اسی طرح کی بات الکلبی اور قتادہ نے بھی کہی ہے۔ اس حدیث کی صحت یعنی صحیح ہونے پر اگلی حدیث دلالت کرتی ہے۔

۳۵۱۔ ہمیں ابوبکر محمد بن ابراہیم الفارسی نے، اسے محمد بن عیسیٰ بن عمرویہ نے، اسے ابراہیم بن سفیان نے اور اسے ابن حصین نے، اسے ابوظبیان نے کہا کہ اس نے اسامہ بن زید بن حارثہ کو کہتے سنا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے جہینہ سے الحرقہ کی طرف روانہ کیا۔ ہم نے ان لوگوں پر حملہ کیا اور انہیں شکست دی۔ اسامہ نے کہا کہ میں اور ایک انصاری اس قوم کے ایک آدمی سے ملے، جب ہم نے اسے قابو کر لیا تو اس نے لاالٰہ الااللہ کہا۔ اسامہ نے کہا کہ انصاری نے اپنے آپ کو اس سے روک لیا۔ لیکن میں نے اسے نیزہ مار کر قتل کر دیا۔ جب ہم واپس آئے تو یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچ گئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے اسامہ کیا تم نے اسے اس کے لاالٰہ الااللہ کہنے کے بعد بھی قتل کیا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ تو اس طرح اپنی جان بچا رہا تھا۔ لیکن آپ بار بار: اقتلته بعد ماقال لااله الاالله۔ کیا تم نے اسے لاالٰہ الااللہ کہنے کے بعد بھی قتل کیا۔ یہاں تک کہ میری تمنا ہوئی کہ کاش میں اس دن سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

قول خداوندی :

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۔ (الآیۃ ۹۵)

جو مسلمان (گھروں میں) بیٹھ رہتے اور لڑنے سے جی چراتے ہیں اور کوئی عذر نہیں رکھتے وہ اور جو خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑتے ہیں وہ دونوں برابر نہیں۔

۳۵۲۔ ہمیں ابوعثمان سعید بن محمد العدل نے، اسے اس کے دادا نے، اسے محمد بن اسحاق السراج نے، اسے محمد بن حمید الرازی نے، اسے سلمہ بن الفضل نے محمد بن اسحاق سے، اس نے الزہری سے، اس نے سہل بن سعد سے، اس نے مروان بن الحکم سے اور اس نے زید بن ثابت سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ میں اس وقت نبی کریم ﷺ کے پاس تھا۔ جس وقت :

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ... وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

والی آیت نازل ہوئی۔ اس میں "غیر اولی الضرر" کے الفاظ کا ذکر نہ تھا۔ ابن ام مکتوم نے کہا کہ میرے بارے میں کیا حکم ہے کہ میں اندھا ہوں۔ دیکھ نہیں سکتا۔ زید کا کہنا ہے کہ اسی مجلس میں رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ نے میری ران پر سہارا لیا۔ خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میری ران پر اس قدر بھاری بوجھ پڑا کہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا کہ میری ران ہی نہ ٹوٹ جائے۔ پھر آپ ﷺ پر سے یہ حالت ختم ہوگئی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ لکھو:

لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُوْلِى الضَّرَرِ

تو میں نے یہ آیت لکھی۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے اسماعیل بن عبداللہ سے، اس نے ابراہیم بن سعد سے، اس نے صالح سے اور اس نے الزہری سے روایت کیا۔

۳۵۳۔ ہمیں محمد بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، اسے محمد بن جعفر بن مطر نے، اسے ابوخلیفہ نے، اسے ابوالولید نے، اسے شعبہ نے، اسے ابواسحاق نے خبر دی کہ ہم نے البراء کو یہ کہتے سنا کہ جب لایستوی القاعدون، آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے زید کو بلایا۔ وہ ایک تختی لے کر آئے اور انہوں نے اس آیت کو لکھا۔ اس پر ابن ام مکتوم نے اپنی معذوری کی شکایت کی تو:

لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُوْلِى الضَّرَرِ

نازل ہوئی۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے ابوالولید سے روایت کیا ہے اور امام مسلم نے اسے بندار سے، اس نے غندر سے اور ان دونوں نے شعبہ سے روایت کیا ہے۔

۳۵۴۔ ہمیں اسماعیل بن ابی القاسم النصرآبادی نے، اسے اسماعیل بن نجدی نے، اسے محمد بن عبدوس نے، اسے علی بن الجعد نے اور اسے زہیر نے ابواسحاق سے، اس نے البراء سے اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زید کو میرے پاس بلالاؤ اور اسے کہو کہ کوئی چوڑی ہڈی، دوات یا تختی لے کر آئے۔ آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ میرے لئے لکھو: لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور پھر اسے روکا۔ اس کے بعد فوراً بعد ہی غَيْرُ أُوْلِى الضَّرَرِ کے کلمات نازل ہوئے۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے محمد بن یوسف سے، اس نے اسرائیل سے اور اس نے ابواسحاق سے روایت کیا ہے۔

قول خداوندی:

إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِيْ أَنْفُسِهِمْ ..... (الآیۃ ۹۷)

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں۔

۳۵۵۔ یہ آیت مکہ میں رہنے والے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جو اسلام کی باتیں تو کرتے تھے لیکن انہوں نے مکہ سے ہجرت نہیں کی۔ انہوں نے ایمان لانے کا اظہار تو کیا لیکن وہ نفاق چھپائے ہوئے تھے۔ جب بدر کا معرکہ پیش آیا تو یہ لوگ مشرکوں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں کے خلاف

لڑنے کے لئے نکلے اور قتل ہو گئے۔ فرشتوں نے ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں پر ضربیں لگائیں اور انہوں نے ان سے وہ کچھ کہا جس کا ذکر خدائے پاک نے کیا۔

۳۵۶۔ ہمیں ابو بکر الحارثی نے، اسے ابوالشیخ الحافظ نے، اسے ابویحییٰ نے، اسے سہیل بن عثمان نے اور اسے عبدالرحیم بن سلیمان نے اشعث بن سوار سے، اس نے عکرمہ سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ ابن عباس نے "اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ" والی آیت آخر تک تلاوت کی اور کہا کہ کچھ مسلمان لوگ مکہ میں تھے۔ یہ لوگ مشرکوں کے ساتھ جنگ کے لئے نکلے تو ان کے ساتھ ہی مارے گئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قول خداوندی:

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ..... (الآية ۱۰۰)

اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کر کے گھر سے نکل جائے اور پھر اس کو موت آ پکڑے۔

۳۵۷۔ عطاء کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف مکہ کے لوگوں کو ان کے بارے میں قرآن میں نازل ہونے والی آیات کی خبر دیتے تھے۔ انہوں نے نازل ہونے والی آیت "اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ" لکھی۔ جب مسلمانوں نے اس آیت کو پڑھا تو حبیب بن ضمرۃ اللیثی نے اپنے بیٹوں سے کہا۔ یہ ایک بہت بوڑھا آدمی تھا۔ اس نے کہا کہ مجھے اٹھاؤ۔ میں مستضعفین میں سے نہیں ہوں۔ لیکن مجھے راستے کا پتہ نہیں ہے۔ بیٹوں نے اسے چارپائی پر اٹھایا اور مدینے کے رخ چل دیئے۔ جب یہ لوگ التنعیم کے مقام پر پہنچے تو وہ قریب المرگ ہو گیا۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر مارا کہا: اے اللہ! یہ ہاتھ تیرے لئے ہے اور یہ تیرے رسول ﷺ کے لئے۔ میں اسی طرح تیری بیعت کرتا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے تیری بیعت کی۔ اس کے بعد یہ پسندیدہ موت مرا۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو انہوں نے کہا، کاش یہ شخص مدینے پہنچتا تو اسے کامل اجر ملتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۳۵۸۔ ہمیں ابو حسان المزکی نے، اسے ہارون بن محمد بن ہارون نے، اسے اسحاق بن محمد الخزاعی نے، اسے ابوالولید الازرقی نے، اسے اس کے دادا نے، اسے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے اور اس نے عکرمہ سے روایت کر کے خبر دی کہ مکہ میں کچھ لوگ ایسے تھے جو مسلمان تو ہو چکے تھے، لیکن وہ ہجرت نہ کر سکے۔ جب بدر کا معرکہ پیش آیا تو ان کو مجبوراً جنگ کے لئے نکلنا پڑا اور وہ جنگ میں مارے گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ..... عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ

عَنْهُمْ آخر آیت تک۔

مدینہ میں رہنے والے مسلمانوں نے مکہ میں رہنے والے مسلمانوں کو یہ آیت لکھ بھیجی۔ قبیلہ بنی بکر میں سے ایک شخص نے کہا جو مریض تھا کہ مجھے الروحا کی طرف نکالو۔ چنانچہ وہ مدینے جانے کے ارادے سے نکلا۔ جب وہ صحنا حس کے مقام پر پہنچا تو اس کی موت واقع ہوگئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ نازل کی۔

قول خداوندی:

وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ.....(الآية ۱۰۲)

اور (اے پیغمبر) جب تم (ان مجاہدین کے لشکر) میں ہو اور ان کو نماز پڑھانے لگو۔

۳۵۹۔ ہمیں استاد عثمان الزعفرانی نے سن ۲۵ ہجری میں، اسے ابو محمد عبداللہ بن محمد بن علی بن زیاد السدی نے سن ۶۳ ہجری میں، اسے ابو سعید المفضل بن محمد الجزری نے مکہ میں خانہ کعبہ میں سن ۳۰۲ ہجری میں، اسے علی بن زیاد اللحجی نے، اسے ابو قرہ موسیٰ بن طارق نے، اسے سفیان نے منصور سے، اس نے مجاہد سے، اسے ابو عیاش الزرقی نے خبر دی کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ مشرکوں نے کہا کہ یہ لوگ ایک حالت میں تھے، کاش ہم ان پر اچانک حملہ کر دیتے۔ انہوں نے کہا کہ اب ان کے لئے ایک ایسی نماز آئے گی جو انہیں اپنے والدین سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ یعنی نماز عصر۔ راوی کا کہنا ہے کہ اس پر جبریلؑ یہ آیات لے کر پہلی نماز اور عصر کی نماز کے درمیان نازل ہوئے۔

وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ

اس وقت نبی کریم ﷺ اور صحابہ عسفان کے مقام پر تھے اور خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکوں کے سردار تھے۔ یہ لوگ ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے۔ ان آیات میں صلاۃ خوف کا ذکر ہے۔

۳۶۰۔ ہمیں عبدالرحمٰن بن عبدان نے، اسے محمد بن عبداللہ بن محمد الضبی نے، اسے محمد بن یعقوب نے، اسے احمد بن عبدالجبار نے، اسے یونس بن بکیر نے النصر (ابو عمر) سے، اس نے عکرمہ سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ نبی اکرم ﷺ (گھر سے) نکلے تو عسفان کے مقام پر ان کی مڈبھیڑ مشرکوں سے ہوئی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھ لی تو مشرکوں نے آپ ﷺ کو رکوع اور سجدہ کرتے دیکھ لیا۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تھے۔ مشرکوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ تمہارے لئے یہ ایک سنہری موقع تھا۔ اگر تم اچانک ان پر حملہ کر دیتے تو ان کو تمہارا پتہ نہ چلتا۔ یہاں تک کہ تم ان پر ٹوٹ پڑتے۔ ان میں سے کسی نے کہا کہ ان کی ایک اور نماز کا وقت آنے والا ہے۔ وہ نماز ان کو اپنے اہل وعیال سے پیاری ہے اور جان ومال سے بھی پیاری ہے۔ تم تیاری کرو تاکہ ان

پر اچانک ٹوٹ پڑو۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل کی:

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ...... الخ)

اس سے نبی کریم ﷺ کو مشرکوں کی سازش کا پتہ چل گیا۔ اس طرح آپ ﷺ نے نماز خوف کا ذکر کیا۔

قول خداوندی:

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ...... (الآیۃ ۱۰۵)

تا آیت وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (الآیۃ ۱۱۶) تک۔

(اے پیغمبر) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے تاکہ خدا کی ہدایات کے مطابق لوگوں کے مقدمات فیصل کرو...... اور جس نے خدا کے ساتھ شریک بنایا وہ رستے سے دور جا پڑا۔

۳۶۱۔ ان تمام آیات کا شان نزول ایک ہی ہے۔ وہ یہ کہ انصار میں سے ایک شخص طعمہ بن ابیرق نامی قبیلہ ظفر بن الحارث کا ایک فرد تھا، اس نے قتادہ بن نعمان نامی اپنے پڑوسی کی ڈھال چرائی۔ یہ ڈھال آٹے کے ایک تھیلے یا بورے میں تھی۔ بورے کے سوراخ میں سے آٹا گرنے لگا۔ یہاں تک یہ شخص اپنے گھر پہنچا اور اس پر ابھی آٹے کے نشان تھے۔ اس نے ڈھال زید بن السمین نامی اپنے ایک پڑوسی یہودی کے ہاں چھپادی۔ طعمہ کے ہاں ڈھال کی تلاش کی گئی تو وہاں نہ مل سکی۔ طعمہ نے ان سے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ نہ تو اس نے ڈھال لی ہے اور نہ ہی اس کو ڈھال کا کچھ پتہ ہے۔ ڈھال کے مالکوں نے کہا کہ خدا کی قسم یہ شخص ہمارے گھر کے اندر داخل ہوا اور اس نے ڈھال لے لی۔ ہم نے اس کے گھر میں داخل ہونے تک اس کا پیچھا کیا اور ہم نے آٹے کے نشان دیکھے۔

جب طعمہ نے قسم کھالی تو اسے چھوڑ دیا گیا اور گرے ہوئے آٹے کے نشان کا پیچھا کرتے ہوئے یہودی کے گھر تک پہنچ گئے۔ انہوں نے یہودی کو پکڑا تو یہودی نے کہا کہ مجھے یہ ڈھال طعمہ بن ابیرق نے دی ہے۔ اس پر کچھ یہودیوں نے گواہی بھی دی۔ بنوظفر کے لوگوں نے جو طعمہ کے قبیلے والے تھے، کہا کہ ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے چلو۔ چنانچہ انہوں نے آکر رسول اللہ ﷺ سے بات کی اور آپ ﷺ سے اپنے ساتھی کی طرف سے بحث ومباحثہ کرنے کو کہا۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو ہمارا ساتھی ہلاک ہوتا ہے اور اس کی فضیحت ہوتی ہے۔ دوسری طرف یہودی چھوٹ جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنا چاہا۔ آپ کا رجحان بھی ان کی طرف تھا۔ یعنی یہودی کو سزادی جائے۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے:

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ

پوری آیت نازل کی۔ مفسرین کی ایک جماعت کا بھی یہی قول ہے۔

قول خداوندی ہے:

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتَابِ...... (الآیۃ ۱۲۳)

(نجات) نہ تو تمہاری آرزوؤں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر۔

۳۶۲۔ ہمیں ابوبکر التمیمی نے، اسے ابو محمد بن حیان نے، اسے ابو یحییٰ نے، اسے سہل نے، اسے علی بن مسہر نے اسماعیل بن ابی خالد سے اور اس نے ابو صالح سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ اہل کتاب، اہل تورات، اہل انجیل اور اہل ادیان ہر ایک بیٹھے، ہر ایک اپنے ساتھی سے کہتا تھا کہ ہم تم سے بہتر ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۳۶۲م۔ مسروق اور قتادہ کا قول ہے کہ مسلمانوں اور اہل کتاب نے باہم حجت بازی کی۔ اہل کتاب نے کہا کہ ہم تم سے زیادہ ہدایت یافتہ اور راستباز ہیں۔ ہمارا نبی تمہارے نبی سے مقدم ہے۔ ہماری کتاب تم سے پہلی کتاب ہے اور ہم تمہارے مقابلے میں اللہ کے زیادہ قریب ہیں۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہم تم سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔ اللہ کے زیادہ قریب ہیں۔ ہمارا نبی خاتم الانبیاء ہے اور ہماری کتاب اپنے سے پہلی کتابوں کو منسوخ کرتی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى...... (الآیۃ)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی حجت کو اہل ادیان کی حجت پر ترجیح دی اور یہ کہا کہ:

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ

قول خداوندی:

وَاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا...... (الآیۃ ۱۲۵)

اور ابراہیم کے دین کا پیرو ہے جو یکسو (مسلمان) تھے اور خدا نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تھا۔

حضرت ابراہیم کے اللہ کے خلیل بنائے جانے کے بارے میں اختلاف ہے۔

۳۶۳۔ ہمیں ابو سعید النصروی نے، اسے ابو الحسن محمد بن الحسین السراج نے، اسے محمد بن عبداللہ الحضرمی نے، اسے موسیٰ بن ابراہیم المروزی نے، اسے ابن لہیعہ نے ابو قبیل سے، اس نے عبداللہ سے، اس نے عمر سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: اے جبریلؑ اللہ تعالیٰ نے حضرت

ابراہیمؑ کو کیوں اپنا خلیل بنایا تو جبریلؑ نے جواب دیا: اے محمدؐ اسے کھانا کھلانے کے لیے۔

۳۶۴۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابزی کا کہنا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اچانک اپنے گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے موت کے فرشتے کو ایک انجانے جوان کی شکل میں دیکھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس سے کہا کہ تم کس کی اجازت سے (گھر میں) داخل ہوئے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ گھر کے مالک کی اجازت سے۔ تب حضرت ابراہیمؑ نے اسے پہچان لیا۔ موت کے فرشتے نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ بے شک تیرے رب نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو اپنا خلیل بنالیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ موت کے فرشتے نے کہا کہ تم اس کا کیا کرو گے؟ تو حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ میں مرتے دم تک اس کا خادم بنا رہوں گا تو موت کے فرشتے نے جواب دیا کہ وہ شخص آپ خود ہیں۔

۳۶۵۔ الکلبی نے ابوصالح سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے کہا کہ ایک سال لوگوں پر قحط آ گیا۔ لوگ سخت مشکل اور مشقت میں پڑ گئے تو وہ غذا کی تلاش میں حضرت ابراہیمؑ کے دروازے پر جمع ہو گئے۔ انہیں ہر سال غلہ مصر سے ان کے ایک دوست کی طرف سے آتا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے غلہ لینے کے لئے اونٹ دے کر اپنے آدمیوں کو اپنے دوست کے پاس مصر بھیج دیا تو اس نے جواب دیا کہ اگر حضرت ابراہیمؑ اپنی ذاتی ضرورت کے لئے غلہ مانگتے تو ہم یہ برداشت کر لیتے۔ ہم پر بھی وہی مصیبت آئی ہے جو لوگوں پر آئی ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے بھیجے ہوئے آدمی واپس آ گئے۔ وہ بطحاء سے گزرے تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم اس وادی سے بجری بھر کر لے جائیں تاکہ لوگ دیکھیں کہ ہم غلہ لے آئے ہیں۔ خدا کی قسم ہمیں شرم آتی ہے کہ ہم لوگوں کے پاس سے خالی اونٹ لے کر گزریں۔

چنانچہ انہوں نے اپنے بوروں میں ریت اور بجری بھر لی۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے۔ اس وقت حضرت سارہ سو رہی تھیں۔ آدمیوں نے حضرت ابراہیمؑ کو صورتحال سے آگاہ کیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو لوگوں کی حالت کے بارے میں فکر اور تشویش لاحق ہوئی۔ اسی دوران حضرت ابراہیمؑ پر نیند کا غلبہ ہوا اور وہ سو گئے۔ اور حضرت سارہ نیند سے بیدار ہو گئیں اور وہ اٹھ کر ان بوروں کی طرف چل دیں۔ انہوں نے ان بوروں کو کھولا تو انہوں نے ان میں بہترین آٹا پایا۔ انہوں نے نانبائیوں کو روٹیاں پکانے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے روٹیاں پکائیں اور لوگوں کو کھلائیں۔ حضرت ابراہیمؑ نیند سے بیدار ہوئے تو انہیں کھانے کی خوشبو آئی۔ انہوں نے پوچھا کہ اے سارہ یہ کھانا کہاں سے آیا۔ حضرت سارہ نے جواب دیا کہ یہ کھانا آپ کے مصری دوست کی طرف سے آیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ یہ کھانا میرے مصری خلیل کی طرف سے نہیں بلکہ میرے خلیل اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ اس روز اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنالیا۔

۳۶۶۔ ہمیں ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم المزکی نے، اسے ابوعبداللہ محمد بن یزید الجوزی نے، اسے ابراہیم بن شریک نے، اسے احمد بن یونس نے، اسے ابوبکر بن عیاش نے ابوالمہلب الکنانی سے اس نے

عبداللہ بن زحر سے، اس نے علی بن یزید سے، اس نے قاسم بن ابی امامہ سے روایت کر کے خبر دی، اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا، جس طرح اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا۔ بلاشبہ ہر نبی کا ایک خلیل ہوا ہے اور سن لو کہ میرا خلیل ابوبکر ہے۔

۳۶۷۔ مجھے الشریف ابواسماعیل بن الحسن النقیب نے، اسے اس کے دادا نے، اسے ابومحمد الحسن بن رسادنے، اسے ابواسماعیل محمد بن اسماعیل الترمذی نے، اسے سعید بن ابی مریم نے، اسے مسلمہ نے، اسے زید بن واقد نے القاسم بن مخیمرہ سے اور اس نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل یعنی دوست بنایا۔ حضرت موسیٰ کو نجی یعنی کلیم اور مجھے حبیب بنایا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے، میں اپنے حبیب کو اپنے خلیل اور نجی یعنی کلیم پر ترجیح دوں گا۔

قول خداوندی:

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ (الآية ۱۲۷)

(اے پیغمبر) لوگ تم سے (یتیم) عورتوں کے بارے میں فتویٰ طلب کرتے ہیں۔

۳۶۸۔ ہمیں ابوبکر احمد بن الحسن القاضی نے، اسے محمد بن یعقوب نے، اسے محمد بن عبداللہ بن الحکم نے، اسے ابن وہب نے، اسے یونس نے ابن شہاب سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کر کے خبر دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ پھر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھا (اس آیت کے نزول کے بعد ان عورتوں کے بارے میں) تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ...... (الآية)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ تم پر کتاب میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے سے مراد اس آیت سے پہلے والی آیت "وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى" ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری آیت میں کہا ہے: "وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ" اس میں تمہیں تمہاری زیرکفالت قلیل المال والجمال یتیم لڑکی سے نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے۔ انہیں اس بات سے منع کیا گیا کہ وہ یتیم عورتوں کے مال و جمال کی خاطر ان کے ساتھ شادی کریں، الا یہ کہ وہ ان سے بے رغبتی کی صورت میں ان کے ساتھ انصاف کریں۔

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے حرملہ سے اور اس نے ابن وہب سے روایت کیا ہے۔

قول خداوندی ہے:

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ۔۔۔ (الآیۃ ۱۲۸)

اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو۔

۳۶۹۔ ہمیں احمد بن محمد بن احمد بن الحارث نے، اسے عبد اللہ بن محمد بن جعفر نے، اسے ابو یحییٰ نے، اسے سہل نے، اسے عبد الرحیم بن سلیمان نے ہشام سے، اس نے عروہ سے اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قول خداوندی:

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا۔۔۔ (الآیۃ)

کے بارے میں روایت کر کے خبر دی ہے کہ یہ آیت اس عورت کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو ایک ایسے خاوند کی بیوی ہو جو اس سے زیادہ میل جول نہ رکھتا ہو اور اس سے الگ ہونا چاہتا ہو۔ ممکن ہے کہ اس کے ساتھ خاوند نے صحبت کی ہو اور اس کا کوئی بچہ بھی ہو۔ اس وجہ سے اسے بیوی سے علیحدگی بھی گوارا نہ ہو اور وہ خاوند سے کہتی ہو کہ مجھے طلاق نہ دو، مجھے اپنے پاس رکھو اور میرے بارے میں تم کو آزاد رہنے کی اجازت ہے۔ ایسی صورت حال پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے محمد بن مقاتل سے اور اس نے ابن المبارک سے روایت کیا ہے اور امام مسلمؒ نے اسے ابو کریب سے، اس نے ابو اسامہ سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے ہشام سے روایت کیا ہے۔

۳۷۰۔ ہمیں ابو بکر الحیری نے، اسے محمد بن یعقوب نے، اسے الربیع نے، اسے الشافعی نے، اسے ابن عیینہ نے الزہری سے، اس نے المسیب سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ محمد بن مسلمہ کی بیٹی رافع بن خدیج کے نکاح میں تھی، اسے اس بیوی کی کوئی بات ناگوار گزری۔ یہ بات کبر سنی کی تھی یا کوئی اور بات تھی۔ اس نے اسے طلاق دینا چاہی تو بیوی نے اسے کہا کہ مجھے طلاق نہ دے، اپنے پاس رکھ اور جو مناسب سمجھے میرے لئے نان ونفقہ مقرر کر دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا ۔۔۔ (الآیۃ)

قول خداوندی:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ ۔ (الآیۃ ۱۳۵)

اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو۔

۳۷۱۔ اسباط نے السدی سے روایت کیا، اس نے کہا کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک مالدار اور ایک نادار اپنا جھگڑا یا مقدمہ لے کر آئے۔ نبی کریم ﷺ کا

رجحان طبع یا ہمدردی نادان شخص کے ساتھ تھی۔ آپ ﷺ کی رائے میں فقیر اور نادار شخص مالدار پر ظلم نہیں کر سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس رائے کو قبول کرنے سے انکار کیا اور حکم دیا کہ مالدار اور نادار دونوں کے ساتھ برابری اور انصاف کا سلوک کریں اور حکم نازل کیا کہ:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ...... فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا

۳۷۲۔ الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام اور کعب کے دو بیٹوں اسد اور اسید، ثعلبہ بن قیس اور اہل کتاب میں سے ایمان لانے والی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ﷺ) ہم بے شک آپ (ﷺ) پر آپ (ﷺ) کی کتاب پر، موسیٰ پر، تورات پر اور عزیر پر ایمان لائے۔ ان کے سوا دوسری کتابوں اور رسولوں کو ہم نہیں مانتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

لَايُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ..... (الاٰية ۱۴۸)

خدا اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو اعلانیہ برا کہے مگر وہ جو مظلوم ہو۔

۳۷۳۔ مجاہد کا قول ہے کہ ایک شخص کسی قوم کے ہاں بطور مہمان اترا۔ انہوں نے اس کے ساتھ برا سلوک کیا۔ اس نے ان کی شکایت کی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جس میں اسے شکایت کرنے کی اجازت دی گئی۔

قول خداوندی:

يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا... (الاٰية ۱۵۳)

(اے محمد) اہل کتاب تم سے درخواست کرتے ہیں کہ تم ان پر ایک (لکھی ہوئی) کتاب آسمان سے اتار لاؤ۔

۳۷۴۔ یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اگر آپ ﷺ نبی ہیں تو ہمیں آسمان سے یکبارگی ایک کتاب لا کر دیں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام لے آئے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ أَنْزَلَ إِلَيْكَ...... (الاٰية ۱۶۶)

لیکن خدا نے جو (کتاب) تم پر نازل کی ہے۔

۳۷۵۔ الکلبی کا قول ہے کہ رؤساء اہل مکہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ ہم نے آپ ﷺ کے بارے میں یہود سے دریافت کیا۔ ان کا خیال ہے کہ وہ آپ ﷺ کو نہیں پہچانتے۔ آپ ﷺ ہمیں کوئی ایسی دلیل لا دیں جس سے ثابت ہو کہ اللہ نے آپ ﷺ کو ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

قول خداوندی:

لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ..... (الآیۃ ۱۷۱)

اپنے دین (کی بات) میں حد سے نہ بڑھو۔

۳۷۶۔ یہ آیت نصاریٰ کی کچھ جماعتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب انہوں نے کہا تھا کہ حضرت عیسیٰ ابن اللہ یعنی اللہ کے بیٹے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ...... (الآیۃ ۱۷۲)

مسیح اس بات سے عار نہیں رکھتے کہ خدا کے بندے ہوں۔

۳۷۷۔ الکلبی کا قول ہے کہ وفد نجران نے کہا کہ اے محمد ﷺ آپ ﷺ ہمارے صاحب پر عیب لگاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ آپ کا صاحب کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ عیسیٰ۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ میں ان کے بارے میں کیا کہتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ انہیں اللہ کا بندہ اور رسول کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو ان کے لئے باعث عار بات نہیں ہے کہ وہ اللہ کے بندے ہیں۔ یعنی ان کے لئے اللہ کا بندہ ہونا کوئی عیب اور عار کی بات تو نہیں ہے۔ اس پر یہ آیت

لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ نازل ہوئی۔

قول خداوندی:

یَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَةِ...... (الآیۃ ۱۷۶)

(اے پیغمبر) لوگ تم سے (کلالہ کے بارے میں) حکم (خدا) دریافت کرتے ہیں۔

۳۷۸۔ ہمیں ابو عبد الرحمٰن بن ابی حامد نے، اسے زاہر بن احمد نے، اسے الحسین بن محمد بن مصعب نے، اسے یحییٰ بن حکیم نے، اسے ابن ابی عدی نے ہشام بن عبد اللہ سے، اس نے ابی الزبیر سے، اس نے جابر سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ میں بیمار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ میری سات بہنیں تھیں، آپ ﷺ نے میرے چہرے پر پھونکا تو مجھے افاقہ ہوا۔ تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنی بہنوں کے لئے وراثت کے دو تہائی حصے کی وصیت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ

نے فرمایا کہ کم کرو۔ میں نے عرض کیا کہ نصف، آپ ﷺ نے فرمایا کم کرو۔ اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لے گئے اور مجھے چھوڑ گئے۔

راوی نے کہا کہ آپ ﷺ دوبارہ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ اے جابر میرے خیال میں تم اس بیماری میں فوت نہیں ہو گے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی ہے۔ جس میں تمہاری بہنوں کے حصے کو بیان کیا ہے۔ تم اپنی بہنوں کو دو تہائی حصے کی وصیت کرو۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے:

يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ------الخ

سورۃ المائدۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ .. (الآیۃ ۲)

تم خدا کے نام کی چیزوں کی بے حرمتی نہ کرنا۔

۳۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت الحطم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جس کا نام شریح بن ضبیعۃ الکندی تھا۔ یہ شخص یمامہ سے نبی کریم ﷺ کے پاس رہنے آیا۔ اس نے اپنے گھوڑے مدینے سے باہر چھوڑ دیئے اور اکیلا ہی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اس نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ لوگوں کو کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں لوگوں کو لا الٰہ الا اللہ کی شہادت، نماز کی ادائیگی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اس نے کہا کہ اچھی بات ہے، البتہ میرے کچھ مشیر ہیں، میں ان کے مشورے کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔ ممکن ہے کہ میں اسلام قبول کروں اور ان کو ساتھ لاؤں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ رکھا تھا کہ تمہارے پاس ایک آدمی آئے گا جو شیطان کی زبان بولے گا۔ اس کے بعد یہ شخص آپ ﷺ کے پاس سے چلا گیا۔ جب یہ وہاں سے نکلا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص کافر کا منہ لے کر داخل ہوا اور میرے پیچھے الٹے پاؤں پھرا، یہ شخص مسلمان ہونے والا نہیں ہے۔

یہ شخص مدینے کے مویشیوں کے پاس سے گزرا تو انہیں ہانک کر لے گیا۔ لوگوں نے اس کا پیچھا کیا۔ لیکن وہ نکل گیا اور لوگوں کے ہاتھ نہیں آیا۔ پھر جب عام القضیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نکلے تو آپ ﷺ نے یمامہ کے حاجیوں کا تلبیہ سنا تو آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ یہ الحطم اور اس کے ساتھی ہیں۔ اس نے مدینے سے لوٹے ہوئے مویشی خانہ کعبہ پر قربانی کے لئے لائے تھے۔ جب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کی تلاش میں نکلے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ..... (الآیۃ)

اس سے مراد اللہ کے لئے وقف کے لئے قربانی کے جانور تھے، اگرچہ وہ اسلام کے سوا کسی دوسرے مسلک کے مطابق ہی کیوں نہ تھے۔

۳۸۰۔ زید بن اسلم کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حدیبیہ کے مقام پر تھے، جب مشرکوں نے آپ ﷺ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکا۔ یہ بات نبی کریم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر سخت ناگوار اور شاق گزری۔ مشرکوں کی ایک جماعت عمرے کے ارادے سے آپ ﷺ کے پاس سے گزری۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ ہم ان کو روک دیں گے۔ جس طرح ان کے ساتھیوں نے ہم کو روکا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ

یعنی ان عمرے کی نیت سے جانے والوں پر زیادتی اس لئے نہ کرو کہ ان کے ساتھیوں نے تم کو خانہ کعبہ سے روکا ہے۔

قول خداوندی

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ...... (الاٰية ۳)

آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔

یہ آیت جمعہ کے روز نازل ہوئی۔ اس دن عرفہ تھا۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر عصر کے بعد کا وقت سن ۱۰ ہجری۔ نبی کریم ﷺ اس وقت میدان عرفات میں اپنی اونٹنی العضباء پر سوار تھے۔

۳۸۱۔ ہمیں عبدالرحمٰن بن حمدان العدل نے، اسے احمد بن جعفر القطیعی نے، اسے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، اسے اس کے والد نے، اسے جعفر بن عون نے، اسے ابو عمیس نے قیس بن مسلم سے، اس نے طارق بن شہاب سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ ایک یہودی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ: اے امیر المومنین، آپ اپنی کتاب میں ایک آیت کی تلاوت کرتے ہیں۔ اگر یہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم لوگ اس کو عید کے طور پر مناتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے تو اس نے کہا کہ:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ ...... (الاٰية)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: خدا کی قسم مجھے وہ دن خوب یاد ہے جس دن یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تھی اور وہ گھڑی بھی خوب معلوم ہے۔ یہ عرفہ کی شام اور جمعہ کا دن تھا۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے الحسن بن صباح سے نقل کر کے روایت کیا ہے اور امام مسلمؒ نے

عبداللہ بن حمید سے روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے جعفر بن عون سے روایت کیا ہے۔

۳۸۲۔ ہمیں الحکم ابوعبدالرحمٰن الشاذیانی نے، اسے زاہر بن احمد نے، اسے الحسین بن محمد بن مصعب نے، اسے یحییٰ بن حکیم نے، اسے ابوقتیبہ نے، اسے حماد نے عمار بن ابی عمار سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت پڑھی جب ان کے ساتھ ایک یہودی تھا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

یہودی نے کہا۔ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس روز عید مناتے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ آیت ایک ہی دن واقعہ ہونے والی دو عیدوں کے دن نازل ہوئی۔ یعنی اس روز عرفہ جمعہ کے دن واقع ہوا تھا۔

قول خداوندی:

يَسْاَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ... (الآية ۴)

تم سے پوچھتے ہیں کہ کون کونسی چیزیں ان کے لئے حلال ہیں۔

۳۸۳۔ ہمیں ابوبکر الحارثی نے، اسے ابوالشیخ الحافظ نے، اسے ابویحییٰ نے، اسے سہل بن عثمان نے، اسے یحییٰ بن ابی زائدہ نے موسیٰ بن عبیدہ سے، اس نے ابان بن صالح سے، اس نے قعقاع بن حکیم سے، اس نے سلمٰی ام رافع سے اور اس نے ابی رافع سے روایت کر کے خبر دی ہے۔ ابورافع نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کتے مارنے کا حکم دیا تو لوگوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) جس نسل کو قتل کرنے کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے، ان میں سے ہمارے لئے کیا حلال ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ آیت یہ ہے:

يَسْاَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ

اس حدیث کو الحاکم ابوعبداللہ نے اپنی صحیح میں ابوبکر بن بالویہ سے، اس نے محمد بن شاذان سے، اس نے معلی بن منصور سے، اس نے ابن ابی زائدہ سے روایت کیا ہے۔ مفسرین نے اس قصہ کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ابورافع نے کہا کہ جبریلؑ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ لیکن حضرت جبریلؑ اندر داخل نہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ جبریل ہم نے تمہیں اندر آنے کی اجازت دے دی تھی۔

جبریلؑ نے جواب دیا کہ درست ہے، لیکن ہم کسی ایسی جگہ داخل نہیں ہوتے جہاں تصویر اور کتا ہو۔ لوگوں نے نظر دوڑائی تو پتہ چلا کہ آپ کے کسی گھر میں پلا موجود ہے۔

ابو رافع نے کہا کہ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ مدینے میں کوئی کتا زندہ نہ چھوڑوں، یہاں تک کہ میں العوالی پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک عورت ہے اور ایک کتا اس کی رکھوالی کر رہا ہے۔ مجھے اس پر ترس آیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ میں نے واپس آ کر نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اطلاع دے دی تو آپ ﷺ نے مجھے اس کتے کو مارنے کا حکم دیا۔ میں کتے کے پاس واپس آیا اور میں نے اسے مار ڈالا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا تو لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ان کتوں میں سے جنہیں آپ ﷺ مروا رہے ہیں ہمارے لئے کیا حلال ہے؟ نبی کریم ﷺ نے سکوت اختیار کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کتوں کو رکھنے کی اجازت دی، جن سے استفادہ کیا جاتا ہے اور ایسے کتوں کو رکھنے سے منع فرمایا جو اس صنف میں نہ آتے ہوں۔ آپ ﷺ نے باؤلے کتوں اور کاٹ کھانے والے کتوں، مضر اور موذی کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا۔ ان کے سوا کے مارنے سے حکم اٹھا دیا نیز ان جانوروں کے مارنے سے بھی ممانعت کی جو نقصان دہ نہ ہوں۔

۳۸۴۔ سعید بن جبیر کا قول ہے کہ یہ آیت عدی بن حاتم الطائی اور زید بن المہلہل الطائی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ زید کا نام زید الخیل تھا۔ جسے رسول اللہ ﷺ نے بدل کر زید الخیر کر دیا تھا۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) ہم ایسی قوم ہیں جو کتوں اور بازوں کے ذریعے شکار کرتے ہیں۔ آل ذریح اور آل ابی جویریہ کے کتے، گائے، گدھے، ہرن اور سوسمار پکڑتے ہیں۔ ہم ان میں بعض جانوروں کو (زندہ پا کر) ذبح کر لیتے ہیں اور ان میں سے بعض پہلے ہی مر جاتے ہیں اور ہم انہیں ذبح نہیں کر پاتے۔ اللہ تعالیٰ نے مردار کو حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا ہمارے لئے ان میں سے کیا کچھ حلال اور جائز ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ

یعنی تمہارے لئے ذبح شدہ جانور حلال ہے۔

وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ

یعنی سدھائے ہوئے شکاری جانوروں یعنی کتے اور شکاری پرندوں کے شکار کئے ہوئے پرندے وغیرہ حلال ہیں۔

قول خداوندی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ .... (الآية ۱۱)

اے ایمان والو! خدا نے جو تم پر احسان کیا ہے اس کو یاد کرو۔

۳۸۵۔ ہمیں سعید بن محمد بن احمد بن جعفر المؤذن نے، اسے ابوعلی الفقیہ نے، اسے ابولباب محمد بن المہدی المیہنی نے، اسے عمار بن الحسن نے، اسے سلمہ بن الفضل نے، اسے محمد بن اسحاق نے عمرو بن عبید سے، اس نے الحسن البصری سے، اس نے جابر بن عبداللہ الانصاری سے روایت کر کے خبر دی کہ محارب کے ایک شخص جسے غوث بن الحارث کہتے تھے، نے اپنی قوم سے کہا، جس کا تعلق غطفان اور محارب سے تھا، کیا میں تمہارے لئے محمد کو قتل نہ کر دوں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں لیکن تم اسے کیسے قتل کرو گے۔ اس نے کہا کہ میں اس پر اچانک حملہ کر دوں گا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھا۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی تلوار ان کی گود میں تھی۔ اس نے کہا کہ اے محمد کیا میں آپ ﷺ کی یہ تلوار دیکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ چنانچہ اس نے تلوار لے لی اور نیام سے سونت لی۔ پھر وہ اسے ہلانے لگا۔ پھر اللہ نے اسے بوکھلا دیا۔ اس نے کہا کہ اے محمد کیا تمہیں مجھ سے خوف نہیں آتا، جب کہ میرے ہاتھ میں تلوار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ مجھے تم سے بچا لے گا۔ اس نے پھر تلوار نیام میں ڈال لی اور رسول اللہ ﷺ کو لوٹا دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

اُذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ نازل کی۔

۳۸۶۔ ہمیں احمد بن ابراہیم الثعالبی نے، اسے عبداللہ بن حامد نے، اسے احمد بن محمد بن الحسن نے، اسے محمد بن یحییٰ نے اور اسے عبدالرزاق نے معمر سے، اس نے الزہری سے، اس نے ابی سلمہ سے اور اس نے جابر سے روایت کر کے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ایک پڑاؤ پر اترے۔ لوگ سائے کی تلاش میں درختوں کے نیچے منتشر ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا اسلحہ درخت کے ساتھ لٹکا دیا۔ ایک بدو رسول اللہ ﷺ کی تلوار کی طرف آیا، پھر آپ ﷺ کی طرف بڑھا اور کہا کہ آپ ﷺ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ۔ بدو نے دو یا تین مرتبہ کہا کہ آپ ﷺ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ نبی کریم ﷺ جواب دیتے رہے کہ مجھے اللہ بچائے گا۔ پھر اس نے تلوار نیام میں ڈال دی اور رسول اللہ ﷺ کو لوٹا دی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا اور انہیں بدو کی حرکت کے بارے میں بتایا۔ اعرابی آپ ﷺ کے پہلو میں بیٹھا رہا۔ آپ ﷺ نے اسے سزا نہیں دی۔

۳۸۷۔ مجاہد، الکلبی اور عکرمہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک شخص نے قبیلہ بنی سلیم کے دو آدمی قتل کر دیئے۔ جبکہ نبی کریم ﷺ اور ان دو آدمیوں کی قوم کے درمیان دوستانہ تعلقات تھے۔ چنانچہ ان کی قوم کے لوگ دیت کا مطالبہ کرنے کے لئے آئے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ اس وقت حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ ﷺ

کے ساتھ تھے۔ یہ لوگ کعب بن اشرف کے پاس گئے۔ بنو نضیر ان دو مقتولوں کی دیت کے مطالبے میں ان سے مدد چاہتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں اے ابوالقاسم۔ اب وقت آ گیا ہے کہ آپ ﷺ ہمارے پاس آئیں اور ہم سے کوئی حاجت طلب کریں۔ بیٹھئے، ہم آپ کو کھانا کھلاتے ہیں اور آپ ﷺ کی حاجت پوری کر دیتے ہیں۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیٹھ گئے۔ پھر وہ ایک دوسرے کے ساتھ الگ الگ ہو گئے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ تم محمد کو اس وقت سے زیادہ کبھی اپنے قریب نہیں پاؤ گے۔ تم میں سے کون اس گھر کی چھت پر چڑھ کر اس پر بھاری پتھر گرا دے گا اور ہمیں اس سے نجات دلا دے گا۔ عمر بن جحاش بن کعب نے کہا کہ میں یہ کام کروں گا۔ چنانچہ وہ ایک بڑی چکی کے پاس آیا تاکہ اسے نبی کریم ﷺ کے اوپر گرا دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ہاتھ روک دیا۔ جبریلؑ آئے اور نبی کریم ﷺ کو اس معاملے کی خبر کر دی۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے باہر نکل گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ... (الاٰیۃ ۳۳)

جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے لڑائی کریں۔

۳۸۸۔ ہمیں ابونصر احمد بن عبید اللہ المخلدی نے، اسے ابوعمرو بن نجید سے، اسے مسلم نے، اسے عبدالرحمٰن بن حماد نے، اسے سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے اور اس نے انس سے روایت کر کے خبر دی کہ عکل اور عرینہ کا ایک خاندان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم اہل ضرع تھے۔ یعنی مال مویشی چرانے والے لوگ تھے۔ ہم دیہاتوں، آبادیوں میں رہنے والے نہ تھے۔ مدینہ میں آ کر ہم بدہضمی کا شکار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے مویشیوں کا گلہ فراہم کرنے کا حکم دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھ جائیں۔ ان کے دودھ پئیں اور ان کے پیشاب پئیں۔ (جب یہ لوگ صحت یاب ہو گئے، تب یہ لوگ الحرہ کے اطراف میں تھے)۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا۔ مویشی ہانک کر لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے تعاقب میں آدمی بھیجے۔ وہ ان لوگوں کو پکڑ لائے۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ ان کی آنکھیں پھوڑ دی گئیں اور انہیں الحرہ کے علاقے میں چھوڑ دیا گیا۔ یہ لوگ اسی حالت میں وہاں مر گئے۔

قتادہ کا کہنا ہے کہ ہمیں بتایا گیا کہ یہ آیت انہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے:

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا ... (الاٰیۃ)

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے محمد بن المثنی سے، اس نے عبدالاعلیٰ سے، اس نے سعید سے قتادہ کے قول تک روایت کیا۔

قول خداوندی:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَهُمَا ... (الآیۃ ۳۸)

اور جو چوری کرے، مرد ہو یا عورت، ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔

۳۸۹۔ الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت زرہ چور طعمہ بن ابیرق کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا قصہ پہلے گزر چکا ہے۔

قول خداوندی:

یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ

(الآیتان ۴۱، ۴۷)

اے پیغمبر جو لوگ کفر میں جلدی کرتے ہیں ان کی وجہ سے غمناک نہ ہونا۔

۳۹۰۔ ہمیں ابوبکر احمد بن الحسن الحیری نے املا کرا کے کہا کہ اسے ابو محمد حاجب بن احمد الطوسی نے، اسے محمد بن حماد الابیوردی نے، اسے ابو معاویہ نے الاعمش سے، اس نے عبداللہ بن مرہ سے، اس نے البراء بن عازب سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ رسول اللہ کوڑے لگے اور منہ کالا کیے ہوئے ایک یہودی کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ تم اپنی کتاب میں زنا کی یہی حد پاتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ تب آپ ﷺ نے ان کے ایک عالم کو بلایا اور اس سے کہا کہ میں تمہیں اس خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے موسیٰ پر تورات نازل کی ہے۔ کیا تم اپنی کتاب میں زنا کی حد یہی پاتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ اگر آپ (ﷺ) نے مجھے قسم نہ دی ہوتی تو میں آپ ﷺ کو نہ بتاتا۔ ہم اپنی کتاب میں زنا کی حد سنگسار کرنا پاتے ہیں۔ لیکن چونکہ ہمارے اشراف اور معزز لوگوں میں زنا کی کثرت ہوگئی تو ہم جب اس جرم میں کسی شریف کو پکڑتے تھے تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کسی معمولی، گھٹیا آدمی کو پکڑتے تو اس پر حد قائم کرتے تھے۔ پھر ہم نے کہا کہ اکٹھے مل بیٹھ کر ایک سزا پر اتفاق کرتے ہیں جو شریف اور غیر شریف دونوں پر لاگو ہو۔ لہٰذا ہم نے منہ کالا کرنے اور کوڑے مارنے پر اتفاق کیا۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ اے اللہ، میں پہلا شخص ہوں جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا۔ جب کہ انہوں نے اسے مار ڈالا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے حکم پر اس یہودی کو سنگسار کیا گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی:

یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ تا ... اِنْ

اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ

یہودیوں کا کہنا تھا کہ محمد ﷺ کے پاس آؤ، اگر آپ نے زنا کی سزا تحمیم یعنی منہ کالا کرنا اور کوڑے دی تو اسے قبول کر لو اور اگر انہوں نے رجم کا فتویٰ دیا تو پھر بچے رہو یعنی اس حکم کو قبول نہ کرو۔ قول خداوندی :

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ

راوی کا کہنا ہے کہ یہ آیت یہود کے بارے میں ہے۔ قول خداوندی:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

راوی کا کہنا ہے کہ یہ آیت نصاریٰ کے بارے میں ہے۔ قول خداوندی:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ

راوی کا کہنا ہے کہ یہ آیت تمام کفار کے بارے میں ہے۔
اس حدیث کو امام مسلمؒ نے یحییٰ بن یحییٰ سے اور اس نے ابو معاویہ سے روایت کیا۔
۳۹۱۔ ہمیں ابو عبداللہ بن ابی اسحاق نے، اسے ابوالہیثم احمد بن محمد بن غوث الکندی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن سلیمان الحضرمی نے، اسے ابوبکر بن ابی شیبہ نے، اسے ابو معاویہ نے الاعمش سے، اس نے عبداللہ بن مرہ سے، اس نے البراء بن عازب سے اور اس نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کر کے خبر دی کہ آپ ﷺ نے ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو رجم کی سزا دی۔ پھر فرمایا۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ، وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ، وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ

راوی کا کہنا ہے کہ یہ تمام آیات کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔
اس حدیث کو امام مسلمؒ نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے نقل کر کے روایت کیا ہے۔

قول خداوندی:
اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ...... (الآية ۴۴)
بے شک ہم نے توراۃ نازل فرمائی جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔

۳۹۲۔ ہمیں ابو محمد الحسن بن محمد الفارسی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن حمدان نے، اسے احمد بن محمد بن

الحسن نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے عبدالرزاق نے، اسے معمر نے الزہری سے، اسے مزینہ کے ایک آدمی نے جب ہم سعید بن المسیب کے پاس تھے، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ ایک یہودی مرد اور یہودی عورت نے زنا کا ارتکاب کیا۔ ان کے بعض لوگوں نے دوسروں سے کہا کہ آؤ اس نبی کے پاس چلیں۔ اسے تخفیف کے لئے بھیجا گیا۔ اگر اس نے ہمیں رجم کے علاوہ کسی اور سزا کا فتویٰ دیا تو ہم اسے قبول کریں گے اور اللہ کے ہاں اسے بطور حجت پیش کریں گے اور کہیں گے کہ یہ تیرے انبیاء میں سے ایک نبی کا فتویٰ تھا۔ چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے۔

ان یہودیوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم، زنا کرنے والے مرد اور عورت کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ آپ ﷺ نے ان سے کوئی بات نہ کی، تاوقتیکہ ان کے مدراس کا گھر آ گیا۔ آپ ﷺ دروازے پر کھڑے ہو گئے اور کہا میں تمہیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی، تم تورات میں شادی شدہ آدمی کے زنا کی کیا سزا پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایسے شخص کی سزا اس کا منہ کالا کرنا، تجبیہ اور کوڑے مارنا ہے۔ تجبیہ سے مراد دونوں زناکاروں کو گدھے پر الٹے منہ سوار کرا کے گشت کرانا ہے۔

راوی کا کہنا ہے کہ ان لوگوں میں سے ایک جوان خاموش رہا۔ جب نبی کریم ﷺ نے اسے خاموش دیکھا تو اسے باصرار قسم دے کر پوچھا۔ تو اس نے جواب دیا کہ اب جب آپ ﷺ نے باصرار قسم دے کر پوچھا ہے تو سنئے کہ ہم اس جرم کی سزا رجم یعنی سنگسار کرنا پاتے ہیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پہلی بات کیا ہے جس میں تم نے اللہ کے حکم میں رخصت پیدا کی ہے۔ اس جوان نے کہا کہ ہمارے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے ایک رشتہ دار نے زنا کا ارتکاب کیا تو اس سے رجم کی سزا کو موخر کیا گیا۔ پھر عام لوگوں میں سے ایک آدمی نے زنا کا ارتکاب کیا تو بادشاہ نے رجم کرنے کا ارادہ کیا تو اس شخص کی قوم آڑے آ گئی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے آدمی کو رجم مت کرو تاوقتیکہ اپنے مجرم کو سامنے لا کر رجم نہیں کرتے۔ پھر بڑوں نے آپس میں اس موجودہ سزا پر اتفاق کر لیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تورات کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس جوڑے کو رجم کی سزا دی اور ان کو رجم کیا گیا۔

الزہری کا کہنا ہے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے:

إِنَّآ أَنزَلْنَا ٱلتَّوْرَىٰةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا ٱلنَّبِيُّونَ ٱلَّذِينَ أَسْلَمُوا۟

نبی کریم انہی انبیاء میں سے تھے۔

۳۹۴۔ معمر کا قول ہے کہ مجھے الزہری نے سالم سے، اس نے ابن عمر سے روایت کر کے خبر دی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس جوڑے کو رجم کا حکم دیتے ہوئے دیکھا۔ جب ان کو سنگسار کیا گیا تو میں نے

رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھوں کے ساتھ وہاں سے پتھر ہٹاتے دیکھا تاکہ ہاتھوں کو پتھروں سے بچائیں۔

قول خداوندی:

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ..... (الآية ۴۹)

اور (ہم پھر تاکید کرتے ہیں کہ) جو (حکم) خدا نے نازل فرمایا ہے اس کے مطابق ان میں فیصلہ کرنا۔

۳۹۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ یہود کی ایک جماعت جس میں کعب بن اسد، عبداللہ بن صوریا اور شاس بن قیس شامل تھے، نے ایک دوسرے سے کہا کہ محمد کے پاس چلیں۔ ممکن ہے ہم اسے اس کے دین سے برگشتہ کریں۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کے پاس آ گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ اے محمد! تم جانتے ہو کہ ہم یہود کے احبار ہیں اور ان کے شرفاء ہیں۔ اگر ہم نے تمہاری پیروی کر لی تو سارے یہودی ہماری پیروی کریں گے۔ وہ ہماری مخالفت نہیں کریں گے۔ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان جھگڑا ہے۔ ہم اپنا مقدمہ آپ ﷺ کے پاس لائیں گے۔ آپ ﷺ ان کے خلاف ہمارے حق میں فیصلہ کریں۔ ہم آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے اور آپ ﷺ کی تصدیق کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل کی:

وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ

قول خداوندی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ..... (الآية ۵۱)

اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ

۳۹۵۔ عطیہ عوفی کا قول ہے کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) میرے کچھ یہودی موالی یعنی دوست ہیں، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان کی مدد اور فتح دستیاب ہے۔ میں یہود کی دوستی سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف اظہار برأت کرتا ہوں اور پناہ مانگتا ہوں۔ اس پر عبداللہ بن ابی نے کہا کہ میں حالات کے انقلاب سے ڈرتا ہوں اور یہود کی دوستی سے برأت نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو حباب۔ تم نے عبادہ بن صامت کی دوستی پر یہود کی دوستی کو کیسے اپنایا، جبکہ وہ ان سے بڑھ کر تمہارا مخلص اور خیر خواہ ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے قبول اور منظور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہی دو کے بارے میں یہ آیت نازل کی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ

قول خداوندی:

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (الآیۃ ۵۲)

تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے تم ان کو دیکھو گے۔

یعنی عبداللہ بن ابی یسارعون فیھم آپ ﷺ ان لوگوں کو دیکھیں گے جن کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے، وہ یہود کی دوستی کی طرف بڑھ بڑھ کر لپکتے ہیں۔

يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ

یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس بات کا اندیشہ اور ڈر ہے کہ ہمیں کہیں گردش روزگار نہ آ لے اور ہم کسی مصیبت کا شکار نہ ہوں۔

قول خداوندی:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ...... (الآیۃ ۵۵)

تمہارے دوست تو خدا اور اس کے پیغمبر اور مومن لوگ ہیں۔

۳۹۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ عبداللہ بن سلام نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ بنو قریظہ اور بنو نضیر قبیلوں کے کچھ لوگوں نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہم سے الگ ہو گئے۔ انہوں نے قسمیں کھائیں کہ وہ ہمارے ساتھ میل جول نہ رکھیں گے۔ ہم گھروں کی دوری کے باعث آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ میل جول نہیں رکھ سکتے۔ عبداللہ بن سلام نے یہود کے ہاتھوں پہنچنے والے بدسلوک کی شکایت کی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت اسے پڑھ کر سنائی تو اس نے کہا کہ ہم اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کی دوستی پر دل و جان سے راضی ہیں۔

۳۹۶م۔ یہ حدیث بھی اسی طرح کی ہے، الکلبی کا قول ہے، اس نے یہ اضافہ کیا ہے کہ آیت کا آخری حصہ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے کہ انہوں نے نماز میں رکوع کی حالت میں ایک سائل کو انگوٹھی عطا کی تھی۔

۳۹۷۔ ہمیں ابوبکر التمیمی نے، اسے عبداللہ بن محمد بن جعفر نے، اسے الحسین بن محمد بن ابی ہریرۃ نے، اسے عبداللہ بن عبدالوہاب نے، اسے محمد (بن) الاسود نے محمد بن مروان سے، اس نے محمد (بن) السائب سے، اس نے ابوصالح سے، اور اس نے ابن عباس سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھ کچھ لوگ جو ایمان لا چکے تھے آئے، انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول

(ﷺ) ہمارے گھر بہت دور ہیں۔ ہمارے ساتھ کسی کا میل جول نہیں ہے اور ہمارے ساتھ بات کرنے والا کوئی نہیں۔ ہماری قوم نے جب دیکھا کہ ہم تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کی ہے تو انہوں نے ہمیں چھوڑ دیا ہے اور انہوں نے اپنی جانوں کی قسم کھائی کہ وہ ہم سے میل جول نہیں رکھیں گے، نہ ہمارے ساتھ شادی بیاہ کریں گے اور نہ ہم سے بات چیت کریں گے۔ ہم پر یہ صورتحال شاق اور ناگوار گزری ہے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

یعنی تمہارے دوست اور غمخوار تو صرف اللہ، اس کا رسول اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ مسجد کی طرف نکلے۔ لوگ کچھ کھڑے قیام میں تھے اور کچھ رکوع میں۔ آپ ﷺ کی نظر ایک سائل پر پڑی۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کسی نے کچھ دیا؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں، سونے کی ایک انگوٹھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ وہ انگوٹھی تمہیں کس نے دی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اس کھڑے آدمی نے۔ اس نے اپنے ہاتھ سے علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس نے تمہیں کس حالت میں انگوٹھی دی۔ اس نے جواب دیا کہ اس نے مجھے انگوٹھی رکوع کی حالت میں دی۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے تکبیر کہی۔ یعنی اللہ اکبر کہا اور یہ آیت پڑھی:

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ

اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبر اور مومنوں سے دوستی کرے گا تو (وہ خدا کی جماعت میں داخل ہوگا اور) خدا کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے۔

قولِ خداوندی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا......

(الآیۃ ۵۷)

اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتابیں دی گئی تھیں ان کو اور کافروں کو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہو دوست نہ بناؤ۔

۳۹۸۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ رفاعہ بن زید اور سوید بن الحارث نے اپنے اسلام لانے کا اظہار اور اعلان کیا۔ پھر منافق ہو گئے۔ مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ ان کے ساتھ دوستی رکھے ہوئے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قولِ خداوندی:

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا...... (الآية ۵۸)
اور جب تم لوگ نماز کے لئے اذان دیتے ہو تو یہ اسے بھی ہنسی اور کھیل بناتے ہیں۔

۳۹۹۔ الکلبی کا قول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا موذن نماز کے لئے اذان دیتا تھا تو مسلمان نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ یہود بطور مذاق استہزا کہا کرتے تھے:

قاموا لاقاموا، صلوا لاصلوا، رکعوا لارکعوا

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۴۰۰۔ السدی کا قول ہے کہ یہ آیت مدینہ کے ایک نصرانی کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ شخص جب موذن کو "اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ" کہتے سنتا تو کہتا "حرق الکاذب" یعنی جھوٹا جل مرے۔ ایک رات اس کا خادم آگ لے کر گھر میں داخل ہوا۔ اس وقت یہ شخص اور اس کے گھر والے سور ہے تھے۔ آگ سے ایک چنگاری اڑی، جس سے اس کا گھر بھی جل گیا اور وہ خود بھی اہل وعیاں سمیت جل مرا۔

۴۰۱۔ دوسروں کا قول ہے کہ کفار جب اذان سنتے تو اس پر رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ حسد کرتے۔ ایک دن وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ اے محمد تم نے ایک ایسی نئی بات اختراع کی جس کی مثال ہم نے گزشتہ قوموں میں نہیں دیکھی۔ اگر تمہیں نبوت کا دعویٰ ہے تو تم نے یہ نئی اذان ایجاد کر کے پہلے انبیاء کی مخالفت کی ہے۔ اگر اس کام میں کوئی بھلائی ہوتی تو اس کے زیادہ حقدار لوگوں میں سے سابقہ انبیاء اور رسول تھے۔ تم اونٹ جیسی یہ چیخنے کی آواز کہاں سے لائے ہو۔ یہ کس قدر بھونڈی آواز ہے اور کس قدر بھدی کافرانہ حرکت ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا...... (الآية) نازل کی۔

قول خداوندی:

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا......
(الآية ۵۹)

کہو کہ اے اہل کتاب تم ہم میں برائی ہی کیا دیکھتے ہو سوا اس کے جو ہم خدا پر اور جو (کتاب) ہم پر نازل ہوئی اس پر اور جو (کتابیں) پہلے نازل ہوئیں ان پر ایمان لائے ہیں۔

۴۰۱۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ یہودیوں کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس

آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ رسولوں میں سے کس پر ایمان لاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا "بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ" یعنی میں اللہ پر اور جو کچھ ہماری طرف نیز حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل پر نازل کیا گیا ایمان لاتا ہوں۔

قول خداوندی:

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ

اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں تک جب آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ کا ذکر کیا تو انہوں نے ان کی نبوت کا انکار کیا اور انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم، ہم کسی اہل دین کو دنیا اور آخرت میں تم سے زیادہ کم نصیب نہیں جانتے اور نہ ہی تمہارے دین سے زیادہ برا کوئی اور دین جانتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ... فٰسِقُوْنَ

قول خداوندی:

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ... (الاية ۶۷)

اے پیغمبر جو ارشادات خدا کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں سب لوگوں کو پہنچا دو۔

۴۰۲۔ الحسن کا قول ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مجھے منصب رسالت دے کر مبعوث فرمایا تو میں نے سخت گھٹن محسوس کی اور میں نے جان لیا کہ لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہوں گے جو مجھے جھٹلائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ قریش یہود اور نصاریٰ سے خوف محسوس کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۴۰۳۔ ہمیں ابو سعید محمد بن علی الصفار نے، اسے الحسن بن احمد المخلدی نے، اسے محمد بن حمدون بن خالد نے، اسے محمد بن ابراہیم الحلوانی نے، اسے الحسن بن حماد سجادہ نے اور اسے علی بن عابس نے الاعمش اور ابی الحجاب سے، اس نے عطیہ سے، اس نے ابو سعید الخدری سے روایت کر کے خبر دی کہ اس نے کہا کہ یہ آیت:

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ......

غدیر خم کے دن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

قول خداوندی:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ..... (الاٰية ۶۷)

اور خدا تم کو لوگوں سے بچائے رکھے گا۔

۴۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار رہے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ (ﷺ) کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا ایسا کوئی نیک بندہ نہیں جو رات کو ہماری چوکیداری کرے اور پہرہ دے۔ ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ میں نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ جواب ملا: سعد اور حذیفہ، ہم آپ ﷺ کی حفاظت کرنے کے لئے آئے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ سو گئے، تا آنکہ میں نے آپ ﷺ کے خراٹے لینے کی آواز سنی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے چمڑے کی اوڑھنی سے سر باہر نکالا اور فرمایا کہ لوگو، اب چلے جاؤ۔ اللہ نے مجھے بچا لیا ہے۔

۴۰۵۔ ہمیں اسماعیل بن ابراہیم الواعظ نے، اسے اسماعیل بن نجید نے، اسے محمد بن الحسن بن الخلیل نے، اسے محمد بن العلاء نے، اسے الحمانی نے اور اسے النضر نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کا پہرہ کیا جاتا تھا۔ ابو طالب ہر روز آپ ﷺ کے ساتھ بنو ہاشم کے کچھ آدمی بھیج دیتے تھے جو آپ ﷺ کا پہرہ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

قول خداوندی:

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ......وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

راوی کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کے چچا نے آپ ﷺ کے پہرے کے لئے آدمی بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے میرے چچا، اللہ تعالیٰ نے مجھے جنوں اور انسانوں سے بچا لیا ہے۔

قول خداوندی:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ...... وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا...... (الایات ۸۲، ۸۶)

(اے پیغمبر) تم دیکھو گے کہ مومنوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور مشرک ہیں۔

یہ آیات نجاشی (حبشہ کے بادشاہ) کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

۴۰۶۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں اپنے قیام کے دوران مشرکوں کی طرف سے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں فکر مند اور خوفزدہ رہتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن مسعود کو اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایک خاندان

کے ساتھ نجاشی کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ وہ ایک نیک اور صالح بادشاہ ہے۔ اس کے ہاں کوئی شخص کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ تم لوگ اس کی طرف چل نکلو، تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے کوئی کشائش پیدا کرے۔ جب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہ جماعت نجاشی کے پاس پہنچی تو اس نے ان کی بڑی تکریم کی اور ان سے کہا کہ کیا تم پر جو کچھ نازل ہوا ہے، اس میں سے کچھ جانتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں، ہم جانتے ہیں۔ نجاشی نے کہا کہ پڑھو۔ چنانچہ انہوں نے پڑھا، جبکہ ان کے گرد قسیس اور رہبان موجود تھے۔ یہ لوگ جب بھی کوئی آیت پڑھتے تو ان راہبوں کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے کیونکہ انہوں نے حق کو پہچان لیا تھا۔

قول خداوندی:

ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ. وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ..... (الاٰية)

۴۰۷۔ ہمیں الحسن بن محمد الفارسی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن حمدون بن الفضل نے، اسے احمد بن محمد بن الحسن نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے ابوصالح کاتب اللیث نے، اسے اللیث نے، اور اسے یونس نے ابن شہاب سے، اس نے سعید بن المسیب سے اور عروہ بن الزبیر سے اور ان دو کے علاوہ دوسروں سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ الضمری کو ایک خط دے کر نجاشی کی طرف روانہ کیا۔ اس نے خط نجاشی کو پیش کیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھا اور پھر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھ دوسرے مہاجرین کو بلایا۔ اس نے قسیسوں اور رہبانوں کو بھی بلا بھیجا۔ پھر نجاشی نے جعفر کو قرآن پڑھنے کا حکم دیا۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ مریم پڑھی۔ یہ لوگ قرآن پر ایمان لائے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ انہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوا ہے:

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْآ اِنَّا نَصٰرٰى..... فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ.

اور دوستی کے لحاظ سے مومنوں سے قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں ہم نصاریٰ ہیں۔

۴۰۸۔ دوسروں کا کہنا ہے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی جب حبشہ سے واپس آئے تو ان کے ساتھ ستر آدمی تھے۔ جنہیں نجاشی نے وفد بنا کر رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا تھا۔ یہ اونی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ ان میں سے ۶۲ حبشہ کے تھے اور آٹھ شخص شام کے لوگوں میں سے تھے۔ یہ بحیرا راہب، ابرھہ، ادریس، اشرف، تمام، قثیم، دریدا اور ایمن تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے سورہ یٰس آخر تک پڑھی۔ جسے سن کر یہ لوگ رو پڑے، وہ ایمان لائے اور انہوں نے کہا کہ یہ کلام

حضرت عیسیٰ پر نازل ہونے والے کے کلام کے ساتھ کس قدر مشابہت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہی لوگوں کے بارے میں یہ آیات نازل کی ہیں۔

۴۰۹۔ ہمیں احمد بن محمد العدل نے، اسے زاہر بن احمد نے، اسے ابوالقاسم البغوی نے، اسے علی بن الجعد نے اور اسے شریک نے سالم سے اور اس نے سعید بن جبیر سے قول خداوندی:

ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا

کے بارے میں روایت کر کے خبر دی ہے کہ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے بہترین ساتھیوں میں سے تیس آدمی بھیجے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے سورہ یٰسین پڑھی تو وہ رو پڑے۔ جس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

قول خداوندی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ

مومنو! جو پاکیزہ چیزیں خدا نے تمہارے لئے حلال کی ہیں ان کو حرام نہ کرو۔

۴۱۰۔ ہمیں ابوعثمان بن ابی عمرو المؤذن نے، اسے محمد بن احمد بن حمدان نے، اسے الحسین بن زبن سفیان نے، اسے اسحاق بن منصور نے، اسے ابوعاصم نے عثمان بن سعد سے، اسے عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں جب یہ گوشت کھاتا ہوں تو مجھے عورتوں کے پاس جانے کی شدت سے خواہش پیدا ہوتی ہے۔ لہذا میں نے اپنے اوپر گوشت کھانا حرام کر لیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ

اور دوسری یہ آیت نازل ہوئی:

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا...... (الآیۃ ۸۸)

اور جو حلال طیب روزی خدا نے تم کو دی ہے اسے کھاؤ۔

۴۱۱۔ مفسرین کا قول ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے لوگوں کو وعظ و نصیحت کی۔ قیامت کا بیان کیا۔ انہیں ڈرانے میں کچھ زیادہ اضافہ نہیں کیا۔ لوگوں پر رقت طاری ہو گئی اور ان کے دل پسیج گئے اور وہ رو دیئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے یہ دس حضرت عثمان بن مظعون الجمحی کے گھر جمع ہو گئے:۔ ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سالم مولیٰ ابی

حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مقداد بن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور معقل بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ انہوں نے متفقہ فیصلہ کیا کہ وہ دن بھر روزہ رکھا کریں گے اور رات کو عبادت میں قیام کریں گے۔ بستر پر نہیں سوئیں گے۔ گوشت نہیں کھائیں گے اور نہ چکنائی کھائیں گے (نہ عورتوں کے قریب جائیں گے، نہ ہی خوشبو لگائیں گے، ٹاٹ پہنیں گے، تارک الدنیا ہو کر سیاحت کریں گے) راہب بن جائیں گے اور آلہ تناسل کٹوا دیں گے۔

یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی تو آپ ﷺ نے ان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع کیا اور ان سے فرمایا۔ کیا مجھے اطلاع نہیں ملی کہ تم لوگوں نے فلاں فلاں بات پر اتفاق کر لیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ ہم نے تو صرف بھلائی اور خیر کا ہی ارادہ کیا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ مجھے اس بات کا حکم نہیں دیا گیا۔ تم پر تمہاری جانوں کا حق ہے، تم روزے بھی رکھو اور افطار بھی کرو، رات کو قیام بھی کرو اور نیند بھی کرو۔ میں تو قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ میں گوشت اور چکنائی بھی کھاتا ہوں، جس نے میری سنت یعنی طرز زندگی سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں ہے۔

اس کے بعد آپ ﷺ لوگوں کی طرف نکلے اور انہیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہوا ہے جو انہوں نے عورتوں اور پاکیزہ چیزوں کو حرام قرار دیا۔ خوشبو، نیند اور دنیاوی خواہشات کو حرام کر لیا۔ میں نے تو تم کو اس بات کا حکم نہیں دیا کہ تم قسیس اور رہبان بنو۔ یہ بات میرے دین میں شامل نہیں کہ تم گوشت کھانا ترک کرو۔ عورتوں کے ساتھ تعلق چھوڑ دو۔ میں نے گرجا گھر بنانے کو نہیں کہا، میری امت کی سیاحت یعنی درویشی روزہ ہے اور اس کی رہبانیت جہاد ہے۔ اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، حج اور عمرہ کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ تم سے پہلے لوگ تشدد یعنی اپنے اوپر سخت گیری اور غلو کرنے کے باعث ہلاک ہو گئے۔ انہوں نے اپنے اوپر سختی کی تو اللہ نے بھی ان پر سختی کی۔ دیروں اور صوموں میں ان کے باقی ماندہ لوگ ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ ہماری ان قسموں کا کیا بنے گا جو ہم نے اٹھائی ہیں۔ انہوں نے اپنے مابین اتفاق کی ہوئی باتوں پر قسمیں اٹھائی تھیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ اَيْمَانِكُمْ ..... (الآیة) نازل کی۔

قول خداوندی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ ..... (الآیة ۹۰)

اے ایمان والو! شراب اور جوا..... اعمال شیطان سے ہیں، سوان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ۔

۴۱۲۔ ہمیں ابو سعید بن ابی بکر المطوعی نے، اسے ابو عمرو محمد بن احمد الحیری نے، اسے احمد بن علی الموصلی نے، اسے ابو خیثمہ نے، اسے الحسن ابو موسیٰ نے، اسے زھیر نے، اسے سماک بن حرب نے، اسے مصعب بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ میں مہاجرین اور انصار کے کچھ لوگوں کے پاس آیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آؤ ہم تمہیں کچھ کھلائیں اور شراب پلائیں۔ یہ واقعہ شراب کے حرام قرار دیے جانے سے پہلے کا ہے۔ میں ان کے پاس باغ میں گیا۔ ان کے پاس قربانی کے جانوروں کے پکے ہوئے گوشت اور شراب کا ایک مٹکا تھا۔ چنانچہ میں نے ان کے ساتھ کھایا پیا۔ میں نے انصار اور مہاجرین کا ذکر کیا اور کہا کہ مہاجر انصار سے بہتر ہیں۔ ان میں سے ایک آدمی نے سر کا ایک جبڑا اٹھایا اور مجھے اس کے ساتھ مارنے لگا۔ اس سے میری ناک پھٹ گئی۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے انہیں خبر کر دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں شراب سے متعلق یہ حکم نازل کیا: "اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ" اس حدیث کو امام مسلمؒ نے ابو خیثمہ سے روایت کیا۔

۴۱۳۔ ہمیں عبدالرحمٰن بن حمدان العدل نے، اسے احمد بن جعفر بن مالک نے، اسے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، اسے اس کے والد نے، اسے خلف بن الولید نے اور اسے اسرائیل نے ابواسحاق سے، اس نے ابو میسرہ سے اور اس نے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ ہمیں شراب کے بارے میں تسلی بخش ہدایت دے۔ اس پر سورۃ البقرۃ کی یہ آیت نازل ہوئی:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا گیا اور ان کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اے اللہ ہمیں شراب کے بارے میں تسلی بخش ہدایت دے تو سورۃ النساء کی یہ آیت نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کا مؤذن نماز کی اوقات کے وقت یہ اعلان کرتا تھا کہ کوئی نشہ والا شخص نماز کے قریب نہ پھٹکے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا گیا اور ان کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اے اللہ ہمیں شراب کے بارے میں تسلی بخش ہدایت دے، جو ہمارے لئے شافی و کافی ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ

اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا گیا اور ان کے سامنے اسے پڑھا گیا جب "فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ" پر پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکار اٹھے "اِنْتَهَيْنَا اِنْتَهَيْنَا" یعنی بس بس اب کافی ہو گیا۔

ہم رک گئے۔ شراب کی حرمت سے بہت سی باتیں سرزد ہو جاتی تھیں جو نبی کریم ﷺ کو ناپسند اور ناگوار ہوتی تھیں۔ ان ہی باتوں میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ پیش آنے والا قصہ ہے۔ یہ بھی ایک مشہور واقعہ ہے۔

۴۱۴۔ ہمیں محمد بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، اسے ابوبکر بن ابی خالد نے، اسے یوسف بن موسیٰ المروزی نے، اسے احمد بن صالح نے، اسے عنبسہ نے، اور اسے یوسف نے ابن شہاب سے، اسے علی بن الحسین نے روایت کر کے کہا کہ حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے خبر دی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جنگ بدر کے مال غنیمت میں سے میرے حصے میں ایک بوڑھی اونٹنی آئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے خمس میں سے بھی مجھے ایک بوڑھی اونٹنی عطا کی۔ جب میں نے فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے شادی کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے بنی قینقاع کے ایک زرگر کے ساتھ طے کیا کہ وہ میرے ساتھ چلے۔ ہم اذخر گھاس لائیں اور میں اسے سناروں کے ہاتھ فروخت کر کے اپنی شادی کے ولیمہ کے لئے کچھ سامان کر سکوں۔ میں اپنی اونٹنی کے لئے کجاوہ، پالان اور رسیاں وغیرہ تیار کر رہا تھا کہ میری دونوں اونٹنیاں ایک انصاری کے گھر کے پاس بندھی کھڑی تھیں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ان دونوں اونٹنیوں کے کوہان کٹے ہوئے ہیں۔ ان کے پیٹ چاک اور ان کے جگر نکالے گئے ہیں۔ میں یہ منظر دیکھ کر برداشت نہ کر سکا۔ میں نے کہا کہ یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ حمزہ بن عبدالمطلب نے کیا ہے اور وہ گھر میں بیٹھا شراب نوشی میں مشغول ہے اور ایک لونڈی گیت گا رہی ہے۔ وہ اپنے گیت میں یہ کہہ رہی تھی:

أَلَا يَا حَمْزَ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ
وَهُنَّ مُعَقَّلَاتٌ بِالْفِنَاءِ
ضَعِ السِّكِّيْنَ فِي اللَّبَّاتِ مِنْهَا
فَضَرِّجْهُنَّ حَمْزَةُ بِالدِّمَاءِ
وَأَطْعِمْ مِنْ شَرَائِحِهَا كَبَابًا
مُلَهْوَجَةً عَلَى وَهَجِ الصِّلَاءِ
فَأَنْتَ أَبَا عُمَارَةَ الْمُرَجَّى
لِكَشْفِ الضُّرِّ عَنَّا وَالْبَلَاءِ

یہ اشعار سنتے ہی حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار کی طرف لپک پڑے، دونوں اونٹنیوں کے کوہان کاٹ ڈالے اور ان کے پیٹ چاک کئے اور ان کے جگر نکال لئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں وہاں سے چل دیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھانپ لیا کہ میں آپ ﷺ کے پاس کیوں آیا ہوں؟ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) میں نے آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا۔ حمزہ نے میری دونوں اونٹنیوں پر دست درازی کی۔ ان کے کوہان کاٹ ڈالے، ان کے پیٹ چاک کئے۔ اب وہ وہاں گھر میں بیٹھے ہیں اور ان کے پاس شراب کی محفل جمی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر منگوائی اور پھر چل دیئے۔ میں اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ اس گھر میں پہنچ گئے جہاں حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ ﷺ نے داخل ہونے کی اجازت مانگی۔ آپ ﷺ کو اجازت دی گئی۔ وہ اس وقت شراب پی رہے تھے۔

آپ ﷺ نے حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے کئے پر ملامت کرنا شروع کی۔ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت یہ تھی کہ وہ شراب کے نشے میں دھت تھے اور آنکھیں سرخ تھیں۔ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا۔ پھر نگاہ اوپر کی اور آپ ﷺ کے گھٹنوں کی طرف دیکھا۔ پھر دوبارہ نظر اٹھا کر آپ ﷺ کے چہرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ کیا تم میرے باپ کے غلاموں کے سوا کچھ اور ہو؟ آپ ﷺ نے بھانپ لیا کہ حمزہ نشے میں ہیں۔ آپ ﷺ الٹے پاؤں واپس مڑے اور وہاں سے نکل پڑے اور ہم بھی نکلے۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے احمد بن صالح سے روایت کیا۔ یہی قصہ شراب کے حرام کئے جانے کے اسباب میں سے ایک سبب بنا۔

قول خداوندی:

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ..... (الآیۃ ۹۳)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان پر ان چیزوں کا کوئی گناہ نہیں۔

۴۱۵۔ ہمیں محمد بن عبدالرحمن المطوعی نے، اسے ابو عمرو محمد بن احمد الحیری نے، اسے ابو یعلی نے، اسے ابو الربیع سلیمان بن داؤد العتکی نے حماد سے، اس نے ثابت سے، اس نے انس سے روایت کر کے خبر دی کہ جس روز شراب حرم کی گئی میں ابو طلحہ کے گھر میں قوم کی ساقی گری کر رہا تھا۔ یعنی انہیں شراب پلا رہا تھا۔ یہ شراب صرف کھجور سے کشید کی ہوئی تھی۔ اچانک ایک منادی کرنے والے نے آواز دی۔ سن لو، شراب حرام کر دی گئی ہے۔ راوی کا کہنا ہے کہ شراب مدینے کی گلیوں میں بہا دی گئی۔ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نکلو اور شراب کو بہا دو۔ راوی کا کہنا ہے کہ میں نے شراب بہا دی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ فلاں فلاں شخص مارا گیا، کیونکہ یہ (شراب) ان کے شکموں میں ہے۔ راوی کا کہنا ہے کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا...... (الآیۃ)

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کئے۔ انہوں نے جو کچھ

(شراب) پی لی، ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔
اس حدیث کو امام مسلمؒ نے ابوالربیع سے روایت کیا اور امام بخاریؒ نے اسے ابونعمان سے روایت کیا۔ دونوں راویوں نے اسے حماد سے روایت کیا۔
۴۱۶۔ ہمیں ابوعبداللہ بن محمد ابن ابراہیم المزکی نے، اسے ابوعمرو بن مطر نے، اسے ابوخلیفہ نے، اسے ابوالولید نے، اسے شعبہ نے، اسے ابواسحاق نے البراء بن عازب سے روایت کر کے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کچھ لوگ شراب پینے کی حالت میں وفات پا گئے۔ جب شراب حرام کی گئی تو لوگوں نے کہا کہ ہمارے ان ساتھیوں کا کیا ہوگا جو شراب پینے کی حالت میں وفات پا گئے۔ اس پر یہ آیت

لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا...... (الآية)

قول خداوندی

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ.... (الآية ۱۰۰)
کہہ دو کہ ناپاک چیزیں اور پاک چیزیں برابر نہیں۔

۴۱۷۔ ہمیں الحاکم ابوعبدالرحمٰن الشاذیاخی نے، اسے الحاکم بن ابوعبداللہ محمد بن عبیداللہ (الضبی) نے، اسے محمد بن القاسم المؤدب نے، اسے محمد بن یعقوب الرازی نے، اسے ادریس بن علی الرازی نے، اسے یحییٰ بن الضریس نے، اسے سفیان نے محمد بن سوقہ سے، اس نے محمد بن المنکدر سے اور اس نے جابر سے روایت کر کے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ عزوجل نے تم پر بتوں کی پرستش، شراب خوری، نسب میں طعن کرنا حرام کر دیا ہے۔ خبردار سن لو کہ شراب کے پینے والے پر، اسے کشید کرنے والے پر، پلانے والے پر، اس کے بیچنے والے پر اور اس کی قیمت کھانے والے پر لعنت کی گئی ہے۔
ایک اعرابی آپ ﷺ کے سامنے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں ایک شخص تھا، شراب کی خرید و فروخت میرا پیشہ اور کاروبار تھا۔ میں نے اس سے کچھ مال بچا رکھا ہے۔ اگر میں اس مال کو اللہ کی اطاعت میں خرچ کروں گا تو کیا اس سے مجھے کچھ فائدہ ہوگا؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اس مال کو حج، جہاد یا صدقہ خیرات میں بھی خرچ کرو تو بھی اللہ کے نزدیک یہ اس گناہ کا بدل نہیں بن سکتا۔ اللہ تو صرف پاکیزہ مال ہی قبول کرتا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ
خبیث سے مراد حرام ہے۔

قول خداوندی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ (الآیۃ ۱۰۱)

مومنو! ایسی چیزوں کے بارے میں مت سوال کرو کہ اگر (ان کی حقیقتیں) تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔

۴۱۸۔ ہمیں عمرو بن ابی عمرو المزکی نے، اسے محمد بن مکی نے، اسے محمد بن یوسف نے، اسے محمد بن اسماعیل البخاری نے، اسے الفضل بن سہل نے، اسے ابوالنضر نے، اسے ابوخیثمہ نے، اسے ابو جویریہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ سے بطور استہزاء سوال کیا کرتے تھے۔ کوئی پوچھتا کہ میرا باپ کون ہے؟ اور جس کسی کی اونٹنی گم ہوئی ہوتی وہ پوچھتا کہ میری اونٹنی کہاں ہے؟ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ ..... (الآیۃ)

اللہ تعالیٰ نے تمام آیات کے خاتمہ تک یہ وحی نازل کی۔

۴۱۹۔ ہمیں ابوسعید النصروی نے، اسے ابوبکر القطیعی نے، اسے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، اسے اس کے والد نے، اسے منصور بن وردان الاسدی نے، اسے علی بن عبدالاعلیٰ نے اپنے والد سے، اس نے ابوالبختری سے، اس نے علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ

تو لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) کیا ہر سال (حج ادا کرنا فرض ہے؟) آپ ﷺ نے سکوت فرمایا۔ لوگوں نے پھر پوچھا کہ کیا ہر سال؟ آپ ﷺ نے سکوت فرمایا۔ پھر چوتھی بار فرمایا کہ نہیں، اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج کرنا ہر سال واجب ہو جاتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ نازل کی۔

قول خداوندی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ..... (الآیۃ ۱۰۵)

اے ایمان والو! اپنی جانوں کی حفاظت کرو جب تم ہدایت پر ہو تو کوئی گمراہ تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔

کلبی کا قول ہے جو انہوں نے ابو صالح سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۴۲۰۔ رسول اللہ ﷺ نے اہل ہجر کی طرف لکھا، اس وقت ان پر منذر بن ساوی حکمران تھا، آپ ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور اگر انہیں اسلام قبول کرنے سے انکار ہو تو جزیہ ادا کریں۔ جب اسے یہ خط ملا تو اس نے یہ خط اپنے ہاں موجود عرب، یہود، نصاریٰ، صابئین اور مجوس پر پیش کیا۔ انہوں نے جزیہ دینا قبول کیا اور اسلام قبول کرنا ناپسند کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے لکھا کہ جہاں تک عرب لوگوں کا تعلق ہے، ان سے تو اسلام کے سوا اور کوئی بات قبول نہ کی جائے گی ورنہ پھر تلوار ان کا فیصلہ کرے گی۔ رہے اہل کتاب اور مجوس تو میں ان سے جزیہ قبول کر لوں گا۔

جب منذر نے ان کو یہ خط پڑھ کر سنایا تو عربوں نے اسلام قبول کر لیا اور اہل کتاب اور مجوس نے جزیہ ادا کیا۔ عرب منافقوں نے کہا کہ محمد کی طرف سے یہ عجیب بات ہے۔ اس کا خیال ہے کہ اللہ نے اسے ساری دنیا سے تب تک جنگ کرنے کے لئے بھیجا ہے جب تک وہ اسلام قبول نہ کریں۔ وہ اہل کتاب کے سوا کسی اور سے جزیہ قبول نہیں کرتا۔ ہم تو صرف یہ دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اہل ہجر کے مشرکوں سے جو چیز قبول کی وہ عرب مشرکوں کی طرف سے رد کر دی، یعنی عرب مشرکوں سے جزیہ لینا قبول نہیں کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ

یعنی اے ایمان لانے والے لوگو، تم اپنی فکر کرو، تمہیں کسی کا گمراہ ہونا نقصان نہیں دے گا اگر تم ہدایت پر ہو۔ یعنی اہل کتاب میں سے کسی کا گمراہ ہونا تمہارے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔

قول خداوندی:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِکُمْ ۔ (الآیۃ ۱۰۶)

اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کی موت آ موجود ہو تو شہادت (کا نصاب) یہ ہے ..

۴۲۱۔ ہمیں ابوسعید بن ابی بکر الغازی نے، اسے ابوعمرو بن حمدان نے، اسے ابویعلیٰ نے، اسے الحارث بن شریح نے، اسے یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ نے، اسے محمد بن ابی القاسم نے عبدالملک بن سعید بن جبیر سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ تمیم الداری اور عدی بن بداء مکہ آتے جاتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ قریش کے بنی سہم قبیلے کا ایک شخص ان کے ساتھ ہو لیا۔ ان کی موت ایسی جگہ واقع ہوئی جہاں کوئی مسلمان نہ تھا، جنہیں وہ اپنی میراث کے بارے

میں وصیت کرتا۔ جب یہ دونوں گھر پہنچے تو انہوں نے اس کے ترکے کا سامان ان کے گھر والوں کے حوالے کیا اور انہوں نے اس کے سامان میں سے چاندی کا ایک پیالہ چھپالیا۔ اس پیالے پر سونے کی نقش کاری تھی۔ ان دونوں نے گھر والوں سے کہا کہ ہم نے پیالہ نہیں دیکھا۔ ان دونوں کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے انہیں قسم دلوائی کہ نہ تو انہوں نے پیالہ چھپایا اور نہ ہی انہیں اس کا کچھ پتہ ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں رہا کر دیا۔ اس کے بعد یہ پیالہ مکہ کے ایک آدمی کے پاس سے ملا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ پیالہ تمیم الداری اور عدی بن بداء سے خریدا ہے۔ سہمی کے وارث اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے پیالہ لے لیا۔ ان میں سے دو آدمیوں نے گواہی دی کہ یہ پیالہ ہمارے آدمی کا ہے اور ہماری گواہی سابقہ دو لوگوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی۔ اس پر یہ دو آیتیں نازل ہوئیں:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ...... الی آخرھا

سورۃ الانعام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ...... (الآية ۷)

اور اگر ہم تم پر کاغذوں پر لکھی ہوئی کتاب نازل کرتے......

۴۲۲۔ الکلبی کا قول ہے کہ مشرکین مکہ نے کہا کہ اے محمد، خدا کی قسم، ہم تب تک آپ ﷺ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے، جب تک کہ آپ ﷺ ہمیں اللہ کے ہاں سے ایک کتاب نہ لا کر دیں اور اس کتاب کے ساتھ چار فرشتے ہوں جو اس بات کی گواہی دیں کہ یہ کتاب واقعی اللہ کی طرف سے ہے اور یہ کہ آپ ﷺ اس کے رسول ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قول خداوندی:

وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ...... (الآية ۱۳)

اور جو مخلوق رات اور دن میں بستی ہے سب اسی کی ہے۔

۴۲۳۔ الکلبی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے کہا کہ کفار مکہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے کہا کہ اے محمد ہمیں علم ہے کہ تم جس چیز کی طرف ہمیں دعوت دے رہے ہو اس پر تمہیں تمہاری ایک ضرورت مجبور کر رہی ہے۔ ہم تمہارے لئے اپنے اموال میں سے ایک حصہ مقرر کر دیتے ہیں تا کہ آپ ﷺ ہم سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں اور آپ ﷺ اپنے اس کام سے باز آ جائیں جو آپ ﷺ کر رہے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قول خداوندی:

قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً...... (الآية ۱۹)

ان سے جو پوچھو کہ سب سے بڑھ کر (قرین انصاف) کس کی شہادت ہے۔

۴۲۴۔ الکلبی کا قول ہے کہ مکہ کے رؤساء نے کہا کہ اے محمد، ہمیں ایسا کوئی شخص نظر نہیں آتا جو رسالت کے معاملے میں آپ ﷺ جو کچھ کہتے ہیں، اس کی تصدیق کرے۔ آپ ﷺ کے بارے میں ہم یہود اور نصاریٰ سے پوچھ چکے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ان کے ہاں آپ ﷺ کا کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ آپ ﷺ کی کوئی صفت بیان کی گئی ہے۔ لہٰذا ہم کو کوئی شخص دکھا دے جو اس بات کی گواہی دے کہ آپ اپنے خیال کے مطابق رسول ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ...... (الآية ۲۵)

اور ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ تمہاری باتوں کی طرف کان رکھتے ہیں......

۴۲۵۔ ابو صالح کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ابو سفیان بن حرب، ولید بن مغیرہ، نضر بن حارث، ربیعہ کے دو بیٹے عتبہ اور شیبہ، خلف کے دو بیٹے امیہ اور ابیا نے رسول اللہ ﷺ کی باتیں غور سے سنیں تو انہوں نے نضر سے پوچھا کہ اے ابو قتیلہ، محمد کیا کہہ رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ اس ذات کی قسم جس نے یہ اس میں ڈال دیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ مجھے تو صرف ان کے ہونٹ ہلتے نظر آتے ہیں کہ وہ کچھ کہہ رہے ہیں۔ وہ تو صرف گزرے ہوئے پہلے لوگوں کی داستانیں سناتے ہیں۔ جس طرح میں تم لوگوں کو گزشتہ ادوار کے قصے سنایا کرتا تھا۔ نضر پہلے دور کی بہت زیادہ باتیں سنایا کرتا تھا۔ وہ قریش کو قصے سناتا اور قریش اس کی باتوں کو بڑے دھیان سے سنا کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْأَوْنَ عَنْهُ...... (الآية ۲۶)

وہ اس سے (اوروں کو بھی) روکتے ہیں اور خود بھی پرے رہتے ہیں......

۴۲۶۔ ہمیں عبدالرحمٰن بن عبدان نے، اسے محمد بن عبداللہ بن نعیم نے، اسے علی بن حمشاذ نے، اسے محمد بن مندہ الاصفہانی نے، اسے بکر بن بکار نے، اسے حمزہ بن حبیب نے حبیب بن ابی ثابت سے، اس نے سعید بن جبیر سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قول خداوندی: "وھم ینھون عنه وینأون عنه" کے بارے میں روایت کر کے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ یہ آیت ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مشرکوں کو رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے سے منع کرتے تھے اور آپ ﷺ کی تکالیف کو دور کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ یہ عطاء بن دینار کا قول ہے اور القاسم بن مخیمرۃ کا قول ہے۔ مقاتل کا کہنا ہے کہ نبی کریم ﷺ ابو طالب کے پاس بیٹھے انہیں اسلام کی دعوت دے رہے تھے۔ ابو طالب کے پاس قریش جمع

ہو گئے جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ بدسلوکی کرنا چاہتے تھے۔ ابوطالب نے کہا:

وَاللّٰہِ لَنْ یَصِلُوْا اِلَیْکَ بِجَمْعِھِمْ
حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِیْنَا

ترجمہ: خدا کی قسم، میرے مٹی میں دفن ہونے تک یہ لوگ اکٹھے ہو کر بھی ہرگز آپ ﷺ تک نہیں پہنچیں گے۔

فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ
وابشر وقر بذاک منک عیونا

ترجمہ: آپ ﷺ اپنا مشن بلند آواز سے بیان کریں اور کسی بات کی فکر نہ کریں۔ آپ ﷺ کو خوشخبری ہو اور اس سے آپ ﷺ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں۔

وعرضت دینا لامحالۃ انہ
من خیر أدیان البریۃ دینا

ترجمہ: آپ ﷺ نے ایسا دین پیش کیا جو ہر حال میں خلق خدا کے دینوں میں سے بہتر دین ہے۔

لولا الملامۃ أو حذاری سبۃ
لوجدتنی سمحا بذاک متینا

ترجمہ: اگر ملامت کا ڈر نہ ہوتا یا بدکلامی سے پرہیز مانع نہ ہوتا تو آپ ﷺ مجھے ایک مضبوط اور فراخ دل پاتے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے "وَھُمْ یَنْھَوْنَ عَنْہُ وینأون عنہ" والی آیت نازل کی۔

۴۲۷۔ محمد بن الحنفیہ، السدی اور الضحاک کا قول ہے کہ یہ آیت کفار مکہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ کفار لوگوں کو محمد ﷺ کی پیروی سے دور رہتے تھے اور اپنے آپ کو آپ ﷺ سے دور رکھتے تھے۔ الوالبی کی روایت میں یہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔

قول خداوندی:

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّہٗ لَیَحْزُنُکَ الَّذِیْ یَقُوْلُوْنَ..... (الآیۃ ۳۳)

ہم کو معلوم ہے کہ ان (کافروں) کی باتیں تمہیں رنج پہنچاتی ہیں۔

۴۲۸۔ السدی کا قول ہے کہ الاخنس بن شریق، ابوجہل بن ہشام باہم ملے۔ الاخنس نے ابوجہل سے کہا، اے ابوالحکم، مجھے محمد ﷺ کے بارے میں خبر دو کہ وہ سچے ہیں یا جھوٹے ہیں؟ یہاں اس وقت میرے

سوا کوئی بھی تمہاری بات نہیں سن رہا۔ ابوجہل نے جواب دیا: خدا کی قسم محمد ﷺ بے شک وشبہ سچے ہیں۔ محمد ﷺ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ لیکن جب بنو قصی لواء، سقایہ، حجابہ، ندوہ اور نبوت سبھی کچھ لے جائیں تو پھر باقی سب قریش کے لئے کیا رہ جاتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۴۲۹۔ ابو میسرہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا کہ اے محمد، اللہ کی قسم ہم آپ ﷺ کو جھٹلاتے نہیں، آپ ﷺ ہمارے نزدیک سچے ہیں، لیکن آپ ﷺ جو پیغام اور دین لائے ہیں، ہم اسے جھٹلاتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللّٰهِ يَجْحَدُونَ

مگر یہ تمہاری تکذیب نہیں کرتے بلکہ ظالم خدا کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔

۴۳۰۔ مقاتل کا قول ہے کہ یہ آیت الحارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف بن قصی بن کلاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ اعلانیہ تو نبی کریم ﷺ کو جھٹلاتا تھا لیکن جب اپنے گھر والوں کے ساتھ تنہا ہوتا تو کہتا کہ محمد جھوٹے لوگوں میں سے نہیں ہیں۔ میں اسے سچا سمجھتا ہوں، اس کے سوا کچھ نہیں سمجھتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ...... (الایۃ ۵۲)

اور جو لوگ صبح وشام اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہیں۔ ...

۴۳۱۔ ہمیں ابوعبد الرحمٰن بن محمد بن احمد بن جعفر نے، اسے زاہر بن احمد نے، اسے الحسین بن محمد بن مصعب نے، اسے یحییٰ بن حکیم نے، اسے ابوداؤد نے، اسے قیس بن الربیع نے المقدام بن شریح سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد سے روایت کر کے خبر دی کہ یہ آیت ہم چھ اشخاص کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ایک میں خود، ابن مسعود، صہیب، عمار، المقداد اور بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہم اس بات پر قطعاً راضی نہیں کہ ہم ان چھ افراد کے پیروکار رہوں۔ انہیں دھتکار کر اپنے سے باہر کریں۔ اس سے رسول اللہ ﷺ کے دل پر جو کچھ گزرنا چاہئے تھا، گزرا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ وحی نازل کی:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ...... (الآیۃ)

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے زہیر بن حرب سے، اس نے عبد الرحمٰن سے، اس نے سفیان سے اور اس نے المقدام سے روایت کیا ہے۔

۴۳۲۔ ہمیں ابوعبدالرحمٰن نے، اسے ابوبکر بن ابی زکریا الشیبانی نے، اسے ابوالعباس محمد بن عبدالرحمٰن نے، اسے ابوصالح الحسین بن الفرح نے، اسے محمد بن مقاتل المروزی نے، خباب بن الارت سے روایت کر کے خبر دی کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ہم کمزور لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس صبح وشام رہتے تھے۔ آپ ﷺ نے ہمیں قرآن سکھایا اور نیکی سکھائی۔ آپ ﷺ ہمیں جنت اور آگ سے ڈراتے رہے۔ نیز ہمیں نفع کی باتیں بتاتے تھے اور موت اور موت کے بعد کی زندگی سے آگاہ کرتے تھے۔ اسی دوران الاقرع بن حابس التمیمی اور عیینہ بن حصین الفزاری آئے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہم اپنی قوم کے معززین اور اشراف میں سے ہیں۔ ہمیں یہ بات ناگوار ہے کہ ہماری قوم ہمیں ان لوگوں کے ساتھ دیکھے۔ آپ ﷺ انہیں اس وقت اپنے سے دور کردیں جب ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ٹھیک ہے۔ انہوں نے کہا ہمیں تب تک یہ بات قبول نہیں جب تک آپ ﷺ تحریر لکھ کر نہیں دیتے۔ چنانچہ چمڑا لایا گیا اور دوات لائی گئی۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ...... (الآية)

قول خداوندی:

وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ

اور اسی طرح ہم نے بعض لوگوں کی بعض سے آزمائش کی ہے۔

۴۳۳۔ ہمیں ابوبکر الحارثی نے، اسے ابومحمد بن حیان نے، اسے ابویحییٰ الرازی نے، اسے سہل بن عثمان نے، اسے اسباط بن محمد نے اشعث سے، اس نے کردوس سے اور اس نے ابن مسعود سے روایت کر کے خبر دی۔ ابن مسعود نے کہا کہ قریش کے سرداروں کا ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس خباب بن الارت، صہیب، بلال اور عمار موجود تھے۔ ان سرداروں نے کہا کہ اے محمد، آپ ﷺ ان لوگوں سے راضی ہوگئے اور انہیں قبول کرلیا۔ کیا آپ ﷺ چاہتے ہیں کہ ہم ان کے پیروکار ہوں یا ان کے ماتحت ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ...... (الآية) نازل کی۔

۴۳۴۔ اسی اسناد سے روایت ہے کہ ہمیں عبیداللہ نے ابوجعفر سے، اس نے الربیع سے روایت کر کے بتایا کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں سب سے پہلے حاضر ہوتے تھے، ان میں بلال (عمار) صہیب اور سلمان تھے۔ آپ ﷺ کی قوم کے اشراف اور سردار اس وقت مجلس میں آتے جب ان لوگوں نے اپنی اپنی نشستیں سنبھال لی ہوتی تھیں۔ ان سرداروں کا کہنا تھا کہ صہیب رومی، سلمان فارسی، بلال حبشی تو آپ ﷺ کے نزدیک بیٹھتے تھے اور ہم آتے تو کنارے پر بیٹھ جاتے ہیں۔ ان لوگوں نے اس کا ذکر رسول

اللہ ﷺ سے کیا اور کہا کہ ہم آپ ﷺ کی قوم کے سردار ہیں اور معزز و اشراف ہیں۔ اگر آپ ﷺ ہمارے آنے پر ہمیں اپنے قریب کر دیا کریں (تو کتنا اچھا ہو) رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے کا ارادہ کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۴۳۴۔ عکرمہ کا قول ہے کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، معظم بن عدی اور الحارث بن نوفل نبی عبد مناف کے اہل کفر کے اشراف کو ساتھ لے کر عبدالمطلب کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ کاش آپ کا بھتیجا ہمارے غلاموں، موالیوں اور گھٹیا لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دے تو یہ بات ہمارے دلوں میں بہت بڑا درجہ رکھتی اور اس کے لئے ہمارے ہاں بڑا پسندیدہ کام ہوتا۔ نیز یہ بات ہمارے لئے اس کی پیروی اور تصدیق کے لئے بہت مددگار ثابت ہوتی۔ ابو طالب نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اس بارے میں آپ ﷺ سے بات کی۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اگر آپ وہ کام کریں (جو وہ چاہتے ہیں) تا کہ ہم دیکھ لیں کہ وہ چاہتے کیا ہیں اور اپنی بات کا کہاں تک پاس کر کے آگے بڑھتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بات کے لئے معذرت کرنے آئے۔

قول خداوندی:

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا...... (الآية ۵۴)

اور جب تمہارے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

۴۳۵۔ عکرمہ کا قول ہے، یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کو دھتکارنے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو منع کر دیا تھا تو نبی کریم ﷺ جب انہیں دیکھتے تو انہیں سلام کرنے میں پہل کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات باری کا شکر ہے کہ جس نے میری امت میں ایسے افراد پیدا کئے کہ جن کو سلام کرنے میں پہل کرنے کا مجھے حکم دیا۔

۴۳۶۔ ماہان الحنفی کا قول ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ ہم سے بڑے بڑے گناہ سرزد ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں کچھ جواب دیا۔ جب وہ چلے گئے اور واپس ہوئے تو یہ آیت

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ...... (الآية) نازل ہوئی

قول خداوندی:

قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ...... (الآية ۵۷)

کہہ دو کہ میں تو اپنے پروردگار کی دلیل روشن پر ہوں۔

۴۳۷۔ الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت النضر بن حارث اور رؤسائے قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اے محمد، ہم پر وہ عذاب لے آؤ جس کا تم ہمیں ڈراوا دیتے ہو۔ وہ یہ بات بطور استہزاء کہا کرتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قول خداوندی:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ..... (الآیۃ ۹۲)
اور ان لوگوں نے خدا کی قدر جیسے جاننی چاہیے تھی نہ جانی، جب انہوں نے کہا کہ خدا نے انسان پر (وحی اور کتاب وغیرہ) کچھ نازل نہیں کیا۔

۴۳۸۔ الوالبی کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ یہود نے کہا کہ اے محمد، کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر ایک کتاب نازل کی ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں۔ تو انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم اللہ نے آسمان سے کوئی کتاب نہیں اتاری۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی نُوْرًا وَّهُدًی لِّلنَّاسِ
کہو کہ جو کتاب موسیٰ لے کر آئے تھے اس کو کس نے نازل کیا تھا جو لوگوں کے لئے نور ہدایت تھی۔

۴۳۹۔ محمد بن کعب القرظی کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حکم دیا کہ اہل کتاب آپ ﷺ سے آپ ﷺ کے معاملے میں سوال کریں اور (دیکھیں کہ) وہ اپنی کتابوں میں آپ ﷺ کا ذکر کس طرح سے پاتے ہیں؟ اس سے محمد ﷺ کے خلاف ان کے حسد نے انہیں اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول کے انکار پر مجبور کیا اور انہوں نے کہا کہ اللہ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۴۴۰۔ سعید بن جبیر کا قول ہے کہ ایک یہودی جسے مالک بن الصیف کہتے تھے، آیا اور نبی کریم ﷺ سے جھگڑنے لگ گیا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا کہ میں تمہیں اس کی قسم دیتا ہوں، جس نے موسیٰ پر تورات نازل کی، کیا تم تورات میں یہ لکھا ہوا نہیں پاتے کہ اللہ تعالیٰ حبر سمین یعنی موٹے تازے حبر کو ناپسند کرتا ہے۔ یہ شخص موٹا تازہ تھا۔ اس پر اسے غصہ آیا اور اس نے کہا کہ اللہ کی قسم، اللہ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا۔ اس پر اس کے ساتھیوں نے جو اس کے ساتھ تھے، اس سے کہا کہ تجھ پر تباہی ہو، کیا موسیٰ پر بھی کچھ نازل نہیں کیا گیا۔ اس نے پھر بھی یہی کہا کہ قسم بخدا اللہ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا..... (الآیة ۹۳)
اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ افترا کرے...

۴۴۱۔ یہ آیت بنو حنیفہ قبیلے کے مسیلمہ کذاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ تک خوانی اور کہانت کیا کرتا تھا۔ نبوت کا دعویٰ کرتا تھا، اس کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی بھیجی ہے۔

قول خداوندی:

وَمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ... (الآیة ۹۳)
اور جو یہ کہے کہ مجھ پر وحی آئی ہے، حالانکہ اس پر کچھ وحی بھی نہ آئی ہو۔

۴۴۲۔ یہ آیت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس نے زبانی طور پر اسلام کا اقرار کیا تھا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اسے بلوایا تاکہ آپ ﷺ کے لئے کچھ لکھے۔ جب مومنین کے بارے میں آیت ۱۲۔۱۴ نازل ہوئی۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ (المؤمنون ۱۲)
اور ہم نے انسانوں کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا ہے۔
آپ ﷺ نے اسے یہ آیت لکھوا دی۔ جب آیت:
ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ
پھر اس کو نئی صورت میں بنا دیا۔
پر ختم ہوئی تو عبداللہ کو انسانی تخلیق کی تفصیل سن کر بڑا تعجب ہوا اور اس نے کہا کہ:

تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ
خدا جو سب سے بہتر بنانے والا بڑا با برکت ہے۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ آیت مجھ پر اسی طرح نازل ہوئی ہے، جب عبداللہ کے دل میں شک پیدا ہو گیا۔ اس نے کہا اگر محمد سچے ہیں تو مجھ پر بھی ایسی ہی وحی آئی ہے، جیسی رسول اللہ ﷺ کی طرف آئی ہے اور اگر آپ ﷺ (نعوذ باللہ) کاذب ہیں تو میں نے بھی وہی کچھ کہا جو کچھ انہوں نے کہا ہے۔ اس کا قول یہ ہے:

وَمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

مسیلمہ اسلام سے مرتد ہو گیا۔ الکلبی کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول یہی ہے۔

۴۴۲۔ ہمیں عبدالرحمن بن عبدان نے، اسے محمد بن عبداللہ (بن نعیم) نے اسے محمد بن یعقوب الاموی نے، اسے احمد بن عبدالجبار نے، اسے یونس بن بکیر نے، محمد بن اسحاق سے، اسے شرحبیل بن سعد نے روایت کر کے خبر دی کہ یہ آیت عبداللہ بن سرح کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس نے کہا تھا: یعنی میں بھی ایسی وحی نازل کر سکتا ہوں، جیسی اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ یہ شخص اسلام سے مرتد ہوگیا۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو یہ فرار ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلا گیا، جو اس کے رضاعی بھائی تھے۔ انہوں نے اسے اپنے ہاں چھپالیا۔ تا آنکہ مکہ والوں کو اطمینان ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے اور آپ ﷺ سے اس کے لئے امان حاصل کر لی۔

قول خداوندی:

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ (الآية ۱۰۰)

اوران لوگوں نے جنوں کو خدا کا شریک ٹھہرایا......

۴۴۳۔ الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت زندیقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ اور ابلیس بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ لوگوں اور مویشیوں یعنی حیوانات کا خالق ہے، ابلیس سانپوں، درندوں اور بچھوؤں کا خالق ہے۔ اسی کی طرف اشارہ اس قول خداوندی میں ہے:

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ

قول خداوندی:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ..... (الآية ۱۰۹)

اور جن کو یہ لوگ خدا کے سوا پکارتے ہیں ان کو برا نہ کہنا کہ یہ بھی کہیں خدا کو بے ادبی سے بے سمجھے برا (نہ) کہہ بیٹھیں۔

۴۴۴۔ الوالبی کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ مشرکین نے کہا: اے محمد! تم ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے رک جاؤ۔ ورنہ ہم تمہارے رب کی ہجو کریں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے بتوں کو برا بھلا کہنے سے منع کیا تاکہ وہ بے علمی میں دشمنی کے مارے اللہ کو گالیاں نہ دیں۔

۴۴۵۔ قتادہ کا قول ہے کہ مسلمان کافروں کے بتوں کو ردو بد کہتے تھے تو کفار بھی یہی کچھ مسلمانوں پر لوٹاتے تھے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے انہیں منع کر دیا تاکہ وہ اپنے رب کو ایسی جاہل قوم کے ہاتھوں دشمنی میں گالیاں نہ دلوائیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔

۴۴۶۔ السدی کا قول ہے کہ جب ابوطالب قریب المرگ ہو گئے تو قریش نے کہا آؤ، چلو اس

کے پاس جائیں اور اسے مجبور کریں کہ وہ اپنے بھتیجے کو روکیں۔ ہمیں اس بات سے شرم آتی ہے کہ ہم ان کی موت کے بعد ان کے بھتیجے کو قتل کردیں۔ عرب کہیں گے کہ ابوطالب اپنی زندگی میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرتے تھے، جب وہ مرگئے تو انہوں نے اس کے بھتیجے کو قتل کردیا۔ چنانچہ ابوسفیان، ابوجہل، النضر بن الحارث، خلف کے دو بیٹے امیہ اور ابی، عقبہ بن ابی معیط، عمرو بن العاص، اسود بن البختری، ابوطالب کی طرف چل دیئے۔ ان لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ ہمارے بڑے سردار ہیں۔ محمد ﷺ نے ہمیں اور ہمارے معبودوں کو اذیت دی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ انہیں بلائیں اور انہیں ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے روکیں۔ ہم بھی اس سے اور اس کے معبود سے درگزر کریں گے۔ ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کو بلایا نبی کریم ﷺ آ گئے۔ ابوطالب نے ان سے کہا: یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں اور بھائی بند ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے معبودوں کو اور ہمیں تنہا چھوڑ دیں اور ہم آپ کو اور آپ کے معبود کو برا بھلا کہنے سے باز رہیں گے۔ ابوطالب نے کہا کہ آپ کی قوم نے انصاف کی بات کہی ہے، اسے قبول کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ آپ لوگوں کی کیا رائے ہے، اگر میں تمہاری یہ بات مان لوں تو کیا تم میری ایک بات مانو گے۔ اگر تم وہ کلمہ کہہ دو تو تم عرب کے مالک بن جاؤ گے اور عجم تمہارا فرماں بردار ہو جائے گا۔ ابوجہل نے کہا کہ ہاں آپ کے باپ کی قسم، ہم ایک کلمہ کیا، ایسے دس کلمے کہنے کو تیار ہیں۔ وہ کیا کلمہ ہے؟ آپ ﷺ نے کہا کہ کہو لا الٰہ الا اللہ۔ ان لوگوں نے یہ ماننے سے انکار کیا اور منہ ٹیڑھا کر چلے گئے۔

ابوطالب نے کہا کہ اے بھتیجے، اس کے علاوہ کوئی اور بات کہو۔ آپ کی قوم کے لوگ اس کلمے سے بدک گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ اے میرے چچا، میں اس کے علاوہ کوئی اور بات نہیں کہہ سکتا۔ اگر یہ لوگ مجھے سورج لاکر میری ہتھیلی پر رکھ دیں۔ میں پھر بھی اس کلمے کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کہنے کا۔ اس پر سرداران قریش نے کہا۔ آپ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے باز رہیں، ورنہ ہم بھی آپ کو برا بھلا کہیں گے اور اسے بھی برا بھلا کہیں گے جو آپ ﷺ کو حکم دیتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ (۱۱۰، ۱۱۲)

اور یہ لوگ خدا کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئے تو وہ اس پر ضرور ایمان لے آئیں۔

۴۴۷۔ ہمیں محمد بن موسیٰ بن الفضل نے، اسے محمد بن یعقوب الاموی نے، اسے احمد بن عبدالجبار

نے واسے یونس بن بکیر نے ابو معشر سے، اسنے محمد بن کعب سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش سے بات کی۔ انہوں نے کہا، اے محمد، آپ ﷺ ہمیں یہ خبر دیتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے پاس عصا تھا جسے انہوں نے پتھر پر دے مارا تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور حضرت عیسیٰ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ حضرت ثمودؑ کی اونٹنی تھی، آپ ﷺ ہمیں ان نشانیوں میں سے کوئی ایک نشانی لا کر دیجئے تا کہ ہم آپ ﷺ کی تصدیق کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تم کونسی نشانی چاہتے ہو، میں تمہیں وہ لا دوں۔

انہوں نے کہا کہ صفا پہاڑ کو سونے کا بنا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں ایسا کروں تو کیا پھر میری تصدیق کرو گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ خدا کی قسم، اگر آپ نے ایسا کیا تو ہم سب آپ ﷺ کی پیروی کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ دعا کرنے کے لئے آگے بڑھے تو آپ کے پاس جبریل آئے اور کہا کہ اگر آپ ﷺ چاہیں تو صفا کا پہاڑ سونے کا بن سکتا ہے۔ لیکن میں کوئی نشانی لا دوں جس کی تصدیق نہ کی جائے تو پھر لازماً عذاب نازل کرتا ہوں اور اگر آپ چاہیں تو انہیں چھوڑ دیں تا آنکہ توبہ کرنے والے از خود توبہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا میں انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہوں تاوقتیکہ توبہ کرنے والا خود توبہ کرے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت :

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا......

مَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ نازل کی۔

قول خداوندی:

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ...... (الآیۃ ۱۲۱)

اور جس چیز پر خدا کا نام نہ لیا جائے اسے مت کھاؤ......

۴۲۸۔ مشرکوں نے کہا کہ اے محمد، بکری جب مر جائے تو ہمیں بتائیے کہ اسے کس نے مارا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اسے اللہ نے مارا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ یہ خیال کرتے ہیں کہ جسے آپ ﷺ یا آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ماریں یعنی ذبح کریں تو وہ حلال ہے، کتا اور باز مارے وہ بھی حلال ہے اور جسے اللہ مارے وہ حرام ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۴۲۹۔ عکرمہ کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مردار کی حرمت کا حکم دیا تو اہل فارس کے مجوسیوں نے قریش کو لکھا جو دور جاہلیت میں ان کے دوست تھے اور ان کے درمیان خط و کتاب کا سلسلہ تھا، لکھا کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کا خیال ہے کہ وہ اللہ کے حکم کی فرماں برداری کرتے ہیں، پھر یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کا ذبح کیا ہوا حلال ہے، لیکن اللہ کا ذبح کیا ہوا حرام ہے۔ اس سے مسلمانوں میں سے بعض لوگوں کے دلوں میں کچھ وسوسہ پیدا ہوا، جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنَاهُ (الآية ۱۲۲)

بھلا جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کیا...

۴۵۰۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اس سے مراد حمزہ بن عبدالمطلب اور ابوجہل ہیں۔ وہ یوں کہ ابوجہل نے رسول اللہ ﷺ کے اوپر گوبر پھینکا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع مل گئی کہ ابوجہل نے کیا حرکت کی ہے۔ حضرت حمزہ شکار سے واپس آ رہے تھے اور ان کے ہاتھ میں کمان تھی۔ وہ غضبناک ہوکر اور کمان لے کر ابوجہل پر چڑھ دوڑے۔ ابوجہل ان سے منت سماجت کرتا رہا اور کہتا رہا کہ اے ابویعلیٰ کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ کیا مصیبت لے آئے ہیں۔ اس نے ہماری عقلوں کو بے وقوف قرار دیا، ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں اور ہمارے آباؤ اجداد کی مخالفت کی۔ حضرت حمزہ نے جواب دیا کہ تم سے بڑا بے وقوف اور کون ہوسکتا ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر پتھروں کو پوجتے ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور بے شک و شبہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۴۵۱۔ ہمیں ابوبکر الحارثی نے، اسے ابومحمد بن حیان نے، اسے عبداللہ بن محمد بن یعقوب نے اور الولید بن ابان نے، انہیں ابوحاتم نے، اسے ابوتقی نے، اسے بقیہ بن الولید نے، اسے مبشر بن عبید نے زید بن اسلم سے قول خداوندی:

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ

کے بارے میں روایت کر کے خبر دی کہ اس سے مراد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور قول خداوندی:

كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا

سے مراد ابوجہل بن ہشام ہے۔

سورۃ الاعراف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ... (الآیۃ ۳۱)

اے بنی آدم ہر نماز کے وقت اپنے تئیں مزین کیا کرو۔

۴۵۲۔ ہمیں سعید بن محمد العدل نے، اسے ابوعمرو بن حمدان نے، اسے الحسن بن سفیان بن حماد الوراق نے، نے ابو یحییٰ الحمانی نے نصر بن الحسن (الحداد) سے، اس نے عکرمہ سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ کچھ بدو لوگ ننگے ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اگر عورت کو بھی طواف کرنا ہوتا تو وہ بھی ننگے بدن طواف کرتی۔ عورت اپنی شرمگاہ کے اوپر ایک جھالر سی لٹکا دیتی جیسی جھالریں سرخ مکھیوں کے چہروں پر ہوتی ہیں۔ (طواف کے دوران) عورت کہتی:

الیــوم یبــدو بــعــضــه أو کــلــه

ومـــا بــدا مــنــه فــلا أحــلــه

آج ستر کا کچھ حصہ یا سب کا سب ظاہر ہو جائے گا اور جو حصہ ظاہر ہو گا میں اسے حلال نہیں کروں گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ حکم نازل کیا:

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ

لہٰذا اس کے بعد لوگوں کو لباس پہننے کا حکم دیا گیا۔

۴۵۳۔ ہمیں عبدالرحمن بن احمد العطار نے، اسے محمد بن عبداللہ الحافظ نے، اسے محمد بن یعقوب المعقلی نے، اسے ابراہیم بن مرزوق نے، اسے ابوداؤد الطیالسی نے، اور اسے شعبہ نے سلمہ بن کہیل سے روایت کر کے خبر دی ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے ایک مسلمان کو سعید بن جبیر سے، اسے ابن عباسؓ سے حدیث بیان کرتے سنا کہ عورت خانہ کعبہ کا طواف دور جاہلیت میں ننگے بدن کرتی تھی۔ اس کی شرمگاہ پر ایک خرقہ ہوتا تھا اور وہ طواف کرتے ہوئے یہ کہتی جاتی تھی:

الیـــوم یبـــدو بــعـــضـــه أو کــلـــــه
ومـــــا بـــدامـــنـــــه فـــلا أحـــلـــه

اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ

اور یہ آیت اتری:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ

پوچھو تو کہ جو زینت (وآرائش) اور کھانے (پینے) کی پاکیزہ چیزیں خدا نے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں ان کو حرام کس نے کیا۔

اسے امام مسلمؒ نے بندار سے، اس نے غندر سے اور اس نے شعبہ سے روایت کیا ہے۔

۴۵۳۔ ہمیں الحسن بن محمد الفارسی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن حمدون نے، اسے احمد بن الحسن الحافظ نے، اسے محمد بن یحیٰی نے، اسے اسماعیل بن ابی اویس نے، اسے اس کے بھائی نے سلیمان بن بلال سے، اس نے محمد بن ابی عتیق سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کرکے خبر دی ہے کہ لوگ حج کرتے تھے تو منیٰ سے نکلتے تھے۔ کسی کے لئے یہ جائز نہ تھا کہ وہ اپنے اختراع کیے ہوئے دین کے مطابق خانہ کعبہ کا طواف اپنے دو کپڑوں میں کرے۔ جو شخص بھی طواف کرتا وہ اپنے دونوں کپڑے اتار دیتا، یہاں تک کہ طواف مکمل ہو جائے اور یہ شخص سب سے زیادہ اور بڑا پرہیزگار ہوتا۔ ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ..... لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ

یہ آیات خانہ کعبہ کے گرد ننگے طواف کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

۴۵۴۔ الکلبی کا قول ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ صرف تھوڑا سا بقدر کفایت کھانا کھاتے تھے اور حج کے دنوں میں چکنائی نہیں کھاتے تھے۔ اس طرح وہ اپنے حج کی تعظیم کرتے تھے۔ مسلمانوں نے کہا کہ یارسول اللہ، ہم اس عمل کے زیادہ حقدار ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا کہ "کـلـوا" یعنی گوشت اور چکنائی کھاؤ "واشربوا" اور پیو۔

قول خداوندی:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا ..... (الآية ۱۷۵)

اور ان کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنادو جس کو ہم نے اپنی آیتیں عطا فرمائیں۔

۴۵۴۔ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت بلعم بن ابرہ،ایک اسرائیلی شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور مفسرین میں سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کا قول ہے کہ یہ شخص بلعم بن باعوراہے۔

۴۵۵۔اوالبی کا قول ہے کہ یہ شخص مدینۃ الجبارین کا آدمی ہے۔ جسے بلعم کہا جاتا تھا۔ یہ شخص اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جانتا تھا۔پھر جب موسیٰ ان میں مبعوث ہوئے تو اس کے چچازاد اور قوم کے لوگ آئے اور انہوں نے اس سے کہا کہ موسیٰ ایک آہنی شخص ہے،اس کے ساتھ بڑی فوجیں ہیں۔اگر وہ ہمارے سامنے ہوا تو وہ ہمیں ہلاک کر ڈالے گا۔اللہ سے دعا کرو کہ موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو ہم سے ٹال دے۔اس نے جواب دیا کہ اگر میں نے حضرت موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کے لئے اللہ سے بددعا کی تو میری دنیا بھی جاتی رہے گی اور عاقبت بھی۔وہ اس سے برابر اصرار کرتے رہے۔حتیٰ کہ اس نے ان پر بددعا کی تو اس کی وہ روحانی قوت جو اسے حاصل تھی،جاتی رہی۔یہی قول خداوندی ہے:"فانسلخ منھا" یعنی اس شخص سے وہ نشانیاں جاتی رہیں۔

۴۵۶۔عبداللہ بن عمرو بن العاص اور زید بن اسلم کا قول ہے کہ یہ آیت امیہ بن ابی الصلت الثقفی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔اس نے کتابیں پڑھی ہوئی تھیں اور وہ جانتا تھا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ ایک رسول بھیجنے والا ہے۔اس کی خواہش تھی کہ وہی یہ رسول موعود ہو۔جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو رسول بنا کر مبعوث کیا تو اس نے حسد کے مارے کفر کیا۔

۴۵۷۔اس آیت کے نزول کے بارے میں عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ یہ شخص تین دعاؤں کے لئے مستجاب الدعوات تھا۔اس کی ایک بیوی تھی،جس کا نام البسوس تھا۔اس بیوی سے اس کا ایک بیٹا تھا۔اس کی ایک محبوبہ تھی،اس نے کہا کہ ان تین دعاؤں میں سے ایک دعا میرے لئے مخصوص کر دے۔اس نے کہا کہ ایک دعا تمہارے لئے ہوگی۔بتاؤ کیا مانگتی ہو یا کیا حکم ہے؟اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے یہ دعا مانگو کہ وہ مجھے بنی اسرائیل میں خوبصورت ترین عورت بنا دے۔جب اسے پتہ چلا کہ بنی اسرائیل میں اس جیسی اور کوئی عورت نہیں تو وہ اپنے خاوند سے بے رغبت ہوگئی اور اس نے کسی دوسری چیز کا ارادہ کیا۔چنانچہ اس نے بیوی پر بددعا کی کہ اللہ تعالیٰ اسے بھونکتی کتیا بنا دے۔اس طرح اس کی قبول ہونے والی دو دعائیں ختم ہوگئیں۔پھر اس عورت کے بیٹے آگئے اور انہوں نے کہا کہ ہمیں تو اس صورتحال پر چین اور سکون نہیں ہے۔ہماری ماں بھونکتی کتیا بن گئی۔لوگ اس کی وجہ سے ہمیں شرم دلاتے ہیں۔اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ اسے اپنی اصلی حالت میں لوٹا دے۔چنانچہ اس نے دعا کی اور وہ اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئی۔اس طرح اس کی تینوں دعائیں پوری ہوگئیں۔یہی وہ البسوس عورت ہے جو بدشگونی کے لئے ضرب المثل ہے۔مثل یہ ہے "اشأم من البسوس" یعنی البسوس عورت سے زیادہ منحوس اور بدشگون۔

قول خداوندی:

يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا... (الآية ۱۸۷)

(یہ لوگ) تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کے واقع ہونے کا وقت کب ہے۔

۴۵۸۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جبل بن ابی قشیر اور شموئل بن زید، جو دونوں یہودی تھے، نے کہا: اے محمد، اگر آپ نبی ہیں تو بتایئے کہ قیامت کی گھڑی کب ہوگی۔ ورنہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ کب ہوگی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۴۵۹۔ قتادہ کا قول ہے کہ قریش نے محمد ﷺ سے کہا کہ ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان قرابت اور رشتہ داری ہے۔ ہمیں پوشیدہ طور پر بتایئے کہ قیامت کی گھڑی کب آئے گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے "يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ" آیت نازل کی۔

۴۶۰۔ ہمیں ابوسعید بن ابی بکر الوراق نے، اسے محمد بن احمد بن حمدان نے، اسے ابویعلیٰ نے، اسے عقبہ بن مکرم نے، اسے یونس نے، اسے عبدالغفار بن القاسم نے ابان بن لقیط سے، اس نے قرظہ بن حسان سے روایت کر کے خبر دی کہ میں نے ابوموسیٰ کو جمعہ کے دن بصرہ کے منبر پر یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ سے میرے سامنے قیامت کے بارے میں سوال کیا گیا۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اسے اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اسے اس کے اپنے وقت پر سوائے اللہ کے اور کوئی ظاہر نہیں کرے گا، البتہ میں اس کی علامات اور شرائط بتا دوں گا جو اس کے آنے سے پہلے ظاہر ہوں گی۔ قیامت کے سامنے فتنوں، قتل اور شورشوں کا ایک طوفان ہوگا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) الہرج سے کیا مراد ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ حبشہ کی زبان میں قتل ہے۔ اور لوگوں کے دلوں کا خشک ہونا ہے۔ یعنی سردمہری ہے اور یہ کہ تم لوگوں میں ایک دوسرے سے اجنبیت ہے۔ کوئی کسی کو نہیں پہچانے گا۔ اہل علم و دانش اٹھا لئے جائیں گے اور باقی گھٹیا لوگ رہ جائیں گے جو نہ کسی نیکی کو جانیں گے اور نہ کسی برائی کو سمجھیں گے۔

قول خداوندی:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا...... (۱۸۸)

کہہ دو کہ میں اپنے فائدے اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا۔

۴۶۱۔ الکلبی کا قول ہے کہ مکہ والوں نے کہا: اے محمد، کیا آپ کا رب آپ کو گرانی سے پہلے ارزانی کی خبر نہیں دیتا، تاکہ تم چیزیں خرید کر آرام کر لو اور جس سرزمین میں وہ قحط ڈالنا چاہتا ہو تم وہاں سے نقل مکانی کر کے شاداب اور زرخیز سرزمین کی طرف نقل مکانی کرو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ..... وَھُمْ یُخْلَقُوْنَ .... (۱۸۹)

وہ خدا ہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا۔

۴۶۲۔ مجاہد کا قول ہے کہ حضرت آدم اور ان کی بیوی کا کوئی بچہ زندہ نہ رہتا تھا۔ شیطان نے ان دونوں سے کہا کہ جب تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو اس کا نام عبدالحارث رکھنا۔ شیطان کا پہلا نام الحارث تھا۔ ان دونوں نے ایسا ہی کیا۔ اس قول خداوندی میں اسی طرف اشارہ ہے:

فَلَمَّآ اٰتٰھُمَا صَالِحًا جَعَلَا .. (الآیۃ)

قول خداوندی:

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا..... (۲۰۴)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو۔

۴۶۳۔ ہمیں ابو منصور المنصوری نے، اسے علی بن عمر الحافظ نے، اسے عبداللہ بن سلیمان بن ابی اشعث نے، اسے العباس بن الولید نے یزید سے، اسے اس کے والد نے، اسے الاوزاعی نے، اسے عبداللہ بن عامر نے، اسے زید بن اسلم نے اپنے والد سے اور اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے اس آیت کے بارے میں خبر دی ہے: "اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ" انہوں نے کہا یہ آیت رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھتے وقت بلند آواز سے بات کرنے سے ممانعت کے بارے میں ہے۔

۴۶۴۔ قتادہ کا قول ہے کہ نماز کی فرضیت کے آغاز میں لوگ نماز کے دوران باتیں کرتے رہتے تھے۔ کوئی شخص آ کر اپنے ساتھی سے پوچھ لیتا تھا کہ تم نے کتنی رکعت نماز پڑھ لی اور وہ جواب دیتا کہ ہم نے اتنی رکعت نماز پڑھ لی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۴۶۵۔ الزہری کا قول ہے کہ یہ آیت انصار کے ایک نوجوان کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی کچھ پڑھتے تو وہ بھی ساتھ پڑھتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۴۶۶۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرض نمازوں میں جو قراءت کرتے تھے، آپ ﷺ کے پیچھے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلند آواز سے وہی قراءت دہراتے۔ اس سے نبی کریم ﷺ پر قراءت خلط ملط ہو جاتی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۴۶۷۔ سعید بن جبیر، مجاہد، عطاء، عمرو بن دینار اور ایک جماعت کا قول ہے کہ یہ آیت جمعہ کے روز امام کے خطبے کو خاموشی سے سننے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

سورۃ الانفال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ ..... (الآیۃ ۱)

(اے محمد! مجاہد لوگ) تم سے غنیمت کے مال کے بارے میں دریافت کرتے ہیں
(کہ کیا حکم ہے؟)

۴۶۸۔ ہمیں ابو سعید النصروبی نے، اسے ابو بکر القطیعی نے، اسے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، اسے اس کے والد نے، اسے ابو معاویہ نے، اسے ابو اسحاق الشیبانی نے محمد بن عبیداللہ الثقفی سے، اس نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ اس نے کہا کہ جس روز بدر کا معرکہ پیش آیا تو میرا بھائی عمیر شہید ہو گیا اور میں نے سعید بن العاص کو قتل کر دیا۔ میں نے اس کی تلوار لے لی۔ جسے ذوالکتیفہ کہا جاتا تھا۔ میں وہ تلوار لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور اسے مال غنیمت میں ڈال آؤ۔ پس میں لوٹا اور میرے بھائی کے قتل سے میری جو حالت تھی اسے اللہ ہی جانتا تھا، پھر مجھ سے میرا مال غنیمت بھی لے لیا گیا۔ میں زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ سورۃ الانفال نازل ہوئی۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور اپنی تلوار لے لو۔

۴۶۹۔ عکرمہ کا قول ہے جو اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب بدر کا معرکہ پیش آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے فلاں فلاں کام کیا اسے فلاں فلاں انعام ملے گا تو نوجوان چل پڑے اور بوڑھے لوگ جھنڈوں کے تلے بیٹھے رہے۔ جب مال غنیمت ہاتھ آیا تو نوجوان اپنا حصہ مانگنے آگئے۔ بوڑھے لوگوں نے کہا کہ ہم پر ترجیح نہ طلب کرو، کیونکہ ہم تو جھنڈوں کے تلے تھے، اگر تمہیں (خدانخواستہ) شکست ہو جاتی تو ہم تمہاری حفاظت پر تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کیا:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت کو برابر برابر تقسیم فرمایا۔

۴۷۰۔ ہمیں ابو بکر بن الحارث نے، اسے عبداللہ بن محمد بن جعفر نے، اسے ابو یحییٰ نے، اسے سہل

بن عثمان نے، اسے یحییٰ بن ابی زائدہ نے، اسے ابی الزناد نے، اس نے عبدالرحمٰن بن الحارث سے، اس نے سلیمان بن موسیٰ الاشدق سے، اس نے مکحول سے، اس نے ابوسلام الباہلی سے، اس نے ابوامامہ الباہلی سے اور اس نے عبادہ بن الصامت سے روایت کر کے خبر دی کہ جب جنگ بدر میں دشمن کو شکست ہوئی اور ایک جماعت ان کا پیچھا کرتے ہوئے انہیں قتل کرتی رہی۔ ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس رہی اور ایک جماعت نے فوج اور مال غنیمت پر قبضہ کر لیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے دشمن کو دفع کیا اور ان کا پیچھا کرنے والے واپس ہونے تو انہوں نے کہا کہ مال غنیمت میں ہمارا حصہ دو۔ ہم نے دشمن کا تعاقب کیا ہے اور اللہ نے ہمارے ہاتھوں دشمن کو دفع کیا ہے اور ان کو شکست دی ہے۔

جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس رہے انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم، تم ہم سے زیادہ حقدار نہیں ہو، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے پہرے میں رہے تا کہ دشمن ان پر اچانک حملہ نہ کر دے۔ لہٰذا مال غنیمت ہمارا ہے اور جن لوگوں نے فوج اور مال غنیمت پر قبضہ کیا تھا انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم تم لوگ اس کے ہم سے زیادہ حقدار نہیں ہو۔ یہ مال ہم نے لیا ہے اور ہم نے اس پر قبضہ کیا ہے۔ لہٰذا یہ ہمارا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل کی:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ

پھر رسول اللہ ﷺ نے اس مال کو برابر برابر تقسیم فرما دیا۔

قول خداوندی:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ..... (الآية ١٧)

اور (اے محمد) جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں۔

۴۷۱۔ ہمیں عبدالرحمٰن بن احمد العطار نے، اسے محمد بن عبداللہ بن محمد البیاع نے، اسے اسماعیل بن محمد بن الفضل الشعرانی نے، اس کو اس کے دادا نے، اسے ابراہیم بن المنذر الحزامی نے، اسے محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبی سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے سعید بن المسیب سے، اس نے اپنے والد سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ غزوہ احد میں ابی بن خلف نبی کریم ﷺ پر حملے کے ارادے سے بڑھا تو مومنوں کی ایک جماعت اس کے آڑے آ گئی۔ انہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے چھوڑ دیں۔ پھر اس کا سامنا مصعب بن عمیر سے ہوا۔ اس شخص کا بنو عبدالدار سے تعلق تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابی کی ہنسلی کو اس کے خود اور اس کے زرہ بکتر کے درمیانی حصے سے دیکھا اور اپنے بھالے سے اس پر وار کیا۔ ابی اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔ آپ ﷺ کے بھالا مارنے سے اس کا خون نہیں نکلا، البتہ اس کی ایک پسلی ٹوٹ گئی۔ اس کے ساتھی اس کے پاس آئے۔ اس وقت وہ بیل کی طرح ڈکرا رہا تھا۔ ساتھیوں نے اس سے کہا کہ تم کو کس چیز نے اتنا

عاجز کر دیا۔ یہ تو صرف ایک خراش ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے، جو کچھ مجھ پر بیت رہی ہے اگر یہ ذی المجاز کے لوگوں پر بیتے تو وہ سب کے سب مرجاتے۔ چنانچہ ابی جہنم واصل ہوا اور دوزخیوں پر تباہی و بربادی ہے۔ آپ ﷺ کے واپس مکہ پہنچنے سے پہلے ہی اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی:

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ......

۴۷۲۔ صفوان بن عمرو نے عبدالرحمٰن بن جبیر سے روایت کی کہ غزوہ خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے کمان طلب فرمائی۔ چنانچہ آپ ﷺ کے پاس ایک لمبی کمان لائی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے دوسری کمان لادو۔ لوگ آپ ﷺ کے پاس ایک موٹی کمان لے آئے اس سے آپ ﷺ نے قلعہ پر تیر برسائے۔ تیر اڑتا ہوا کنانہ بن ابی الحقیق کے جالگا اور وہ مر گیا۔ اس وقت وہ بستر پر تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ...

اکثر اہل تفسیر کی یہ رائے ہے کہ یہ آیت غزوہ بدر کے روز وادی کی مٹھی بھر ریت یا کنکر پھینکنے کے بارے میں ہے۔ جب آپ ﷺ نے مشرکین کے لئے بطور بددعا یہ کلمات کہے تھے: "شاهت الوجوه" یعنی چہرے مسخ ہو جائیں یا ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ریت یا کنکروں کی وہی مٹھی پھینکی تھی۔ کسی بھی مشرک کی آنکھ نہ رہ گئی ہو جس میں اس ریت کا کوئی نہ کوئی ذرہ داخل نہ ہوا۔

۴۷۳۔ حکیم بن حزام کا قول ہے کہ غزوہ بدر کے دن ہم نے آسمان سے زمین پر آئی ہوئی ایک آواز سنی، گویا وہ طشت پر یا کنکر کے گرنے کی آواز ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے یہی کنکر پھینکے، جس سے ہمیں شکست ہوئی۔ قول خداوندی یہی ہے:

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ......

قول خداوندی:

إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ..... (الآية ۱۹)

(کافرو) اگر تم (محمد ﷺ) پر فتح چاہتے ہو تو تمہارے پاس فتح آچکی۔

۴۷۴۔ ہمیں الحسن بن محمد الفارسی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن الفضل التاجر نے، اسے احمد بن محمد (بن الحسن) الحافظ نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، اسے اس کے والد نے صالح سے، اس نے ابن شہاب سے، اسے عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر نے خبر دی کہ فتح مانگنے والا ابوجہل تھا۔

اس نے قوم سے ملتے وقت کہا تھا کہ اے خدا ہم دو دھڑوں میں سے جو بھی زیادہ قطع رحمی کرنے والا ہو اور جو بھی ہمارے لئے انجانی بات لے کر آیا ہو، کل اسے (میدان جنگ میں) جھکا دے اور شکست دے۔ اس کی فتح مانگنے کی یہی دعا تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ وحی نازل کی:

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ

اس حدیث کو الحاکم ابوعبداللہ نے اپنی صحیح میں القطیعی سے روایت کیا ہے۔ اس نے ابن حنبل سے، اس نے اپنے والد سے اور اس نے یعقوب سے اس حدیث کی روایت کی ہے۔

۴۷۵۔ السدی اور الکلبی کا قول ہے کہ جب مشرکین مکہ سے نبی کریم ﷺ کی طرف نکلے تو انہوں نے کعبے کے پردے تھام لئے اور یہ دعا کی کہ اے اللہ، دو فوجوں میں سے بلند تر فوج کی مدد کر، اور دو گروہوں میں سے زیادہ ہدایت یافتہ گروہ کی مدد کر، اور دو جماعتوں میں سے زیادہ کرامت اور عزت والی جماعت کی مدد کر اور دو دینوں میں سے زیادہ افضل دین کی حمایت اور مدد کر۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۴۷۶۔ عکرمہ کا قول ہے کہ مشرکوں نے کہا تھا: یا اللہ جو کچھ محمد ﷺ لے کر آئے ہیں ہم اسے نہیں جانتے، پس حق کے ساتھ ہم دونوں کے درمیان فیصلہ کر دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے "اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا" والی آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ .... (الآیۃ ۲۷)

اے ایمان والو! نہ تو خدا اور رسول کی امانت میں خیانت کرو۔

۴۷۷۔ یہ آیت ابولبابہ بن عبدالمنذر انصاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنو قریظہ یہودیوں کا اکیس رات کا محاصرہ کئے رکھا تو انہوں نے اپنے برادر قبیلہ بنو نضیر کے ساتھ کی گئی شرائط پر صلح کی درخواست کی تاکہ وہ اپنے بھائیوں کے پاس شام میں اذرعات اور اریحاء کی طرف نکل جائیں۔ آپ ﷺ نے یہ درخواست قبول کرنے سے انکار کیا اور سعد بن معاذ کے فیصلے قلعوں سے نیچے آنے کے سوا اور بات قبول نہیں کی۔ انہوں نے قلعوں سے نیچے اترنے سے انکار کیا اور کہا کہ ہماری طرف ابولبابہ کو بھیجئے۔ ابولبابہ ان کے خیر خواہ تھے، کیونکہ اس کا مال وعیال اور بچے ان ہی کے پاس تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابولبابہ کو بھیج دیا۔ یہود نے ابولبابہ سے پوچھا اے ابولبابہ تمہاری کیا رائے ہے، کیا ہم سعد بن معاذ کی ثالثی پر قلعوں سے نیچے اتر آئیں۔ ابولبابہ نے گلے کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ یہ ذبح ہوگا اس لئے ایسا نہ کرو۔

ابولبابہ کا کہنا ہے کہ اللہ کی قسم فوراً ہی احساس ہوا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خیانت کی ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا اور کہا کہ اللہ کی قسم میں نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا، یہاں تک مر جاؤں۔ یا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کرے۔ یہ سات دن اسی طرح رہے۔ اس نے کھانا چکھا تک نہیں۔ یہاں تک کہ اس پر غشی طاری ہوگئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کی۔ اسے بتایا گیا کہ تیری توبہ قبول ہوگئی ہے تو اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں اپنے آپ کو تب تک نہیں کھولوں گا جب تک رسول اللہ ﷺ خود آکر مجھے نہ کھول دیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اسے کھولا۔ اس کے بعد ابولبابہ نے کہا کہ میری توبہ تب مکمل ہوگی جب اس قوم کے گھر سے ہجرت کروں جہاں مجھ سے یہ گناہ سرزد ہوا ہے اور یہ کہ میں اپنے مال و دولت سے دستبردار ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مال کا تیسرا حصہ صدقہ کرنا تمہارے لئے کافی ہے۔

قول خداوندی:

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ (الآیتان ۳۲،۳۳)

اور جب انہوں نے کہا کہ اے خدا اگر یہ قرآن تیری طرف سے برحق ہے۔

۴۷۸۔ اہل تفسیر کا قول ہے کہ یہ آیت النضر بن الحارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اسی شخص نے کہا تھا کہ اگر جو کچھ محمد کہتے ہیں سچ اور حق ہے تو اللہ ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے۔

۴۷۹۔ ہمیں محمد بن احمد بن جعفر نے، اسے محمد بن عبداللہ بن محمد بن الحکم نے، اسے محمد بن یعقوب الشیبانی نے، اسے احمد بن النضر بن عبدالوہاب نے، اسے عبیداللہ بن معاذ نے، اسے اس کے والد نے، اسے شعبہ نے عبدالحمید صاحب الزیادی سے روایت کر کے خبر دی کہ اس نے انس بن مالک کو کہتے سنا کہ ابوجہل نے کہا:

اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

یعنی اے اللہ اگر یہ (دین اسلام) تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا، یا ہمیں دردناک عذاب دے۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ..... (الآیۃ)

یعنی اللہ تعالیٰ انہیں تب تک انہیں عذاب نہیں دے گا جب تک آپ ﷺ ان میں

موجود ہیں۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے احمد بن النضر سے روایت کیا ہے اور امام مسلمؒ نے اسے عبداللہ بن معاذ سے روایت کیا ہے۔

قول خداوندی:

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً (الآية ۳۵)

اور ان لوگوں کی نماز خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ نہ تھی۔

۴۸۰۔ ہمیں ابو اسماعیل بن ابی عمرو النیسابوری نے، اسے حمزہ بن شعیب المعمری نے، اسے عبداللہ ابراہیم بن بالویہ نے، اسے ابو المثنیٰ معاذ بن المثنیٰ نے، اسے عمرو نے، اسے اس کے والد نے خبر دی کہ انہیں قرۃ نے عطیہ سے، اس نے ابن عمر سے روایت کر کے بتایا کہ لوگ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے تالیاں بجاتے تھے۔ راوی نے تالی بجا کر دکھایا اور سیٹیاں بجاتے تھے۔ راوی نے سیٹیاں بجا کر سنایا اور اپنے گال زمین پر ٹیکتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قول خداوندی:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ ..... (الآية ۳۶)

جو لوگ کافر ہیں اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

۴۸۱۔ مقاتل اور الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت غزوۂ بدر کے دن کھانے کا اہتمام کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ بارہ آدمی تھے۔ ابوجہل بن ہشام، ربیعہ کے دو بیٹے عتبہ اور شیبہ، حجاج کے دو بیٹے نبیہ اور منبہ، ابوالبختری بن ہشام، النضر بن الحارث، حکیم بن حزام، ابی بن خلف، زید بن الاسود، الحارث بن عامر بن نوفل اور العباس بن عبدالمطلب۔ یہ سب کے سب قریشی تھے۔ ان میں سے ہر شخص روزانہ دس اونٹ ذبح کرتا تھا۔

۴۸۱م۔ سعید بن جبیر اور ابن ابزی کا قول ہے کہ یہ آیت ابوسفیان بن حرب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس نے جنگ احد کے موقع پر دو ہزار حبشی کرائے پر لیے تاکہ نبی اکرم ﷺ کے خلاف جنگ کرے۔ یہ ان کے علاوہ تھے جو عربوں میں سے رضاکارانہ طور پر لڑائی میں شریک ہوئے۔ کعب بن مالک نے انہی کے بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

فجئنا الى موج من البحر وسطه
احابيش منهم حاسر و مقنع

ثـــلاثة الاف ونـــحـــن نـــصـية

ثـــلاث مـــئيـــن ان كـــثـرنـــا فـــاربـــع

ہم سمندر کی موج کے وسط میں آ گئے۔ یہ حبشیوں کا لشکر تھا۔ ان میں جو بغیر خود کے اور خود والے تھے وہ تین ہزار تھے۔ اور ہم بچے کچھے تھوڑے سے تھے۔ تین سو ہوں گے یا زیادہ سے زیادہ چار سو۔

۴۸۲۔ الحکم بن عتیبہ کا قول ہے کہ ابوسفیان نے جنگ اُحد میں مشرکین پر چالیس اوقیہ سونا خرچ کیا۔ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۴۸۳۔ محمد بن اسحاق نے اپنے آدمیوں سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن قریش کو شکست ہوئی اور بچے کھچے لوگ واپس مکہ لوٹے اور ابوسفیان بھی اپنا قافلہ لے کر لوٹا تو عبداللہ بن ابی ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ، قریش کے ان لوگوں کو ساتھ لے کر نکلے، جن کے آباء اور بھائی بند بدر کے معرکے میں مارے گئے تھے۔ انہوں نے ابوسفیان سے بات کی اور ان لوگوں سے بات کی جن کا اس تجارتی قافلے میں حصہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ اے معشر قریش، محمد نے تمہیں گالی دی ہے اور تمہارے اخیار یعنی بڑے بڑے معزز لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔ تم اس مال سے ہماری مدد کرو جو اس کے خلاف جنگ میں خرچ ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ ہم اس سے اپنے مقتولوں کا انتقام لے سکیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔۔۔ (الآية ۶۴)

اے نبی! خدا تم کو اور مومنین کو جو تمہارے پیرو ہیں کافی ہیں۔

۴۸۴۔ ہمیں ابوبکر بن الحارث نے، اسے ابوالشیخ الحافظ نے، اسے احمد بن عمرو بن عبدالخالق نے، اسے صفوان بن المغلس نے، اسے اسحاق بن بشر نے، اسے خلف بن خلیفہ نے انس بن ابی ہاشم الرمانی سے، اس نے سعید بن جبیر سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ۳۹ آدمی مسلمان ہوئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسلام لائے اور ان کی تعداد چالیس ہو گئی تو جبریل اللہ تعالیٰ کا فرمان لے کر نازل ہوئے:

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ الآية

قول خداوندی:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى ۔۔۔۔ (الآية ۶۷)

پیغمبر کو شایان نہیں کہ اس کے قبضے میں قیدی رہیں۔

۴۸۵ مجاہد کا قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی رائے کا اظہار کرتے تو ان کی رائے آسمان سے اترنے والی وحی کے مطابق ہوتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا تو مسلمانوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ﷺ) یہ قیدی آپ ﷺ کے چچازاد ہیں۔ انہیں فدیہ لے کر رہا کردیجئے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، یارسول اللہ (ﷺ) انہیں قتل کردیجئے۔ راوی کا کہنا ہے کہ اس پر یہ آیت

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ نازل ہوئی

۴۸۶۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں کے معاملے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رائے لی تو انہوں نے کہا کہ یہ لوگ آپ کی قوم اور آپ کا خاندان ہیں۔ انہیں رہا کردیجئے۔ آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے کہا کہ ان کو قتل کردیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

راوی کا کہنا ہے کہ نبی اکرم ﷺ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے تو آپ ﷺ نے فرمایا: بہت قریب تھا کہ تمہاری رائے کے خلاف عمل کرکے ہمیں کوئی مصیبت آلیتی۔

۴۸۷۔ ہمیں ابوبکر احمد بن الحسین الحیری نے، اسے حاجب بن احمد نے، اسے محمد بن حماد نے، اسے معاویہ نے الاعمش سے، اس نے عمرو بن مرہ سے، اس نے ابوعبیدہ سے اور اس نے عبداللہ سے روایت کرکے خبر دی کہ جب معرکہ بدر پیش آیا اور قیدی لائے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ ان قیدیوں کے بارے میں کیا کہتے ہو، یعنی تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ قیدی آپ ﷺ کی قوم اور خاندان کے لوگ ہیں، انہیں باقی رہنے دیجئے اور ان کا انتظار کیجئے۔ شاید اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ان لوگوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی، آپ ﷺ کو گھر اور وطن سے نکالا، انہیں سامنے لائیے اور ان کی گردنیں اڑا دیجئے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے مشورہ دیا: یارسول اللہ (ﷺ) بہت زیادہ ایندھن والا کوئی جنگل دیکھئے، انہیں اس جنگل کے اندر داخل کیجئے۔ پھر ان پر آگ کا الاؤ جلا دیجئے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: آپ ﷺ قطع رحمی کریں گے، یعنی انہیں قتل کرکے قطع رحمی ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ آپ ﷺ نے ان کو کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر گھر میں داخل ہوئے، کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے قبول کریں گے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے پر عمل کریں گے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ عبداللہ

بن رواحہ کی رائے کے مطابق فیصلہ کریں گے۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بے شک بعض لوگوں کا دل اس قدر نرم کر دیتا ہے کہ وہ دودھ سے بھی نرم ہو جاتا ہے اور اللہ عزوجل بعض لوگوں کے دل اس قدر سخت کر دیتا ہے کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔اے ابوبکر آپ کی مثال تو حضرت ابراہیم کی سی ہے۔جنہوں نے کہا تھا کہ:

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

یعنی جس کسی نے میری پیروی کی وہ تو میرا ہے، لیکن جس نے میری نافرمانی کی تو، تو غفور رحیم ہے۔نیز آپ کی مثال عیسیٰ کی سی ہے، جنہوں نے کہا تھا کہ:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

یعنی اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو غالب حکمت والا ہے۔اے عمر آپ کی مثال حضرت موسیٰ کی سی ہے جنہوں نے کہا تھا:

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

اے رب، ان کے اموال پر تباہی لا اور ان کے دلوں پر سختی کر، اور اے عمر آپ کی مثال حضرت نوح کی سی ہے، جنہوں نے کہا تھا:

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا

اے رب، روئے زمین پر کافروں میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑ۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اس وقت زیر بار ہو۔لہٰذا تم میں سے کوئی بھی فدیہ کے بغیر یا گردن زدنی کے بغیر نہ لوٹے گا۔راوی کا کہنا ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى یُثْخِنَ . . . الخ

آخری تین آیات نازل کی

۴۸۸۔ہمیں عبدالرحمٰن بن حمدان العدل نے، اسے احمد بن جعفر بن مالک نے، اسے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، اسے اس کے والد نے، اسے ابونوح قراد نے، اسے عکرمہ بن عمار نے، اسے سماک الحنفی ابوزمیل نے، اسے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسے عمر بن الخطاب نے خبر دی۔انہوں نے کہا کہ جب بدر کا معرکہ پیش آیا اور فوجوں کی مڈ بھیڑ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست دی، ان میں سے ستر آدمی مارے گئے اور ان میں ستر آدمی قیدی بنا لئے گئے۔رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر، عمر اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ کیا۔ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے نبی (ﷺ) یہ لوگ چچا زاد، خاندان کے لوگ اور

بھائی بند ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ ﷺ ان سے فدیہ لیں تا کہ ہم ان سے جو کچھ لیں وہ ہماری قوت کا سبب بنے، جسے ہم کافروں کے خلاف استعمال کریں گے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ انہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق اور ہدایت دے تو یہ لوگ ہمارے دست و بازو بنیں گے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ اے عمر بن الخطاب، آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ واللہ میری رائے ابوبکر کی رائے کے موافق نہیں ہے، میری رائے یہ ہے کہ مجھے فلاں شخص پر اختیار دیجئے جو عمر کا قرابت دار ہے، تو میں اس کی گردن ماردوں گا۔ حضرت علی کو عقیل پر اختیار دیجئے کہ وہ اس کی گردن اڑادیں اور حضرت حمزہ کو فلاں شخص، اپنے بھائی پر اختیار دیجئے کہ وہ اس کی گردن مارے تا کہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ ہمارے دلوں میں مشرکوں کے لئے کوئی نرم گوشہ نہیں ہے۔ یہ ان مشرکوں کے سرکردہ، سردار اور رہنماء ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کو پسند کیا اور میری رائے کو پسند نہیں فرمایا اور ان قیدیوں سے فدیہ لے لیا۔ جب اگلی صبح ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ میں صبح ہی نبی اکرم ﷺ کی طرف چلا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ بیٹھے ہیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ ہیں۔ دونوں حضرات رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے بتایئے کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے دوست کیوں رو رہے ہیں؟ اگر مجھ سے بھی ممکن ہوا تو میں بھی رو دوں گا۔ اگر مجھے رونا نہ آیا تو میں آپ ﷺ کے رونے پر رونے کا اظہار کروں گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تو تمہارے ساتھیوں کے فدیہ لینے کے مشورہ دینے پر رو رہا ہوں۔ مجھ پر عذاب پیش کیا گیا ہے جو اس درخت سے بھی قریب تر ہے جو یہ قریب ہے۔ اللہ عزوجل نے یہ وحی نازل کی ہے:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ...... لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

یعنی کسی نبی کے لئے یہ سزاوار نہیں کہ وہ زمین میں پوری طرح خون بہائے بغیر قیدی بنالے۔ اگر اللہ کی طرف سے پہلے سے لکھی ہوئی تحریر نہ ہوتی تو تم نے جو فدیہ لیا ہے، اس پر تمہیں بہت بڑی سزا ملتی۔

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں ھناد بن السری سے، اس نے ابن مبارک سے، اور اس نے عکرمہ بن عمار سے روایت کیا ہے۔

قول خداوندی:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ...... (الآية ۷۰)
اے پیغمبر جو قیدی تمہارے ہاتھ میں (گرفتار) ہیں ان سے کہہ دو۔

۴۸۹۔ الکلبی کا قول ہے کہ یہ حدیث العباس بن عبدالمطلب، عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن الحارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ بدر کے دن قیدی بنا لئے گئے تھے۔ ان کے پاس اس وقت بیس اوقیہ سونا تھا اور وہ یہ سونا لے کر بدر اس لئے گئے تھے کہ اس سے لوگوں کو کھانا کھلائیں۔ یہ ان دس اشخاص میں سے ایک تھے جنہوں نے بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں کو کھانا کھلانے کا ذمہ لے لیا تھا۔ قید ہونے تک ان کی کھانا کھلانے کی باری نہیں آئی تھی۔ چنانچہ ان کے ساتھ ان کی یہ رقم بھی لے لی گئی اور اسے ان سے رسول اللہ ﷺ نے لے لیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی کہ انہوں نے مجھ سے چوبیس اوقیہ سونا لیا ہے۔ اس میں سے دس اوقیہ سونا فدیہ لے لیں۔ آپ ﷺ نے یہ ماننے سے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ رہی اس رقم کی بات جو تم نے ہمارے خلاف استعمال کرنے کے لئے مخصوص کی ہے، اس کے بارے میں تمہاری بات نہیں مانی جاسکتی۔ آپ ﷺ نے میرے بھتیجے عقیل بن ابی طالب کے فدیہ کے طور پر بیس اوقیہ سونا زائد عائد کیا۔

میں نے آپ ﷺ سے کہا کہ اللہ کی قسم آپ ﷺ نے مجھے عمر بھر کے لئے قریش اور لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے کے لئے چھوڑا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سونا کہاں ہے جو تم نے بدر کی طرف روانہ ہونے سے پہلے ام فضل کے حوالے کیا تھا اور تم نے اس سے کہا تھا کہ اگر مجھے کوئی حادثہ پیش آیا تو یہ سونا تیرے لئے، عبداللہ فضل اور قثم کے لئے ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اس کا کیسے پتہ چل گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اطلاع دے دی۔ تو میں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ سچے ہیں۔ میں نے واقعی سونا اس کے حوالے کیا تھا اور اللہ کے سوا کسی کو اس کی خبر نہ تھی۔ پس میں گواہی دیتا ہوں کہ لا الٰہ الا اللّٰہ وانک رسول اللّٰہ۔ یعنی اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کہیں زیادہ دولت دی جو مجھ سے لی گئی تھی۔ انہوں نے نیز کہا کہ بیس غلام جن کے ساتھ بیس اوقیہ سونے کے بدلے بہت سا مال بھی ملا۔ میں اپنے رب سے مغفرت کی توقع رکھتا ہوں۔

سورۃ براءۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ..... (الآیة ۱۲)

اور اگر عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں۔

۴۹۰۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت ابوسفیان بن حرب، الحارث بن ہشام، سہیل بن عمرو، عکرمہ بن ابی جہل اور ان تمام روٴسائے قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے عہد شکنی کی تھی اور رسول اکرم ﷺ کے مکہ سے نکالنے کی جدو جہد کی تھی۔

قول خداوندی:

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ..... (الآیة ۱۷)

مشرکوں کو زیبا نہیں کہ خدا کی مسجدوں کو آباد کریں۔

۴۹۱۔مفسرین کا کہنا ہے کہ بدر کے معرکے کے دن جب حضرت عباس قیدی بنا لئے گئے تو مسلمان ان کے پاس آئے اور انہیں ان کے اللہ کے کفر اور قطع رحمی پر شرم دلائی۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ساتھ تلخ کلامی کی۔اس پر عباس نے کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم ہماری برائیوں کا تو ذکر کرتے ہو، لیکن ہماری خوبیوں کا نام نہیں لیتے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا کہ کیا تمہاری کچھ خوبیاں بھی ہیں؟ عباس نے کہا کہ ہاں، خوبیاں بھی ہیں۔ہم مسجد حرام کی تعمیر کرتے ہیں، کعبہ کی حجابت کرتے ہیں اور حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اور رنج زدہ لوگوں کو تکلیفوں سے چھٹکارا دلاتے ہیں۔اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عباس کا ذکر کرتے ہوئے یہ آیت نازل کی:

قول خداوندی:

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ..... (الآیة ۱۹)

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کو آباد کرنا اس شخص

کے اعمال جیسا خیال کیا ہے۔

۴۹۲۔ ہمیں ابواسحاق الثعالبیؒ نے، اسے عبداللہ بن حامد الوزان نے، اسے احمد بن محمد (بن جعفر) بن عبداللہ السنادی نے، اسے ابوداؤد سلیمان بن الاشعث نے، اسے ابوتوبہ الربیع بن نافع الحلبی نے اور اسے معاویہ بن سلام نے زید بن سلام سے، اس نے ابی سلام سے، اسے نعمان بن بشیر نے خبر دی کہ اس نے کہا کہ میں منبر رسول ﷺ کے پاس تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ حاجیوں کو پانی پلانے کے بعد مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ کوئی اور عمل کروں یا نہ کروں۔ ایک دوسرے شخص نے کہا کہ مسجد حرام کی تعمیر کے بعد مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی عمل کروں یا نہ کروں اور تیسرے آدمی نے کہا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ان چیزوں سے افضل ہے، جن کا تم نے ذکر کیا ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو ڈانٹا اور ان سے کہا کہ منبر رسول ﷺ کے پاس اپنی آوازیں بلند نہ کرو۔ خاص کر جب آج جمعہ بھی ہے۔ لیکن میں نماز ادا کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ سے تمہارے مابین اختلافی باتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھا۔ آپ ﷺ نے فتویٰ دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ...... وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے الحسن بن علی الحلوانی سے اور اس نے ابوتوبہ سے روایت کیا ہے۔

۴۹۳۔ الوالبی کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر جب العباس بن عبدالمطلب قیدی بنا لئے گئے تو انہوں نے کہا کہ تم نے اگر اسلام قبول کرنے، ہجرت کرنے اور جہاد میں ہم پر سبقت حاصل کی تو ہمیں مسجد حرام کی تعمیر، حاجیوں کو پانی پلانے اور دکھی لوگوں کو تکالیف سے نجات دلوانے میں سبقت حاصل ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ . . (الآیۃ)

۴۹۴۔ الحسن، الشعبی اور القرظی کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت علی، العباس اور طلحہ بن شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ ان حضرات نے باہم فخر جتایا۔ طلحہ نے کہا کہ میں صاحب البیت یعنی میں خانہ کعبہ کا متولی ہوں۔ میرے ہاتھ میں اس کی چابی ہے (میں چاہوں تو اس میں رات گزار سکتا ہوں) اور میرے ہی پاس اس گھر کے کپڑے ہیں۔ العباس نے کہا کہ میں حاجیوں کو پانی پلانے کا ذمہ دار ہوں اور علی نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ تم دونوں کیا کہتے ہو۔ میں نے دوسرے لوگوں سے چھ ماہ پیشتر نماز پڑھی ہے اور میں صاحب جہاد ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۴۹۵۔ ابن سیرین اور مرۃ الہمدانی کا قول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم ہجرت کیوں نہیں کرتے اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کیوں نہیں ملتے؟ تو انہوں

نے جواب دیا کہ کیا میں ہجرت سے زیادہ افضل کام نہیں کر رہا۔ کیا میں بیت اللہ کے حاجیوں کو پانی نہیں پلاتا اور مسجد حرام کی تعمیر نہیں کرتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ قول خداوندی "اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا" بھی نازل ہوا۔

قول خداوندی:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ...... (الاٰیۃ ۲۳)

اے اہل ایمان! اگر تمہارے (ماں) باپ اور (بہن) بھائی ایمان کے مقابل کفر کو پسند کریں تو ان سے دوستی نہ رکھو۔

۴۹۲۔ الکلبی کا قول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا گیا تو ایک آدمی اپنے باپ، اپنے بھائی اور اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ ہمیں تو ہجرت کا حکم دیا گیا ہے۔ لوگوں میں سے بعض ایسے تھے جو اس کام کے لئے جلدی کرنے لگے اور انہیں یہ کام پسند آیا۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہیں ان کی بیویاں، عیال اور بچوں کی محبت دامن گیر رہی۔ وہ کہتے تھے کہ ہم تمہیں واسطہ دیتے ہیں۔ تم ہمیں کسی اور کام کی دعوت دو۔ ورنہ (اس دعوت سے تو) تم ہم کو ضائع کر دو گے اور ہم ضائع ہو جائیں گے۔ پس اس پر رقت طاری ہوتی اور وہ اپنے اہل وعیال میں بیٹھا رہتا اور ہجرت کو ترک کر دیتا۔ ان لوگوں پر عتاب کرتے ہوئے یہ قول خداوندی نازل ہوا:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ...... (الاٰیۃ)

نیز یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل کی گئی جنہوں نے مکہ سے ہجرت نہیں کی اور مکہ میں ہی پیچھے بیٹھے رہے۔ قول خداوندی ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ...... فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ

یعنی اگر تم کو اپنے آباء اور ابناء زیادہ پیارے ہیں تو امر الٰہی یعنی جنگ اور فتح کا انتظار کرو۔

قول خداوندی:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ...... (الاٰیۃ ۳۴)

مومنو! (اہل کتاب کے) بہت سے عالم اور مشائخ۔

یہ آیت اہل کتاب کے علماء اور قاریوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ لوگ اپنے ناسمجھدار اور نادان لوگوں سے رشوتیں لیتے تھے۔ یہی ان کے کھانے پینے کا ذریعہ تھا جو وہ اپنے عوام سے لیا کرتے تھے۔

قول خداوندی:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ...... (الآية ۳۴)

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں۔

۴۹۷۔ ہمیں ابواسحاق المقری نے، اسے عبداللہ بن حامد نے، اسے احمد بن محمد بن ابراہیم نے، اسے محمد بن نصیر نے، اسے عمرو بن زرارہ نے، اسے ھشیم نے اور اسے حصین نے زید بن وہب سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ میں الربذہ سے گزرا تو اچانک ابوذر سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے اس سے کہا کہ تم اس جگہ پر کیسے آئے؟ اس نے کہا کہ میں شام میں تھا، اس آیت کے بارے میں میرا اور معاویہؓ کا اختلاف ہو گیا:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

معاویہ کا کہنا تھا کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، میرا کہنا تھا کہ یہ آیت ہمارے اور اہل کتاب دونوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس مسئلے پر میرے اور ان کے درمیان خاصی بحث ہوئی۔ اس نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میری شکایت تحریری طور پر کی۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے لکھا کہ میں مدینہ آؤں۔ چنانچہ میں مدینہ آیا۔ لوگوں کا ہجوم مجھ پر امڈ پڑا۔ یوں معلوم ہو رہا تھا کہ انہوں نے اس سے پہلے مجھے دیکھا ہی نہیں ہے۔ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ تم چاہو تو الگ رہو اور میرے قریب رہو۔ میں یہاں اسی لئے آیا ہوں۔ اگر وہ مجھ پر کسی حبشی کو بھی امیر مقرر کریں تو میں ضرور اس کی بات سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے قتادہ سے، اس نے جریر سے، اور اس نے حصین سے روایت کیا ہے۔ نیز علی سے اور اس نے ھشیم سے بھی روایت کیا ہے۔ اس آیت کے بارے میں مفسروں میں اختلاف ہے۔ بعض مفسروں کی رائے میں یہ آیت بالخصوص اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۴۹۸۔ السدی کا قول ہے کہ یہ آیت اہل قبلہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۴۹۹۔ الضحاک کا قول ہے کہ یہ آیت اہل کتاب اور مسلمانوں کے عوام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۵۰۰۔ اس قول خداوندی کے بارے میں عطاء نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ
مومنوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۵۰۱۔ ہمیں ابوالحسن احمد بن ابراہیم النجار نے، اسے سلیمان بن ایوب الطبرانی نے، اسے محمد بن داؤد بن صدقہ نے، اسے عبداللہ بن معافی نے اور اسے شریک نے محمد بن عبداللہ المرادی سے، اس نے عمرو بن مرۃ سے، اس نے سالم بن ابی جعد سے اور اس نے ثوبان سے روایت کر کے خبر دی ہے۔ اس نے کہا کہ جب "وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ" آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تَبًّا لِلذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ" یعنی سونے اور چاندی پر ہلاکت ہو۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ہم کونسا مال جمع کریں! آپ ﷺ نے فرمایا: "شکر گزار دل، ذکر خدا کرنے والی زبان اور نیکوکار صالح بیوی۔"

قول خداوندی:
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمْ...... (الأية ۳۸)
مومنو! تمہیں کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے۔

۵۰۲۔ یہ آیت غزوۂ تبوک کے موقع پر لوگوں کو جہاد پر ابھارنے اور آمادہ کرنے کے لئے نازل ہوئی۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ طائف اور غزوۂ حنین سے واپس لوٹے تو آپ ﷺ نے رومیوں پر حملہ کرنے کے لئے جہاد کا حکم دیا۔ یہ زمانہ لوگوں کی تنگدستی اور بدحالی اور ملک میں قحط سالی کا تھا۔ ساتھ ہی گرمیوں کی شدت تھی۔ یہ وہ وقت تھا جب کھجور کے درختوں پر پھل آیا تھا اور پھل پک رہے تھے۔ اس وقت لوگوں پر رومیوں پر حملہ کرنا بھاری گزر رہا تھا۔ انہیں سایہ پسند تھا اور گھروں میں رہنا پسند تھا اور مال کی محبت تھی۔ ان پر لڑائی کے لئے نکلنا شاق گزرا۔ جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی گرانباری اور گراں قدمی کو محسوس کیا تو یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:
اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا...... (الأية ۴۱)
تم سبکبار ہو یا گراں بار (یعنی مال واسباب تھوڑا رکھتے یا بہت گھروں سے) نکل آؤ۔

یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جنہوں نے کھیتی باڑی، کام کاج اور معاملے کی پریشانی کے پیش نظر جہاد پر نکلنے سے معذرت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی معذرت قبول کرنے سے انکار کیا اور ہر حال میں سوائے جہاد پر نکلنے کے کوئی بات قبول نہیں کی۔

۵۰۳۔ ہمیں محمد بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، اسے ابوعمرو بن مطر نے، اسے ابراہیم بن علی نے،

اسے یحییٰ بن یحییٰ نے، اسے سفیان بن عیینہ نے ابن جدعان (یعنی علی بن زید) سے، اس نے انس سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ جب ابو طلحہ نے "اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا" پڑھا تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کا عذر قبول نہیں کیا۔ پھر وہ شام کی طرف نکلے، یہاں تک کہ وہ وفات پا گئے۔

۵۰۴۔ السدی کا قول ہے کہ مقداد بن الاسود رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، ان کا جسم بڑا بھاری اور موٹا تھا۔ انہوں نے (اپنے فربہ بدن ہونے کی) شکایت کی اور آپ ﷺ سے (جہاد پر جانے) کی رخصت چاہی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ "انفروا خفافا و ثقالا" جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں پر اس کی یہ صورتحال گراں گزری تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو منسوخ کیا اور یہ آیت نازل کی "لَیْسَ عَلَی الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَی الْمَرْضٰی" اس کے بعد جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں یہ حکم نازل کیا۔ ان لوگوں کا تعلق منافقوں کے گروہ سے تھا۔ قول خداوندی ہے کہ:

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا ... الآیۃ

اور اللہ تعالیٰ کا قول۔

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا

یعنی اگر یہ منافق لوگ آپ ﷺ کے ساتھ نکل بھی پڑتے تو تمہیں خرابی دینے کے علاوہ کچھ نہ کرتے۔

اس کی صورت یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ جب اس مہم پر نکلے تو آپ ﷺ نے ثنیۃ الوداع پر پڑاؤ ڈالا اور عبداللہ بن ابی نے اپنا پڑاؤ ذی جدہ میں ثنیۃ الوداع کے نیچے ڈالا۔ یہ دو پڑاؤں کے درمیان فاصلہ کم نہ تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ آگے چل پڑے تو عبداللہ بن ابی بھی آپ ﷺ سے پیچھے رک گیا۔ جس طرح دوسرے منافق اور اہل ریب یعنی شک و شبہ کے شکار لوگ رک گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ آیت نازل کی:

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا ...... (الآیۃ)

یعنی اگر یہ منافق لوگ آپ ﷺ کے ساتھ مل کر نکلتے بھی تو سوائے خرابی کے تمہارے لئے اور کچھ نہ کرتے۔

قول خداوندی۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ...... (الآیۃ ۴۹)

اور ان میں کوئی ایسا بھی ہے جو کہتا ہے کہ مجھے تو اجازت ہی دیجئے اور آفت میں نہ ڈالئے۔

۵۰۵۔ یہ آیت جد بن قیس منافق کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے لئے تیاری کی تو آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ اے ابو وہب، کیا تم رومیوں پر حملہ کر کے ان کے بچوں کو غلام اور لونڈیاں بنانے میں دلچسپی رکھتے ہو۔ بنی الاصفر سے مراد یہاں رومی قوم ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ یارسول اللہ (ﷺ) میری قوم جانتی ہے کہ میں عورتوں کا رسیا شخص ہوں۔ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ اگر میں نے رومیوں کی لڑکیوں کو دیکھ لیا تو میں ان کے بغیر صبر نہیں کر سکتا۔ اس لئے آپ ﷺ مجھے اس آزمائش میں نہ ڈالئے۔ مجھے اپنے پیچھے بیٹھے رہنے کی اجازت دیجئے۔ میں آپ ﷺ کی مالی امداد کروں گا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے صرف نظر کر لیا اور فرمایا کہ میں نے تمہیں اجازت دے دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے بنو سلمہ قبیلے والوں سے کہا، جو اسی قبیلے سے تھے، اے بنی سلمہ، تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا سردار الجد بن قیس ہے، البتہ وہ بخیل اور بزدل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بخل سے بڑھ کر کون سی بیماری ہے، بلکہ تمہارا سردار سفید نوجوان بشر بن البراء بن معرور ہے۔ اس کی شان میں حسان بن ثابت نے کہا ہے:

وقال رسول الله والحق لاحق
بمن قال منا : من تعدون سيدا
فقلنا له : جد بن قيس على الذي
نبخله فينا وإن كان أنكدا
فقال : وأي الداء أدوى من الذي
رميتم به جدا وعالى بها يدا
وسود بشر بن البراء بجوده
وحق لبشر ذي السندا أن يسودا
إذا ما أتاه الوفد أنهب ماله
وقال : خذوه إنه عائد غدا

ترجمہ:۔ (۱) رسول اللہ ﷺ نے ہم سے پوچھا کہ تمہارا سردار کون ہے یا تم اپنا سردار کسے شمار کرتے ہو؟

(۲) ہم جد بن قیس کو اپنا سردار سمجھتے تھے۔ ہم اسے گراں قدر سمجھتے تھے، اگر ہم اسے اپنے میں بخیل اور ناکارہ ہی سمجھتے ہیں۔

(۳) آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس پر بخل کا جو الزام لگایا ہے، بھلا اس سے بڑی بیماری اور کونسی ہے۔

(۴) آپ ﷺ نے بشر بن البراء کو اس کی سخاوت کے باعث ان کا سردار بنادیا اور یہ بشر کا حق تھا کہ اسے سردار بنایا جائے۔

(۵) جب اس کے پاس وفد آتے ہیں تو وہ بے دریغ مال خرچ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم یہ مال لے لو۔ یہ کل یعنی قیامت کو واپس ملنے والا ہے۔

اس آیت کے بعد والی ساری آیات ''انما الصدقات للفقراء'' منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

قول خداوندی:

وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ (الآية ۵۸)

اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں کہ (تقسیم) صدقات میں تم پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔

۵۰۶۔ ہمیں احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی نے، اسے عبداللہ بن حامد نے، اسے احمد بن محمد بن الحسن الحافظ نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے عبدالرزاق نے اور اسے معمر نے الزہری سے، اس نے ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے، اس نے ابوسعید الخدری سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (مال غنیمت کا) حصہ تقسیم کر رہے تھے کہ ابن ذی الخویصرہ التمیمی آیا، اس کا اصل نام حرقوص بن زہیر تھا، اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ انصاف کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: افسوس ہے تیرے لئے۔ اگر میں انصاف نہ کروں گا تو اور کون کرے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ...... (الآية)

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے عبداللہ بن محمد سے اس نے ہشام سے اور اس نے معمر سے روایت کیا ہے۔

۵۰۷۔ الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت مؤلفۃ القلوب کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور وہ منافق تھے۔ ان میں سے ابوالجواظ نامی ایک شخص نے نبی علیہ السلام سے کہا کہ آپ ﷺ نے انصاف کے ساتھ حصے تقسیم نہیں کئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ...(الآية) نازل کی۔

قول خداوندی:

وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ...... (الآية ۶۱)

اور ان میں بعض ایسے ہیں جو پیغمبر کو ایذاء دیتے ہیں۔

یہ آیت منافقین کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جو رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیتے

تھے اور آپ ﷺ کے بارے میں ناشائستہ باتیں کہتے تھے۔ ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ (ایسی اذیت رساں باتیں کہنے والا کام) نہ کرو۔ ہمیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ باتیں اس یعنی نبی کریم ﷺ تک پہنچ جائیں تو وہ ہم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اس پر الجلاس بن السوید نے کہا کہ ہم جو چاہتے ہیں کہتے ہیں۔ پھر ہم آپ ﷺ کے پاس آتے ہیں اور ہم جو کچھ کہتے ہیں آپ ﷺ اسے سچ سمجھ لیتے ہیں۔ محمد تو صرف اذن سامعہ یعنی سننے والا کان ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۵۰۸۔ محمد بن اسحاق بن یسار وغیرہ کا قول ہے کہ یہ آیت منافقین میں سے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جسے نبتل بن الحارث کہا جاتا ہے۔ یہ شخص بدشکل، سرخ آنکھوں والا، پچکے گالوں والا یا داغدار گالوں والا تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس نے شیطان کو دیکھنا ہو وہ نبتل بن الحارث کو دیکھے۔ یہ شخص آپ ﷺ کی باتوں کی چغلی منافقوں سے لگایا کرتا تھا۔ اسے کہا گیا کہ ایسا نہ کرو۔ اس نے جواب دیا کہ محمد تو بس نیرے کان ہیں، جو کوئی ان سے جو کچھ کہے وہ اسے سچ سمجھتے ہیں۔ ہم جو چاہتے ہیں کہتے ہیں، پھر آپ ﷺ کے پاس آ کر قسم اٹھا کر جو کچھ کہتے ہیں آپ ﷺ اسے سچ سمجھتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۵۰۹۔ السدی کا قول ہے کہ منافقوں میں سے کچھ لوگ اکٹھے ہو گئے۔ انہی میں جلاس بن سوید بن الصامت اور ودیعہ بن ثابت بھی تھا۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ نبی کریم ﷺ پر رد و بد کہیں۔ ان کے پاس عامر بن قیس ایک انصاری لڑکا تھا، انہوں نے نبی کریم ﷺ کی تحقیر کی اور باتیں بنائیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم، جو کچھ محمد کہتے ہیں، اگر وہ سچ ہے تو پھر گدھوں سے بھی بدتر ہیں (ان کی ان باتوں پر اس لڑکے کو غصہ آیا اور اس نے کہا کہ جو کچھ محمد ﷺ کہتے ہیں وہ بلاشک وشبہ سچ اور حق ہے، اور تم لوگ گدھے ہو۔ اس کے بعد وہ لڑکا نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو اس واقعے کی خبر دی۔ نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کو بلوایا اور ان سے پوچھا۔ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ عامر جھوٹا ہے۔ دوسری جانب عامر نے بھی قسم کھا کر کہا کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ لڑکے نے دعا کی: اے اللہ، ہمارے ایک دوسرے سے الگ ہونے سے پہلے سچے کی سچائی اور جھوٹے کا جھوٹ ظاہر فرما دے۔ چنانچہ ان کے بارے میں یہ آیت

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ ..... الآیۃ نازل ہوئی۔

نیز یہ قول خداوندی نازل ہوا:

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ...... (۶۲)

مومنو! یہ لوگ تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو خوش کر دیں۔

قول خداوندی:

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ ..... (الآیۃ ۶۴)

منافق ڈرتے رہتے ہیں کہ ان (کے پیغمبر) پر کہیں کوئی ایسی سورت (نہ) اتر آئے۔

۵۱۰۔ السدی کا قول ہے کہ کسی منافق نے کہا کہ واللہ میری خواہش ہے کہ مجھے پیش کیا جائے اور سو کوڑے مارے جائیں تو بھی ہماری فضیحت پر ہمارے بارے میں کچھ نازل نہ ہو گا۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۵۱۰م۔ مجاہد کا قول ہے کہ لوگ آپس میں باتیں کرتے تھے تو کہتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کہیں ہمارا بھید کھول دے۔

قول خداوندی:

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ..... (الآية ۶۵)

اور اگر تم ان سے (اس بارے میں) دریافت کرو تو کہیں گے۔

۵۱۱۔ قتادہ کا قول ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کی مہم پر تھے تو آپ ﷺ کے سامنے اور ساتھ کچھ منافق لوگ بھی تھے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ کیا یہ شخص یعنی نبی کریم ﷺ یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ شام کے محلات اور قلعے فتح کر لے گا۔ یہ کہاں اور یہ کام کہاں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس کی اطلاع دے دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قافلے کو روکو۔ آپ ﷺ ان لوگوں کے پاس آئے اور آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے یہ باتیں کی ہیں۔ اور کچھ کہا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم تو ٹھٹھا مذاق کر رہے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۵۱۲۔ زید بن اسلم اور محمد بن کعب کا قول ہے کہ غزوۂ تبوک کے دوران منافقوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنے ان قاریوں جیسا لالچی پیٹو، بڑا دروغ گو اور مقابلے کے وقت زیادہ بزدل نہ دیکھا ہو گا۔ یعنی رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے۔ اس منافق سے عوف بن مالک نے کہا کہ تو نے جھوٹ کہا۔ تو، تو منافق ہے۔ میں ہر حال میں رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دے دوں گا۔ چنانچہ عوف رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دینے کے لئے چلے تو اس نے دیکھا کہ قرآن پہلے ہی نازل ہو چکا ہے۔ یہ شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جبکہ آپ ﷺ روانہ ہو چکے تھے اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو چکے تھے۔ اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ، ہم تو ہنسی مذاق کر رہے تھے اور سواری کی باتیں کر رہے تھے تاکہ ان باتوں سے سفر کٹ سکے۔

۵۱۳۔ ہمیں ابونصر محمد (بن محمد) بن عبداللہ الجوزی نے، اسے بشر بن احمد بن بشر نے، اسے ابوجعفر محمد بن موسیٰ الحلوانی نے، اسے محمد بن میمون الخیاط نے، اسے اسماعیل بن داؤد المرجانی نے، اسے مالک بن انس نے، نافع سے، اس نے ابن عمر سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن

ابی کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش پیش چلتے دیکھا۔ اسے کنکر چبھ رہے تھے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ یا رسول اللہ، ہم تو ہنسی مذاق کر رہے تھے اور نبی کریم ﷺ اس سے کہہ رہے تھے کہ کیا تم لوگ اللہ اور اس کی آیات کا مذاق اڑا رہے تھے۔

قول خداوندی:

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا..... (الآیۃ ۷۴)

یہ خدا کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے (تو کچھ) نہیں کہا۔

۵۱۴۔ الضحاک کا قول ہے کہ منافقین غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکل پڑے۔ یہ لوگ جب ایک دوسرے سے تنہائی میں تھے تو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالیاں دیتے اور دین میں طعنہ زنی کرتے۔ حذیفہ نے ان کی کہی ہوئی باتیں رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ اے اہل نافق، یہ کیا ہے جو تمہارے متعلق مجھ تک پہنچا ہے۔ انہوں نے حلف اٹھا کر کہا کہ ہم نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں جھوٹا قرار دیتے ہوئے یہ آیت نازل کی۔

۵۱۵۔ قتادہ کا قول ہے کہ ہمیں بتایا گیا کہ دو شخصوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ ان میں سے ایک جہینہ قبیلے کا تھا اور دوسرا غفار قبیلے کا غفاری آدمی جہنی پر غالب آ گیا۔ عبداللہ بن ابی نے اوس قبیلے کو پکارا اور کہا کہ اے بنی اوس، اپنے بھائی کی مدد کرو۔ ہماری اور محمد کی مثال اس ضرب المثل کے سوا اور کچھ نہیں کہ سمن کلبک یاکلک یعنی اپنے کتے کو پالو تا کہ وہ تمہیں کو کاٹ کھائے۔ اللہ کی قسم اگر ہم مدینہ واپس پہنچے تو وہاں سے عزت والے ذلیل لوگوں کو نکال باہر کریں گے۔ یہ بات مسلمانوں میں سے ایک شخص نے سن لی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اس کی اطلاع دے دی۔ آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلایا۔ وہ اللہ کی قسم کھانے لگا کہ اس نے یہ کچھ نہیں کہا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا...... (۷۴)

اور ایسی بات کا قصد کر چکے ہیں جس پر قدرت نہیں پا سکے۔

۵۱۶۔ الضحاک کا قول ہے کہ لوگوں کے گروہ نے العقبہ کی رات کو ارادہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو دھکا دے دیں۔ یہ کچھ لوگ تھے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہو کر آپ ﷺ کو قتل کرنے پر اتفاق کر لیا تھا۔ اب وہ موقع کی تلاش میں تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ ایک گھاٹی میں پہنچے تو ان میں سے کچھ لوگ آگے نکلے اور کچھ پیچھے رہ گئے۔ یہ کچھ رات کو ہوا۔ انہوں نے طے کیا تھا کہ جب آپ ﷺ گھاٹی میں پہنچیں گے تو

آپ ﷺ کو دھکا دے کر سواری سے نیچے وادی میں گرا دیں گے۔ اس رات آپ ﷺ کی سواری کے قائد عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور سائق یعنی چلانے والے حذیفہ تھے۔ یعنی عمار بن یاسر سواری کے آگے آگے تھے اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے پیچھے۔ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹوں کے قدموں کی آہٹ سنی۔ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادھر نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ چہروں پر نقاب اوڑھے ہوئے کچھ لوگ ہیں۔ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز دی کہ رک جاؤ اے اللہ کے دشمنو! یہ لوگ پکڑے گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے سفر جاری رکھا۔ یہاں تک کہ مقرر کردہ پڑاؤ پر جا اترے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

قول خداوندی:

وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ اللَّهَ..... (الآیة ۷۵)

اور ان میں بعض ایسے ہیں جنہوں نے خدا سے عہد کیا تھا۔

۵۱۷۔ ہمیں ابوالحسن محمد بن احمد بن الفضل نے، اسے ابوعمرو محمد بن جعفر بن مطر نے، اسے ابوعمران موسیٰ بن سہیل الجونی نے، اسے ھشام بن عمار نے، اسے محمد بن شعیب نے، اسے معاذ بن رفاعہ السلامی نے عبدالملک بن یزید سے روایت کر کے خبر دی کہ اسے القاسم بن عبدالرحمٰن نے، اس نے ابوامامہ الباہلی سے روایت کر کے خبر دی کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (ﷺ) اللہ سے دعا فرمایئے کہ مجھے مال عطا کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے اے ثعلبہ، تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرے اس کثیر مال سے زیادہ بہتر ہے جسے تو برداشت نہ کر سکے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو اللہ کے نبی کی طرح ہو جائے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر میں چاہوں کہ میرے ساتھ سونے اور چاندی کا پہاڑ بہہ نکلیں تو ایسا ہو سکتا ہے۔ اس پر ثعلبہ نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر نبی مبعوث کیا، اگر آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ مجھے مال عطا کرے تو میں ضرور ہر حقدار کا حق ادا کروں گا۔

رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی "اللھم ارزق ثعلبة مالا" یعنی اے اللہ، ثعلبہ کو مال دے۔ اس نے ایک بکری لی، اس کی بکریوں میں کیڑے مکوڑوں کی طرح افزائش ہوئی۔ یہاں تک کہ ان کے لئے مدینہ کی سرزمین تنگ ہو گئی۔ چنانچہ وہ مدینہ کے ایک طرف ایک وادی میں چلا گیا۔ اب صورت حال یہ ہوئی کہ وہ صرف ظہر اور عصر کی نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھتا اور اس کی دوسری نمازیں چھوٹ گئیں۔ اس کی بکریوں میں مزید اضافہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس کی جمعہ کی نماز کے سوا اس کی ساری نمازیں چھوٹ گئیں۔ بکریوں نے کیڑے مکوڑوں کی طرح بڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ اس کی جمعہ کی نماز بھی ترک ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اور فرمایا کہ ثعلبہ نے کیا کیا؟ کسی نے کہا کہ اس نے ایک بکری لی تھی اور اس کے

لئے مدینہ کی سرزمین تنگ ہو گئی اور اس نے آپ ﷺ کو ثعلبہ کے حالات کی اطلاع دے دی۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ "یا ویح ثعلبہ" اے ثعلبہ افسوس ہے کے الفاظ کہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل کی:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا (التوبۃ ۱۰۳)
ان کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کرلو کہ اس سے تم ان کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے احکام نازل کئے۔ اس کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے دو آدمی زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھیجے۔ ان میں سے ایک بنو جہینہ قبیلے کا تھا اور دوسرا بنی سلیم قبیلے کا۔ آپ ﷺ نے انہیں تحریری ہدایات دیں کہ زکوٰۃ کس طرح وصول کریں۔ آپ ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا کہ ثعلبہ اور فلاں شخص کے پاس جائیں جو بنو سلیم قبیلے سے تھا اور ان دونوں سے زکوٰۃ لیں۔ یہ لوگ نکلے، یہاں تک کہ ثعلبہ کے پاس پہنچے اور اس سے زکوٰۃ مانگی اور اسے رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھ کر سنایا۔ ثعلبہ نے جواب دیا کہ یہ تو محض ایک جزیہ ہے اور یہ تو بس جزیہ کی بہن ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے؟ تم دونوں چلے جاؤ، یہاں تک کہ تم دوسرے شخص سے زکوٰۃ کی وصولی سے فارغ ہو جاؤ تو پھر میری طرف لوٹ آنا۔ چنانچہ وہ چلے گئے اور انہوں نے سلمی کو خبر کر دی۔ اس نے اپنے بہترین اونٹوں کو دیکھا اور انہیں زکوٰۃ کے لئے الگ کیا۔ اس نے یہ اونٹ لے کر رسول اللہ ﷺ کے ایلچیوں کا استقبال کیا۔ جب ایلچیوں نے ان اونٹوں کو دیکھا تو کہا کہ تم پر تو اتنی زکوٰۃ نہیں بنتی اور ہم تم سے یہ اونٹ نہیں لینا چاہتے۔

اس نے کہا کہ ہاں، یہ اونٹ لے لو، میرا دل اس سے مطمئن اور خوش ہے۔ یہ میرے اونٹ ہیں، ان میں سے لے لیجئے۔ جب وہ زکوٰۃ کی وصولی سے فارغ ہوئے تو لوٹ کر آ گئے، یہاں تک کہ وہ ثعلبہ کے پاس سے گزرے تو ثعلبہ نے ان سے کہا کہ تم اپنی تحریر دکھاؤ تاکہ میں اسے دیکھ لوں۔ تحریر دیکھ کر اس نے کہا کہ یہ تو بس جزیہ کی ایک بہن ہے۔ یعنی اس کی ایک شکل ہے۔ اب تم دونوں جاؤ، میں سوچ بچار کروں گا۔ پھر یہ دونوں روانہ ہوئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے۔ جب آپ ﷺ نے ان دونوں کو دیکھا تو فرمایا: اے ثعلبہ (تجھ پر) افسوس ہے۔ یہ بات آپ ﷺ نے اپنے ان دونوں آدمیوں سے بات کرنے سے پہلے کی۔ آپ ﷺ نے سلمی کے لئے خیر و برکت کی دعا کی۔ ان ایلچیوں نے آپ ﷺ کو ثعلبہ کی کارگزاری سے اور سلمی کے سلوک سے باخبر کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ ... وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (۷۵۔۷۷)
اور ان میں بعض ایسے ہیں جنہوں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہم کو اپنی مہربانی

سے (مال عطا فرمائے گا تو) تو ہم ضرور خیرات کیا کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس ثعلبہ کے قرابت داروں میں سے ایک موجود تھا۔ اس نے یہ بات سنی تو وہ وہاں سے نکلا اور ثعلبہ کے پاس آیا۔ اس نے ثعلبہ سے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے! اے ثعلبہ، تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فلاں فلاں بات نازل کی۔ اس پر ثعلبہ گھر سے نکلا اور نبی علیہ السلام کے پاس آیا۔ اس نے آپ ﷺ سے زکوٰۃ قبول کرنے کی استدعا کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تم سے تمہاری زکوٰۃ قبول کرنے سے منع کیا ہے۔ اس پر ثعلبہ نے اپنے سر پر خاک ڈالنا شروع کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیرا عمل ہے، میں نے تجھے ایک حکم دیا تھا تو نے میری بات نہ مانی۔ جب نبی کریم ﷺ نے ثعلبہ سے زکوٰۃ قبول کرنے سے انکار کیا تو وہ واپس اپنے گھر چلا گیا۔ اس دوران رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا اور آپ ﷺ نے اس سے کچھ قبول نہیں کیا۔

پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو وہ ان کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے ہاں میرا رتبہ اور مقام جانتے ہیں اور انصار کے ہاں میرے مقام سے واقف ہیں۔ لہذا میری زکوٰۃ قبول فرمائیے۔ انہوں نے جواب دیا کہ جس زکوٰۃ کو رسول اللہ ﷺ نے قبول نہیں کیا تو کیا میں اسے قبول کروں؟ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہو گئی۔ انہوں نے ثعلبہ سے زکوٰۃ قبول نہیں کی۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بن گئے تو وہ ان کے پاس آیا اور کہا: اے امیر المومنین! میری زکوٰۃ قبول کیجئے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ جو زکوٰۃ رسول اللہ ﷺ نے قبول نہ کی اور نہ ہی ابوبکر نے قبول کی کیا میں اسے قبول کروں؟ لہذا انہوں نے اس سے زکوٰۃ وصول نہیں کی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی وصال ہو گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاکم بن گئے تو ثعلبہ نے ان سے زکوٰۃ قبول کرنے کے لئے کہا تو انہوں نے کہا کہ یہ زکوٰۃ رسول اللہ ﷺ نے قبول نہیں کی، نہ ہی ابوبکر نے قبول کی اور نہ ہی عمر نے اسے قبول کیا، تو کیا تم سے میں اسے قبول کروں۔ لہذا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسے قبول نہیں کیا۔ ثعلبہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہو گیا۔

قول خداوندی:

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ...... (الآیة ۷۹)

جو (ذی استطاعت) مسلمان دل کھول کر خیرات کرتے ہیں۔

۵۰۸۔ ہمیں سعید بن محمد بن احمد بن جعفر نے، اسے ابوعلی الفقیہ نے، اسے ابوعلی محمد بن سلیمان المالکی نے، اسے ابوموسیٰ محمد بن المثنیٰ نے، اسے ابوالنعمان الحکیم بن عبداللہ العجلی نے، اسے شعبہ نے سلیمان سے، اس نے ابووائل سے، اس نے ابومسعود سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ جب زکوٰۃ

کے احکام نازل ہوئے تو (ہم جانبداری اور بے صبری کا مظاہرہ کرتے تھے۔) تو ایک شخص نے بہت سا مال بطور صدقہ لایا تو لوگوں نے کہا کہ یہ دکھلاوا کرتا ہے اور ایک دوسرا شخص ایک صاع لایا تو لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس ایک صاع سے بے نیاز ہے۔ اسے اس کی ضرورت نہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ...... الخ

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے ابوقدامہ عبداللہ بن سعید سے اور اس نے ابوالنعمان سے روایت کیا ہے۔

۵۱۹۔ قتادہ وغیرہ کا قول ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے زکوٰۃ کی ادائیگی پر ابھارا تو عبدالرحمٰن بن عوف چار ہزار درہم لے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا مال آٹھ ہزار ہے۔ میں آپ ﷺ کے پاس اس کا نصف لایا ہوں۔ اسے راہ خدا میں رکھ لیجیے۔ میں نے اپنے گھر والوں کے لئے آدھا مال رکھ لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے اس دیئے ہوئے میں برکت دے اور جو کچھ تم نے گھر والوں کے لئے رکھ چھوڑا ہے اس میں بھی برکت دے تو اللہ تعالیٰ نے عبدالرحمٰن کے مال میں اس قدر برکت دی کہ انہوں نے اپنی وفات پر دو بیویاں پیچھے چھوڑیں۔ ان دو بیویوں کا حصہ جو ان کے مال کا آٹھواں حصہ ہوتا تھا، ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم تھے۔ اس روز یعنی رسول اللہ ﷺ کے اعلان کے روز عاصم بن عدی بن العجلان نے ایک سووسق کھجور صدقہ کئے۔ ابوعقیل الانصاری ایک صاع تمر لے کر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) میں نے رات پانی کھینچنے کی مزدوری میں گزار دی۔ مجھے اس کام کی مزدوری دو صاع کھجور ملے۔ میں نے اس میں سے ایک صاع اپنے گھر والوں کے لئے رکھ دیئے اور دوسرا آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان ایک صاع کھجوروں کو تمام صدقات کے اوپر پھیلا دینے کا حکم دیا۔ منافقوں نے ان لوگوں کا مذاق اڑایا اور ان پر طعن کیا۔ انہوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن اور عاصم نے محض دکھاوے کے لئے زیادہ مال دیا۔ اور ابوعقیل نے ایک صاع کھجور سے اللہ تعالیٰ بے نیاز تھا (اسے اس کی ضرورت نہ تھی) لیکن اس نے اپنے نفس کا ذکر ضروری سمجھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا...... (الآیۃ ۸۴)

اور (اے پیغمبر) ان میں سے کوئی مر جائے تو کبھی اس (کے جنازے) پر نماز نہ پڑھنا۔

۵۲۰۔ ہمیں اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن احمد الواعظ نے املاء کرا کے، اسے عبداللہ بن محمد بن نصر نے، اسے یوسف بن عاصم الرازی نے، اسے العباس بن الولید النرسی نے، اسے یحییٰ بن سعید القطان نے، اسے عبیداللہ بن عمر نے نافع سے، اس نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ جب

عبداللہ بن ابی کی وفات ہوئی تو اس کا بیٹا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے اپنی قمیض عنایت فرمایئے کہ میں اسے اس قمیض کا کفن دوں اور اس پر نماز جنازہ پڑھایئے۔ نیز اس کے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔ آپ ﷺ نے اسے اپنا کرتہ عنایت کیا۔ پھر فرمایا کہ مجھے اذن دو کہ میں اس کا جنازہ پڑھوں۔ جب آپ ﷺ نے اس پر جنازہ پڑھانے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کو کھینچا اور عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے منافقین پر نماز جنازہ پڑھانے سے منع نہیں کیا ہے تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ مجھے دو باتوں کا اختیار ہے کہ میں جنازہ پڑھوں یا نہ پڑھوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے جنازہ پڑھایا۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ

اس کے بعد آپ ﷺ نے منافقوں پر نماز جنازہ پڑھانا ترک کر دیا۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے مسدد سے روایت کیا اور امام مسلمؒ نے ابوقدامہ اور عبداللہ بن سعید سے اور دونوں راویوں نے اسے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے۔

۵۲۱۔ ہمیں اسماعیل بن ابراہیم النصرآبادی نے، اسے ابوبکر بن مالک القطیعی نے، اسے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، اسے اس کے والد نے (اسے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، اسے اس کے والد نے) محمد بن اسحاق سے، اسے الزہری نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سنا کہ جب عبداللہ بن ابی فوت ہوا تو اس پر نماز جنازہ پڑھنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کو بلایا گیا۔ آپ ﷺ کھڑے ہو گئے تو میں مڑا اور آپ ﷺ کے سینے کے آگے کھڑا ہو گیا۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ کا سب سے بڑا دشمن جس نے فلاں فلاں دن یہ کچھ کہا، میں یہ دن گنتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ جب میں نے زیادہ اصرار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے ہٹو اے عمر، مجھے اختیار دیا گیا ہے اور میں نے وہ اختیار استعمال کیا۔ مجھے یہ کہا گیا ہے:

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ...... (الآیۃ)

یعنی آپ ان کے لئے مغفرت مانگیں یا نہ مانگیں اور اگر آپ (ﷺ) ستر بار بھی ان کے لئے مغفرت طلب کریں تب بھی اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت ہرگز نہیں کرے گا۔

اگر مجھے پتہ ہو کہ ستر سے زائد مرتبہ ان کے لئے مغفرت مانگنے سے ان کو بخش دیا جائے گا تو ستر سے زائد بار بھی ان کے لئے مغفرت طلب کروں گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنازے کے ساتھ چلے اور اس کی قبر پر کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ اس کام سے فارغ ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھے اپنے آپ پر اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی اس جسارت پر تعجب ہوا۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ وحی نازل ہوئی:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا..... (الآیۃ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد کسی منافق پر نہ تو نماز جنازہ ادا کی اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

مفسرین کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عبداللہ بن ابی کے ساتھ حسن معاملہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے بیرا کرتہ، میری نماز جنازہ اللہ کے ہاں کچھ فائدہ نہ دے گی۔ اللہ کی قسم میں تو چاہتا تھا کہ اس کی قوم کے ہزاروں آدمی اس سے سلامت رہتے۔

قول خداوندی:

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ..... (الآیۃ ۹۲)

اور نہ ان (بے سروسامان) لوگوں پر (الزام) ہے کہ تمہارے پاس آئے کہ ان کو سواری دو اور تم نے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں۔

۵۲۲۔ یہ آیت ان رونے اور گریہ وزاری کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جن کی تعداد سات تھی۔ ان کے نام یہ ہیں: معقل بن سیار، صخر بن خنیس، عبداللہ بن کعب انصاری، سالم بن عمیر، ثعلبہ بن غنمہ اور عبداللہ بن مغفل۔ یہ صحابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) خدائے عزوجل نے ہمیں آپ ﷺ کے ساتھ نکلنے کا حکم دیا ہے۔ ہمیں پیوند شدہ کپڑوں اور جوتوں کے ساتھ اپنے ساتھ لے چلئے۔ ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہو کر جہاد کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس آپ کو ساتھ لے چلنے کے لئے سواری وغیرہ کا انتظام نہیں ہے۔ وہ حضرات روتے ہوئے واپس لوٹ گئے۔

۵۲۳۔ مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت مقرن کے بیٹوں معقل، سوید اور نعمان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ قول خداوندی:

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا.. (الآیۃ ۹۷)

دیہاتی لوگ سخت کافر اور سخت منافق ہیں۔

یہ آیت اسد، غطفان قبیلوں کے بدوؤں اور مدینہ کے شہری بدوؤں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

قول خداوندی:

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْاَعْرَابِ مُنَافِقُوْنَ..... (الأية ۱۰۱)

اور تمہارے گرد و نواح کے بعض دیہاتی منافق ہیں۔

۵۲۴۔ الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت جہینہ، مزینہ، اشجع، اسلم اور غفار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ "وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ" اور اہل مدینہ یعنی عبداللہ بن ابی، جد بن قیس، معتب بن قشیر، جلاس بن سوید اور ابو عامر الراہب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

قول خداوندی:

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ..... (الأية ۱۰۲)

اور کچھ اور لوگ ہیں کہ اپنے گناہوں کا (صاف) اقرار کرتے ہیں۔

۵۲۵۔ ابن الوالبی کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو غزوہ تبوک کے موقع پر پیچھے رہ گئے تھے۔ پھر انہیں اس پر ندامت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ ہم تو چھتوں تلے اور سایوں میں عورتوں کے ساتھ گھروں میں رہیں اور رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مصروف جہاد ہوں۔ اللہ کی قسم ہم اپنے آپ کو ستونوں سے باندھ دیں گے اور تب تک اپنے آپ کو نہیں کھولیں گے جب تک رسول اللہ ﷺ خود ہی ہمیں نہ کھولیں گے اور معذرت قبول کریں۔ انہوں نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ جہاد سے واپس لوٹے اور ان کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے ان کو دیکھا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے انہیں بتایا کہ یہ لوگ آپ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو تب تک آزاد نہیں کریں گے جب تک آپ ﷺ خود ہی انہیں کھولیں اور ان سے راضی نہ ہوں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں بھی اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں انہیں تب تک نہیں کھولوں گا جب تک مجھے انہیں کھولنے کا حکم نہیں ملتا، اور میں تب تک ان کا عذر قبول نہیں کروں گا جب تک اللہ تعالیٰ خود ان کا عذر قبول نہ کرے گا۔ یہ لوگ مجھ سے پیچھے رہ گئے ہیں اور انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جہاد پر نکلنے سے منہ موڑا ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے انہیں پیغام بھیجا اور انہیں ستونوں سے کھول دیا اور ان کی معذرت قبول کی۔ جب آپ ﷺ نے ان کو بندھنوں سے آزاد کر دیا تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) یہ وہ اموال ہیں جنہوں نے ہمیں آپ ﷺ سے پیچھے رکھا۔ انہیں صدقہ کر دیجئے، ہمیں پاک کر دیجئے اور ہمارے لئے مغفرت کی دعا فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تمہارے اموال میں سے کچھ لینے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ ..... (الأية)
ان کے مال سے زکوۃ قبول کرلو کہ اس سے تم ان کو (ظاہر میں بھی) اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو۔
قول خداوندی:
وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ ..... (الأية ۱۰۶)
اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا کام خدا کے حکم پر موقوف ہے۔

۵۲۶۔ یہ آیت کعب بن مالک، بنو عمرو بن عوف کے ایک فرد مرارۃ بن الربیع اور بنو واقف کے ایک فرد ہلال بن امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ غزوۂ تبوک میں شرکت سے پیچھے رہ گئے تھے۔ انہی کا ذکر اس قول خداوندی میں ہے:

وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا .. (الأية)
اور ان تینوں پر بھی جن کا معاملہ ملتوی کیا گیا تھا۔
قول خداوندی
وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا..... الأيتان (۱۰۸، ۱۰۷)
اور (ان میں ایسے بھی ہیں) جنہوں نے اس غرض سے مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچائیں اور کفر کریں۔

۵۲۷۔ مفسرین کا قول ہے کہ بنو عمرو بن عوف نے مسجد قبا تعمیر کی اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ ان کے پاس آئیں۔ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور اس مسجد میں نماز پڑھی۔ اس کے بعد ان کے بھائی بنو غنم بن عوف کو رشک پیدا ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ہم بھی ایک مسجد بنائیں اور رسول اللہ ﷺ کو اس مسجد میں نماز پڑھنے کی دعوت دیں کہ اس مسجد میں نماز پڑھیں، جس طرح آپ ﷺ ہمارے بھائیوں کی مسجد میں نماز پڑھ چکے ہیں۔ نیز یہ کہ ابو عامر الراہب جب شام سے آئے تو اس میں نماز پڑھے۔ ابو عامر دور جاہلیت میں راہب بن گیا تھا اور نصرانی بن گیا تھا۔ اس نے ٹاٹ کا لباس پہن لیا تھا۔ اس نے دین حنیفی سے انکار کیا تھا۔ جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اس نے آپ ﷺ سے دشمنی کی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کا نام ابو عامر الفاسق رکھا تھا۔ یہ شخص شام چلا گیا۔ اس نے منافقین کو یہ پیغام بھیجا کہ تم جس قدر رہو سکے قوت اور اسلحہ تیار کر رکھو اور میرے لئے ایک مسجد تعمیر کرو۔ میں قیصر روم کے پاس جا رہا ہوں۔ میں رومی فوج لے کر آؤں گا پھر محمد اور اس کے صحابہ کو نکال باہر کروں گا۔

چنانچہ ان منافقوں نے مسجد قباء کے پہلو میں ایک مسجد تعمیر کی۔ اس مسجد کے بنانے والے یہ بارہ افراد تھے۔ خذام بن خالد، ثعلبہ بن حاطب، معتب بن قشیر، ابو حبیبہ بن الازعر، عباد بن حنیف، جاریہ بن عامر اور اس کے دو بیٹے مجمع اور زید، نبتل بن حارث (محرج) بجاد بن عثمان اور ودیعہ بن ثابت۔ جب یہ مسجد کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے بیماروں، معذوروں، حاجت مندوں، بارانی راتوں اور سردیوں کی راتوں کے لئے مسجد تعمیر کی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائیں اور ہمارے لئے اس مسجد میں نماز پڑھیں۔ آپ ﷺ نے اپنا کرتہ منگوایا تاکہ اسے پہنیں اور ان کے ہاں تشریف لے جائیں۔ اسی وقت آپ ﷺ پر قرآن نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مسجد ضرار اور ان لوگوں کے ارادے کی خبر دی۔

رسول اللہ ﷺ نے مالک بن الدخشم، معن بن عدی، عامر بن السکن اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قاتل وحشی کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ اس مسجد کی طرف روانہ ہو جاؤ اور اسے منہدم کر دو اور جلا دو۔ یہ لوگ نکل کر روانہ ہو گئے اور مالک نے کھجور کی ایک ٹہنی لی اور اس میں آگ سلگا لی۔ پھر یہ لوگ مسجد میں داخل ہو گئے۔ اہل مسجد، مسجد میں موجود تھے۔ انہوں نے مسجد کو منہدم کر دیا اور جلا دیا۔ اہل مسجد وہاں سے تتر بتر ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ اس مسجد کو کوڑے کرکٹ کی جگہ بنا دی جائے۔ جس میں مردار، غلاظت اور کوڑا کرکٹ ڈالا جائے۔ ابو عامر تن تنہا غریب الوطنی میں ہی مر گیا۔

۵۲۸۔ ہمیں محمد بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، اسے ابو العباس بن اسماعیل ابن عبد اللہ بن میکال نے، اسے عبد اللہ بن احمد بن موسیٰ الاہوازی نے، اسے اسماعیل بن زکریا نے، اسے داؤد بن الزبرقان نے صخر بن جویریہ سے، اس نے عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص سے، اس نے اپنے والد سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ منافقوں نے وہ مسجد جو وہ مسجد قباء کے مقابل میں بنا رہے تھے ابو عامر الراہب کو پیش کی۔ یہ مسجد قباء کے قریب واقع تھی۔ انہیں اس بات کا انتظار تھا کہ وہ جب آئے تو ان کا امام بنے۔ جب وہ اس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) ہم نے ایک مسجد تعمیر کی ہے۔ آپ ﷺ اس میں نماز پڑھیں تاکہ ہم اسے اپنی نماز کی جگہ بنا لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا کرتہ منگوایا تاکہ ان کے ساتھ اٹھ کر چل پڑیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

لَا تَقُمْ فِيهِ اَبَدًا

قول خداوندی:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ...... (الآیۃ ۱۱۱)

خدا نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں۔

۵۲۹۔ محمد بن کعب القرظی کا قول ہے کہ جب انصار نے مکہ میں لیلۃ العقبہ یعنی گھاٹی میں بیعت

کی۔ یہ ستر افراد تھے تو عبداللہ بن رواحہ نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ) آپ ﷺ اپنے رب کے واسطے اور اپنی ذات کے واسطے جو شرائط چاہیں رکھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے رب کے لئے یہ شرط رکھتا ہوں کہ آپ لوگ اس کی عبادت کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور اپنے لئے یہ شرط رکھتا ہوں کہ آپ لوگ میرا دفاع اسی طرح کریں جس طرح آپ اپنے آپ کا کرتے ہیں۔ انصار نے پوچھا: اگر ہم یہ شرائط پوری کریں تو ہمیں کیا حاصل ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کو جنت ملے گی۔ انصار نے کہا کہ ربح البیع یعنی سودا نفع کا رہا، نہ ہم دستبردار ہوں گے اور نہ ہونے دیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قول خداوندی:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ.... (الآية ۱۱۳)
پیغمبر اور مسلمانوں کو شایاں نہیں کہ مشرکین کے لئے بخشش مانگیں۔

۵۳۰۔ ہمیں ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الشیرازی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن خمیرویہ الہروی نے، اسے ابوالحسن علی بن محمد الخزاعی نے، اسے ابوالیمان نے، اسے شعیب نے الزہری سے، اس نے سعید بن المسیب سے، اس نے اپنے والد سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو نبی کریم ﷺ ان کے پاس گئے۔ اس وقت ان کے پاس ابوجہل، عبداللہ بن ابی امیہ تھے۔ آپ ﷺ نے کہا کہ اے چچا، میرے ساتھ دہرایئے "لا الہ الا اللہ" یہ ایسا کلمہ ہے جس کی وجہ سے میں اللہ کے نزدیک حجت پیش کروں گا۔ ابوجہل اور ابن ابی امیہ بول پڑے: اے ابو طالب، کیا آپ عبدالمطلب کے دین سے منہ موڑیں گے۔ یہ دونوں شخص برابر یہی بات کہتے رہے۔ یہاں تک کہ ان سے آخری کلمہ یہ کہلوایا کہ: "علی ملة عبد المطلب" یعنی میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ہر حال میں آپ کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہوں گا، جب تک مجھے اس سے روکا نہیں جاتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے اسحاق بن ابراہیم سے، اس نے عبدالرزاق سے اور اس نے معمر سے روایت کیا ہے اور امام مسلم نے اسے ابن وہب سے، اس نے یونس سے روایت کیا ہے۔ دونوں راویوں نے اسے الزہری سے روایت کیا ہے۔

۵۳۱۔ ہمیں ابو سعید بن ابی عمرو النیسابوری نے، اسے الحسن بن علی ابن مؤمل نے، اسے عمرو بن عبداللہ البصری نے، اسے محمد بن عبدالوہاب نے، اسے جعفر بن عون نے، اسے موسیٰ بن عبیدہ نے، اسے

محمد بن کعب القرظی نے خبر دی۔ اس نے کہا کہ مجھے پتہ چلا کہ ابو طالب جب آخری مرتبہ بیمار ہوئے اور وہ اسی بیماری میں فوت ہوئے تو قریش کے لوگوں نے ان سے کہا کہ اپنے بھتیجے کو پیغام بھیجو کہ تمہارے لئے اس جنت سے، جس کا وہ ذکر کرتا رہتا ہے، کچھ بھیجے جو آپ کے لئے شفا کا باعث بن سکے۔ چنانچہ ایلچی روانہ ہوا اور اس کو رسول اللہ ﷺ مل گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایلچی نے کہا کہ اے محمد، تمہارے چچا نے آپ ﷺ کے لئے پیغام بھیجا ہے کہ میں بوڑھا ہوں، کمزور ہوں اور بیمار ہوں۔ اس جنت میں سے جس کا آپ تذکرہ کرتے رہتے ہیں، کھانے پینے کے لئے کچھ بھیج دو، جس کے کھانے پینے سے مجھے شفا ملے۔

ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو کافروں پر حرام کر دیا ہے۔ ایلچی واپس چلا گیا اور اس نے قریش سے کہا کہ میں نے محمد تک وہ پیغام پہنچا دیا جو پیغام دے کر تم نے مجھے بھیجا تھا۔ محمد نے تو میری طرف کوئی توجہ نہ کی البتہ ابو بکر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو کافروں پر حرام کیا ہے۔ قریش نے ابو طالب پر ہجوم کر کے اصرار کیا، یہاں تک ابو طالب نے اپنی طرف سے ایک ذاتی ایلچی بھیجا۔ ایلچی نے آپ ﷺ کو اپنی مجلس میں بیٹھے پایا اور آپ ﷺ کو سابقہ پیغام کی طرح پیغام دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایلچی کو جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں پر جنت کا کھانا پینا حرام کر دیا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ایلچی کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔ یہاں تک ایلچی کے ساتھ ابو طالب کے گھر میں داخل ہو گئے۔ آپ ﷺ نے گھر کو لوگوں سے بھرا پایا۔

آپ نے فرمایا ہمیں یعنی میرے چچا کو اور مجھے اکیلے چھوڑ دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم ایسا کرنے والے نہیں ہیں۔ آپ ﷺ کو ہم سے زیادہ حق حاصل نہیں ہے۔ اگر ابو طالب سے آپ کی قرابت ہے تو ان کے ساتھ ہماری بھی ویسی ہی قرابت ہے جیسی آپ کی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ ابو طالب کے پاس بیٹھ گئے اور ان سے کہا کہ اے میرے چچا، آپ کو میری طرف سے بہترین جزا ملے (آپ نے بچپن میں میری کفالت کی، بڑے ہونے پر میری سرپرستی کی، آپ کو میری طرف سے بہترین بدلہ ملے) آپ اپنے بارے میں صرف ایک کلمہ کہنے میں میری مدد کیجئے، میں اس کی بنیاد پر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے آپ کی شفاعت کراؤں گا۔ ابو طالب نے کہا کہ وہ کلمہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، کہئے **لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ**۔ ابو طالب نے کہا کہ آپ بلاشبہ میرے خیر خواہ ہیں۔ اللہ کی قسم اگر قریش مجھے طعنہ نہ دیں اور شرم نہ دلائیں اور یہ نہ کہیں کہ تیرا چچا موت سے ڈر گیا ہے تو میں یہ کلمہ کہہ کر ضرور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا۔

راوی کا کہنا ہے کہ اس پر ساری قوم چیخ پڑی کہ اے ابو طالب، تم شیوخ کی ملت حنیفیت کے سردار ہو۔ ابو طالب نے کہا کہ قریش کی عورتیں یہ نہ کہیں کہ آپ ﷺ کا چچا موت سے ڈر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تب تک اپنے رب سے آپ کی مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے اللہ اس سے نہ

روکے۔ آپ ﷺ ابو طالب کی وفات کے بعد بھی ان کے لئے استغفار کرتے رہے۔ اس پر مسلمانوں نے کہا کہ ہمیں اپنے آباؤ اجداد اور قرابت داروں کے لئے مغفرت مانگنے سے کیا چیز روکتی ہے، جیسا کہ حضرت ابراہیم نے اپنے باپ کے لئے استغفار کیا اور یہ رہے محمد ﷺ جو اپنے چچا کے لئے استغفار کر رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی مشرکین کے لئے استغفار کرنا شروع کیا، تا آنکہ یہ آیت

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ نازل ہوئی۔

۵۳۲۔ ہمیں ابو القاسم عبد الرحمٰن بن احمد الحرانی نے، اسے محمد بن عبد اللہ بن نعیم نے، اسے محمد بن یعقوب الاموی نے، اسے بحر بن نصر نے، اسے ابن وہب نے، اسے ابن جریج نے ایوب بن ہانی سے، اس نے مسروق ابن اجدع سے، اس نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ قبروں کی زیارت کے لئے نکلے تو ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تو ہم بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ قبروں میں سے گزرتے گئے، یہاں تک کہ وہ ان قبروں میں سے ایک قبر پر پہنچے۔ آپ ﷺ بڑی دیر تک اس قبر پر سرگوشی کرتے رہے۔ پھر آپ ﷺ نے ہچکیاں لیتے اور روتے ہوئے سر اوپر اٹھایا اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ رو دیئے۔ پھر وہ ہماری طرف بڑھے تو آپ ﷺ کا سامنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ﷺ کو کس بات نے رلایا، جس نے ہمیں رلایا ہے اور خوفزدہ کر دیا ہے۔

آپ ﷺ آئے اور ہمارے پاس بیٹھے اور پوچھا کیا تمہیں رونے نے خوفزدہ کر دیا ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ قبر جس میں تم نے مجھے سرگوشی کرتے دیکھا یہ آمنہ بنت وہب کی قبر ہے۔ میں نے اپنے رب سے ان کی زیارت کی اجازت طلب کی۔ مجھے یہ اجازت دی گئی۔ پھر میں نے ان کے لئے استغفار کی اجازت طلب کی، لیکن مجھے اس کی اجازت نہیں دی اور اللہ کا یہ قول نازل ہوا:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ

اس سے مجھ پر بھی وہی کیفیت طاری ہوئی جو ایک بچہ پر اپنی ماں کے لئے رقت کی شکل میں طاری ہوتی ہے۔ اسی کیفیت نے مجھے رلا دیا۔

قول خداوندی:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً...... (الآية ۱۲۲)

اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مومن سب کے سب نکل آئیں۔

۵۳۳۔ الکلبی کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے منافقین کے جہاد سے پیچھے رہنے پر ان کی عیب چینی کی تو مومنوں نے کہا کہ ہم کسی بھی غزوہ سے جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نکلیں یا کسی سریے یعنی جنگی مہم سے ہرگز پیچھے نہ رہیں گے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے خلاف سریوں یعنی جنگی مہمات پر نکلنے کا حکم دیا تو مسلمان سب کے سب نکل پڑے اور رسول اللہ ﷺ کو مدینے میں اکیلے چھوڑ دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

سورہ یونس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ رَجُلٍ مِّنْهُمْ...... (الآية ۲)

کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ ہم نے انہی میں سے ایک مرد کو حکم بھیجا۔

۵۲۴۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا تو کافروں نے (ماننے سے) انکار کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی ذات اس سے کہیں برتر ہے کہ محمد جیسا ایک بشر اس کا رسول ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ..... (الآية ۱۵)

اور جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔

۵۲۵۔ مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت مکہ کے مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور مقاتل کا قول ہے کہ یہ پانچ اشخاص تھے۔ (۱) عبداللہ بن ابی امیہ المخزومی، (۲) الولید بن مغیرہ، (۳) مکرز بن حفص، (۴) عمرو بن عبداللہ ابن ابی قیس العامری اور (۵) العاصی بن عامر۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ ہمیں ایک ایسا قرآن لا دو جس میں اللات اور العزیٰ کی عبادت ترک کرنے کا حکم یاد کرتے ہو۔

۵۲۶۔ الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت مستہزئین یعنی دین سے مذاق اڑانے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جنہوں نے کہا تھا کہ اے محمد، اس قرآن کے علاوہ ایک دوسرا قرآن لے آؤ جس میں ان باتوں کا ذکر ہو جو ہم آپ ﷺ سے پوچھیں۔

سورۃ الہود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ..... (الاٰية ۵)

دیکھو یہ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں.....

۵۳۷۔ یہ آیت الاخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ ایک شیریں کلام اور خوش شکل انسان تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خوش کلامی کرتا اور دل میں بغض اور ناپسندیدگی چھپائے رکھتا۔ الکلبی کا قول ہے کہ یہ شخص جب رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھتا تو ایسی باتیں کرتا جن سے رسول اللہ ﷺ خوش ہوں اور اپنے دل میں ظاہری باتوں کے برعکس جذبات رکھتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت:

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ..... (الاٰية)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ محمد ﷺ کے لئے عداوت و دشمنی کو سینوں کے اندر چھپائے رکھتے ہیں۔

قول خداوندی:

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا (الاٰية ۱۱۴)

اور ان کے دونوں سروں (یعنی صبح و شام کے اوقات میں) اور رات کی چند (پہلی ساعات میں نماز پڑھا کرو۔

۵۳۸۔ ہمیں الاستاد ابو منصور بغدادی نے، اسے ابو عمرو بن مطر نے، اسے ابراہیم بن علی نے، اسے یحییٰ بن یحییٰ نے، اسے ابوالاحوص نے سماک سے، اس نے ابراہیم سے، اس نے علقمہ و الاسود سے، اس نے عبداللہ سے روایت کر کے خبر دی ہے۔ اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) میں نے مدینے کے ایک نواحی علاقے میں ایک عورت سے نشست کی، سوائے مقاربت کے میں نے اس کے ساتھ سب کچھ کیا۔ اب میں حاضر ہوں۔ میرے بارے میں جو چاہیں فیصلہ

فرمادیں۔راوی کا کہنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا پردہ رکھا ہے۔کاش تو بھی اپنا پردہ رکھے۔نبی کریم ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔یہ شخص چلا گیا۔ایک شخص اس کے پیچھے چلا گیا اور اسے بلا کر یہ آیت پڑھ سنائی۔اس شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یہ صرف اس شخص کے لئے خاص طور پر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، بلکہ یہ سب لوگوں کے لئے ہے۔

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کیا اور امام بخاریؒ نے اسے یزید بن زریع کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

۵۳۹۔ ہمیں عمر بن ابی عمرو نے، اسے محمد بن مکی نے، اسے محمد بن یوسف نے، اسے محمد بن اسماعیل نے، اسے بشر بن یزید بن زریع نے اور اسے سلیمان التیمی نے ابوعثمان النہدی سے، اس نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ ایک آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لیا۔وہ شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو اپنی اس حرکت کی خبر دی۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ...... (الایۃ)

اس شخص نے پوچھا یہ حکم صرف میرے لئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، میری امت میں سے جو کوئی یہ حرکت کرے ان سب کے لئے ہے۔

۵۴۰۔ ہمیں محمد بن موسیٰ بن الفضل نے اسے محمد بن یعقوب الاموی نے، اسے العباس الدوری نے، اسے احمد بن حنبل المروزی نے، اسے (محمد) بن المبارک نے، اسے سوید نے، اسے عثمان بن موہب نے موسیٰ بن طلحہ سے، اس نے ابوالیسر بن عمرو سے روایت کر کے خبر دی۔اس نے کہا کہ میرے پاس ایک عورت آئی، جس کے خاوند کو رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم پر بھیجا تھا۔اس عورت نے کہا مجھے ایک درہم کھجور کے بدلے فروخت کر دو۔راوی نے کہا کہ مجھے اس عورت کی بات پر تعجب ہوا۔میں نے اس سے کہا کہ میرے گھر میں کھجور موجود ہیں، وہ زیادہ لذیذ اور اچھے ہیں، تم مجھ سے آملو۔چنانچہ میں نے اسے پیار کیا اور اس کا بوسہ لیا۔پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے میں نے یہ قصہ بیان کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس طرح ایک غازی مرد کے گھر والوں کے معاملے میں خیانت کی۔پھر آپ ﷺ نے میری طرف سے سر جھکا لیا۔میں نے خیال کیا کہ میں دوزخیوں میں شامل ہو گیا اور مجھے اللہ تعالیٰ بھی معاف نہ کرے گا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ...... (الاٰیۃ)

نبی کریم ﷺ نے میری طرف ایک آدمی بھیجا۔اس نے مجھے یہ آیت پڑھ سنائی۔

۵۴۱۔ ہمیں نصر بن بکر بن احمد الواعظ نے، اسے ابوسعید عبداللہ بن محمد الحجری نے، اسے محمد بن

ایوب الرازی نے، اسے علی بن عثمان نے، اسے موسیٰ بن اسماعیل اور عبداللہ بن عاصم نے علی کے الفاظ میں خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ ان کو حماد بن سلمہ نے اور اسے علی بن زید نے یوسف بن مہران سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ایک عورت میرے پاس خرید و فروخت کے لئے آئی۔ میں اسے ایک کوٹھری میں لے گیا۔ میں نے جماع کے سوا اس کے ساتھ سب کچھ کیا۔ انہوں نے کہا کہ تجھ پر تباہی ہو، کیا اس عورت کا خاوند اللہ کی راہ میں گھر سے غیر موجود ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں۔ انہوں نے کہا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا۔ چنانچہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور ان سے بھی وہی کچھ کہا جو اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تھا۔ انہوں نے اس شخص کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا ہی جواب دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ ﷺ سے پوچھ لو۔ چنانچہ وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے اس نے وہی کچھ کہا جو وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کیا اس عورت کا خاوند اللہ کی راہ میں گیا ہوا تھا اور گھر سے غائب تھا؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے سکوت اختیار فرمایا۔ اس پر قرآن نازل ہوا:

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ...... (الآیۃ)

اس شخص نے پوچھا کہ کیا یہ رعایت صرف میرے لئے ہے یا سب لوگوں کے لئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور کہا کہ نہیں، بلکہ یہ سب لوگوں کے لئے ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا کہ عمر نے سچ کہا۔

۵۴۲۔ ہمیں ابو منصور محمد بن محمد الطوسی نے، اسے علی بن عمر الحافظ نے، اسے الحسین بن اسماعیل المحاملی نے، اسے یوسف بن موسیٰ نے، اسے جریر نے عبدالملک بن عمیر سے، اس نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اور اس نے معاذ بن جبل سے روایت کر کے خبر دی، اس نے کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول (ﷺ) آپ ﷺ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جس نے کسی عورت کے ساتھ جماع کے سوا اور سب کچھ کر لیا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اٹھ اچھی طرح وضو کر، پھر اٹھ کر نماز پڑھ۔ راوی کا کہنا ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ...... (الآیۃ)

معاذ بن جبل نے پوچھا کہ کیا یہ حکم اس شخص کے لئے مخصوص ہے یا بطور عام سب مسلمانوں کے

لئے ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ سب مسلمانوں کے لئے بطور عام ہے۔

۵۴۳۔ ہمیں استاد ابو طاہر الزیادی نے، اسے حاجب بن احمد نے، اسے استاد ابو عبد الرحیم بن منیب نے، اسے ابوالفضل بن موسیٰ السینانی نے، اسے سفیان الثوری نے سماک بن حرب سے، اس نے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن یزید سے، اس نے ابن مسعود سے روایت کر کے خبر دی ہے۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) میں نے ایک عورت کے ساتھ جماع کے ساتھ اور سب کچھ کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ

سورۃ یوسف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ...... (الآية ۳)

(اے پیغمبر) ہم اس قرآن کے ذریعے سے جو ہم نے تمہاری طرف بھیجا ہے تمہیں ایک نہایت اچھا قصہ سناتے ہیں۔

۵۴۴۔ ہمیں عبدالقاہر بن طاہر نے، اسے ابوعمرو بن مطر نے، اسے جعفر بن محمد بن الحسن بن المستفاض نے، اسے اسحاق بن ابراہیم الحنظلی نے، اسے عمرو بن محمد القرشی نے، اسے خالد بن مسلم الصفار نے عمرو بن قیس الملائی سے، اس نے عمرو بن مرۃ سے، اس نے مصعب بن سعید سے، اس نے اپنے والد سعید بن ابی وقاص سے اللہ کے اس قول:

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ......(الآية)

کے بارے میں روایت کر کے بتایا کہ قرآن رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا۔ آپ ﷺ نے ایک عرصہ تک لوگوں کو پڑھ کر سنایا تو لوگوں نے کہا کہ اگر آپ ﷺ قصہ سنائیں (تو کتنا اچھا ہو) اس پر اللہ تعالیٰ نے:

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ..... نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ ..... (الآية)

آیت نازل کی۔ آپ ﷺ ایک عرصہ تک یہ آیت انہیں پڑھ کر سناتے رہے۔ پھر لوگوں نے کہا کہ اگر ہمیں کوئی حدیث یعنی باتیں سنائیں تو اللہ تعالیٰ نے آیت:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا

خدا نے نہایت اچھی باتیں نازل فرمائی ہیں (یعنی) کتاب (جس کی آیتیں باہم) ملتی جلتی ہیں۔

نازل کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں قرآن کے ذریعے ان سب باتوں کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس حدیث کو الحاکم ابوعبداللہ نے اپنی صحیح میں ابوزکریا العنبری سے، اس نے محمد بن عبدالسلام سے اور اس نے اسحاق بن ابراہیم سے روایت کیا ہے۔

۵۴۵۔ عون بن عبداللہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکتا گئے تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ) ہمیں کوئی بات یعنی کہانی سنایئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ .... (الآیۃ)

نازل کی۔ راوی کا کہنا ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دوبارہ اکتاہٹ محسوس کی تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) حدیث سے کچھ زیادہ اور قرآن سے کم۔ اس سے ان کی مراد قصے اور کہانیاں تھیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے:

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ..... (الآیۃ)

نازل کیا۔ انہوں نے قصے کی خواہش کی تو آپ ﷺ نے انہیں احسن الحدیث کی طرف رہنمائی کی اور انہوں نے قصوں، کہانیوں کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ ﷺ نے انہیں احسن القصص کی طرف رہنمائی کی۔

سورۃ الرّعد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ...... (الآية ۱۳)

اور وہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے۔

۵۴۲۔ ہمیں نصر بن ابی نصر الواعظ نے، اسے ابوسعید عبداللہ بن محمد بن نصیر نے، اسے محمد بن ایوب الرازی نے، اسے عبداللہ بن عبدالوہاب نے، اسے علی بن ابی سارہ الشیبانی نے، اسے ثابت نے انس بن مالک سے روایت کر کے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ ایک آدمی کو فراعنہ عرب کے ایک شخص کی طرف بھیجا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا کہ جاؤ اور اس شخص کو بلا لاؤ۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) وہ شخص اس سے زیادہ سرکش ہے۔ یعنی وہ نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور اسے بلا لاؤ۔ راوی کا کہنا ہے کہ وہ آدمی چلا گیا اور اس شخص سے کہا کہ تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ اللہ کیا ہے؟ کیا وہ سونے کا بنا ہوا ہے یا چاندی کا یا تانبے کا؟

راوی کا کہنا ہے کہ یہ آدمی واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا۔ اس نے آپ ﷺ کو اطلاع دی اور کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو بتا دیا تھا کہ وہ بات نہیں مانے گا، وہ سرکش ہے، اس نے مجھے فلاں فلاں بات کہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی سے کہا کہ دوبارہ اس کے پاس جاؤ اور اسے بلاؤ۔ وہ آدمی دوبارہ اس شخص کے پاس آیا۔ اس شخص نے پہلی طرح ہی اپنی بات دہرائی۔ وہ آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس واپس چلا آیا اور آپ ﷺ کو صورت حال کی اطلاع دے دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیسری بار اس کے پاس جا۔ چنانچہ وہ آدمی تیسری مرتبہ اس شخص کے پاس آیا۔ اس شخص نے پھر بھی پہلے والی بات دہرائی۔ وہ ابھی بات ہی کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے سر کے گرد ایک بدلی بھیجی۔ یہ بدلی کڑکی اور اس سے ایک بجلی نکلی جس نے اس شخص کے سر کی کھوپڑی اڑا دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ

۵۴۷۔ ابو صالح ابن جریج اور ابن زید کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت اور اس آیت سے پہلے والی آیت عامر بن الطفیل اور اربد بن ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے ارادے سے آئے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) یہ عامر بن الطفیل ہے جو آپ ﷺ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے آنے دو، اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہا تو وہ اسے ہدایت دے دے گا۔ چنانچہ وہ آگے بڑھا اور آپ ﷺ کے پاس کھڑا ہوا۔ اس نے کہا کہ اے محمد (ﷺ) اگر میں اسلام قبول کر لوں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں بھی وہ کچھ ملے گا جو مسلمانوں کو ملے گا اور تمہارے فرائض بھی وہی ہوں گے جو ان کے ہوں گے۔ (یعنی تمہارے حقوق اور فرائض دوسرے مسلمانوں کی طرح اور ان کے برابر ہوں گے)۔ اس نے کہا کہ آپ ﷺ اپنی وفات کے بعد اختیار اور اقتدار مجھے دے دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، یہ میرے اختیار کی بات نہیں۔ یہ اللہ کے بس میں ہے، جسے چاہے دے دے۔ اس نے کہا کہ پھر آپ ﷺ مجھے بدویوں کی حکومت دیں اور خود شہری حکومت رکھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس پر عامر نے کہا کہ آپ ﷺ مجھے کیا دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں گھوڑوں کی باگیں دوں گا، جن پر سوار ہو کر تم جہاد کرو گے۔ اس نے کہا کہ کیا یہ کچھ مجھے آج حاصل نہیں ہے۔

اس نے اربد بن ربیعہ سے عہد رکھا تھا کہ جب تم دیکھو کہ میں نے انہیں یعنی رسول اللہ ﷺ کو باتوں میں لگا رکھا ہے تو ان کے پیچھے سے آ کر ان پر تلوار سے وار کرو۔ عامر رسول اللہ ﷺ سے تکرار اور سوال و جواب کرتا رہا اور اربد نبی کریم ﷺ کے پیچھے چلتا تا کہ آپ ﷺ پر وار کرے۔ رسول اللہ ﷺ کا اس طرف دھیان ہوا، آپ ﷺ نے اربد کو دیکھا اور جو کچھ کر رہا تھا وہ بھی دیکھا۔ آپ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ، تو ان دونوں کے لئے میری طرف سے کافی ہو، جیسے تو چاہے۔ اللہ تعالیٰ نے اربد کے اوپر کڑک بھیجی۔ یہ سخت گرمی کے دن تھے۔ اس کڑک نے اسے جلا کر رکھ دیا۔ عامر دوڑ کر بھاگ گیا اور اس نے کہا کہ اے محمد آپ (ﷺ) نے اپنے رب سے دعا کی تو اس نے اربد کو قتل کر دیا۔ اب میں آپ ﷺ پر گھوڑوں کا ہجوم کروں گا اور سرکش نوجوانوں کے ساتھ حملہ کروں گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کام سے روک دے گا اور تمہیں قیلہ کے بیٹے یعنی اوس اور خزرج اس کام سے روکیں گے۔ عامر ایک سلولی عورت کے گھر اترا۔ جب صبح ہوئی تو اس نے اسلحہ لے لیا اور یہ کہتا ہوا نکلا کہ لات اور عزیٰ کی قسم، اگر محمد اور اس کا ساتھی یعنی ملک الموت میری طرف بڑھے تو میں ان دونوں کو اپنے نیزے سے پھیڈالوں گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ حالت دیکھی تو اس نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے اپنے پر سے اسے تھپڑ مارا اور اسے خاک میں روند ڈالا۔ اس کے دونوں گھٹنوں میں فوراً ایک غدود یا ابھار سا ظاہر ہوا۔ یہ اونٹ کے غدود جتنا بڑا تھا۔ یہ سلولی عورت کی طرف واپس ہوا اور یہ

کھڑا ہوا گیا کہ اونٹ کے غدود کی طرح کا غدود اور سلولی عورت کے گھر میں موت۔ پھر وہ اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر ہی مر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ قصہ نازل کیا:

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ..... وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ..... (۱۰۔۱۴)

کوئی تم سے چپکے سے بات کہے یا پکار کر برابر ہے.....

قول خداوندی:

وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ..... (الآية ۳۰)

اور یہ لوگ رحمٰن کو نہیں مانتے۔

۵۴۸۔ اہل تفسیر کا قول ہے کہ یہ آیت صلح حدیبیہ کے بارے میں ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب صلح نامہ لکھا جا رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ لکھو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس پر سہیل بن عمرو اور مشرکوں نے کہا کہ ہم صاحب الیمامہ یعنی مسیلمہ کذاب کے سوائے رحمٰن کو نہیں جانتے۔ اس کے بدلے باسمک اللھم لکھیں۔ اہل جاہلیت اسی طرح لکھا کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۵۴۹۔ الضحاک کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت کفار قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے کہا کہ:

اُسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ..... (الآية)

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ نیز کہا کہ "قل" ان سے کہہ دیجئے کہ رحمٰن وہ ہے جسے پہچاننے سے تم نے انکار کر دیا ہے:

هُوَ رَبِّىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

قول خداوندی:

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ..... (الآية ۳۱)

اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ اس (کی تاثیر) سے پہاڑ چل پڑتے۔

۵۵۰۔ ہمیں محمد بن عبدالرحمٰن النحوی نے، اسے ابو عمرو محمد بن احمد الحیری نے، اسے ابویعلیٰ نے، اسے محمد بن اسماعیل بن سلمۃ الانصاری نے، اسے خلف بن تمیم نے عبدالجبار ابن عمر الایلی سے، اس نے عبداللہ بن عطاء سے، اس نے اپنی دادی ام عطاء مولاۃ الزبیر سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ میں

نے زبیر بن العوام کو کہتے سنا کہ قریش نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ تم گمان کرتے ہو کہ تم نبی ہو اور تمہاری طرف وحی آتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کیا گیا تھا اور پہاڑ مسخر کئے گئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کو مسخر کیا گیا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اللہ سے دعا کریں کہ ہمارے لئے ان پہاڑوں کو چلا دیا جائے اور ہمارے لئے زمین میں سے نہریں نکالی جائیں تاکہ ہم زمین میں کھیتوں میں کاشت کریں اور اناج اگائیں اور کھائیں یا اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے مردوں کو زندہ کرے تاکہ ہم ان سے باتیں کریں اور وہ ہم سے باتیں کریں۔ یا اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ یہ پہاڑ یا چٹان جو آپ ﷺ کے نیچے ہے سونے کا بن جائے اور ہم اس سے سونا کھود نکالیں اور ہم اس کے ذریعے سردیوں، گرمیوں کے تجارتی سفروں سے بے نیاز ہو جائیں۔ آپ ﷺ کا دعویٰ ہے کہ آپ ﷺ بھی انہی کی طرح ہیں۔

ہم نبی کریم ﷺ کے گرد ہی تھے کہ ان پر وحی نازل ہوئی۔ جب آپ ﷺ پر وحی کی کیفیت جاتی رہی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان باتوں کا اختیار دیا، جن کا تم نے مطالبہ کیا ہے۔ اگر میں چاہوں تو ایسا ہو سکتا ہے، لیکن اللہ نے مجھے اختیار دیا ہے کہ تم رحمت کے دروازے میں داخل ہو جاؤ اور تم میں سے ایمان لانے والا ایمان لائے یا تمہیں وہ کچھ دیا جائے جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو اور باب رحمت سے محروم کر دیئے جاؤ (اور تم میں سے ایمان لانے والا ایمان نہ لائے) میں نے ان دو باتوں میں سے باب رحمت اختیار کیا کہ تم میں سے ایمان لانے والا برضاء و رغبت ایمان لائے۔ مجھے اللہ نے مطلع کیا کہ اگر تمہیں تمہاری مطلوبہ باتیں عطا کر دی جائیں، پھر تم کفر کرو تو وہ تمہیں ایسا عذاب دے گا کہ دنیا کے کسی شخص کو ایسا عذاب نہ دے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ

آپ ﷺ نے تین آیات تک وحی کو پڑھا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ...... (الاٰیۃ)

قول خداوندی:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ...... (الاٰیۃ ۳۸)

اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم سے پہلے بھی پیغمبر بھیجے تھے۔

۵۵۱۔ الکلبی کا قول ہے کہ یہود نے رسول اللہ ﷺ پر عیب لگایا، انہوں نے کہا کہ ہم اس آدمی میں سوائے عورتوں اور نکاح کے کسی اور چیز سے واسطہ نہیں دیکھتے۔ اگر یہ نبی ہوتا جیسے یہ خیال کرتا ہے تو نبوت کا کام اسے عورتوں سے بے رغبت اور بے نیاز کر دیتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

سورۃ الحجر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ..... (الآية ۲۴)

اور جو لوگ ہم میں پہلے گزر چکے ہیں ہم کو معلوم ہیں۔

۵۵۲۔ ہمیں نصر بن ابی نصر الواعظ نے، اسے ابوسعید عبداللہ بن محمد بن نصیر الرازی نے، اسے محمد بن ایوب الرازی نے، اسے سعید بن منصور نے، اسے نوح بن قیس الطاحی نے اور اسے عمرو بن مالک نے ابوالجوزاء سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ ایک خوبصورت عورت سب عورتوں کے آخر میں نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتی تھی۔ بعض لوگ آگے پہلی صف کی طرف بڑھتے تھے تاکہ وہ اسے نہ دیکھیں اور بعض لوگ پچھلی صف میں رہتے تھے، جب وہ رکوع کرے۔ (راوی نے رکوع کر کے دکھایا کہ یوں) اور اپنی بغلوں کے نیچے سے دیکھ لیتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِيْنَ

۵۵۳۔ الربیع بن انس کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلی صف میں نماز پڑھنے پر ابھارا تو پہلی صف میں لوگوں کا ہجوم ہونے لگا۔ قبیلہ بنو عذرہ کے گھر مسجد سے دور فاصلے پر تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے گھر فروخت کرتے ہیں اور مسجد کے قریب گھر خریدتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

وَنَزَعْنَا مَافِيْ صُدُوْرِهِمْ..... (الآية ۴۷)

اور ان کے دلوں میں جو کدورت ہوگی ان کو ہم نکال (کر صاف) کر دیں گے۔

۵۵۴۔ ہمیں عبدالرحمٰن بن حمدان العدل نے، اسے احمد بن جعفر بن مالک نے، اسے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، اسے محمد بن سلیمان بن خالد الفحام نے، اسے علی بن ہاشم نے بہت سے لوگوں سے

روایت کر کے خبر دی، اس نے کہا کہ میں نے ابو جعفر سے کہا کہ فلاں شخص نے مجھے علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بتایا کہ یہ آیت ابوبکر، عمر اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی ہے:

وَنَزَعْنَا مَافِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ

راوی کا کہنا ہے کہ یہ آیت یقیناً انہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (ان کے بغیر یہ آیت اور کس کے بارے میں نازل ہوتی) اور کون سی کدورت تھی۔ تو اس نے کہا کہ غل الجاہلیۃ یعنی جاہلیت کی کدورت۔ واقعہ یہ ہے کہ بنو تیم، بنو عدی اور بنو ہاشم کے درمیان دور جاہلیت میں کدورت تھی۔ جب یہ لوگ اسلام میں داخل ہوئے تو ان میں باہم محبت پیدا ہو گئی۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیٹ میں درد ہوا تو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا ہاتھ گرم کر کے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیٹ کو ٹکور کرنے لگے یا سینکنے لگے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قول خداوندی:

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔۔۔ (الآیۃ ۴۹)

(اے پیغمبر) میرے بندوں کو بتادو کہ میں بڑا بخشنے والا (اور) مہربان ہوں۔

۵۵۵۔ ابن المبارک نے اپنی اسناد سے نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر اس دروازے سے نمودار ہوئے جس دروازے سے بنو شیبہ داخل ہوتے تھے اور ہم اس وقت ہنس رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ہنستے ہوئے نہیں دیکھتا۔ پھر آپ ﷺ پیٹھ موڑ کر چل دیئے۔ جب آپ ﷺ حجر کے پاس پہنچے تو الٹے پاؤں واپس ہوئے اور ہماری طرف پھرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت میں نکلا تھا تو جبریل علیہ السلام آئے۔ اس نے کہا: اے محمد، اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتے ہیں کہ میرے بندے مایوس کیوں ہوتے ہیں:

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔۔۔ (الآیۃ)

یعنی میرے بندوں کو خبر دو کہ میں غفور رحیم ہوں۔

قول خداوندی:

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۔۔۔ (الآیۃ ۸۷)

اور ہم نے تم کو سات (آیتیں) جو (نماز میں) دوہرا کر پڑھی جاتی ہیں (یعنی سورۃ الحمد) اور عظمت والا قرآن عطا فرمایا ہے۔

۵۵۶۔ الحسین بن الفضل کا قول ہے کہ بصرہ اور اذرعات سے سات قافلے یہود کے قبیلوں

قریظہ اور نضیر کے لئے اتوار کے روز پہنچے۔ ان قافلوں میں طرح طرح کے کپڑے، عطریات کے برتن، ہیرے، جواہرات اور سمندری سامان تھا۔ مسلمانوں نے کہا کہ اگر یہ مال ہمارا ہوتا تو ہم اس کے ذریعے قوت پکڑتے اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں نے سات آیتیں دی ہیں۔ تمہارے لئے یہ سات آیتیں ان سات قافلوں سے کہیں بہتر ہیں۔ اس بات کی صحت پر بعد والی آیت دلالت کرتی ہے۔

سورۃ النحل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ (الآیۃ ۱)

خدا کا حکم (یعنی عذاب گویا) آ ہی پہنچا۔

۵۵۷۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اللہ نے جب آیت: "اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ" نازل کی تو کافروں نے ایک دوسرے سے کہا کہ یہ شخص خیال کرتا ہے کہ قیامت قریب آ گئی۔ لہٰذا تم لوگ جو کام کرتے تھے، ان سے رک جاؤ تا کہ ہم دیکھیں کہ یہ شخص کیا کرنے والا ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ کوئی چیز نازل نہیں ہو رہی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں کچھ نظر نہیں آتا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت: "اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُہُمۡ وَہُمۡ فِیۡ غَفۡلَۃٍ مُّعۡرِضُوۡنَ" نازل کی۔ تو اس پر کفار خوفزدہ ہوئے اور قیامت کا انتظار کرنے لگے۔ جب دن بڑھتے گئے تو انہوں نے کہا کہ یا محمد، ہمیں تو وہ کچھ نظر نہیں آتا، جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ" تو نبی کریم ﷺ اچھل پڑے اور کافروں نے اپنے سر اوپر اٹھا لئے تو اس پر "فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ" نازل ہوئی۔ اس پر انہیں اطمینان ہوا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اور قیامت کو یوں بھیجا۔ آپ ﷺ نے انگلی سے اشارہ کر کے بتایا اور ہو سکتا ہے کہ مجھ سے پہلے آ جائے۔

۵۵۸۔ دوسروں نے کہا کہ الامر سے مراد یہاں تلوار کے ذریعے عذاب ہے۔ یہ النضر بن الحارث کی بات کا جواب ہے، جب اس نے کہا تھا کہ:

اَللّٰہُمَّ اِنۡ کَانَ ہٰذَا ہُوَ الۡحَقَّ مِنۡ عِنۡدِکَ فَاَمۡطِرۡ عَلَیۡنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ

یعنی اے اللہ اگر یہ تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یعنی اس میں اس نے عذاب کا جلد مطالبہ کیا تھا۔

قول خداوندی:

خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ فَاِذَا ہُوَ خَصِیۡمٌ مُّبِیۡنٌ (۴)

اسی نے انسان کو نطفہ سے بنایا مگر وہ اس (خالق) کے بارے میں اعلانیہ جھگڑنے لگا۔

۵۵۹۔ یہ آیت ابی بن خلف الجحی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب وہ ایک بوسیدہ ہڈی لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ اللہ اس ہڈی کو بوسیدہ ہونے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا۔ اس آیت کی نظیر آیت سورہ یٰسٓ ہے:

اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ

کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو نطفے سے پیدا کیا۔ پھر وہ تڑاق پڑاق جھگڑنے لگا۔

آخر سورت تک۔

یہ آیت اسی اسباق میں نازل ہوئی ہے۔

قول خداوندی:

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَا یَبْعَثُ.... (الآیة ۳۸)

اور یہ خدا کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ جو مر جاتا ہے خدا اسے (قیامت کے دن قبر سے) نہیں اٹھائے گا۔

۵۶۰۔ الربیع بن انس کا قول ہے کہ جو اس نے ابو العالیہ کے حوالے سے راویت کیا ہے ایک مسلمان کا ایک مشرک پر قرض تھا۔ مسلمان قرض واپس مانگنے کے لئے مشرک کے پاس آیا تو اس نے ایک بات یہ کہی کہ مرنے کے بعد مجھے جس کی امید ہے تو مشرک نے کہا کہ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جاؤ گے۔ یعنی زندہ کئے جاؤ گے۔ اس پر مشرک نے قسم کھا کر کہا کہ اللہ مرے ہوئے کو زندہ نہیں کرے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ...... (الآیة ۴۱)

اور جن لوگوں نے ظلم سہنے کے بعد خدا کے لئے وطن چھوڑا۔

۵۶۱۔ یہ آیت نبی کریم ﷺ کے مکہ میں آنے پر ان صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی۔ بلال، صہیب، خباب، عمار اور ابوجندل بن سہیل جن کو مشرکوں نے مکہ میں پکڑے رکھا اور انہیں عذاب دیا اور اذیتیں دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں مدینہ میں ٹھکانہ فراہم کیا۔

قول خداوندی:

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡ..... (الآیۃ ۴۳)

اور ہم نے تم سے پہلے مردوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا۔

۵۶۲۔ یہ آیت مشرکین مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جنہوں نے محمد ﷺ کی نبوت کا انکار کیا اور کہا کہ اللہ کی ذات اس سے کہیں برتر ہے کہ اس کا رسول ایک بشر ہو۔ کیا وہ ہماری طرف ایک فرشتے کو نہ بھیج سکتا تھا۔

قول خداوندی:

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا عَبۡدًا مَّمۡلُوۡکًا لَّا یَقۡدِرُ ... الآیتان (۷۵۔۷۶)

خدا ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ ایک غلام ہے جو (بالکل) دوسرے کے اختیار میں ہے اور کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا۔

۵۶۳۔ ہمیں محمد بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، اسے ابوبکر بن الانباری نے، اسے جعفر بن محمد بن شاکر نے، اسے عفان نے، اسے وھب نے، اسے عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے ابراہیم سے، اس نے عکرمہ سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ یہ آیت

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا عَبۡدًا مَّمۡلُوۡکًا لَّا یَقۡدِرُ عَلٰی شَیۡءٍ

ہشام بن عمرو کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہی شخص اپنا مال پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر خرچ کرتا تھا۔ اس کا غلام ابوالجوزاء تھا جو اسے خرچ کرنے سے روکتا تھا اور آیت:

وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا رَّجُلَیۡنِ اَحَدُہُمَآ اَبۡکَمُ لَا یَقۡدِرُ عَلٰی شَیۡءٍ

میں اللہ نے دو شخصوں کی مثال دی۔ جن میں ایک گونگا ہے، کچھ کر نہیں سکتا اور اپنے آقا پر بوجھ ہے۔ یہ شخص اسید بن ابی العیص ہے اور جس کے بارے میں:

یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَہُوَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ

سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

قول خداوندی:

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ...... (الآیۃ ۹۰)

۵۶۳۔ ہمیں ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم نے، اسے شعیب بن محمد البیہقی نے، اسے مکی بن عبدان نے، اسے ابوالا زہر نے، اسے روح بن عبادہ نے عبدالحمید بن بہرام سے، اسے شہر بن حوشب نے، اسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ اس نے کہا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں اپنے گھر کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے کہ عثمان بن مظعون ان کے پاس سے گزرے اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف مسکرا کر دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا کہ کیا تم بیٹھو گے نہیں؟ اس نے جواب دیا: ہاں کیوں نہیں۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ اس کے ساتھ باتیں کر رہے تھے کہ آپ ﷺ کی نظر آسمان سے لگ گئی۔ آپ ﷺ گھنٹہ بھر آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھے رہے اور پھر اپنی نظر نیچے کرنا شروع کی، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنی نظر اپنی دائیں طرف زمین پر لگا دی، پھر اپنے ہم نشین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے الگ ہو کر اس طرف چلے گئے جہاں نظر لگائی تھی۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر جھکانا شروع کیا گویا وہ جو کچھ انہیں کہا جا رہا ہے، سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے پھر نظر آسمان کی طرف اٹھائی جس طرح پہلی مرتبہ اٹھائی تھی۔ آپ ﷺ نے اپنی نظر کا پیچھا کیا تا آنکہ وہ آسمان سے غائب ہو گئی۔ آپ ﷺ پھر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مڑے اور پہلے کی طرح بیٹھ گئے۔ عثمان نے پوچھا: اے محمد، میں آپ ﷺ کے پاس مل بیٹھتا اور آتا رہتا ہوں۔ لیکن جو کچھ آج صبح آپ ﷺ نے کیا، میں نے کبھی آپ ﷺ کو ایسا کرتے نہیں دیکھا۔

آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم نے مجھے کیا کرتے دیکھا؟ عثمان نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو آسمان کی طرف نظر لگاتے دیکھا۔ پھر آپ ﷺ نے نظر اپنی دائیں طرف نیچے کی اور خود اس طرف چلے گئے اور مجھے آپ ﷺ نے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ اپنا سر ہلاتے رہے، گویا آپ ﷺ کچھ پوچھ رہے ہوں اور اسے سمجھنا چاہتے ہیں جو آپ سے کہا جا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تب تو تم نے بات بھانپ لی۔ عثمان نے کہا کہ ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس تھوڑی دیر پہلے اللہ کے ایلچی جبریلؑ آئے تھے، جس وقت تم بیٹھے ہوئے تھے (عثمان نے پوچھا کیا اللہ کا رسول، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں) عثمان نے پوچھا کہ اس نے آپ ﷺ سے کیا کہا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے مجھے کہا:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اس وقت میرے دل میں ایمان راسخ ہوا اور محمد ﷺ مجھے محبوب ہو گئے۔

قول خداوندی:

وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ ...... (۱۰۱)

اور جب ہم کوئی آیت کسی کی جگہ بدل دیتے ہیں۔

۵۶۵۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب مشرکوں نے کہا تھا کہ محمد (نعوذ باللہ) اپنے ساتھیوں سے تمسخر کرتے ہیں۔ آج انہیں ایک حکم دیتے ہیں اور کل اس سے منع کرتے ہیں، یا انہیں ایسے احکام دیتے ہیں جن پر عمل کرنا ان پر جتنا آسان ہو۔ وہ تو محض افتراء کرنے والے ہیں اور اپنی طرف سے باتیں گھڑتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ... (الآیة ۱۰۳)

اور ہمیں معلوم ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) کو ایک شخص سکھا جاتا ہے۔

۵۶۶۔ ہمیں ابونصر احمد بن ابراہیم المزکی نے، اسے ابوعبداللہ محمد بن حمدان الزاهد نے، اسے عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز نے، اسے ابوہشام الرفاعی نے، اسے ابن فضیل نے، اسے حصین نے عبداللہ بن مسلم سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ ہمارے دو غلام تھے جو عین التمر کے نصرانی لوگوں میں سے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام یسار تھا اور دوسرے کا نام جبر تھا۔ یہ دونوں تہذیب یافتہ اور تعلیم یافتہ تھے۔ یہ دونوں تمام اپنی زبان میں اپنی کتابیں پڑھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرتے تھے تو ان کی قرأت یعنی ان کی کتابوں کا پڑھنا سنتے تھے۔ مشرک لوگ کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ ان غلاموں سے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر کے مشرکوں کی تکذیب کی:

لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ

مگر جس کی طرف (تعلیم کی) نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے۔

قول خداوندی:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ... (الآیة ۱۰۶)

جو شخص ایمان لانے کے بعد خدا کے ساتھ کفر کرے، ....

۵۶۷۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت عمار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ مشرکوں نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے والد یاسر کو، ان کی والدہ امیہ کو، ان کے علاوہ بلال کو، خباب کو اور سالم کو پکڑ لیا (اور انہیں عذاب دیا) البتہ امیہ کو انہوں نے دو اونٹوں کے درمیان باندھ دیا اور اس کی شرم گاہ پر نیزہ مار کر اسے شہید کر دیا۔ اسے یہ کہا گیا کہ تم نے مردوں کی خاطر

اسلام قبول کیا ہے۔ یہ کہہ کر اسے قتل کر دیا اور اس کے ساتھ اس کے خاوند کو بھی قتل کر دیا گیا۔ اسلام کی تاریخ میں یہ پہلے شہید ہونے والے دو افراد ہیں۔ رہا عمار تو اس نے مجبوراً انہیں وہ کچھ کہہ دیا جس کا انہوں نے مطالبہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی گئی کہ عمار کافر ہو گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔ عمار سر سے لے کر قدموں تک ایمان سے بھرا ہوا ہے۔ ایمان اس کے گوشت اور خون میں سرایت کر چکا ہے۔ عمار رسول اللہ ﷺ کے پاس روتا ہوا آیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے آنسو پونچھنے لگے اور فرمانے لگے: اگر انہوں نے تجھے دوبارہ پکڑ لیا تو دوبارہ وہی کچھ کہہ دو جو کچھ پہلے کہہ چکے ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۵۶۸۔ مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت مکہ کے ایمان لانے والے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ مدینے میں رہنے والے لوگوں نے انہیں لکھ بھیجا کہ تم ہجرت کرو، کیونکہ ہم تم کو اپنے میں سے نہیں سمجھتے۔ جب تک تم ہجرت کر کے ہمارے پاس نہیں آتے۔ چنانچہ مکہ کے مسلمان لوگ مدینے کے ارادے سے نکلے۔ لیکن قریش نے ان کو راستے میں پکڑ لیا اور ان کو مجبور کر کے فتنے اور آزمائش میں ڈال دیا۔ انہی لوگوں کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔

قول خداوندی:

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا...... (الآية ۱۱۰)

پھر جن لوگوں نے ایذائیں اٹھانے کے بعد ترک وطن کیا......

۵۶۹۔ قتادہ کا قول ہے کہ ہمیں بتایا گیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے پہلے والی آیت نازل کی کہ اہل مکہ کی طرف سے تب تک اسلام قبول نہیں کیا جائے گا جب تک وہ ہجرت نہ کریں۔ اہل مدینہ نے مکہ میں اپنے ساتھیوں کو یہ لکھا۔ جب ان کو یہ پیغام ملا تو مشرکوں نے انہیں جا لیا اور ان کو واپس لے گئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ

الم۔ کیا لوگ یہ خیال کیے ہوئے ہیں کہ (صرف) یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔

مدینے والوں نے مکہ والوں کو یہ آیت لکھ کر بھیجی۔ لہٰذا انہوں نے آپس میں مکہ سے نکلنے پر بیعت کر لی اور یہ کہ اگر اہل مکہ کے مشرکوں نے انہیں جا لیا تو وہ ان سے لڑائی کریں گے تاوقتیکہ یا تو وہ ان سے نجات پا لیں یا پھر اللہ سے جا ملیں۔ چنانچہ مشرکوں نے انہیں جا لیا تو انہوں نے ان مشرکوں کے ساتھ لڑائی کی۔ ان میں سے کچھ تو قتل کیے گئے اور کچھ ان سے نجات پا گئے۔ اس پر خدائے عزوجل نے یہ آیت

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَافُتِنُوْا ثُمَّ جَاهَدُوْا وَصَبَرُوْا تک نازل کی۔

قول خداوندی:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ..... (الآية ۱۲۵)

(اے پیغمبر) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ۔

۵۷۰۔ ہمیں ابو منصور محمد بن محمد المنصوری نے، اسے علی بن عمر الحافظ نے، اسے عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز نے، اسے الحکم بن موسیٰ نے اور اسے اسماعیل بن عیاش نے عبدالملک بن ابی غنیتہ سے، اس نے الحکم بن غنیتہ سے، اس نے مجاہد سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی، اس نے کہا کہ جب غزوۂ اُحد میں مشرک لوگ مقتول چھوڑ کر چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ چلے۔ انہوں نے ایسا منظر دیکھا جس کو دیکھ کر آپ ﷺ کو دکھ ہوا۔ آپ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کا پیٹ چاک کیا ہوا ہے۔ ان کی ناک کاٹ دی گئی ہے، ان کے دونوں کان کٹے ہوئے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے عورتوں کے دکھی ہونے کا ڈر نہ ہوتا اور مجھے اپنے بعد اس کے ایک سنت کے قائم ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو میں حمزہ کی لاش کو یوں ہی چھوڑ دیتا تا کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں ان کو درندوں اور پرندوں کے پیٹ سے زندہ کر کے اٹھاتا۔ میں ان کے بدلے مشرکین کے ستر آدمی قتل کر کے رہوں گا۔ پھر آپ ﷺ نے ایک چادر منگوائی، اس سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میت کا چہرہ ڈھک دیا تو ان کے پاؤں ننگے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے پاؤں پر اذخر کی گھاس ڈال دی۔ پھر ان کو سامنے لائے اور میت پر دس تکبیریں پڑھیں۔ پھر اس کے بعد میتوں کو لاتے گئے اور انہیں رکھتے گئے اور حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میت کو اپنی ہی جگہ پر رکھا گیا۔ یہاں تک کہ ان پر ستر نمازیں یعنی جنازے پڑھے گئے۔ اس جنگ میں مقتول شہداء کی تعداد ستر تھی۔ جب ان شہداء کو دفن کیا گیا اور ان سے فراغت ہوگئی تو یہ آیت

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ الخ۔ نازل ہوئی

قول خداوندی:

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ

اور صبر ہی کرو اور تمہارا صبر بھی خدا ہی کی طرف سے ہے۔

آپ ﷺ نے صبر کیا اور دشمنوں کی کسی میت کا مثلہ نہیں کیا۔

۵۷۱۔ ہمیں اسماعیل بن ابراہیم الواعظ نے، اسے ابوالعباس احمد بن محمد بن عیسیٰ الحافظ نے، اسے عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز نے اور اسے عثمان الشہدی نے ابو ہریرہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حمزہ کو دیکھا کہ وہ زمین پر بچھڑے پڑے ہیں۔ انہوں نے اس سے زیادہ دل دکھانے

والا منظر کبھی نہ دیکھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم بخدا، میں تمہارے بدلے مشرکوں کے ستر آدمی قتل کر کے رہوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ
اور اگر تم ان کو تکلیف دینی چاہو تو اتنی ہی دو جتنی تم کو ان سے پہنچی۔ اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہت اچھا ہے۔

۵۷۲۔ ہمیں ابو حسان المزکی نے، ا سے ابو العباس محمد بن اسحاق نے (اسے موسیٰ بن اسحاق نے) اسے یحییٰ بن عبد الحمید الحمانی نے اور اسے قیس نے ابن ابی لیلیٰ سے، اس نے الحکم سے، اس نے مقسم سے، اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ جس روز حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا گیا اور ان کا مثلہ کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے قریش پر فتح نصیب ہوئی تو میں ستر آدمیوں کا مثلہ کر کے رہوں گا۔ اس پر خدائے عزوجل نے یہ آیت نازل کی:

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے رب، بلکہ ہم صبر کریں گے۔

۵۷۳۔ مفسرین کا کہنا ہے کہ مسلمانوں نے جب دیکھا کہ مشرکوں نے ان کے مقتول شہداء سے کیا سلوک کیا ہے، کس طرح ان کے پیٹ چاک کئے ہیں اور ان کے آلہ تناسل کاٹ ڈالے ہیں اور بری طرح مثلہ کیا ہے۔ جب انہوں نے یہ کچھ دیکھا تو انہوں نے کہا کہ اگر اللہ نے ہمیں ان پر فتح دی تو ہم جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس سے بھی زیادہ کریں گے۔ ہم ان کا ایسا مثلہ کریں گے کہ اہل عرب میں سے کسی نے کسی کا ایسا مثلہ نہ کیا ہوگا اور ہم یہ کچھ کر کے رہیں گے۔

رسول اللہ ﷺ اپنے چچا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میت پر کھڑے ہو گئے۔ مشرکوں نے ان کی ناک اور ان کے کان کاٹ ڈالے تھے، ان کے تناسل کے اعضاء کاٹ ڈالے تھے اور ان کا پیٹ چاک کر دیا تھا۔ ہند بنت عتبہ نے ان کے جگر کا ایک ٹکڑا لے لیا تھا۔ اس نے اسے چبایا اور پھر اس نے اسے چبایا تا کہ اسے کھالے۔ لیکن وہ زیادہ دیر اس کے پیٹ میں نہ رہا تو اس نے اسے نکال پھینک دیا۔ جب نبی کریم ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ہند نے جگر کا یہ ٹکڑا کھالیا ہوتا تو کبھی بھی دوزخ کی آگ میں نہ پڑتی۔ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے کہیں بلند و بالاتر تھے کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ آگ میں داخل ہوتا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میت کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ نے اس سے زیادہ دل دکھانے والی چیز کبھی نہ دیکھی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر اللہ کی رحمت ہو۔ میں ہی جانتا ہوں کہ تم

کیا تھے۔ تم سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور سب سے زیادہ نیکی کرنے والے تھے۔ اگر مجھے تمہارے بعد تمہارا غم دامن گیر نہ ہوتا تو مجھے اس بات سے خوشی ہوتی کہ تمہیں اس حالت میں چھوڑ دوں تاکہ تمہیں مختلف پیٹوں سے اکٹھا کر کے اٹھایا جائے۔ البتہ، قسم بخدا، اگر مجھے اللہ تعالیٰ نے ان مشرکوں پر غلبہ دے دیا، میں تمہارے بدلے ان کے ستر آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ

اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں ہم صبر کر لیتے ہیں، اور آپ ﷺ اپنے ارادے سے باز رہے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔

الشیخ ابوالحسن کا کہنا ہے کہ ہمیں اس مقام پر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کو یاد کرنے کی ضرورت ہے۔

۴۷۵۔ ہمیں عمرو بن ابی عمرو المزکی نے، اسے محمد بن مکی نے، اسے محمد بن یوسف نے، اسے محمد بن اسماعیل الجعفی نے، اسے ابوجعفر محمد بن عبداللہ نے، اسے حجین بن المثنیٰ نے، اسے عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے، اسے محمد بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، اسے اس کے والد نے، اسے محمد بن اسحاق الثقفی نے، اسے سعید بن یحییٰ الاموی نے، اسے اس کے والد نے محمد بن اسحاق سے، اسے عبداللہ بن الفاضل بن عیاش بن ابی ربیعہ نے سلیمان بن یسار سے، اس نے جعفر بن عمرو بن امیہ الضمری سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ میں اور عبیداللہ بن عدی بن الخیار اکٹھے نکلے۔ ہم حمص سے گزرے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو عبیداللہ بن عدی نے مجھ سے کہا۔ کیا تم چاہتے ہو کہ وحشی کے پاس چلیں اور اس سے پوچھیں کہ اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیسے قتل کیا تھا؟

میں نے اس سے کہا کہ اگر تمہاری مرضی ہو تو ٹھیک ہے۔ (چنانچہ ہم وحشی سے پوچھنے کے لئے چل پڑے) ہم سے ایک آدمی نے کہا کہ تم اسے اپنے گھر کے صحن میں پاؤ گے۔ وہ ایسا شخص ہے جس پر شراب کا خمار چڑھا ہوا ہے۔ اگر تم اسے ہوش میں پاؤ تو تم کو گویا ایک عربی آدمی ملے گا اور تم دونوں کو اپنے مطلب کی کوئی بات مل جائے گی۔ جب ہم اس کے پاس پہنچے تو ہم نے اسے سلام کیا۔ اس نے سر اٹھایا۔ ہم نے کہا کہ ہم تمہارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ تم ہمیں بتاؤ کہ تم نے حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیسے قتل کیا تھا تو اس نے کہا کہ میں تمہیں یہ تفصیل اسی طرح بتاؤں گا جس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتائی تھی، جب انہوں نے مجھ سے یہ تفصیل پوچھی تھی۔

میں جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل کا غلام تھا۔ اس کا چچا طعیمہ بن عدی غزوۂ بدر میں مارا گیا تھا، جب قریش لڑنے کے لئے اُحد کی طرف چلے تو جبیر بن مطعم نے مجھ سے کہا کہ اگر تم نے میرے چچا کے بدلے محمد کے چچا حمزہ کو قتل کیا تو، تو آزاد ہے۔ وحشی نے کہا کہ میں نکل پڑا۔ میں حبشی تھا اور حربہ چلانے کا

ماہر تھا۔ میرا نشانہ کم ہی چوکتا تھا۔ جب لوگ گتھم گتھا ہونے تو میں حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش میں نکلا۔ میں بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ یہاں تک مجھے وہ فوج کے آگے مست اونٹ کی طرح اپنی تلوار سے لوگوں کو بری طرح پچھاڑتے نظر آنے۔ ان کے آگے کوئی چیز نہ ٹھہر سکتی تھی تو خدا کی قسم میں اس کے لئے تیاری کرنے لگا۔ میں کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں اپنے آپ کو چھپاتا رہا، تا کہ وہ میرے قریب آجائے۔ اچانک سباع بن عبدالعزیٰ اس کی طرف جانے سے مجھ سے آگے بڑھا۔ جب اسے حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو کہا کہ یہ رہا اے ناف کاٹنے والی کا بیٹا۔ حبشی نے کہا کہ پھر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ضرب لگائی، خدا کی قسم اس کے وار سے اس کا سر نہیں چوکا۔ میں نے اپنا نیزہ ہلایا، جب مجھے تسلی ہوئی تو میں نے نیزے کو حمزہ کی طرف پھینکا۔

نیزہ اس کے اگلے دانتوں پر لگا اور اس کے دونوں پاؤں کے پار ہو کر نکلا۔ اس نے میری طرف بڑھنے کی کوشش کی لیکن وہ مغلوب ہو چکا تھا۔ میں نے اسے وہیں چھوڑ دیا تا آنکہ وہ فوت ہو گیا۔ میں دوبارہ اس کے پاس آیا اور میں نے اپنا نیزہ اس سے لے لیا۔ پھر میں لوگوں کی طرف مڑا اور فوج میں بیٹھا رہا۔ اس کام کے سوا مجھے اور کسی سے کوئی غرض نہ تھی۔ میں نے اسے صرف خود آزاد ہونے کے لئے قتل کیا۔ جب میں مکہ آیا تو میں آزاد ہو چکا تھا۔ میں تب تک مکہ میں ٹھہرا رہا جب تک وہاں اسلام پھیلا۔ پھر میں طائف کی طرف چل نکلا۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پیغام بھیجے۔ مجھے کہا گیا کہ محمد ﷺ ایلچیوں اور سفیروں کو نہیں بھڑکاتے۔ وحشی نے کہا کہ میں ان ایلچیوں کے ساتھ گیا، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش ہوا۔ جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا وحشی تم ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے حمزہ کو قتل کیا؟ میں نے کہا کہ واقع یہی ہے جو آپ ﷺ تک پہنچ گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ تو اپنا چہرہ مجھ سے چھپا لے۔

چنانچہ میں وہاں سے نکلا۔ وحشی نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے رحلت پائی اور لوگ مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑنے نکلے تو میں نے کہا کہ میں مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑنے کے لئے ضرور نکلوں گا۔ شاید میں اسے قتل کر دوں اور اس سے میرے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کی تلافی ہو جائے۔ چنانچہ میں لوگوں کے ساتھ چل پڑا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا سو ہوا۔

سورۃ بنی اسرائیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ ..... (الآية ۲۹)

اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا (یعنی بہت تنگ) کرلو.....

۵۷۵۔ ہمیں ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن علی بن عمران نے، اسے ابوعلی بن احمد الفقیہ نے، اسے ابوعبیدالقاسم بن اسماعیل الحاملی نے، اسے زکریا بن یحییٰ الضریر نے، اسے سلیمان بن سفیان الجہنی نے، اسے قیس بن الربیع نے ابواسحاق سے، اس نے ابوالاحوص سے اور اس نے عبداللہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک لڑکا آیا اور اس نے آپ ﷺ سے کہا کہ میری ماں آپ سے فلاں فلاں چیز مانگتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ میری ماں کہتی ہے کہ مجھے اپنا قمیض پہنا دیجئے۔ راوی نے کہا کہ آپ ﷺ نے اپنی قمیض اتاری اور اسے دے دی اور آپ ﷺ اپنے گھر کے اندر برہنہ تن ہو کر بیٹھ رہے۔ اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ ... الخ نازل کی

۵۷۶۔ جابر بن عبداللہ کا قول ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک بچہ آ گیا اور اس نے کہا: یارسول اللہ (ﷺ) آپ (ﷺ) سے میری ماں پہننے کے لئے کچھ مانگتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت اپنے کرتے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے بچے سے فرمایا: ایک گھڑی سے دوسری گھڑی تک ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی گھڑی دو گھڑی تک تو ہماری یہی حالت معلوم ہوتی ہے۔ لہٰذا تم کسی اور وقت آ ؤ۔ بچہ اپنی ماں کے پاس واپس آیا۔ اس کی ماں نے اسے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے کہہ کہ میری ماں آپ ﷺ سے وہ کرتا پہننے کو مانگتی ہے جو آپ ﷺ پہنے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور اپنا کرتا اتار کر اسے دے دیا اور خود برہنہ تن ہو کر بیٹھے رہے۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ..... (۵۳)

اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ (لوگوں سے) ایسی باتیں کہا کریں جو بہت پسندیدہ ہوں۔

۵۷۷۔ یہ آیت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ ایک عرب نے انہیں گالی دی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کرنے کا حکم دیا۔

۵۷۸۔ الکلبی کا قول ہے کہ مشرک لوگ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اذیتیں دیتے تھے۔ یہ اذیتیں زبانی بھی ہوتی تھیں اور فعلی بھی۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ..... (الآیۃ ۵۹)

اور ہم نے نشانیاں بھیجنی اس لئے موقوف کر دیں کہ اگلے لوگوں نے اس کی تکذیب کی تھی۔

۵۷۹۔ ہمیں سعید بن محمد بن احمد بن جعفر نے، اسے زاہر بن احمد نے، اسے ابوالقاسم البغوی نے، اسے عثمان بن ابی شیبہ نے، اسے جریر بن عبدالحمید نے الاعمش سے، اس نے جعفر بن ایاس سے، اس نے سعید بن جبیر سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ ﷺ ان کے لئے صفا پہاڑ کو سونے کا بنا دیں۔ نیز ان کے لئے پہاڑ کو ان سے ایک طرف ہٹا دیں، تا کہ وہ ان میں کاشت کریں۔ تو آپ ﷺ سے کہا گیا کہ اگر آپ ﷺ ذرا صبر کریں تو شاید ہم ان میں لوگوں کو چن لیں اور اگر آپ ﷺ چاہیں کہ آپ ﷺ ان کا مطالبہ پورا کریں تو پھر اگر یہ کفر کریں تو یہ ہلاک کر دیے جائیں گے۔ جس طرح ان سے پہلے لوگ ہلاک کر دیے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ ہم صبر کریں گے۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ..... (الآیۃ) نازل کی

قول خداوندی:

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ..... (الآیۃ ۶۰)

اور اسی طرح (تھوہر کے) درخت کو جس پر قرآن میں لعنت کی گئی۔

۵۸۰۔ ہمیں اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن احمد الواعظ نے، اسے محمد بن محمد الفقیہ نے، اسے محمد بن الحسین القطان نے، اسے اسحاق بن عبداللہ بن زریر نے اور اسے حفص بن عبدالرحمٰن نے محمد بن اسحاق سے، اس نے حکیم بن عباد بن حنیف سے، اس نے عکرمہ سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرکے خبر دی۔ اس نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے الزقوم یعنی تھوہر کا قرآن میں ذکر کیا تو اس سے قریش کا یہ قبیلہ خوفزدہ ہوگیا۔ ابوجہل نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ الزقوم کیا ہے، جس کے ذریعے تمہیں محمد ڈرا رہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ ہم نہیں جانتے۔ تو ابوجہل نے کہا کہ یہ کھجور کے ساتھ ثرید ہے۔ اللہ کی قسم، اگر ہمیں یہ مل جائے تو ہم ضرور اس الزقوم سے لطف اندوز ہوں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ
یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن میں مذموم قرار دیا ہے۔
وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا
ہم انہیں ڈراتے ہیں، لیکن اس سے ان کی سرکشی میں بہت بڑا اضافہ ہوتا ہے۔
قول خداوندی:
وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَا ...... (الآیۃ ۷۳)
اور اے پیغمبر جو وحی ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے قریب تھا کہ یہ (کافر) لوگ تم کو اس سے بچلا دیں۔

۵۸۱۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے عطاء کا قول ہے کہ یہ آیت وفد ثقیف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے فضول اور بیکار قسم کے سوالات کئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں ایک سال تک لات بت سے استفادہ کرنے دیں، ہماری وادی کو اس طرح حرام کریں جس طرح آپ ﷺ نے مکہ کو حرام قرار دیا ہے اور اس کے درختوں، پرندوں اور وحشی جانوروں کو حرام قرار دیا ہے۔ (انہوں نے بہت سے سوال کئے) رسول اللہ ﷺ نے ان باتوں کو ماننے سے انکار کیا اور انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے اپنے سوالات دوبارہ پیش کرنے شروع کئے۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ عرب کو ہماری برتری کا پتہ چلے۔ اگر آپ ﷺ کو ہماری باتیں ناگوار ہوں اور آپ ﷺ کو یہ اندیشہ ہو کہ عرب یہ کہیں گے کہ آپ ﷺ نے ہمیں جو کچھ دیا وہ انہیں دیا تو آپ ﷺ ان سے کہہ دیں کہ مجھے اللہ نے ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے بات کرنا بند کردی۔ انہیں لالچ پڑ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چیخ کر کہا کہ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ تمہارے سوالات سے ناگواری کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے خاموشی اختیار کرلی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کیا کہ ان کے

مطالبات پورے کئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۵۸۲۔ سعید بن جبیر کا قول ہے کہ مشرکوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ ہم تب تک آپ ﷺ سے نہیں رکیں گے، جب تک آپ ﷺ ہماری باتوں کا ذکر نہ کریں، چاہے اپنی انگلی کی نوک کے اشارے سے ہی کریں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ایسا کرنا مجھ پر لازم نہیں ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے کراہت کرتا ہوں۔ یعنی مجھے یہ ناپسند ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَا..... نَصِيْرًا تک۔

۵۸۳۔ قتادہ کا قول ہے: ہمیں بتایا گیا کہ قریش رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک رات صبح تک تخلیہ میں رہے، وہ آپ ﷺ سے باتیں کرتے رہے اور آپ ﷺ کی تعریف کرتے رہے۔ آپ ﷺ کو اپنا سردار مانتے رہے اور قرابت جتاتے رہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ آگ کا ایسا ڈر لوا دیتے ہیں کہ کوئی دوسرا ایسا نہیں کرتا۔ آپ ﷺ تمہارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ وہ مسلسل یہ باتیں کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ ان کے بعض مطالبات ماننے کے قریب ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس سے بچا لیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

قول خداوندی:

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ..... (الآیۃ ۷۶)

اور قریب تھا کہ یہ لوگ تمہیں زمین (مکہ) سے پھسلا دیں۔

۵۸۴۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ یہود کو رسول اللہ ﷺ کے مدینے میں مقام و مرتبے سے حسد ہوا۔ انہوں نے کہا کہ انبیاء تو صرف شام میں مبعوث کئے گئے۔ اگر آپ ﷺ نبی ہیں تو شام جائیں۔ اگر آپ ﷺ وہاں کے لئے روانہ ہوں تو ہم آپ ﷺ کی تصدیق کریں گے اور آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے۔ ان کی یہ بات آپ ﷺ کے دل میں بیٹھ گئی، کیونکہ آپ ﷺ کو ان کا اسلام قبول کرنا پسند تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ مدینہ سے ایک پڑاؤ کی مسافت تک چلے گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۵۸۵۔ عبدالرحمٰن بن غنم کا قول ہے کہ یہود نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ اگر آپ ﷺ سچے ہیں کہ آپ ﷺ نبی ہیں تو آپ ﷺ شام چلے جائیں، کیونکہ شام کی سرزمین حشر و نشر والی زمین ہے اور انبیاء کی سرزمین ہے۔ آپ ﷺ نے ان کی بات پر یقین کر لیا۔ چنانچہ آپ ﷺ غزوہ تبوک پر گئے۔ اس سے آپ ﷺ کا مقصد صرف شام جانا تھا۔ جب آپ ﷺ تبوک پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ

۵۸۶۔ مجاہد، قتادہ اور الحسن کا قول ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے نکالنے کا ارادہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نکلنے کا حکم دیا اور ان کے ارادے کی خبر دیتے ہوئے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ ..... (الآیۃ ۸۰)

اور کہو کہ اے پروردگار مجھے (مدینے میں) اچھی طرح داخل کیجیئو۔

۵۸۷۔ الحسن کا قول ہے کہ جب کفار قریش نے رسول اللہ ﷺ کو باندھنے اور مکہ سے نکالنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ اہل مکہ، مکہ میں باقی رہیں۔ اور اس نے اپنے نبی ﷺ کو ہجرت کر کے مدینے جانے کا حکم دیا اور اپنا یہ قول

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ الخ نازل کیا۔

قول خداوندی:

وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ..... (الآیۃ ۸۵)

اور تم سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔

۵۸۸۔ ہمیں محمد بن عبدالرحمٰن النحوی نے، اسے محمد بن بشر بن العباس نے، اسے ابوالعبید محمد بن احمد بن بشر نے اور اسے سوید نے سعید سے، اسے علی بن مسہر نے الاعمش سے، اس نے ابراہیم سے، اس نے علقمہ سے اور اس نے عبداللہ سے راویت کر کے خبر دی، اس نے کہا کہ میں مدینہ کے ایک کھیت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ کھجور کے ایک تنے کے ساتھ تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ ہمارے پاس سے کچھ یہودی لوگ گزرے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے روح کے بارے میں سوال کرو۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ اس سے سوال نہ کرو، وہ آگے سے ایسی باتیں کریں گے جو تمہیں پسند نہیں ہوں گی۔ ان میں سے کچھ افراد آپ ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کہا: اے ابوالقاسم، آپ ﷺ روح کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ آپ ﷺ خاموش رہے۔ پھر آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھا۔ راوی کا کہنا ہے کہ میں نے بھانپ لیا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر یہ آیت نازل کی:

وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا

اس حدیث کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ دونوں نے اکٹھے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اسے عمر بن

حفص بن غیاث سے، اس نے اپنے والد سے اور اس نے الاعمش سے اسے روایت کیا ہے۔

۵۸۹۔ عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت کیا کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہمیں کوئی مواد دو جو ہم اس شخص سے پوچھیں تو انہوں نے کہا کہ آپ لوگ اس سے روح کے بارے میں پوچھیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۵۹۰۔ مفسرین کا قول ہے کہ جب قریش نے یہود سے محمد ﷺ اور ان کے حالات کے بارے میں سوال کیا تو وہ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے قریش سے کہا کہ اس سے روح کے متعلق سوال کرو اور اس نوجوان کے بارے میں سوال کرو جو پہلے زمانے میں روپوش ہو گئے تھے۔ نیز اس شخص کے بارے میں پوچھو جو زمین کے مشرق اور مغرب تک پہنچا تھا۔ اگر اس نے ان تمام سوالات کے جواب نہ دیئے تو وہ نبی نہیں ہے اور اگر اس نے سب سوالات کے جواب دیئے تو بھی وہ نبی نہیں اور اگر اس نے کچھ سوالات کے جواب دیئے اور کچھ سوالات کے جواب دینے سے رک گیا تو پھر وہ نبی ہے۔ تم ان سے یہ سوالات پوچھو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں، جن میں ان نوجوانوں کا ذکر ہے:

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ (الآية)

کیا تم خیال کرتے ہو کہ غار اور لوح والے ہماری نشانیوں میں سے عجیب تھے۔

تا آخر قصہ۔ (نیز اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے بارے میں وحی کی جو زمین کے مشرق اور مغرب تک پہنچا):

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ

اور تم سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔

روح کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ..... الخ نازل کی۔

قول خداوندی:

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ ..... (الآية ۹۰)

اور کہنے لگے ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔

۵۹۱۔ عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ عتبہ، شیبہ، ابوسفیان، النضر بن حارث، ابوالبختری، الولید بن المغیرہ، ابوجہل، عبداللہ بن ابی امیہ، امیہ بن خلف اور رؤسائے قریش کعبے کے پچھواڑے کے پاس جمع ہوئے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ محمد ﷺ کی طرف کسی کو بھیجو اور اس سے بات کرو اور بحث و مباحثہ کرو اور اس میں شدت کرو۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کے پاس ایک شخص کو

پیغام دے کر بھیجا کہ آپ ﷺ کی قوم کے اشراف اور معززین اکٹھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ جلدی سے ان کے پاس آ گئے۔ آپ ﷺ کا خیال تھا کہ ان کے دل میں آپ ﷺ کے مشن کے بارے میں کچھ رجحان پیدا ہوا ہے۔ آپ ﷺ کو ان کے ہدایت پر آنے کی شدید محبت تھی اور ان کی تکلیف آپ ﷺ کو گوارا نہ تھی۔ آپ ﷺ آ کر ان کے پاس بیٹھ گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کہا: اے محمد، اللہ کی قسم ہم عرب میں سے کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جس نے اپنی قوم کے سر وہ کچھ لا یا ہو جو تم لائے ہو۔ تم نے آباء و اجداد کو برا کہا۔ ہمارے دین میں عیب نکالے۔ عقلوں کو بے وقوف قرار دیا۔ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں، ہمارا اتحاد پارہ پارہ کر دیا اور کوئی بات باقی نہیں رہی جو ہمارے درمیان تم نہ لائے ہو۔ اگر تم نے یہ کچھ مال کی طلب کے لئے کیا ہے تو ہم تمہارے لئے اپنے مال جمع کرتے ہیں جو تم کو ہم سے زیادہ مالدار کر دے گا۔ اگر تم ہم میں برتری کے خواہشمند ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنا دیتے ہیں۔ اگر تم حکومت چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ بنا تے ہیں اور اگر یہ کوئی آسیب ہے جو تم پر غلبہ کرتا ہے تو وہ لوگ جن یا آسیب کے دخل اور اثر کو رئی کہتے تھے، تو ہم تمہارے علاج کے لئے اپنا مال خرچ کریں گے تا کہ ہم تمہیں اس آسیب سے چھٹکارا دلا دیں یا پھر ہم تمہارے معاملے میں اپنے آپ کو معذور سمجھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ جو کچھ تم کہتے ہو ان میں سے کوئی چیز بھی میرے ساتھ نہیں ہے۔ میں جو کچھ لایا ہوں اس لئے نہیں لایا کہ تمہارے اموال لے لوں، نہ ہی میں تم پر برتری کا خواہاں ہوں، نہ میں تم پر حکومت کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اللہ عزوجل نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور مجھ پر ایک کتاب نازل کی ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہوں۔ لہٰذا میں نے اپنے رب کا پیغام تم تک پہنچا دیا اور تمہارے ساتھ خیر خواہی کا فریضہ ادا کیا۔ اگر تم اسے قبول کرو جو میں لایا ہوں تو یہ تمہارے لئے دنیا اور آخرت دونوں کے لئے خوش نصیبی ہے، اور اگر تم اسے رد کرتے ہو تو میں اللہ کے حکم کا انتظار کروں گا۔ حتیٰ کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے۔

انہوں نے آپ ﷺ سے کہا: اے محمد! اگر تمہیں جو کچھ ہم نے پیش کیا ہے قبول نہیں تو تم جانتے ہو کہ دنیا میں کوئی بھی شخص ہم سے زیادہ تنگ ملک رکھنے والا نہیں ہے، نہ ہی کوئی ہم سے زیادہ کم مال رکھنے والا ہے، اور نہ ہی کوئی ہم سے زیادہ تنگ حال اور تنگ دست ہے۔ تم اپنے اس رب سے جس نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے، سوال کرو کہ ہمارے اوپر سے یہ پہاڑ ہٹا دے جنہوں نے ہمارے اوپر تنگی مسلط کر دی ہے۔ ہمارے لئے ہمارے ملک کو کشادہ کر دے اور شام اور عراق کی طرح اس میں دریا اور نہریں جاری کر دے اور ہمارے آباء و اجداد میں سے جو لوگ گزر چکے ہیں انہیں زندہ کر دے اور زندہ کئے جانے والوں میں قصی بن کلاب ہو جو ایک راست باز شخص تھا۔ ہم ان سے تمہارے کہنے کے متعلق پوچھیں گے کہ کیا وہ حق ہے (یا باطل) اگر تم نے ہمارا مطالبہ پورا کر دیا تو ہم تمہاری تصدیق کریں گے اور اللہ کے نزدیک تمہاری قدر و منزلت پہچان لیں گے اور یہ بھی یقین کر لیں گے کہ اس نے تمہیں اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے، جیسا کہ تم کہتے ہو۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ مجھے اس کام کے لئے نہیں بھیجا گیا ہے۔ مجھے تو صرف اسی کام کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بھیجا ہے جو میرے سپرد کیا گیا ہے۔ مجھے جو پیغام دے کر بھیجا گیا۔ میں نے وہ تم لوگوں تک پہنچا دیا۔ اگر تم اسے قبول کرتے ہو تو یہ دنیا اور آخرت میں تمہاری خوش نصیبی ہے اور اگر تم اسے رد کرتے ہو تو میں اللہ کے حکم کا انتظار کروں گا۔

انہوں نے کہا کہ اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو اپنے رب سے کہو کہ ایک فرشتہ بھیجے جو تمہاری تصدیق کرے اور اس سے کہو کہ تمہارے لئے باغات، خزانے اور سونے اور چاندی کے محلات بنا دے جو تمہیں اس صورتحال سے بے نیاز کر دیں جو ہم اپنی طرح تمہیں بازاروں میں کھڑا دیکھتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ تم ہماری طرح ہی فکر و معاش میں مبتلا ہو۔ تاکہ ہم تمہارے رب کے ہاں تمہاری قدر و منزلت جان لیں۔ اگر تم واقعی اپنے خیال کے مطابق رسول ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (میں ایسا نہیں کرنے کا) اور نہ ہی ایسا ہوں جو اپنے رب سے اس قسم کا مطالبہ کروں، نہ ہی مجھے اس کام کے لئے تمہاری طرف بھیجا گیا ہے بلکہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اس پر انہوں نے کہا کہ پھر ہم پر آسمان سے عذاب نازل کراؤ، جیسا کہ تمہارا خیال ہے کہ اگر اللہ چاہے تو ایسا کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار اور بس میں ہے۔ اگر وہ چاہے تو ایسا کر سکتا ہے۔

اس پر ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ ہم تم پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے تاوقتیکہ اور فرشتوں کو لے کر نہیں آتے۔ عبداللہ بن امیہ المخزومی جو عاتکہ بن عبدالمطلب کا بیٹا اور نبی کریم ﷺ کی پھوپھی کا بیٹا تھا، نے کہا کہ میں ہرگز تم پر ایمان نہ لاؤں گا تاوقتیکہ تم آسمان کی طرف ایک سیڑھی نہ لگاؤ اور میں اس پر نہ چڑھوں اور میں دیکھوں کہ تم اس پر چڑھ کر اپنے ساتھ ایک کھلی کتاب نہ لاؤ۔ نیز فرشتوں کی ایک جماعت اس بات کی گواہی دے جو تم کہہ رہے ہو۔

اس صورتحال سے آزردہ ہو کر نبی کریم ﷺ وہاں سے اپنے گھر والوں کی طرف چلے گئے، کیونکہ اپنی قوم کو قائل کرنے کا ایک موقع ہاتھ سے نکل گیا تھا اور آپ ﷺ اس سے بھی آزردہ خاطر ہوئے کہ آپ ﷺ کی قوم آپ ﷺ سے دوری اختیار کر گئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی:

وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا...... (الایات)

۵۹۲۔ ہمیں سعید بن احمد بن جعفر نے، اسے ابوعلی بن ابی بکر الفقیہ نے، اسے احمد بن الحسین بن الجنید نے، اسے زیادہ بن ایوب نے، اسے ہشیم بن عبدالملک بن عمیر نے سعید بن جبیر سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ میں نے سعید بن جبیر سے کہا کہ:

لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفۡجُرَ لَنَا مِنَ الۡاَرۡضِ يَنۡۢبُوۡعًا

عبداللہ بن ابی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ لوگوں کا یہی خیال ہے۔

قول خداوندی:

قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ۔۔ (الآیۃ ۱۱۰)

کہہ دو کہ تم (خدا کو) اللہ (کے نام سے) پکارو یا رحمن (کے نام سے)۔

۵۹۳۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے تہجد کی نماز پڑھی اور اپنے سجدوں میں یہ کہنے لگے یا رحمن یا رحیم، تو مشرکوں نے کہا کہ محمد تو ایک خدا کو پکارا کرتے تھے اور اب وہ دو خداؤں کو پکارتے ہیں۔ یعنی اللہ اور رحمن۔ ہم تو یمامہ والے رحمان کے علاوہ کسی اور رحمان کو نہیں جانتے۔ اس سے ان کی مراد مسیلمہ کذاب سے تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۵۹۴۔ میمون بن مہران کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ وحی کی ابتداء میں "باسمک اللھم" لکھا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّهٗ مِنۡ سُلَيۡمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اس پر عرب کے مشرکوں نے کہا: یہ الرحیم تو ہم اسے نہیں جانتے اور یہ رحمان کیا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۵۹۵۔ الضحاک کا قول ہے کہ اہل کتاب نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ رحمن کا ذکر بہت کم کرتے ہیں۔ تورات میں اس نام کا ذکر کثرت سے آیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

وَلَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتۡ بِهَا۔۔۔ (الآیۃ ۱۱۰)

اور نماز نہ بلند آواز سے پڑھو اور نہ آہستہ۔

۵۹۶۔ ہمیں ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن محمد بن یحیٰ نے، اسے اس کے والد نے، اسے محمد بن اسحاق الثقفی نے، اسے عبداللہ بن مطیع نے اور احمد بن منیع دونوں نے کہا کہ انہیں ہشیم نے، اسے ابوبشر نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرکے خبر دی کہ "وَلَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتۡ بِهَا" اس وقت نازل ہوئی جس وقت رسول اللہ ﷺ مکہ میں ابھی پوشیدہ طور پر دعوت کا کام کر رہے تھے۔ لوگ جب قرآن سنتے تو اسے گالیاں دیتے۔ نیز قرآن بھیجنے والے اور جس کی طرف قرآن بھیجا گیا، اسے بھی گالیاں دیتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے کہا "لا تجھر

بِصَلَاتِكَ" یعنی اپنی نماز بلند آواز سے نہ پڑھو، کہیں مشرک سنیں گے تو قرآن کو گالیاں دینے لگیں گے اور "وَلَا تُخَافِتْ بِهَا" اور نہ اسے بہت آہستہ آواز سے پڑھیں، یعنی اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے، کہیں وہ اسے سن ہی نہ سکیں۔ "وَابْتَغِ بَيْنَ ذَالِكَ سَبِيْلًا" یعنی ان دونوں کے درمیان کی راہ اختیار کریں۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے مسدد سے روایت کیا ہے اور امام مسلمؒ نے اسے عمرو الناقد سے روایت کیا۔ دونوں راویوں نے اسے ہشیم کے حوالے سے روایت کیا۔

۵۹۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول ہے کہ یہ آیت تشہد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ایک بدو زور زور سے پڑھ رہا تھا۔ وہ التحیات للہ و الصلوات و الطیبات زور زور سے کہہ رہا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۵۹۸۔ عبداللہ بن شداد کا قول ہے کہ بنی تمیم کے بدوی لوگ جب نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام کہتے تو کہتے "اللھم ارزقنا مالاً وولدا" یعنی اے اللہ ہمیں مال اور اولاد عطا کر۔ اور یہ کلمات زور زور سے کہتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۵۹۹۔ ہمیں سعید بن محمد بن احمد بن جعفر نے، اسے ابوعلی الفقیہ نے، اسے علی بن عبداللہ بن مبشر الواسطی نے، اسے ابوعبداللہ محمد بن حرب نے، اسے ابومروان نے یحییٰ بن ابی زکریا الغسانی سے، اس نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس قول خداوندی: "وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا" کے بارے میں روایت کر کے خبر دی کہ یہ آیت دعا کے بارے میں ہے۔

سورۃ الکہف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ ...... (الآیۃ ۲۸)

اور صبر کرتے رہو۔

۶۰۰۔ ہمیں القاضی ابوبکر احمد بن الحسن الحیری نے، دار السنہ میں ۴۲۰ھ کے مہینوں میں جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد املا کر کے یہ حدیث بتائی کہ اسے ابوالحسن علی بن عیسیٰ بن عبدویہ الحیری نے، اسے محمد بن ابراہیم ابی البوشنجی نے، اسے الولید بن عبدالملک بن مسرح الحرانی نے، اسے سلیمان بن عطاء الحرانی نے مسلمہ بن عبداللہ الجہنی سے، اس نے اپنے چچا ابن مشجعہ بن ربعی الجہنی سے، اس نے سلمان الفارسی سے روایت کر کے خبر دی کہ مؤلفۃ القلوب میں سے عیینہ بن حصن، الاقرع بن حابس اور ان کے قرابت دار رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ) اگر آپ صدر مجلس میں بیٹھیں اور ان جبہ پوش لوگوں کو ہم سے دور رکھیں، ان سے ان کی مراد سلمان، ابوذر اور نادار مسلمان تھے۔ ان پر اونی جبے پڑے ہوتے تھے۔ ان جبوں کے سوا ان کے تن بدن پر اور کچھ نہ ہوتا تھا۔ تو ہم آپ ﷺ کے ساتھ مل بیٹھتے، آپ ﷺ کے ساتھ باتیں کرتے اور آپ ﷺ سے باتیں سنتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ...... اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا

اس آیت میں انہیں دوزخ کی آگ کا ڈراوا دیا گیا ہے۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ انہیں تلاش کرنے اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ان کو مسجد کے پچھواڑے میں پایا۔ وہ وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات باری کا شکر ہے کہ جس نے تب تک موت نہیں دی جب تک کہ اس نے مجھے اپنی امت کے لوگوں کے ساتھ اپنے نفس پر صبر کرنے کا حکم نہیں دیا۔ تمہارے ہی ساتھ میرا جینا بھی ہے اور مرنا بھی۔

قول خداوندی:

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا...... (الآية ۲۸)

۶۰۱۔ ہمیں ابوبکر الحارثی نے، اسے ابوالشیخ الحافظ نے، اسے ابو یحییٰ الرازی نے، اسے سہل بن عثمان نے اور اسے ابومالک نے جویبر سے، اس نے الضحاک سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قول خداوندی: "وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا" کے بارے میں روایت کر کے خبر دی کہ یہ آیت امیہ بن خلف الجمحی کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ اس نے نبی اکرم ﷺ سے ایک ایسی بات کا مطالبہ کیا جو آپ ﷺ کو ناگوار اور ناپسند تھا۔ یہ مطالبہ اپنے سے نادار لوگوں کو دور ہٹانے اور اہل مکہ کے بڑے بڑے معززین کو اپنے قریب کرنے کا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا

یعنی اس شخص کی بات نہ مانیں جس کا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا اور اس کے دل کو مہر لگا کر توحید سے دور کر دیا۔ "اتبع هواه" اور جس نے اپنی خواہش یعنی شرک کی پیروی کی۔

قول خداوندی:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ...... (الآية ۸۳)

اور تم سے ذوالقرنین کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔

۶۰۲۔ قتادہ کا قول ہے کہ یہود نے نبی اکرم ﷺ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کیا، جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ...... (الآية ۱۰۹)

کہہ دو کہ اگر سمندر میرے پروردگار کی باتوں کے لکھنے کے لئے سیاہی ہو تو......

۶۰۳۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے یہود سے کہا: "وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا" تو یہود نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ ہمیں تورات دی گئی ہے اور جسے تورات دی گئی اسے بہت بڑی بھلائی مل گئی۔ اس پر یہ آیت

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ.... الخ نازل ہوئی

قول خداوندی:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ ... (الآية ۱۱۰)
تو جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی امید رکھے۔

۶۰۴۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت جندب بن زہیر العامری کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ اس نے کہا کہ میں اللہ کے لئے عمل کرتا ہوں۔ جب مجھے اس کا پتہ چلتا ہے تو میں خوش ہوتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاکیزہ چیزوں کو قبول کرتا ہے۔ وہ شرک آمیز باتوں کو قبول نہیں کرتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۶۰۵۔ طاؤس کا قول ہے کہ ایک شخص نے کہا: یا نبی اللہ، میں جہاد فی سبیل اللہ سے محبت کرتا ہوں اور اس بات سے محبت کرتا ہوں کہ میرا مرتبہ دیکھا جائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۶۰۵۔ مجاہد کا قول ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں خیرات کرتا ہوں۔ صلہ رحمی کرتا ہوں اور یہ دونوں کام محض اللہ تعالیٰ کی خاطر کرتا ہوں تا کہ میرے ان کاموں کا تذکرہ یعنی شہرت ہو اور اس کے لئے میری تعریف کی جائے۔ میں اس سے خوش ہوتا ہوں اور مجھے یہ بہت پسند ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خاموشی اختیار کی اور کچھ نہ کہا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا۔

سورۃ مریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ ...... (الآیۃ ۶۴)

اور (فرشتوں نے پیغمبر کو جواب دیا کہ) ہم تمہارے پروردگار کے حکم کے سوا اتر نہیں سکتے۔

۶۰۶۔ ہمیں اسماعیل بن ابراہیم بن محمد بن حمویہ نے، اسے ابوبکر محمد بن عمر اشامی نے، اسے اسحاق بن محمد بن اسحاق الرسعنی نے، اسے اس کے دادا نے، اسے المغیرہ نے، اسے عمر بن ذر نے، اسے اس کے والد نے سعید بن جبیر سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریلؑ سے پوچھا کہ تم ہمیں معمول سے زیادہ مرتبہ ملنے کے لئے کیوں نہیں آتے۔ یعنی اس میں کیا رکاوٹ ہے؟

راوی کا کہنا ہے کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ ...... (الآیۃ)

راوی کا کہنا ہے کہ یہ محمد ﷺ کے سوال کا جواب تھا۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے ابونعیم سے اور اس نے عمر بن ذر سے روایت کیا ہے۔

۶۰۷۔ مجاہد کا قول ہے کہ فرشتہ نے حضرت محمد ﷺ کے پاس آنے میں کچھ دیر کر دی اور پھر آیا تو اس نے کہا کہ شاید مجھے کچھ دیر ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ تم نے ایسا ہی کیا ہے تو فرشتے نے کہا کہ میں دیر کیوں نہ کروں۔ تم نہ مسواک کرتے ہو، نہ اپنے ناخن تراشتے ہو اور نہ تم انگلیوں کے جوڑوں کو صاف کرتے ہو۔ اس نے کہا: "وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ" مجاہد کا کہنا ہے کہ اس پر یہ آیت اتری۔

۶۰۸۔ عکرمہ، الضحاک، قتادہ، مقاتل اور الکلبی کا قول ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ سے قوم نے اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کے متعلق سوال کیا تو جبریلؑ نبی کریم ﷺ کے پاس آنے سے رکے رہے۔ نبی کریم ﷺ کو پتہ نہ چلا کہ قوم کو کیا جواب دیں۔ آپ ﷺ نے اس بات کی خواہش اور تمنا کی کہ

جبریلؑ قوم کے سوالوں کا جواب لے کر آئیں۔ جبریلؑ نے آنے میں دیر کردی۔ اس سے نبی کریم ﷺ پر سخت ناگواری ہوئی اور آپ ﷺ پر یہ صورت حال سخت شاق گزری۔ پھر جب جبریلؑ آئے تو آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ تم نے دیر کردی، یہاں تک کہ میرے اندر سوء ظن پیدا ہوا۔ تم نے مجھے بے تاب کردیا۔ جبریلؑ نے جواب دیا کہ میں آپ ﷺ سے زیادہ بے تاب تھا۔ لیکن میں تو مامور یعنی حکم کا غلام ہوں۔ جب مجھے بھیجا گیا تو میں اتر آیا اور جب مجھے روکا گیا تو میں رک گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت:

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ....الخ نازل کی۔

قول خداوندی:

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَامِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا..... (الاٰية ۲۶)

اور کافر انسان کہتا ہے کہ جب میں مرجاؤں تو کیا زندہ کر کے نکالا جاؤں گا۔

۶۰۹۔ الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت ابی بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ جب اس نے ایک بوسیدہ ہڈی ہاتھ میں لے کر اسے ہاتھ سے مسل دیا اور یہ کہتا رہا کہ تمہارے بارے میں محمد ﷺ کا یہ خیال ہے کہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

قول خداوندی:

اَفَرَاَيْتَ الَّذِىْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا.. (الاٰية ۷۷)

بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں سے کفر کیا۔

۶۱۰۔ ہمیں ابو اسحاق الثعالبی نے، اسے عبداللہ بن حامد نے، اسے مکی بن عبدان نے، اسے عبداللہ بن ہاشم نے، اسے ابو معاویہ نے الاعمش سے، اس نے ابوالضحیٰ سے، اس نے مسروق سے اور اس نے خباب بن الارت سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ العاص بن وائل کے ذمے میرا کچھ قرض تھا۔ میں اس سے قرض واپس مانگنے کے لئے اس کے پاس آیا۔ تو اس نے کہا کہ نہیں، اللہ کی قسم تب تک قرض واپس نہیں کروں گا جب تک تم محمد ﷺ کا کفر نہ کرو۔ میں نے کہا کہ نہیں، واللہ ایسا نہیں ہوسکتا۔ میں تب تک محمد ﷺ کی رسالت کا انکار نہیں کروں گا جب تک تم مر نہ جاؤ اور دوبارہ زندہ نہ کئے جاؤ۔ اس نے کہا: کیا جب میں مر جاؤں گا تو دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا۔ تم تب میرے پاس آنا، تب میرے پاس مال ہوگا، بچے ہوں گے تو میں تمہارا قرض ادا کردوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۶۱۱۔ ہمیں ابو نصر احمد بن ابراہیم نے، اسے عبداللہ بن محمد الزاہد نے، اسے البغوی نے، اسے ابو خیثمہ اور علی بن مسلم نے، انہیں وکیع نے، اسے الاعمش سے ابوالضحیٰ نے، اس نے مسروق سے اور اس نے خباب سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ میں غلام تھا اور العاص بن وائل کے ذمے میرا قرض

تھا۔ میں اس کے پاس قرض کا تقاضا کرنے کے لئے آیا۔ اس نے کہا کہ میں تب تک تمہارا قرض ادا نہ کروں گا جب تک تم محمد کا انکار نہیں کرتے۔

میں نے اس سے کہا کہ میں تب تک محمد ﷺ کا انکار نہیں کروں گا جب تک تم مر تے نہیں اور مر کر دوبارہ زندہ نہیں کئے جاتے۔ تو اس نے کہا کہ کیا میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ اٹھایا جاؤں گا۔ تب میں تمہارا قرض ادا کروں گا۔ جب میں اپنے مال کی طرف واپس لوٹوں گا۔ اس پر اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے الحمیدی سے روایت کیا ہے اور اس نے سفیان سے روایت کیا ہے۔ امام مسلمؒ نے اسے الاشج کے حوالے سے راویت کیا ہے۔ اس نے وکیع سے اور دونوں راویوں نے اسے الاعمش سے روایت کیا ہے۔

۶۱۲۔ الکلبی اور مقاتل کا قول ہے کہ خباب بن الارت غلام تھے اور العاص بن وائل السہمی کے پاس کام کرتے تھے۔ العاص اس کی مزدوری مؤخر کر دیتا تھا۔ وہ اس سے اپنا حق طلب کرنے کے لئے آیا تو العاص نے کہا کہ آج میرے پاس کچھ نہیں ہے جو تمہیں دے سکوں۔ خباب نے کہا کہ میں تب تک یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک تم میرا حق ادا نہیں کرتے۔ اس پر العاص نے کہا کہ اے خباب، تجھے کیا ہوا تم تو ایسے نہ تھے۔ تم تو حسن طلب والے تھے۔

اس پر خباب نے کہا کہ یہ تب تھا جب میں تمہارے دین پر تھا۔ رہا آج تو میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور تمہارا دین چھوڑ دیا ہے۔ العاص نے کہا کہ کیا تمہارا یہ خیال نہیں ہے کہ جنت میں سونے، چاندی اور ریشم ہوگا۔ خباب نے کہا کہ ہاں، ایسا ہی ہے۔ اس پر العاص نے کہا کہ پھر مجھے مہلت دو تا کہ میں تمہیں جنت میں تمہارا حق ادا کر دوں۔ یہ بات اس نے بطور مذاق کہی۔ واللہ اگر جو کچھ تم کہتے ہو حق اور سچ ہے تو میں تم سے کچھ حصہ لے لوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

اَفَرَاَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا

کیا تم نے اس شخص یعنی العاص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کو جھٹلایا۔

سورۃ طٰہٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

طٰهٰ. مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى...... (الآیۃ ۱، ۲)

طٰہٰ۔ (اے محمد) ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔

۶۱۳۔ مقاتل کا قول ہے کہ ابو جہل اور النضر بن الحارث نے نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ ہمارا دین ترک کر کے (نعوذ باللہ) بد بخت ہو گئے ہیں۔ انہوں نے یہ بات اس وقت کی جب ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کی لمبی لمبی عبادتیں اور سخت جد و جہد کی کیفیت دیکھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۶۱۴۔ ہمیں ابو بکر الحارثی نے، اسے ابو الشیخ الحافظ نے، اسے ابو یحییٰ نے، اسے العسکری نے اور اسے ابو مالک نے جویبر سے، اس نے الضحاک سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ پر قرآن نازل ہوا تو آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کھڑے ہو گئے اور انہوں نے نماز پڑھی۔ اس پر کفار قریش نے کہا کہ محمد ﷺ پر قرآن صرف اس پر مشقت ڈالنے کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى

قول خداوندی:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ...... (الآیۃ ۱۳۱)

اور ان پر نگاہ نہ کرنا۔

۶۱۵۔ ہمیں محمد بن ابراہیم الثعلبی نے، اسے شعیب بن محمد البیہقی نے، اسے مکی بن عبدان، سے ابو الازھر نے، اسے روح نے موسیٰ بن عبیدہ الزبدی سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ مجھے یزید بن

عبداللہ بن قسیط نے ابورافع مولی رسول اللہ ﷺ سے روایت کر کے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں ایک مہمان آیا۔ آپ ﷺ نے مجھے ایک یہودی کے پاس بھیجا جو کھانا فروخت کرتا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے کہلا بھیجا ہے کہ ہمارے ہاں ایک مہمان آیا ہے۔ ہمارے پاس اس کے شایان شان پیش کرنے کو کچھ نہیں ہے۔ لہذا تم مجھے فروخت کر دو یا رجب کے مہینے تک ادھار دو۔ یہودی نے کہا کہ نہ تو میں فروخت کروں گا اور نہ ہی بغیر رہن کے ادھار دوں گا۔ چنانچہ میں واپس آیا اور آپ ﷺ کو اس کی اطلاع دے دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: واللہ میں آسمان میں امین ہوں اور زمین میں امین ہوں۔ اگر وہ ادھار دیتا یا فروخت کرتا تو میں اسے ادا کر دیتا۔ میری زرہ لے جاؤ۔ اس پر آپ کے دل دہی کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

ولا تمدن عينيك إلى ما متعنا به .... الآية

سورۃ الانبیاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى ۔۔۔ (الآية ۱۰۱)

جن لوگوں کے لئے ہماری طرف سے پہلے بھلائی مقرر ہو چکی ہے۔

۶۱۶۔ ہمیں ابوعمر بن احمد بن عمرو الماوردی نے، اسے عبداللہ بن محمد بن نصر الرازی نے، اسے محمد بن ایوب نے، اسے علی بن المدینی نے، اسے یحییٰ بن نوح نے، اسے ابوبکر بن عیاش نے عاصم سے، اسے ابورزین نے ابو یحییٰ سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ ایک آیت ہے جس کے بارے میں لوگ نہیں پوچھتے۔ معلوم نہیں کہ آیا انہوں نے اسے جان لیا جو انہوں نے اس کے متعلق پوچھا نہیں یا نہیں اس کا پتہ ہی نہیں جو وہ اس کے بارے میں پوچھتے نہیں ہیں۔ اس سے پوچھا گیا کہ وہ کونسی آیت ہے تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جب:

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ

(کافرو اس روز) تم اور جن کی تم خدا کے سوا عبادت کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہوں گے (اور) تم (سب) اس میں داخل ہو کر رہو گے۔

نازل ہوئی تو یہ بات قریش پر شاق گزری۔ انہوں نے کہا کہ کیا (محمد) ہمارے معبودوں کو گالی دیتے ہیں؟ تو ابن الزبعری آیا۔ اس نے ان سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا کہ (محمد) ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ محمد کہتے کیا ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ محمد کا کہنا ہے:

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ

اس نے کہا کہ اسے یعنی محمد (ﷺ) کو میرے پاس بلالاؤ۔ جب رسول اللہ ﷺ کو بلایا گیا تو اس نے آپ ﷺ سے کہا کہ کیا یہ بات صرف اور خصوصی طور پر ہمارے معبودوں کے بارے میں ہے یا اللہ کے سوا پوجی جانے والی ہر چیز کے بارے میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، یہ حکم اللہ کے سوا دوسری ہر پوجی

جانے والی چیز کے بارے میں ہے۔ اس پر ابن الزبعری نے کہا کہ اس گھر یعنی کعبہ کے رب کی قسم، تم تو معاملہ ہار گئے۔ کیا تم خیال نہیں کرتے کہ فرشتے نیکوکار بندے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ نیکوکار اور صالح بندے تھے یا حضرت عزیرؑ صالح بندے تھے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں، کیوں نہیں۔ اس پر ابن الزبعری نے کہا کہ یہ پھر یہ رہے۔ بنو ملیح جو فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اور یہ رہے نصاریٰ جو حضرت عیسیٰؑ کی پرستش کرتے ہیں اور یہ یہود حضرت عزیرؑ کو پوجتے ہیں۔ اس بات پر اہل مکہ (خوشی کے مارے) چیخ پڑے۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ

یہ حضرات اس سے مستثنیٰ اور دور ہیں۔ یعنی فرشتے، عیسیٰؑ، عزیرؑ۔

سورة الحج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ..... (الآية ١١)

اور لوگوں میں بعض ایسا بھی ہے جو کنارے پر (کھڑا ہو کر) خدا کی عبادت کرتا ہے۔

٦١٧۔ مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت ان اعراب کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مہاجر ہو کر اپنے بادیہ یعنی صحرائی علاقوں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے میں آئے تھے۔ ان میں سے جب کوئی مدینے آتا تو اگر اس کی جسمانی صحت اچھی رہتی اور اس کی گھوڑی بچھیری جن لیتی اور اس کی بیوی کے بیٹا پیدا ہوتا اور اس کے مال مویشی بڑھ جاتے تو وہ راضی اور مطمئن رہتا اور کہتا کہ جب سے میں اس دین میں داخل ہوا ہوں مجھے بھلائی ہی بھلائی ملی ہے اور اگر اسے مدینے کی آب و ہوا راس نہ آتی اور کوئی بیماری لگ جاتی اس کی بیوی بیٹی جنتی، گھوڑی کا حمل ضائع ہوتا اور اس کا مال جاتا رہتا یا اسے زکوٰۃ قدرے دیر سے ملتی تو اس کے اوپر شیطان مسلط ہو جاتا اور وہ کہتا کہ جب سے میں آپ ﷺ کے اس دین میں داخل ہوا ہوں مجھے برائی کے سوا کچھ نہیں ملا۔ چنانچہ وہ اپنے دین سے پھر جاتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ"

٦١٨۔ عطیہ نے ابو سعید الخدری سے روایت کیا کہ یہود میں سے ایک شخص مسلمان ہو گیا۔ اس کی نظر جاتی رہی اور اس کا مال بھی جاتا رہا اور اس کا بچہ بھی مر گیا۔ اس نے اسلام سے بدشگونی کی۔ یعنی اس نے سمجھا کہ مسلمان ہونے کی وجہ سے اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے سبکدوش کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کو سبکدوش نہیں کیا جاتا۔ یہودی نے کہا کہ مجھے اس دین میں کوئی بھلائی نہیں ملی۔ اس دین نے میری نظر، میرا مال اور میرا بچہ لے لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے یہودی اسلام لوگوں کو اس طرح بھٹی سے صاف کر کے نکالتا ہے جس طرح آگ لوہے، چاندی اور سونے کی میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے۔ راوی کا کہنا ہے کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ الآية

قول خداوندی:

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ---- (الآیۃ ۱۹)

یہ دو (فریق) ایک دوسرے کے دشمن اپنے پروردگار (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں۔

۶۱۹۔ ہمیں ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم المزکی نے اسے عبدالملک بن الحسن بن یوسف نے، اسے یوسف بن یعقوب القاضی نے، اسے عمر بن مرزوق نے اور اسے شعبہ نے ابی ہاشم سے، اس نے ابومجلز سے، اس نے قیس بن عبادہ سے اور اس نے علی سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ میں نے ابوذر کو کہتے سنا: مجھے اللہ کی قسم ہے کہ یہ آیت "هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ" ان چھ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حمزہ، عبیدہ، علی بن ابی طالب، عتبہ، شیبہ اور الولید بن عتبہ۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے حجاج بن منہال سے اس نے ہشیم سے، اور اس نے ابو ہاشم سے روایت کی ہے۔

۶۲۰۔ ہمیں ابوبکر بن الحرث نے اسے ابو شیخ الحافظ نے، اسے محمد بن سلیمان نے، اسے ہلال بن بشر نے، اسے یوسف بن یعقوب نے، اسے سلیمان التیمی نے ابومجلز سے، اس نے قیس بن عبادہ سے، اس نے علی سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے اور غزوہ بدر میں ہماری معرکہ آرائی کے بارے میں نازل ہوئی ہے:

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ سے اَلْحَرِیْقِ تک۔

۶۲۰م۔ ابن عباس کا قول ہے کہ آیت میں خصمان سے مراد اہل کتاب ہیں۔ جنھوں نے مؤمنوں سے کہا تھا کہ ہم اللہ کے نزدیک تمہارے مقابل میں زیادہ برتر ہیں اور کتاب کے لحاظ سے تم سے مقدم ہیں۔ ہمارا نبی تمہارے نبی سے پہلے کا نبی ہے۔ مؤمنوں نے کہا کہ ہم اللہ کے زیادہ حق دار ہیں۔ ہم محمد ﷺ پر ایمان لائے اور تمہارے نبی پر بھی ایمان لائے۔ اور ہم کتابوں کے لکھے پر بھی ایمان لائے تم نے تمہارے نبی علیہ السلام کو پہچاننے کے باوجود ترک کر دیا۔ اور مارے حسد کے اس کا انکار کیا۔ اپنے رب کے مقابلے ان کی خصومت یہی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہی کے بارے میں یہ آیت نازل کی اور یہی قتادہ کا قول ہے۔

قول خداوندی:

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۔۔۔ (الآیۃ ۳۹)

جن مسلمانوں سے خواہ مخواہ لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت ہے۔

۶۲۱۔ مفسرین کا قول ہے کہ اہل مکہ کے مشرک لوگ رسول اللہ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اذیتیں دیتے تھے۔ آئے دن مضروب اور زخمی وہاں سے آتے رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے ان کی شکایت کرتے رہتے تو نبی علیہ السلام انہیں کہتے رہتے کہ صبر کرو، مجھے قتال کا حکم نہیں دیا گیا یہاں تک خود رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۶۲۲۔ ابن عباس کا قول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے نکالا گیا تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا۔ اب تو ہم یقیناً ہلاک کئے جائیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ۔" اس موقع پر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ اب جنگ ہو گی۔

قول خداوندی:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ...... (الآیۃ ۵۲)

اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا۔

۶۲۳۔ مفسرین کا قول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی قوم نے آپ سے پیٹھ موڑ لی۔ آپ ﷺ پر ان کی اس دن سے دوری جو دین آپ ﷺ لائے تھے، آپ ﷺ پر سخت شاق گزری۔ آپ ﷺ نے دین میں یہ تمنا کی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی بات پیدا ہو جو آپ ﷺ کے اور آپ ﷺ کی قوم کے درمیان قرب پیدا کرے۔ یہ آپ ﷺ کی اس حرص کے باعث تھا جو آپ ﷺ کے دل میں ان کے ایمان لانے کے لئے موجود تھا۔ آپ ﷺ ایک دفعہ قریش کی مجلسوں میں سے ایک مجلس میں بیٹھے جہاں بہت زیادہ لوگ تھے۔ آپ ﷺ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اس دن اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی ایسی بات پیدا نہ ہو جس سے یہ لوگ بدک جائیں۔ آپ ﷺ نے اس بات کی تمنا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورہ "وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی" نازل کی۔ آپ ﷺ نے یہ سورت پڑھی۔

جب آپ ﷺ "اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی" پر پہنچے تو شیطان نے آپ ﷺ کی زبان پر آپ ﷺ کے نفس میں پیدا ہونے والی بات اور آپ ﷺ کی تمنا آپ ﷺ کی زبان پر جاری کرادی۔ "تلک الغرانیق العلیٰ وان شفا عتھن لترتجی" جب قریش نے یہ کلمات سنے تو وہ خوش ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ سورت پڑھتے گئے اور آپ نے ساری سورت پڑھ ڈالی۔ آپ ﷺ نے سورت کے آخر میں سجدہ کیا۔ مسلمانوں نے آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔ ان کے ساتھ مسجد میں جتنے مشرکین تھے سب نے سجدہ کیا۔ مسجد میں الولید بن المغیرہ اور ابواحیحہ سعید بن العاص کے سوا مسجد میں کوئی ایسا مومن اور کافر نہ رہا جس نے سجدہ نہ کیا ہو۔ ان دونوں نے زمین سے مٹھی بھر مٹی اٹھا کر پیشانی کے قریب تک اٹھائی اور اس پر سجدہ کیا کیونکہ وہ بہت زیادہ بوڑھے تھے اور سجدہ نہ کر سکتے تھے۔ قریش منتشر

ہو گئے۔انہوں نے جو کچھ سنا وہ اس سے خوش ہوئے اور انہوں نے کہا کہ محمد ﷺ نے کہا کہ ہم یہ تو جانتے ہیں کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے، مارتا ہے، پیدا کرتا ہے، روزی دیتا ہے لیکن ہمارے یہ معبود اس کی طرف ہماری سفارش اور شفاعت کرتے ہیں۔ اگر محمد ﷺ نے ان معبودوں کا بھی کچھ حصہ مقرر کیا تو پھر ہم اس کے ساتھ ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے شام کی تو آپ ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور آپ ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ نے کیا کیا۔

آپ ﷺ نے لوگوں پر وہ کچھ تلاوت کیا جو میں اللہ سبحانہ سے لے کر نہیں آیا تھا۔اور آپ ﷺ نے وہ کچھ کہا جو میں نے آپ ﷺ سے نہیں کہا تھا۔رسول اللہ ﷺ کو اس سے سخت دکھ اور ملال ہوا اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ خوف زدہ ہوئے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: تو قریش نے کہا کہ محمد کو اللہ کے ہاں ہمارے معبودوں کی قدر و منزلت کا ذکر کرنے پر ندامت ہوئی۔اس سے ان کی شرارت اور بھی زیادہ بڑھ گئی۔

۶۲۴۔ ہمیں ابوبکر الحارثی نے، اسے ابوبکر محمد بن حیان نے، اسے ابو یحییٰ الرازی نے، اسے سہل العسکری نے، اسے یحییٰ نے عثمان بن الاسود سے، اس نے سعید بن جبیر سے روایت کر کے خبر دی۔اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے "اَفَرَاَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى" تو شیطان نے آپ ﷺ کی زبان پر "تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتهن لترتجی" ڈال دیا۔اس سے مشرک لوگ خوش ہوئے۔انہوں نے کہا کہ ہمارے معبودوں کا ذکر کیا گیا۔پھر جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھ پر اللہ کا کلام پیش کیجئے۔جب آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام پر یہ کلام پیش کیا تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ کلام تو میں آپ ﷺ کے پاس نہیں لایا۔یہ تو شیطان کی طرف سے ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ

سورۃ المؤمنون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ...... (الآیۃ ۱)

بے شک ایمان والے رستگار ہو گئے۔

۶۲۵۔ ہمیں قاضی ابوبکر احمد بن الحسن الحیری نے املاء کر کے یہ حدیث بیان کی کہ اسے حاجب بن حماد الاب الابیوردی نے، اسے عبدالرزاق نے، اسے یونس بن سلیم نے، اسے یونس الایلی نے املاء کر کے ابن شہاب سے اس نے عروہ بن الزبیر سے، اس نے عبدالرحمان بن عبدالقاری سے روایت کر کے حدیث بیان کی کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو کہتے سنا کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ تو آپ ﷺ کے چہرے کے قریب شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح کی آواز سنائی دیتی تھی۔

ہم گھڑی بھر ٹھہر گئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھائے اور کہا: "اللھم زدنا ولا تنقصنا، واکرمنا لا تہنا، واعطنا، ولا تحرمنا، وآثرنا ولا تؤثر علینا (وارضنا) وارض عنا: اے اللہ ہمیں زیادہ دے، کم نہ دے۔ ہمارا اکرام کر، ہماری توہین نہ کر، ہمیں عطا کر محروم نہ کر، ہمیں ترجیح دے۔ ہمیں راضی رکھ اور ہم سے راضی رہ۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ہم پر دس آیت نازل کی گئی ہیں، جس نے ان پر استقامت کی وہ جنت میں داخل ہو گا: اس کے بعد آپ ﷺ نے "قد افلح" المؤمنون کی دس آیات کی تلاوت کی۔ اس حدیث کو الحاکم ابوعبداللہ نے اپنی صحیح میں ابوبکر القطیعی سے، اس نے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے۔ اس نے اپنے والد سے اور اس نے عبدالرزاق سے روایت کیا۔

قول خداوندی:

اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ...... (الآیۃ ۲)

۶۲۶۔ ہمیں عبدالرحمٰن بن احمد العطار نے، اسے محمد بن عبداللہ بن نعیم نے، اسے احمد بن یعقوب الثقفی نے، اسے ابوشعیب الہرانی نے، اسے اس کے والد نے، اسے اسماعیل بن علیہ نے ایوب سے اس نے محمد بن سیرین سے، اور اس نے ابوہریرہ سے روایت کر کے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو

اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے۔ اس پر یہ آیت

الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ نازل ہوئی۔

قول خداوندی:

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ..... (الآیة ۱۴)

۶۲۷۔ ہمیں احمد بن محمد بن عبداللہ الحافظ نے، اسے عبداللہ بن محمد بن حیان نے، اسے محمد بن سلیمان نے، اسے احمد بن عبداللہ بن سوید بن منجوف نے، اسے ابو داؤد نے حماد بن سلمہ سے اس نے علی بن زید بن جدعان سے اور اس نے انس بن مالک سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے چار باتوں میں اپنے رب سے موافقت کی: میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یارسول اللہ۔ کاش ہم مقام ابراہیم کے پیچھے ہو کر نماز پڑھتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے: "وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی" والی آیت اور حکم نازل کیا۔ میں نے رسول اللہ سے کہا کہ کاش آپ اپنی ازواج کو پردہ کرائیں کیونکہ آپ ﷺ کے پاس نیک و بد ہر طرح کا آدمی آتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ" ۔ میں نے نبی کریم ﷺ کی ازواج سے کہا کہ تم اپنی حرکات سے باز آجاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے بدلے نبی کریم ﷺ کو تم سے بہتر بیویاں عطا کرے گا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "عَسٰی رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ" اور یہ آیتیں نازل ہوئی: "وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ تا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ" تو اس پر میں نے "فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ" کہا تو "فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ" والی آیت نازل ہوئی۔

قول خداوندی:

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا..... الآیة ۷۶)

اور ہم نے ان کو عذاب میں بھی پکڑا تو بھی انہوں نے خدا کے آگے عاجزی نہ کی۔

۶۲۸۔ ہمیں ابو قاسم بن عبدان نے، اسے محمد بن عبداللہ بن محمد الضبی نے، اسے ابو العباس السیاری نے، اسے محمد بن موسیٰ بن حاتم نے، اسے علی بن الحسن ابن شقیق نے، اسے الحسین بن واقد نے، اسے یزید النحوی نے خبر دی کہ عکرمہ نے اسے ابن عباس کے حوالے سے بتایا کہ اس نے کہا کہ ابو سفیان رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اے محمد (ﷺ) میں تمہیں اللہ اور رشتہ کا واسطہ دے کر صلہ رحمی کا سوال کرتا ہوں قحط کی شدت کے مارے ہم نے العلھز کھایا ہے۔ یعنی خون میں لتھڑی ہوئی پشم یا مردار کھانے کی نوبت آگئی ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا یَتَضَرَّعُوْنَ"

۶۲۹۔ ابن عباس کا قول ہے کہ جب ثمامہ بن اثال الحنفی رسول اللہ کے پاس آیا۔ اور اس نے قید

کی حالت میں اسلام قبول کیا تو آپ ﷺ نے اسے رہا کر دیا۔ پھر جب وہ یمامہ پہنچ گیا تو اس نے یمامہ سے اہل مکہ کے لئے اناج اور غلہ کی رسد بند کر دی۔ یوں اللہ تعالیٰ نے قریش پر قحط سالی مسلط کر دی یہاں تک وہ علھز یعنی مردار جانور کھانے پر مجبور ہو گئے۔ تب ابوسفیان نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے کہا کہ میں آپ ﷺ کو اللہ اور قرابت داری کا واسطہ دیتا ہوں۔ کیا آپ ﷺ کا یہ دعویٰ نہیں کہ آپ ﷺ کو دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، کیوں نہیں۔ تو ابوسفیان نے کہا کہ آپ ﷺ نے باپوں کو تلوار سے قتل کیا اور بیٹوں کو قحط سے مارا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

سورۃ النور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً..... (الآیۃ ۳)

بدکار مرد تو بدکار یا مشرک عورت کے سوا نکاح نہیں کرتا۔

۶۳۰۔ مفسرین کا قول ہے کہ مہاجرین مدینے میں آئے، ان میں نادار اور فقراء تھے جن کے پاس مال و دولت نہ تھا۔ مدینہ میں فاحشہ عورتیں تھیں جو اپنے آپ کو کرائے پر دیتی تھیں۔ یہ عورتیں اس وقت مدینے کی سب سے خوشحال عورتیں تھیں۔ نادار مہاجرین میں سے کچھ لوگوں کو ان عورتوں کی کمائی سے دلچسپی پیدا ہوگئی۔ انہوں نے کہا کہ کیا ہی اچھا ہو اگر ہم ان عورتوں سے شادی کرالیں اور ان کے ساتھ رہیں تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے بے نیاز کردے چنانچہ انہوں نے اس کے لئے رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں مومنوں کو بچانے کے لئے زانیہ عورتوں کے ساتھ نکاح کو حرام قرار دیا گیا۔

۶۳۱۔ عکرمہ کا قول ہے کہ یہ آیت مکہ اور مدینہ میں پیشہ ور عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ان میں سے نو عورتیں تو جھنڈے والی تھیں یعنی بہت زیادہ مشہور تھیں۔ ان کے نام یہ تھے۔

(۱) ام مہزول، یہ السائب بن ابی السائب المخزومی کی لونڈی تھی۔

(۲) ام علیط، یہ صفوان بن امیہ کی لونڈی تھی۔

(۳) حنہ القبطیہ، یہ العاص بن وائل کی لونڈی تھی۔

(۴) مزنہ، یہ مالک بن عمیلہ بن السباق کی لونڈی تھی۔

(۵) جلالہ، یہ سہیل بن عمرو کی لونڈی تھی۔

(۶) ام سوید، یہ عمرو بن عثمان مخزومی کی لونڈی تھی۔

(۷) شریفہ، یہ زمعہ بن الاسود کی لونڈی تھی۔

(۸) فرسہ، یہ ہشام بن ربیعہ کی لونڈی تھی۔

(۹) فرتنا، یہ ہلال بن انس کی لونڈی تھی۔ دور جاہلیت میں ان کے گھروں کو مواخیر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اہل قبلہ میں سے ان کے پاس زانی مردوں کے سوا اور کوئی نہ آتا تھا یا بت پرستوں میں مشرک لوگ ان کے پاس آتے تھے۔ مسلمانوں میں سے بعض نے ان کے ساتھ نکاح کرنا چاہا تاکہ ان کو اپنے روزگار کا ذریعہ بنالیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اور مومنوں کو انکے ساتھ نکاح کرنے سے منع کیا اور ان عورتوں کو ان پر حرام قرار دیا۔

۶۳۲۔ ہمیں ابو صالح منصور بن عبدالوہاب البزار نے، انہیں ابو عمرو بن حمدان، اسے احمد بن الحسن بن عبدالجبار نے، اسے عثمان بن عمر دنے، اسے معتمر نے اپنے والد سے، اس نے الحضرمی سے، اس نے القاسم بن محمد سے، اس نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کر کے خبر دی کہ ایک عورت جس کا نام ام مہزول تھا، پیشہ کراتی تھی۔ اس نے شرط رکھی تھی کہ جو شخص اس کے ساتھ شادی کرے وہ اسی کے اخراجات کی کفالت کرے گی۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اس کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے اس بات کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "والزانیۃ لا ینکحھا الا زان أو مشرك."

قول خداوندی:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ (الأية ٦)

اور جو لوگ اپنی عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں۔

۶۳۳۔ ہمیں ابو عثمان سعید بن محمد المؤذن نے، اسے محمد بن احمد بن علی الحیری نے، اسے حسن بن سفیان نے، اسے ابو بکر بن ابی شیبہ نے، اسے یزید بن ہارون نے، انہیں عباد بن منصور نے عکرمہ سے، اور اس نے ابن عباس سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ جب "وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ" تا "اَلْفٰسِقُوْنَ" کی آیات نازل ہوئیں تو سعد بن عبادہ جو انصار کے سردار تھے، نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) یہ آیات اسی طرح نازل ہوئی ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے معشر انصار کیا تم سن نہیں رہے کہ تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ ایک غیرت مند شخص ہے۔ اس نے کنواری عورت کے بغیر کبھی کسی سے شادی نہیں کی اور نہ کسی عورت کو طلاق دی تاکہ ہم میں سے کوئی شخص اس کے ساتھ شادی کرنے کی جسارت نہ کرے۔ یہ اس کی شدت غیرت کی وجہ سے ہے۔

سعد نے عرض کیا اے اللہ کے رسول۔ واللہ، میں جانتا ہوں کہ یہ احکام برحق ہیں اور اللہ کی طرف سے ہیں۔ لیکن مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ اگر میں کسی فاحشہ عورت کو دیکھوں کہ ایک مرد اس کے ساتھ ہم بستر ہو رہا ہے، تو چار گواہ لانے تک میں اسے نہ کچھ کہوں اور نہ اسے حرکت دوں۔ واللہ میرے چار گواہ

لانے تک تو وہ اپنی ضرورت پوری کر چکا ہوگا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ہلال بن امیہ اپنی زمین سے رات کو گھر آیا۔ اس نے اپنی بیوی کے پاس ایک مرد دیکھا۔ اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا۔ اس نے اسے کچھ نہ کہا۔ جب اگلے دن صبح ہوئی تو یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ سے بیان کیا کہ میں رات کو اپنے گھر اپنی بیوی کے پاس آیا تو میں نے اس کے پاس ایک مرد کو دیکھا۔ میں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا اس کی اس خبر سے رسول اللہ ﷺ کو ناگواری ہوئی۔ اور یہ بات آپ ﷺ پر سخت گزری۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اب رسول اللہ ﷺ ہلال بن امیہ کو ماریں گے اور مسلمانوں کے بارے میں اس کی گواہی کو باطل قرار دیں گے ہلال نے کہا: قسم بخدا۔ مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے اس صورت حال سے عہدہ برا ہونے کی کوئی صورت نکالے گا۔ ہلال نے کہا: یا رسول اللہ میں دیکھتا ہوں کہ میری لائی ہوئی خبر آپ پر سخت گراں گزری ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ میں سچا ہوں۔ واللہ، رسول اللہ اسے کوڑے مارنے کا حکم دینا ہی چاہتے تھے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ لوگوں نے محسوس کیا کہ اب ہلال کی جلد پر کوڑے لگنے ہی والے ہیں۔ لہٰذا وہ رکے رہے تاوقتیکہ آپ ﷺ وحی کے نزول کی کیفیت سے فارغ ہو گئے۔ اس وقت یہ آیت: "وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ" اور بعد کی ساری آیات نازل ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ پر خوشی طاری ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ہلال تمہیں خوشخبری ہو، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے کشائش اور اس صورت حال سے نکلنے کی راہ پیدا کر دی ہے۔ ہلال نے کہا کہ مجھے اپنے رب سے یہی توقع تھی۔

راوی نے باقی حدیث بھی بیان کی۔

۶۳۴۔ ہمیں محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد الفقیہ نے، اسے محمد بن محمد بن سنان المقری نے، اسے احمد بن علی بن المثنی نے، اسے ابوخیثمہ نے، اور اسے جریر نے الاعمش سے، اس نے ابراہیم سے، اس نے علقمہ سے اور اس نے عبداللہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ ہم جمعہ کی رات کو مسجد میں تھے کہ انصار کا ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے کہا کہ اگر ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی شخص کو دیکھے تو اگر وہ بات کرے تو تم اسے کوڑے مارو گے اور اگر اس نے اسے قتل کیا تو تم اسے قتل کر دو گے اور اگر وہ خاموش رہے تو غصہ سے زہر پی لے۔ واللہ میں تو اسی معاملے میں ضرور رسول اللہ ﷺ سے پوچھوں گا۔

جب اگلے دن صبح ہوئی، تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ ﷺ سے پوچھا۔ اس نے کہا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے۔ اگر وہ بات کرے تو آپ ﷺ اسے کوڑے ماریں گے۔ اگر وہ اسے قتل کر دے تو آپ ﷺ اسے قصاص میں قتل کر دیں گے۔ اور اگر وہ چپ رہے تو غصے کا زہر لے کر خاموش رہے۔ آپ ﷺ نے کہا: "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ" اے اللہ اس گتھی کو کھول دے۔ آپ ﷺ دعا مانگنے لگے۔ اس پر لعان کے حکم والی آیت نازل ہوئی: "وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ

شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ"

اس صورت حال سے وہ شخص لوگوں کے درمیان آزمائش میں پڑ گیا۔اس پر وہ اور اس کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے ایک دوسرے پر لعان کیا۔مرد نے چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ وہ الزام لگانے میں سچا ہے۔پانچویں مرتبہ اس نے لعان کیا کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر عورت لعان کرنے لگی۔رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا کہ ذرا ٹھہر،لیکن اس نے لعان کیا۔جب وہ واپس لوٹی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شاید اس کے سیاہ رنگ کا گھنگریالے بالوں والا بچہ پیدا ہو۔چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس نے سیاہ اور گھنگھریالے بالوں والا بچہ جنا۔

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے ابوخیثمہ سے روایت کیا۔

قول خداوندی:

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ (الأية ۱۱)

جن لوگوں نے بہتان باندھا ہے تم ہی میں سے ایک جماعت ہے۔

۶۳۵۔ ہمیں ابوالحسن علی بن محمد المقری نے،اسے محمد بن احمد بن علی المقری نے اسے ابویعلی نے،اسے ابوالربیع الزہرانی نے،اسے فلیح بن سلیمان المدنی نے الزہری سے،اس نے عروہ بن الزبیر، سعید بن المسیب،علقمہ بن وقاص،عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے،انہوں نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کر کے خبر دی جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں بہتان لگانے والوں نے بہتان تراشی کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بہتان سے بری قرار دیا۔الزہری کا قول ہے کہ ان لوگوں نے مجھے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں باتوں کا ایک مجموعہ سنایا۔ان میں سے بعض دوسروں سے بات کو زیادہ یاد رکھنے والے تھے۔میں نے ہر ایک سے بات یاد رکھی جو بات اس نے مجھ سے کہی۔ان میں سے بعض باتیں دوسری باتوں کی تصدیق کرتی ہیں۔

ان لوگوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر پر نکلتے تو بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے۔جس کسی کے نام قرعہ نکلتا تو اسے سفر میں ساتھ لے جاتے۔چنانچہ ایک غزوے کے موقع پر آپ ﷺ نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا۔اس میں میرا نام نکلا۔اور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلی۔یہ واقعہ پردے کے احکام نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ مجھے اونٹ کے محمل میں اٹھایا جاتا تھا اور میں پڑاؤ پر اترتی تھی۔جب رسول اللہ ﷺ غزوے سے فارغ ہو گئے اور آپ ﷺ واپس روانہ ہوئے۔اور ہم مدینے کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے رات کے وقت کوچ کرنے کا حکم دیا۔کوچ کا حکم ملنے پر میں اٹھی اور چلی حتیٰ کہ میں فوج سے نکل گئی۔جب میں قضائے حاجت سے فارغ ہوئی اور میں اپنی سواری کی طرف بڑھی۔میں نے اپنے سینے پر ہاتھ لگا کر دیکھا کہ میرا گلے کا ہار

ٹوٹ کر کہیں گر گیا ہے۔ چنانچہ میں اسے ڈھونڈنے کے لئے واپس چلی گئی۔ اسے تلاش کرنے میں مجھے دیر لگ گئی۔ محمل بردار جو مجھے اٹھائے چلتے تھے، آئے اور انہوں نے محمل اٹھایا اور اسے میرے اونٹ پر لاد دیا جس اونٹ پر میں سوار ہوتی تھی۔

انہوں نے خیال کیا کہ میں محمل میں ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ ان دنوں عورتیں سبک تن ہوتی تھیں۔ موٹی نہ ہوتی تھیں نہ ان پر گوشت چڑھا ہوتا تھا۔ کیونکہ انہیں کھانے کو صرف علقہ ملتا تھا۔ لہذا لوگوں کو میرے محمل کا بوجھ اس کے اٹھاتے وقت اور لادتے وقت محسوس نہ ہوا۔ میں ابھی نو عمر لڑکی تھی۔ انہوں نے اونٹ اٹھایا اور چل دیئے۔ فوج کی روانگی کے بعد مجھے ہار مل گیا۔ میں فوجی چھاونی میں آئی لیکن وہاں نہ کوئی پکارنے والا تھا اور نہ پکار کا جواب دینے والا۔ چنانچہ میں نے اسی جگہ رہنے کا قصد کیا جہاں میں تھی۔ میں نے سوچا کہ جب لوگ مجھے اگلی منزل پر غائب پائیں گے تو (میری تلاش میں) میری طرف لوٹ آئیں گی۔ میں اپنی جگہ بیٹھی تھی کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گئی۔ صفوان بن المعطل السلمی ثم الذکوانی فوج کے پیچھے رہ گیا تھا۔ وہ میری جگہ کے قریب آیا۔ اس نے سوئے ہوئے انسان کا سایہ دیکھا تو وہ میرے قریب آیا اور اس نے مجھے دیکھ کر پہچان لیا۔ کیونکہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے وہ مجھے دیکھا رہا تھا۔ اس کے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کی آواز سے میں جاگ اٹھی۔ میں نے اپنے چہرے پر چادر اوڑھ لی۔ اللہ کی قسم اس نے مجھ سے نہ کوئی بات کی اور نہ ہی انا اللّٰہ... کے سوا میں نے اس کے منہ سے کوئی بات سنی۔ تاوقتیکہ اس نے اپنا اونٹ بٹھایا۔ اونٹ اپنی ٹانگوں کے بل نیچے ہوا اور میں اس پر سوار ہوئی۔ پھر وہ میری سواری کو نکیل تھامے روانہ ہوا۔ اور ہم لشکر کے عین دوپہر کے وقت پڑاؤ ڈالنے کے بعد فوج کے ساتھ آملے۔

اس موقع پر میرے معاملے میں مجھ پر بہتان طرازی سے جن لوگوں نے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوئے۔ اس طوفان کے سب سے بڑا کردار عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ پھر ہم مدینہ پہنچے۔ مدینہ پہنچنے پر ایک ماہ تک میں بیمار پڑی رہی۔ لوگ بہتان طرازی کرنے والوں کی باتوں کا چرچا کرتے رہے اور مجھے اس ساری صورت حال کا کوئی علم نہ تھا۔ جس میری تکلیف کے دوران جس بات سے مجھے شک ہوا وہ یہ تھی کہ میری بیماری میں جس طرح رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ مہربانی کا سلوک کرتے تھے۔ اس دفعہ دیا نہ تھا۔ آپ ﷺ گھر میں داخل ہوتے، سلام کرتے اور پوچھتے کہ تمہاری اس کا کیا حال ہے۔ اس سے مجھے بہت دکھ ہوتا تھا۔ مجھے اس شر کا پتہ نہ چلتا تھا۔ یہاں تک کہ کمزور ہونے کے بعد جب میں باہر نکلی میرے ساتھ ام مسطح بھی نکلی۔ ہم مناصع کی طرف گئے۔ یہ جگہ ہمارے قضائے حاجت کرنے کی جگہ تھی۔ اس طرف ہم صرف رات کے وقت نکلتے تھے۔ یہ بات ہمارے گھروں کے قریب بیت الخلاء بنانے سے پہلے کی ہے۔ تفریح کے معاملے میں ہمارا معاملہ پہلے والے عربوں کا سا تھا۔ ہمیں گھروں کے نزدیک بیت الخلاء میں جانے سے تکلیف ہوتی تھی۔ چنانچہ میں اور ام مسطح چل پڑیں۔

یہ ابی رہم بن عبد المطلب بن عبد مناف کی بیٹی تھی۔ اس کی والدہ بنت صخر بن عامر تھی جو حضرت ابوبکر صدیق کی خالہ ہوتی تھی۔ اس کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المصعب تھا۔ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر میں اور ابورھم کی بیٹی میرے گھر کی طرف بڑھے۔ ام مسطح کو اپنی چادر میں الجھنے سے ٹھوکر لگی تو اس نے کہا: مسطح تباہ ہو۔ میں نے اس سے کہا کہ تم نے بری بات کہی۔ کیا تم ایسے شخص کو گالی دے رہی ہو جس نے غزوۂ بدر میں شرکت کی ہے تو اس نے کہا کہ ہاں، اس کا برا ہو۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ اس نے کیا کہا ہے۔ میں نے پوچھا کہ اس نے کیا کہا ہے؟ تب جا کر اس نے مجھے بہتان طرازوں کی پوری کہانی سنائی۔ اس سے میری بیماری اور بڑھ گئی۔ جب میں اپنے گھر واپس آئی اور رسول اللہ ﷺ اندر داخل ہوئے تو انہوں نے سلام کیا۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ آپ کی اس کا کیا حال ہے۔ میں نے کہا کہ کیا آپ ﷺ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر جاؤں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں اپنے ماں باپ کی طرف سے اس خبر کی تصدیق کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔

چنانچہ میں اپنے ماں باپ کے گھر آ گئی۔ میں نے کہا کہ اے امی۔ لوگ کیا باتیں کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اے میری بیٹی! اپنے آپ پر بوجھ ہلکا رکھو۔ اللہ کی قسم، کم ہی ایسا ہوا ہے کہ کوئی عورت اپنے آدمی یعنی اپنے خاوند کے پاس چہیتی اور باعزت ہو کر رہتی ہو اور اس کی سوکنیں ہوں تو وہ اس سے حسد نہ کرتی ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں نے کہا کہ سبحان اللہ کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ (اور کیا یہ بات رسول اللہ تک پہنچی؟ والدہ نے کہا کہ ہاں) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ میں اس رات صبح ہونے تک روتی رہی۔

میرے آنسو تھمتے نہ تھے اور مجھے نیند کا نام ونشان تک نہ آیا۔ میں صبح کو بھی روتی رہی۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے متعلق دریافت کرنے کے لئے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو بلایا۔ اس دوران آپ ﷺ وحی کے انتظار میں رہے۔ آپ ﷺ ان دونوں سے اپنی بیوی کی علیحدگی کے بارے میں مشورہ مانگتے رہے۔ اسامہ بن زید نے تو اپنے علم اور اہل بیت کے لئے اپنے دل میں محبت کی بناء پر رسول اللہ ﷺ کو اپنے اہل کی برأت کا مشورہ دیا۔ اسامہ نے کہا کہ وہ آپ ﷺ کی اہلیہ ہیں۔ ہم ان کے بارے میں بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔ البتہ علی بن ابی طالب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر کوئی تنگی تو نہیں کی ہے۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بغیر عورتیں بہت ہیں۔ اگر آپ ﷺ خادمہ سے پوچھیں تو وہ سچ سچ بتا دے گی اس پر رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو طلب فرمایا اور اس سے پوچھا کہ اے بریرہ۔ کیا تمہیں عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے متعلق کوئی شک والی بات نظر آئی۔

بریرہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا۔ میں قطعاً کوئی ایسی بات نہیں دیکھی۔ البتہ وہ کم عمر ہیں۔ گھر والوں کے گندھے آٹے سے بے خبر سو جاتی ہیں تو گھریلو پالتو جانور (بکری وغیرہ) آ کر آٹا کھا جاتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے

ہوئے اور عبداللہ بن ابی بن سلول سے عذر طلبی کی۔ آپ ﷺ نے منبر پر سے یہ الفاظ فرمائے کہ اے مسلمانو! مجھے اس شخص سے کون بچائے کہ جس کی اذیت میرے گھر تک پہنچی۔ اللہ کی قسم مجھے اپنے گھر والوں کے بارے میں سوائے خیر اور بھلائی کے کچھ معلوم نہیں ہوا۔ اس سلسلے میں لوگوں نے ایسے شخص کا ذکر کیا جس کے بارے میں بھلائی اور خیر کے سوا مجھے کچھ معلوم نہیں ہوا۔ جو شخص میری موجودگی کے بغیر میرے گھر والوں کے پاس کبھی نہیں آیا۔

اس پر سعد بن معاذ انصاری اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں آپ (ﷺ) کو اس شخص سے بچاؤں گا۔ اگر وہ شخص اوس میں سے ہے تو میں اس کی گردن اڑاؤں گا۔ اور اگر وہ ہمارے بھائی خزرج قبیلے کا ہے تو ہم آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ سعد بن عبادہ جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے، اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ صالح شخص تھے لیکن غیرت کے مارے ان سے صبر نہ ہو سکا۔ انہوں نے سعد بن معاذ سے کہا کہ اللہ کی قسم تم جھوٹ کہتے ہو تم اسے قتل نہیں کرو گے۔ تم میں اسے قتل کرنے کی سکت نہیں ہے۔ اس پر اسید بن حضیر جو سعد بن معاذ کے عم زاد تھے، اٹھ کھڑے ہوئے، انہوں نے سعد بن عبادہ سے کہا کہ اللہ کی قسم، تم نے جھوٹ کہا۔ ہم اسے ضرور قتل کر دیں گے تم تو منافق ہو جو منافقوں کی طرف سے جھگڑتے ہو۔ اس پر اوس اور خزرج کے دونوں قبیلوں میں فساد کھڑا ہوا یہاں تک وہ ایک دوسرے سے لڑنے کو تیار ہو گئے جب کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے تھے۔ آپ ﷺ انہیں پُرسکون کرتے رہے یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ بھی خاموش ہو گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ میں اس روز دن بھر روتی رہی۔ نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ مجھے نیند آتی تھی۔ میرے والدین سوچتے تھے کہ یہ رونا میرا جگر پاش پاش کر دے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں رو رہی تھی کہ انصار کی ایک خاتون نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے اسے اجازت دی۔ وہ میرے قریب بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگ گئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ ہم اسی حال میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ اس سارے ہلے گلے کے دوران میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ مہینہ بھر سے میرے بارے میں ان پر وحی بھی نازل نہیں ہوئی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیٹھتے وقت تشہد پڑھا اور اس کے بعد فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) مجھے تمہارے بارے میں فلاں فلاں بات پہنچی ہے۔ اگر تو تم اس الزام سے بری ہو تو اللہ تعالیٰ تیری برأت کر دے گا۔ اگر تم سے گناہ سرزد ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو اور توبہ کرو۔ کیونکہ بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے اور پھر تائب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنی بات کہہ چکے تو میرے آنسو خشک ہو گئے یہاں

تک میں نے آنسو کا ایک قطرہ تک آنکھوں میں محسوس نہ کیا میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کی بات کا جواب دیں۔ میرے والد نے کہا کہ خدا کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے کیا کہوں۔

پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ آپ ہی میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں۔ تو اس نے بھی کہا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں رسول اللہ سے کیا کہوں۔ پھر میں نے کہا کہ میں ایک کم عمر لڑکی ہوں۔ میں قرآن زیادہ نہیں پڑھتی۔ اللہ کی قسم، مجھے معلوم ہے کہ آپ لوگوں نے یہ بات سن لی ہے اور یہ بات آپ لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گئی ہے اور تم نے اسے سچ مان لیا ہے۔ اگر میں آپ سے کہوں کہ میں اس تہمت سے بری ہوں تو اور اللہ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم میری بات سچ نہیں مانو گے۔ اور اگر میں اس کا اعتراف کروں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس تہمت سے بری ہوں تو تو میری بات سچ مان لو گے۔ اللہ کی قسم میں اپنے اور آپ لوگوں کے لئے حضرت یوسف کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی مثال کے سوا اور کچھ نہیں پاتی جنہوں نے کہا تھا: "فَصَبْرٌ جَمِيلٌ، وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ" حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ اس کے بعد میں واپس ہوئی اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ میں قسم بخدا اس وقت یہ اچھی طرح جانتی تھی کہ میں بری ہوں اور اللہ تعالیٰ میری برأت کر دے گا۔ لیکن اللہ کی قسم، میں یہ سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ میرے بارے میں وحی نازل ہو گی جس کی تلاوت کی جاتی رہے گی، کیونکہ میرے دل میں میری حیثیت کہیں کم تر تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملے میں ایک حکم دے گا جس کی تلاوت ہوتی رہے گی۔ البتہ مجھے یہ توقع ضرور تھی کہ رسول اللہ ﷺ کوئی خواب دیکھیں گے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ میری برأت کر دے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ اللہ کی قسم، رسول اللہ نے ابھی اپنے گھر کا قصد تک نہ کیا تھا اور نہ ہی ابھی گھر کا کوئی آدمی باہر نکلا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر وحی نازل کی۔ نزول وحی کے وقت آپ ﷺ کی جو حالت ہوتی تھی۔ وہ طاری ہوئی۔ حتیٰ کہ سردی کے دن بھی آپ ﷺ کا پسینہ چھوٹ گیا، یہ اس کلام کے بوجھ کی وجہ سے ہوا جو بذریعہ وحی ان پر نازل کیا گیا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر سے وہ کیفیت جاتی رہی تو آپ ﷺ ہنس رہے تھے۔ پہلی بات جو آپ ﷺ کے زبان مبارک سے نکلی یہ تھی: اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! تمہیں خوشخبری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تیری برأت کر دی۔ میری والدہ نے مجھ سے کہا کہ اٹھو، رسول اللہ کی طرف اٹھو، میں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم میں آپ ﷺ کی طرف نہیں اٹھوں گی۔ اور نہ ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی اور کا شکریہ ادا کروں گی۔ اسی کی ذات نے میری برأت کر دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل کی: "اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ" یہ دس آیات تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے میری برأت میں یہ دس آیات نازل کیں، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، وہ مسطح پر اس کی قرابت اور اس کی ناداری

کی وجہ سے خرچ کرتے تھے۔ اللہ کی قسم! عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر تہمت لگانے کے بعد سے میں مسطح پر کبھی بھی کچھ خرچ نہ کروں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل کی: "وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ تا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ" اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم مجھے یہ پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت کرے۔ انہوں نے مسطح کا نفقہ بحال کردیا جو وہ اسے پہلے دیا کرتے تھے انہوں نے کہا کہ میں اس کا یہ نفقہ یعنی خرچہ کبھی بھی بند نہیں کروں گا۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ دونوں نے ابو الربیع الزہرانی کے حوالے سے روایت کیا۔ قول خداوندی:

وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا...... (الآیۃ ۱۶)
اور جب تم نے اسے سنا تھا تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں شایاں نہیں کہ ایسی بات زبان پر لائیں۔

۶۳۶۔ ہمیں ابو عبدالرحمٰن بن ابی حامد العدل نے، اسے ابوبکر بن زکریا نے، اسے محمد بن عبدالرحمٰن الدغولی نے، اسے ابوبکر بن ابی خیثمہ نے، اسے الہیثم بن خارجہ نے، اسے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے، خبر دی۔ اس نے کہا کہ میں نے عطاء الخراسانی سے اس نے الزہری سے، اس نے عروہ کے حوالے سے کہتے سنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے افک کا واقعہ بتایا جس میں انہوں نے کہا کہ ابو ایوب انصاری کو جب ان کی بیوی نے بتایا کہ کیا تم نے سنا جو لوگ باتیں کرتے ہیں۔ انہوں نے بیوی سے پوچھا کہ لوگ کیا باتیں کرتے ہیں؟ تو اس نے انہیں افک والوں کی بات بتادی۔ تو ابو ایوب نے کہا کہ ہمیں مناسب نہیں کہ ایسی بات کریں۔ اے اللہ تو پاک ہے، یہ تو بڑا بہتان ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی: "وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ"

۶۳۷۔ ہمیں ابو سعید عبدالرحمٰن بن حمدان نے، اسے ابوبکر احمد بن جعفر بن مالک نے، اسے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، اسے اس کے والد نے، اسے عبدالرزاق نے، اور اسے معمر نے عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے، اس نے ابو ملیکہ سے اور اس نے ذکوان مولی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ اس نے ابن عباس کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جانے کی اجازت مانگی اس وقت وہ قریب المرگ تھیں۔ ان کے پاس ان کے بھتیجے عبداللہ بن عبدالرحمٰن تھے۔ اس نے کہا کہ یہ ابن عباس ہے۔ آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ وہ آپ کی اچھی اولادوں سے ہے۔

انہوں نے کہا کہ مجھے ابن عباسؓ اور اس کی پاکیزگی سے معاف رکھو۔ عبداللہ بن عبدالرحمن نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ وہ کتاب اللہ کا قاری اور اللہ سبحانہ کے دین کا سمجھنے والا ہے۔ اسے اجازت دے دو۔ چنانچہ اسے اجازت دے دی گئی۔

ابن عباسؓ اندر آئے، سلام کیا اور بیٹھ گئے اس نے کہا کہ اے ام المؤمنین آپ کو بشارت ہو۔ اللہ کی قسم تھوڑی ہی دیر میں آپ کی ہر تکلیف اور تھکان دور ہو جائے گی آپ اپنے محبوب محمد علیہ السلام سے ملیں گی اور ان کی جماعت سے ملیں گی۔ صرف روح سے جسم کے الگ ہونے کی دیر ہے آپ ازواج مطہرات میں رسول اللہ کو سب سے زیادہ چہیتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ پاکیزہ چیزوں کے علاوہ کسی چیز سے محبت نہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر سے آپ کی براءت نازل کی براءت کی یہ آیت روئے زمین کی ہر مسجد میں رات دن پڑھی جاتی ہیں۔ لیلۃ الابواء میں آپ کا ہار گر گیا تو رسول اللہ ﷺ گھر میں اور لوگ اس کی تلاش میں رک گئے یہاں تک لوگوں کو بغیر پانی کے صبح ہو گئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے "فتیمموا صعیداً طیباً" نازل کر کے تیمم کا حکم دیا۔ اس میں آپ کی وجہ سے لوگوں کو ایک رخصت مل گئی۔ اللہ کی قسم۔ آپ مبارک ہیں۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: ابن عباس ان باتوں سے معاف رکھو، واللہ میری تو یہ خواہش ہے کہ میں بھولی بسری ہو جاتی۔

قول خداوندی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ (الآیۃ ۲۷)

مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں گھر والوں سے اجازت لئے اور ان کو سلام کئے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔

۶۳۸۔ ہمیں احمد بن محمد بن ابراہیم الثعالبی نے، اسے الحسین بن محمد (بن عبداللہ) الدینوری نے، اسے عبداللہ بن یوسف بن احمد بن مالک نے، اسے الحسین بن سختویہ نے، اسے عمر بن ثور اور ابراہیم بن ابی سفیان نے، ان دونوں کو محمد بن یوسف الفریابی نے اور اسے قیس نے اشعث بن سوار سے، اس نے عدی بن ثابت سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ انصار کی ایک عورت آئی اور اس نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ) میں گھر میں اس حالت میں ہوتی ہوں کہ میں نہیں چاہتی کہ کوئی مجھے (اس حالت میں) دیکھے، نہ باپ اور نہ بیٹا۔ باپ آتا ہے اور میرے پاس آ جاتا ہے۔ اسی طرح خاندان کا ایک آدمی اس وقت میرے پاس آتا ہے جب میں اس حالت میں ہوتی ہوں۔ میں کیا کروں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

"لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا..."

مفسرین کا کہنا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کہ: یا رسول اللہ

(ﷺ) کیا آپ ﷺ نے شام کے راستے میں سرائیں اور گھر دیکھے ہیں جن میں کوئی رہائش پذیر نہیں ہوتا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

"لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ" نازل کی۔

قول خداوندی:

وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ... (الآیۃ ۳۳)

اور جو غلام تم سے مکاتبت چاہیں اگر تم ان میں (صلاحیت اور) نیکی پاؤ تو ان سے مکاتبت کرلو۔

۶۳۹۔ یہ آیت حویطب بن عبدالعزیٰ کے غلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس غلام کو صبیح کہا جاتا تھا۔ اس نے اپنے مالک سے کہا کہ اس کے ساتھ مکاتبت کرلے۔ مالک نے انکار کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ چنانچہ حویطب نے اس کے ساتھ ایک سو دینار کے عوض مکاتبت کرلی۔ اس رقم میں سے اس نے اسے بیس دینار بخش دیے۔

صبیح نے یہ رقم ادا کردی۔ یہ غزوۂ حنین میں شہید ہوگیا۔

قول خداوندی:

وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا...... (الآیۃ ۳۳)

اور اپنی لونڈیوں کو اگر وہ پاک دامن رہنا چاہیں تو (بے شرمی سے) دنیاوی زندگی کے فوائد حاصل کرنے کے لئے بدکاری پر مجبور نہ کرنا۔

۶۴۰۔ ہمیں احمد بن الحسن القاضی نے، اسے حاجب بن احمد الطوسی نے، اسے محمد بن حمدان نے، اسے ابومعاویہ نے الاعمش سے، اس نے ابوسفیان سے اور اس نے جابر سے روایت کرکے خبر دی کہ عبداللہ بن ابی اپنی لونڈی سے کہا کرتا تھا کہ جاؤ اور ہمارے لئے کچھ تلاش کرکے لاؤ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ تا غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ"

اس حدیث کو امام مسلم نے ابی کریب سے اور اس نے ابومعاویہ سے روایت کیا۔

۶۴۱۔ ہمیں الحسن بن محمد الفارسی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن حمدون نے، اسے احمد بن الحسن الحافظ نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے اسماعیل بن ابی اویس نے، اور اسے مالک نے ابن شہاب سے، اس نے عمر بن ثابت سے روایت کرکے خبر دی کہ یہ آیت "وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ" عبداللہ بن ابی بن سلول کی لونڈی معاذہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۶۴۲۔ اسی اسناد سے محمد بن یحییٰ کے حوالے سے اس نے کہا کہ اسے عیاش بن الولید نے اسے

عبدالاعلیٰ نے، اسے محمد بن اسحاق نے، اسے الزہری نے عمر بن ثابت سے روایت کر کے کہا کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کی ایک لونڈی تھی۔ یہ مسلمان تھی۔ اس کا مالک اسے فحاشی کے کام پر مجبور کرتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ...... الخ"

۶۴۳۔ ہمیں سعید بن محمد المؤذن نے، اسے ابوعلی الفقیہ نے، اسے ابوالقاسم البغوی نے، اسے داؤد بن عمرو نے، اسے منصور بن ابی الاسود نے الاعمش سے، اس نے ابوسفیان سے اور اس نے جابر سے روایت کر کے خبر دی کہ عبداللہ بن ابی کی ایک لونڈی تھی جسے مسیکہ کہا جاتا تھا۔ عبداللہ بن ابی اسے فحاشی پر مجبور کرتا تھا اس پر خدا ئے عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ "وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ" تا آخر آیت۔

مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت معاذۃ اور مسیکہ دونوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو دونوں عبداللہ بن ابی منافق کی لونڈیاں تھیں۔ یہ ان کو زنا کاری پر مجبور کرتا تھا اور ان سے اس زنا کاری کی اجرت لے لیتا تھا۔ دور جاہلیت میں لوگ اسی طرح کرتے تھے۔ وہ اپنی لونڈیوں کو اجرت پر دے دیتے تھے اور ان سے بدکاری کرواتے تھے۔

جب اسلام آیا تو معاذہ نے مسیکہ سے کہا کہ ہم جو کام کرتی ہیں۔ یہ دو صورتوں سے خالی نہیں ہے۔ اگر یہ اچھا کام ہے تو ہم نے بہت کر لیا ہے اور اگر برا ہے تو ایک وقت آ گیا ہے کہ ہم اسے چھوڑ دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۶۴۴م۔ مقاتل کا قول ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی کی چھ لونڈیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جنہیں وہ زنا کرانے پر مجبور کرتا تھا۔ اور ان سے اس زنا کاری کی اجرت لیتا تھا۔ لونڈیاں یہ تھیں: معاذۃ، مسیکہ، امیمہ، عمرۃ، اروی، قتیلہ۔ ان سب سے ایک لونڈی ایک دینار لے آئی اور دوسری چادر لے آئی۔ اس نے ان دونوں سے کہا کہ تم دوبارہ جاؤ اور زنا کاری کراؤ۔ ان دونوں نے کہا کہ اللہ کی قسم۔ ہم ایسا نہیں کریں گی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام سے نوازا ہے اور زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ یہ دونوں لونڈیاں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئیں اور آپ ﷺ سے شکایت کی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۶۴۴۔ ہمیں الحاکم ابوعمرو محمد بن عبدالعزیز نے میری طرف بھیجے ہوئے خط میں خبر دی کہ احمد بن الفضل الحدادی نے انہیں محمد بن یحییٰ کے واسطے سے خبر دی۔ اس نے کہا کہ اسے اسحاق بن ابراہیم نے اسے عبدالرزاق نے اور اسے معمر نے الزہری کے واسطے سے خبر دی کہ قریش کا ایک آدمی غزوہ بدر میں قید ہو گیا اور یہ عبداللہ بن ابی کے پاس قید تھا۔ عبداللہ بن ابی کے پاس ایک لونڈی تھی جس کا نام معاذہ تھا۔ یہ قیدی قریشی اسے ورغلاتا تھا۔ اور وہ مسلمان ہونے کی وجہ سے اس سے اجتناب کرتی تھی۔ عبداللہ بن ابی اسے اس کام پر مجبور کرتا تھا۔ اور اس امید پر اسے مارتا تھا کہ اسے اس قریشی کا حمل قرار پائے تاکہ وہ اس کے بچے کا تاوان یا فدیہ اس سے وصول کرے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے کہا: "وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى

الْبِغَاءِ إِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا" تا "غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" نیز میں انہیں اس بدکاری کے کام پر ان کی مغفرت کروں گا جس پر ان کو مجبور کیا گیا۔

قول خداوندی:

وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ...... (الآیة ۴۸)

اور جب ان کو خدا اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے۔

۶۴۵۔ مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت اور اس کے بعد والی دو آیتیں بشر منافق اور اس کے فریق مقدمہ یہودی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ ان دونوں کا زمین پر تنازعہ ہوا یہودی اسے مقدمے کے فیصلے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس کھینچ کر لے جانے لگا اور یہ منافق اسے کعب بن اشرف کے پاس کھینچنے لگا۔ اور کہنے لگا کہ محمد ہمارے غیر مساوی سلوک کریں گے یعنی جانبداری کریں گے۔ یہ قصہ سورہ النساء کی آیت "يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ" کے شان نزول کے بیان میں گزر چکا ہے۔

قول خداوندی:

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ...... (الآیة ۵۵)

جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے۔

۶۴۶۔ اس آیت سے متعلق الربیع بن انس کی روایت ہے بحوالہ ابوالعالیہ، اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں دس سال مقیم رہے۔ ان کا یہ قیام اللہ کی طرف سے ان پر اس وحی کے نزول کے بعد کا ہے: "خائفاً هو واصحابه يدعون الله سبحانه سراً وعلانية." اس کے بعد آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہجرت کر کے مدینے جانے کا حکم دیا۔ وہاں بھی آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم خوف زدہ رہتے تھے۔ صبح و شام مسلح رہتے تھے۔ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ (ﷺ) ہم پر ایک دن بھی ایسا نہیں گزرتا کہ ہم امن سے رہیں اور اسلحہ اتاریں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم تھوڑی ہی دیر اس حالت میں رہو گے۔ پھر تم میں سے ایک شخص ایک بڑی باوقار مجلس میں بیٹھا ہوگا جہاں کوئی ہتھیار نہ ہوگا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ...... الخ" اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سارے جزیرہ عرب پر اپنے نبی کو غالب کر دیا اور مسلمانوں نے ہتھیار اتار کر رکھ دیئے اور پر امن ہو گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو اپنے پاس بلا لیا۔ لوگ ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کی امارت میں اسی طرح پر امن رہے۔ تا آنکہ ان کے

درمیان وہ کچھ ہوا جو ہوا۔ انہوں نے کفران نعمت کیا تو خدا تعالیٰ نے ان پر خوف مسلط کر دیا۔ انہوں نے اپنی حالت تبدیل کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے حالات بدل دیئے۔

۶۴۷۔ ہمیں اسماعیل بن الحسن بن الحسین النقیب نے، اسے اس کے دادا نے، اسے عبداللہ بن محمد بن الحسن النصر آبادی نے، اسے احمد بن سعید الدارمی نے، اسے علی بن الحسین بن واقد نے، اسے اس کے والد نے از ربیع بن انس سے، اس نے ابوالعالیہ سے، اور اس نے ابی بن کعب سے روایت کر کے خبر دی کہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدینہ آئے۔ انصار نے انہیں پناہ دی تو پورے عرب نے ایک ہی کمان سے ان پر تیراندازی کی یعنی متحد ہو کر ان کے خلاف ہو گئے۔ اس صورت حال کے پیش نظر نہ تو وہ رات کو ہتھیار لگائے بغیر رہ سکتے تھے اور نہ ہتھیاروں کے بغیر دن گزار سکتے تھے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ کیا تم دیکھتے ہو کہ ہم کس طرح رہتے ہیں اور امن و اطمینان سے راتیں گزارتے ہیں۔ ہمیں اللہ عزوجل کے بغیر کسی کا خوف نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی: "وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ" تا "وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ"

اس حدیث کو الحاکم ابوعبداللہ نے اپنی صحیح میں محمد بن صالح بن ہانی سے، اس نے ابوسعید بن شاذان سے اور اس نے دارمی سے روایت کیا۔

قول خداوندی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ...... (الآية ۵۸)

مومنو! تمہارے غلام لونڈیاں اور جو بچے تم میں بلوغ کو نہیں پہنچے تین دفعہ (یعنی تین اوقات میں) تم سے اجازت لیا کریں۔

۶۴۸۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری لڑکے کو دوپہر کے وقت حضرت عمر بن الخطاب کو بلانے کے لئے بھیجا۔ وہ ان کے پاس گیا۔ لڑکے نے حضرت کو ایسی حالت میں دیکھا کہ حضرت عمر کو غلام کا انہیں حالت میں دیکھنا ناگوار ہوا چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ استئذان کے بارے میں ہمیں امر اور نہی سے مطلع کرتا۔ تو اس پر اللہ تبارک نے یہ حکم نازل کیا۔

۶۴۹۔ مقاتل کا قول ہے کہ یہ آیت اسماء بنت مرشد کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس کے پاس بڑی عمر کا ایک غلام تھا۔ وہ اس کے پاس ایسے وقت میں گیا جسے اس نے ناپسند کیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ ہمارے خادم اور غلام ہمارے پاس اس وقت آتے ہیں جو ہمیں ناگوار ہوتا ہے۔ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ ..... (الخ ترجمہ) نہ تو اندھے پر کچھ گناہ ہے۔

۶۵۰۔ ابن عباس کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ" نازل کی تو مسلمان کو بیماروں، معذوروں (اندھوں) اور لنگڑے لوگوں کے ساتھ کھانے پینے میں تنگی محسوس ہوئی۔ ان کا کہنا تھا کہ کھانا سب سے افضل مال ہے اور اللہ تعالیٰ نے باطل طریقے سے مال کھانے سے منع کیا۔ اندھا آدمی کھاتے وقت (دسترخوان پر) اچھے کھانے کی جگہ نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح لنگڑا آدمی کھانے پر ہونے والی دھکم پیل برداشت نہیں کر سکتا اور بیمار آدمی پورا کھانا نہیں کھا سکتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۶۵۱۔ سعید بن جبیر اور الضحاک کا قول ہے کہ لنگڑے اور اندھے لوگ صحت مند لوگوں کے ساتھ کھانے پینے سے انکار کرتے تھے، کیونکہ لوگ انہیں گندے اور غلیظ سمجھتے اور ان کے ساتھ کھانا کھانے سے کراہت کرتے تھے۔ مدینہ کے لوگ اپنے کھانوں میں اندھوں۔ لنگڑوں اور بیماروں کو ان کے میلے کچیلے ہونے کے باعث شامل نہ کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۶۵۲۔ مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت، مریضوں اور معذوروں کے آیت میں مذکور لوگوں کے گھروں سے کھانے کی رخصت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کچھ لوگ جب ان کے پاس انہیں کھلانے کو کچھ نہ ہوتا تو وہ ان کو اپنے والدین اور آیت میں مذکور لوگوں میں سے بعض کے گھر لے جاتے تو معذور لوگ یہ کھانے سے تنگ ہوتے تھے۔ کیونکہ یہ کھانا کھلانے والوں کی طرف سے نہیں ہوتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ یہ لوگ ہمیں دوسروں کے گھروں میں لے جاتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۶۵۳۔ ہمیں الحسن بن محمد الفارسی نے، اسے محمد بن عبداللہ الفضل التاجر نے، اسے احمد بن محمد بن الحسن الحافظ نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے اسماعیل بن ابی اویس نے اسے مالک نے ابن شہاب سے، اس نے سعید بن المسیب سے روایت کر کے خبر دی کہ وہ اس آیت کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلتے تھے تو وہ اپنے گھروں کی چابیاں اندھے۔ لنگڑے، بیماروں اور اپنے قرابت داروں کے پاس رکھ جاتے تھے۔ اور ان سے کہہ جاتے کہ وہ بوقت ضرورت ان کے گھروں سے کھائیں۔ یہ لوگ ان کے گھروں سے کھانا کھانے میں توقف کرتے تھے یعنی پرہیز کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ شاید ان لوگوں نے انہیں یہ کھانا بطیب خاطر نہ دیا ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا..... (الآیة ۶۱)

(اور اس کا بھی) تم پر کچھ گناہ نہیں کہ سب مل کر کھانا کھاؤ یا جدا جدا۔

۶۵۴۔ قتادہ اور الضحاک کا قول ہے کہ یہ آیت کنانہ کے ایک قبیلے کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہیں بنولیث بن عمرو کہا جاتا تھا۔ وہ اس بات سے تنگ ہوتے تھے کہ آدمی اکیلے کھانا کھائے بعض اوقات ایک آدمی صبح سے شام تک کھانا سامنے لئے بیٹھا رہتا تھا۔ اس لئے نہیں کہ کھانا کم ہوتا تھا بلکہ حالات اچھے ہوتے تھے۔ وہ صرف اکیلے ہونے کی وجہ سے کھانے میں تنگی محسوس کرتا تھا۔ شام ہونے پر جب اسے کوئی دوسرا ساتھ کھانے کے لئے نہ ملتا تو پھر وہ کھانا کھا لیتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۶۵۴م۔ عکرمہ کا قول ہے کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اگر ان کے ہاتھ کوئی مہمان آیا ہوتا تو وہ مہمان کے بغیر کھانا نہ کھاتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں رخصت دی کہ وہ جیسے چاہیں کھائیں اکٹھے حلقہ بنا کر کھائیں۔ یا اکیلے الگ الگ ہو کر کھائیں۔

سورۃ الفرقان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

تَبَارَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا (الایۃ ۱۰)

اور (خدا) بہت بابرکت ہے جو اگر چاہے تو تمہارے لئے اسے بہتر (چیزیں) بنادے۔

۶۵۵۔ ہمیں احمد بن محمد بن ابراہیم المقری نے، اسے احمد بن ابی الفرات نے، اسے عبداللہ بن محمد بن یعقوب البخاری نے، اسے محمد بن حمید بن فرقد نے، اسے اسحاق بن بشر نے اور اسے جو یبر نے الضحاک سے اور اس نے ابن عباس سے روایت کرکے خبر دی۔ اس نے کہا کہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو فقر و فاقہ پر عار دلائی۔ انہوں نے کہا "وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ" کہ رسول ﷺ کی یہ کیا صورت حال ہے کہ وہ کھانا کھاتا ہے اور گلیوں بازاروں اور منڈیوں میں پھرتا ہے۔ اس سے رسول اللہ آزردہ ہوگئے۔ اس پر انہیں تسلی دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: السلام علیک یارسول اللہ (ﷺ) خدائے عزت آپ کو سلام کہتے ہیں اور آپ ﷺ سے کہتے ہیں: "وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ" یعنی ہم نے آپ ﷺ سے پہلے کوئی ایسے رسول نہیں بھیجے جو کھانا نہ کھاتے ہوں اور گلیوں بازاروں اور منڈیوں میں نہ پھرتے ہوں۔ یعنی وہ دنیا میں تلاش معاش نہ کرتے تھے۔

راوی کا کہنا ہے کہ جس وقت جبریل علیہ السلام اور نبی کریم ﷺ آپس میں باتیں کرتے تھے کہ جبریل علیہ السلام پگھل کر الہردہ کی طرح ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ ہردہ کیا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا عدسہ یعنی آمیتہ۔ رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا کہ تم پگھل کر الہردہ کی طرح ہوگئے۔ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ یارسول اللہ، آسمان کا ایک دروازہ کھل گیا تھا جو آج سے پہلے کبھی نہ کھلا تھا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ ﷺ کی قوم پر آپ ﷺ کو فقر و فاقہ کا عار دلانے پر عذاب نہ دیا جائے۔ اس پر نبی کریم اور جبریل علیہ السلام دونوں رو پڑے۔ تب جبریل علیہ السلام اپنی اصل حالت میں واپس لوٹے۔ اور کہا کہ اے محمد، آپ (ﷺ) کے رب کی طرف سے خوشنودی

کی بشارت لے کر آئے ہیں۔ پھر رضوان آگے بڑھے اور آپ ﷺ کو سلام کیا اور کہا اے محمد (ﷺ)، رب العزت آپ (ﷺ) کو سلام کہتے ہیں۔ رضوان کے پاس نور کی ایک چمکتی ہوئی ٹوکری تھی۔ آپ ﷺ کے رب کا پیغام ہے کہ یہ دنیا کے خزانوں کی چابیاں ہیں۔ اس سے آخرت میں جو کچھ آپ ﷺ کے لئے میرے پاس ہے۔ اس میں مچھر کے پر کے برابر کمی نہ ہوگی۔

نبی کریم ﷺ نے جبریل علیہ السلام کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا گویا آپ جبریل علیہ السلام سے مشورہ طلب کر رہے ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور کہا تو اضع للّٰہ: اللہ کے لئے تواضع۔ چنانچہ آپ ﷺ نے رضوان سے فرمایا کہ اے رضوان، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے فقر و فاقہ زیادہ پسند ہے۔ اور یہ پسند ہے کہ میں ایک صابر اور شکر گزار بندہ بن کر رہوں۔ رضوان علیہ السلام نے کہا کہ آپ ﷺ نے درست فیصلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے ساتھ درست معاملہ کرے۔ آسمان سے ایک آواز آئی۔ جبریل علیہ السلام نے اپنا سر اوپر اٹھایا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ عرش تک آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کی طرف وحی کی کہ وہ اپنی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی نیچے لٹکا دے جس پر کھجوروں کا ایک گچھا ہو جس پر سبز زبرجد کا ایک کمرہ ہو جس کے ستر ہزار دروازے سرخ یاقوت کے ہوں اس پر جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اے محمد، اپنی نظر اوپر اٹھایئے۔ نبی کریم نے نظر اوپر اٹھائی تو آپ ﷺ نے انبیاء کے مکانات اور ان کے غرفے دیکھے آپ ﷺ کیا دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی منازل آپ ﷺ کی فضیلت کے پیش نظر انبیاء کی منازل سے اوپر ہیں۔ ایک منادی کرنے والا اعلان کر رہا ہے اے محمد، کیا آپ ﷺ راضی ہو گئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں میں راضی ہو گیا ہوں۔ اب دنیا میں تو نے مجھے جو عطا کرنے کا ارادہ کیا تھا، اسے قیامت کے دن اپنے ہاں شفاعت کے لئے میرا ذخیرہ بنا دے۔ روایت ہے کہ یہ آیت رضوان علیہ السلام نے نازل کی: "تَبَارَكَ الَّذِيْ إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا"

قول خداوندی:

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ ..... (الآية ۲۷)

اور جس دن (ناعاقبت اندیش) ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا۔

۶۵۶۔ عطاء الخراسانی کی روایت میں ابن عباس کا قول ہے کہ ابی بن خلف نبی علیہ السلام پر ایمان لائے بغیر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتا۔ آپ ﷺ کے ساتھ مجلس میں بیٹھتا اور آپ ﷺ کا کلام سنتا تھا۔ تو عقبہ بن ابی معیط نے اسے اس بات پر ڈانٹا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۶۵۷۔ الشعبی کا قول ہے کہ عقبہ، امیہ بن خلف کا دوست تھا۔ عقبہ مسلمان ہو گیا تو اس سے امیہ نے کہا کہ اگر تم نے محمد کی اطاعت کی تو مجھ پر تمہارا چہرہ دیکھنا حرام ہے۔ چنانچہ عقبہ امیہ کو راضی کرنے کے

لئے کافر اور مرتد ہو گیا۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۷۵۷ م۔ دوسرے لوگوں نے کہا کہ ابی بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط دونوں ایک دوسرے کے حلیف تھے۔ عقبہ جب کبھی سفر سے لوٹتا تو کھانا تیار کرتا اور قوم کے معززین کو دعوت پر بلاتا تھا۔ اس کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بہت زیادہ میل جول رہتا تھا۔ ایک دفعہ جب وہ سفر سے واپس آیا اور اس نے کھانا تیار کیا۔ لوگوں کو بلایا اور رسول اللہ کو بھی اپنی دعوت میں بلایا۔ جب کھانا قریب لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تب تک تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک تم لا الٰہ الا اللہ کی گواہی نہ دو اور اس بات کی گواہی نہ دو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس پر عقبہ نے **اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وان محمداً رسول اللّٰہ** پڑھا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اس کا کھانا کھایا۔

ابی بن خلف اس مجلس میں موجود نہ تھا۔ جب اسے اس قصے کی خبر ملی تو اس نے کہا کہ اے عقبہ کیا تم بے دین ہو گئے ہو تو عقبہ نے کہا کہ واللہ میں بے دین نہیں ہوا۔ لیکن میرے ہاں ایک شخص آیا۔ اس نے تب تک کھانے سے انکار کیا جب تک میں کلمہ شہادت نہ پڑھوں۔ مجھے اس بات پر شرم آئی کہ وہ میرے گھر سے کھانا کھائے بغیر نکلے۔ چنانچہ میں نے شہادت دی تو اس نے کھانا کھایا۔ اس پر ابی نے کہا کہ میں تم سے کبھی بھی راضی نہ ہوں گا سوائے اس کے تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور (نعوذ باللہ) اس کے منہ پر تھوکو اور اس کی گردن روند ڈالو۔ عقبہ نے ایسا ہی کیا۔ اس نے ایک جانور کا رحم لیا اور رسول اللہ کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ رسول اللہ نے اس سے کہا کہ میں تمہیں مکہ سے باہر جب اور جہاں ملوں گا۔ تلوار لے کر تیرے سر پر سوار ہوں گا۔ چنانچہ غزوہ بدر میں عقبہ تڑپ تڑپ کر قتل ہوا۔ رہا ابی بن خلف تو اسے غزوہ اُحد میں نبی اکرم ﷺ نے مقابلے میں مار ڈالا۔ ان ہی دو آدمیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

الضحاک کا قول ہے کہ جس وقت عقبہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر تھوک پھینکا تو تھوک واپس لوٹ کر عقبہ کے چہرے پر پڑا اور اس کے دو حصے ہو گئے جس سے اس کے دونوں طرف کے گال جل گئے۔ اور موت تک اس پر اس کا نشان باقی رہا۔

قول خداوندی:

وَالَّذِیْنَ لَایَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ...... (الآیات ۶۷۔ ۷۰)

اور وہ جو خدا کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے......

۷۵۸۔ ہمیں ابو اسحاق الثعالبی نے، اسے الحسن بن احمد الخلدی نے، اسے المؤمل بن الحسن بن عیسیٰ نے، اسے الحسن بن محمد الصباح الزعفرانی نے اور اسے حجاج نے ابن جریج سے، اسے یعلیٰ بن مسلم نے سعید بن جبیر سے، اس نے اسے ابن عباس سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ اہل شرک میں سے کچھ

لوگوں نے جب قتل کئے تو بہت کئے۔ اور زنا کیا تو کثرت سے کیا۔ اس کے بعد وہ محمد ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ جس کا ذکر کرتے ہیں اور جس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ بہت اچھا ہے بشرطیکہ آپ ہمیں بتائیں کہ جو کچھ ہم نے کیا ہے، اس کا کفارہ کیا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ" "تا" "غَفُوْرًا رَّحِيْمًا"

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے ابراہیم بن دینار سے اور اس نے حجاج سے روایت کیا ہے۔

۶۵۹۔ ہمیں محمد بن ابراہیم بن یحییٰ المزکی نے، اسے اس کے والد نے، اسے محمد بن اسحاق الثقفی نے، اسے ابراہیم الحنظلی اور محمد بن الصباح نے، ان دونوں کو جریر نے منصور اور الاعمش سے، انہوں نے ابو وائل سے اس نے عمرو بن شرحبیل سے، اس نے ابو میسرہ سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کون سا گناہ زیادہ بڑا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تم اللہ کے لئے شریک بناؤ جب کہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔

راوی نے کہا کہ میں نے دوبارہ پوچھا کہ اس کے بعد کون سا گناہ سب سے بڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوسرا بڑا گناہ یہ ہے کہ تم اس ڈر سے بچے کو مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شریک ہوگا۔

راوی کا کہنا ہے کہ میں نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد کون سا گناہ سب سے بڑا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے یہ وحی نازل کی: "وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ الخ."

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے مسدد سے اور اس نے یحییٰ سے روایت کیا۔ اور امام مسلمؒ نے اسے عثمان بن ابی شیبہ سے، اس نے جریر سے روایت کیا۔

۶۶۰۔ ہمیں ابو بکر بن الحارث نے، اسے عبداللہ بن محمد بن جعفر نے، اسے احمد بن محمد بن ابراہیم نے، اسے اسماعیل بن اسحاق نے، اسے الحارث بن الزبیر نے، اسے ابو راشد مولی الہیثمین نے سعید بن سالم القداح سے، اس نے ابن جریج سے اس نے عطاء سے اور اس نے ابن عباس سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ وحشی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ اور کہا کہ اے محمد (ﷺ)! میں آپ (ﷺ) کے پاس پناہ گیر ہو کے آیا ہوں، مجھے پناہ دیجئے تاکہ میں کلام اللہ سنوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو تمہیں پناہ کے بغیر دیکھوں۔ البتہ اب اگر تم پناہ گیر ہو کر آئے ہو تو تم میری پناہ میں ہو تاکہ تو اللہ کا کلام سنے۔ وحشی نے کہا کہ میں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا ہے، میں نے ایک ایسی جان کو قتل کیا ہے جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا۔ میں زنا کا مرتکب ہوا ہوں۔ کیا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے تا آنکہ وحی نازل ہوئی۔ "وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ الخ." نبی اکرم ﷺ نے وحشی کو یہ آیت پڑھ سنائی۔ وحشی نے کہا میں اس میں ایک

شرط دیکھتا ہوں شاید میں سب نیک عمل نہ کرسکوں۔ میں آپ کی پناہ میں ہوں وقتیکہ میں کلام اللہ سنوں۔ اس پر وحی نازل ہوئی: "اِنَّ اللّٰہَ لَایَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ" آپ ﷺ نے وحشی کو بلایا اور اسے یہ آیت پڑھ سنائی۔ تو وحشی نے کہا کہ شاید میں ان لوگوں میں سے ہوں کہ جنہیں معاف کرنا اللہ نہ چاہے۔ میں آپ ﷺ کی پناہ میں ہوں تاوقتیکہ میں اللہ کا کلام نہ سنوں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ" اس پر وحشی نے کہا کہ ہاں۔ اب مغفرت کے لئے کوئی شرط باقی نہیں رہی۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول کیا۔

سورة القصص

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

اِنَّكَ لَاتَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ (الآية ٥٦)

(اے محمد) تم جس کو دوست رکھتے ہو اسے ہدایت نہیں کر سکتے۔

۶۶۱۔ ہمیں ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الشیرازی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن محمد بن خمرویہ نے، اسے علی بن محمد الخزاعی نے، اسے ابو الیمان الحکم بن نافع نے، اسے شعیب نے الزہری سے، اسے سعید بن المسیب نے، اپنے والد سے روایت کر کے حدیث بیان کی کہ جس دن ابوطالب کی وفات کا وقت آپہنچا تو انہوں نے اپنے پاس ابوجہل، عبداللہ بن ابی امیہ کو پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ اے چچا۔ لا الہ الا اللہ کہنے میں اس کلمہ کے ذریعے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں حجت پیش کروں گا۔ ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بولے کہ اے ابوطالب کیا تم عبدالمطلب کے دین سے منہ موڑو گے۔ رسول اللہ ﷺ برابر ابوطالب پر کلمہ پیش کرتے رہے اور وہ دونوں مسلسل اپنی بات دھراتے رہے۔ بالآخر ابوطالب نے آخری بات یہ کہی کہ میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے کہا۔ قسم بخدا میں تب تک آپ ﷺ کے لئے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا تاوقتیکہ مجھے اس سے منع نہ کیا جائے۔ اس پر خدائے عزوجل نے یہ آیت نازل کی: "مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ" اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کے بارے میں وحی نازل کی۔

اِنَّكَ لَاتَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے ابوالیمان سے اور اس نے شعیب سے روایت کیا اور امام مسلمؒ نے اسے حرملہ سے، اس نے ابن وہب سے، اس نے یونس سے اور دونوں نے الزہری سے روایت کیا ہے۔

۶۶۲۔ ہمیں الاستاذ ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم نے، اسے الحسن بن محمد بن علی الشیبانی نے، اسے احمد بن محمد بن الحسن الحافظ نے، اسے عبدالرحمٰن بن بشر نے، اسے یحییٰ بن سعید نے یزید بن کیسان

ہے، اسے ابو حازم نے ابو ہریرۃ کے حوالے سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سے کہا: لا الہ الا اللہ کہئے۔ میں قیامت کے دن آپ ﷺ کے حق میں اس بات کی گواہی دوں گا۔ تو ابو طالب نے کہا اگر مجھے ڈر نہ ہوتا کہ قریش مجھے طعنہ دیں گے اور عار دلائیں گے۔ وہ کہیں گے کہ اسے موت کے خوف نے ایسا کرنے پر ابھارا تو میں آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ"

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے محمد بن حاتم سے، اس نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے ابو عثمان المیسری کو یہ کہتے سنا کہ میں نے ابو الحسن بن مقسم کو کہتے سنا کہ اس نے ابو اسحاق الزجاج کو کہتے سنا۔ وہ اس آیت کے بارے میں کہتے تھے کہ تمام مفسرین کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ یہ آیت ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

قول خداوندی:

وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مَعَكَ (الآیۃ ۵۷)

اور اگر کہتے ہیں کہ اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو اپنے ملک سے اچک لئے جائیں۔

۶۶۳۔ یہ آیت الحارث بن عثمان (بن نوفل) بن عبد مناف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ ہم یہ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ حق کہتے ہیں۔ لیکن ہمیں آپ ﷺ کی پیروی کرنے سے یہ بات روکتی ہے کہ عرب لوگ ہمیں اپنی سرزمین سے اچک کر لے جائیں گے۔ کیونکہ وہ ہمارے خلاف متحد ہوں گے۔ اور ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا..... (الآیۃ ۶۱)

بھلا جس شخص سے ہم نے نیک وعدہ کیا۔

۶۶۴۔ ہمیں ابو بکر الحارثی نے، اسے ابو الشیخ الحافظ نے، اسے محمد بن سلیمان نے، اسے عبد اللہ بن حازم الایلی نے اسے بدل بن المحبر نے، اسے شعبہ نے ابان سے، اس نے مجاہد سے روایت کر کے اس حدیث کے بارے میں کہا کہ یہ آیت حضرت علی، حضرت حمزہ اور ابو جہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۶۶۴م۔ السدی کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت عمار اور الولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ اور ابو جہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

قول خداوندی:

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَايَشَآءُ وَيَخْتَارُ (الآية ۶۸)

اور تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

۶۲۵۔ اہل تفسیر کا قول ہے کہ یہ آیت بطور جواب الولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب اس نے وہ بات کہی جس کی اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں خبر دی "وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ" اس میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسولوں کو لوگوں کی مرضی پر نہیں بھیجتے۔

سورۃ العنکبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا. الاٰیتان (۲-۱)

الم۔ کیالوگ یہ خیال کئے ہوئے ہیں کہ چھوڑ دیئے جائیں گے۔

۶۶۶۔ الشعبی کا قول ہے کہ یہ آیت مکہ میں مقیم ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے اسلام کا اقرار کرلیا تھا۔ مدینہ سے نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انہیں لکھا کہ تمہارا اقرار اور اسلام تب تک قابل قبول نہیں جب تک تم ہجرت نہ کرو۔ چنانچہ یہ لوگ مدینہ جانے کے ارادے سے نکل پڑے لیکن مشرکوں نے ان کا پیچھا کیا اور انہیں اذیتیں دیں اس پر ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ صحابہ نے انہیں لکھا کہ تمہارے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہم نکل پڑتے ہیں۔ اگر کسی نے ہمارا پیچھا کیا تو ہم اس سے لڑائی کریں گے۔ چنانچہ وہ نکل پڑے اور مشرکوں نے ان کا پیچھا کیا تو انہوں نے ان مشرکوں کے ساتھ لڑائی کی۔ ان میں سے کچھ قتل ہوئے اور کچھ نجات پا گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ وحی نازل کی: "ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا......"

۶۶۷۔ مقاتل کا قول ہے کہ یہ آیت مہجع مولیٰ عمر بن الخطاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ غزوۂ بدر میں شہید ہونے والا یہ پہلا آدمی تھا۔ اسے عمرو بن الحضرمی نے تیر مار کر شہید کردیا تھا۔ اس روز نبی کریم ﷺ نے اسے سید الشہداء مہجع کہا تھا۔ وہ اس وقت کا پہلا فرد ہوگا جو جنت کے دروازے کی طرف بلایا جائے گا۔ اس کے ماں باپ اور اس کی بیوی نے اس کی موت پر گریہ وزاری کی۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اور انہیں بتایا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر اس آزمائش سے ضرور گزرنا ہوگا۔

قول خداوندی:

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا. (الاٰیۃ ۸)

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا۔

۶۶۸۔ مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت سعد بن ابی وقاص کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کی والدہ حمنہ نے ان سے کہا کہ سعد، مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم بے دین ہو گئے ہو۔ اللہ کی قسم، میں دھوپ اور تند و تیز ہوا میں کسی گھر کی چھت تلے نہ رہوں گی اور نہ تب تک کچھ کھاؤں اور پیئوں گی جب تک تم محمد کا انکار نہ کرو گے اور واپس اپنے سابقہ دین کی طرف نہ لوٹو گے۔ سعد حمنہ کا سب سے زیادہ چہیتا بیٹا تھا۔ سعد نے یہ بات ماننے سے انکار کیا، تین دن تک حمنہ نے صبر کیا۔ نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ ہی وہ سائے میں بیٹھی۔ یہاں تک اس کی حالت سخت مخدوش ہو گئی۔ سعد نبی کریم، کے پاس آئے اور اس صورت حال کی آپ ﷺ سے شکایت کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی نیز وہ آیت نازل کیں جو سورۂ لقمان اور سورۂ احقاف میں ہیں۔

۶۶۹۔ ہمیں ابوسعید بن ابی بکر الغازی نے، اسے محمد بن احمد بن حمدان نے، اسے ابویعلیٰ نے، اسے ابوخیثمہ نے، اسے الحسن بن موسیٰ نے، اسے زہیر نے، اسے سماک بن حرب نے، اسے مصعب بن سعد بن ابی وقاص نے، اس نے اپنے والد سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس نے کہا کہ میری والدہ نے قسم اٹھا کر کہا کہ وہ مجھ سے تب تک بات نہ کرے گی جب تک کہ میں اپنے دین سے منکر نہ ہو جاؤں۔ تب تک وہ نہ کچھ کھائے گی اور نہ پیئے گی۔ وہ تین دن تک اسی حالت میں رہی۔ پھر اس پر کمزوری کی وجہ سے غشی طاری ہو گئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا

اس حدیث کو ابوخیثمہ کے حوالے سے امام مسلمؒ نے روایت کیا۔

قول خداوندی:

وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي. (الآية ۸)

(اے مخاطب) اگر تیرے ماں باپ تیرے در پے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے۔

۶۷۰۔ ہمیں احمد بن محمد بن عبداللہ بن الحافظ نے، اسے عبداللہ بن محمد بن جعفر نے، اسے ابویعلیٰ نے، اسے احمد بن ایوب بن راشد الضبی نے، اسے مسلمہ بن علقمہ نے، اسے داؤد بن ابی ہند نے ابوعثمان النہدی سے روایت کر کے خبر دی کہ سعد بن مالک نے کہا: یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے: "وان جاهداك لتشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما" اس کا کہنا ہے کہ میں اپنی والدہ سے نہایت اچھا سلوک کرتا تھا۔ جب میں مسلمان ہوا تو اس نے کہا کہ اے سعد، یہ کیا نیا دین ہے جو تم

نے اختیار کیا ہے، تم ہر حال میں یہ دین چھوڑ دو گے۔ ورنہ میں نہ کچھ کھاؤں گی نہ پیئوں گی اور اسی طرح مر جاؤں گی۔ اس نے مجھے عار دلائی کہ لوگ کہیں گے کہ میں نے اپنی ماں کو مار دیا۔ میں نے ماں سے کہا کہ امی جان ایسا نہ کریں۔ اگر میں اپنا دین نہ چھوڑوں تو یہ ایک بات ہے۔ چنانچہ وہ ایک دن ایک رات اسی طرح کچھ کھائے پیئے بغیر رہی۔ اس سے وہ کمزور ہوگئی۔ وہ ایک دن ایک رات اور اسی طرح رہی۔ اس سے اس کی کمزوری اور زیادہ بڑھ گئی۔ جب میں نے اس کی یہ حالت دیکھی تو میں نے اس سے کہا آپ جانتی ہیں اے میری ماں۔ اگر آپ کی سو جانیں ہوتیں اور ایک ایک جان اسی طرح نکلتی تو بھی کسی قیمت پر اپنا دین نہ چھوڑتا۔ تم چاہو تو کھالو۔ چاہو تو نہ کھاؤ۔ جب اس نے یہ دیکھا تو اس نے کھانا کھالیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قول خداوندی:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ (الاٰية ۱۰)

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا پر ایمان لائے۔

۶۷۱۔ مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت بعض ایسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو زبان سے تو ایمان لائے تھے۔ لیکن جب ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی آزمائش یا مصیبت نازل ہوتی تو وہ فتنے میں پڑتے۔

۶۷۱م۔ الضحاک کا قول ہے کہ یہ آیت مکہ میں مقیم بعض منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب انہیں کوئی اذیت پہنچتی تو لوٹ کر شرک کی طرف جاتے۔

۶۷۲۔ عکرمہ کا قول جو اس نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ان مومنوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہیں مشرکوں نے بدر کی طرف نکالا تو وہ مرتد ہوگئے۔ انہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: "اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ"

قول خداوندی:

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ (الاٰية ۶۰)

اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے۔

۶۷۳۔ ہمیں ابوبکر احمد بن محمد التمیمی نے، اسے ابو محمد بن حیان نے، اسے احمد بن جعفر الجمال نے، اسے عبدالواحد بن محمد البجلی نے، اسے یزید بن ہارون نے، اسے حجاج بن منہال نے الزہری سے وہ عبدالرحمٰن بن عطاء، بن عطاء ہے، اس نے ابن عمر سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ نکل چلے یہاں تک کہ انصار کے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ کھجور چننے لگے اور کھانے

لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن عمر کیا وجہ ہے کہ تم نہیں کھاتے۔ میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ مجھے بھوک نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تو بھوک ہے۔ آج چوتھا دن ہے کہ میں نے کھانا چکھا تک نہیں۔ اگر میں چاہتا تو میں اپنے رب سے دعا کرتا تو وہ مجھے کسریٰ اور قیصر کی حکومت عطا کرتا۔ اے ابن عمر تمہارا تب کیا حال ہوگا جب تم ایسی قوم میں رہو گے جو سال بھر کا رزق یعنی اناج چھپا کر رکھتے ہوں گے۔ ان کا یقین کمزور ہو جائے گا۔ راوی نے کہا کہ ہمیں ابھی زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ یہ آیت نازل ہوئی:

"وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا، اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ."

سورۃ الروم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ . الآیتان (۱، ۲)

آلم۔ (اہل) روم مغلوب ہو گئے۔

۶۷۴۔ مفسرین کا قول ہے کہ کسریٰ شاہ ایران نے روم کے خلاف ایک فوج بھیجی اور شہریراز نامی ایک شخص کو ان پر گورنر مقرر کیا۔ وہ اہل فارس کا لشکر لے کر چل پڑا۔ اس نے رومیوں پر غلبہ پایا۔ انہیں قتل کیا، ان کے شہر تباہ و برباد کر دیے۔ ان کے زیتون کے باغات اجاڑ دیے۔ قیصر شہنشاہ روم نے تحسنس نامی ایک شخص کو مقابلے کے لئے بھیجا۔ اس کا مقابلہ شہریراز کے ساتھ اذرعات اور بصریٰ کے مقام پر ہوا۔ یہ سرزمین عرب کی طرف شام کا قریب ترین علاقہ ہے۔ اہل فارس رومیوں پر غالب آ گئے۔ یہ خبر مکہ میں نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ تک پہنچ گئی اور ان پر یہ خبر شاق گزری۔ نبی کریم ﷺ کو یہ بات پسند نہ تھی کہ فارس کے آتش پرست امی جاہل اہل کتاب پر غالب آئیں۔ دوسری طرف کفار مکہ اس خبر سے خوش ہوئے۔ وہ صحابہ کرام سے ملے تو ان سے کہا کہ تم بھی اہل کتاب ہو اور نصاریٰ بھی اہل کتاب ہیں۔ دوسری طرف ہم بھی امی ہیں اہل فارس کے ہمارے امی بھائی تمہارے رومی بھائیوں پر غالب آ گئے۔ اگر تم بھی ہمارے ساتھ لڑو گے تو ہم یقیناً تم پر غلبہ پائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "الٓمّٓ غلبت الروم فی ادنی الارض ۔۔۔ الخ"

۶۷۵۔ ہمیں اسماعیل بن ابراہیم الواعظ نے، اسے محمد بن احمد بن حامد العطار نے، اسے احمد بن الحسین بن عبدالجبار نے، اسے حارث بن شریح نے، اسے معتمر بن سلیمان نے، اسے اس کے والد نے الاعمش سے اس نے عطیہ العوفی سے، اس نے ابو سعید الخدری سے روایت کر کے خبر دی کہ جب بدر کا معرکہ پیش آیا تو رومی اہل فارس پر غالب آ گئے مؤمن اس سے خوش ہوئے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں: "الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ تا یَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ" اللہ تعالیٰ کے اس قول "یَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ" سے مراد رومیوں کی اہل فارس پر فتح کی خبر سے مؤمنوں کا خوش ہونا ہے۔

سورۃ لقمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ. (الآية ٦)

اور لوگوں میں بعض ایسا ہے جو بے ہودہ حکایتیں خریدتا ہے۔

٦٧٦۔ الکلبی اور مقاتل کا قول ہے کہ یہ آیت النضر بن الحارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ یہ شخص تجارت کی غرض سے ایران جاتا تھا اور وہاں سے عجمیوں کے قصے کہانیاں خرید لاتا تھا اور وہ قصے قریش کو سنایا کرتا تھا اور ان سے کہتا تھا کہ محمد ﷺ تمہیں عاد و ثمود کے قصے سناتا ہے اور میں تمہیں رستم، اسفندیار اور ایرانی شہنشاہوں کی داستانیں سناتا ہوں۔ قریش کے لوگ اس کی داستانوں میں دلچسپی لیتے تھے اور قرآن کا سننا ترک کر دیتے تھے اس پر اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

٦٧٧۔ مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت لونڈیوں اور گانے والیوں کی خرید کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

٦٧٨۔ ہمیں احمد بن محمد بن ابراہیم المقریؒ نے، اسے محمد بن الفضل بن محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے، اسے اس کے دادا نے، اسے علی بن حجر نے، اسے مشمعل بن ملحان الطائی نے مطرح بن یزید سے اس نے عبید اللہ بن زحر سے اس نے علی بن یزید سے اس نے القاسم سے اور اس نے ابو امامہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ "گانے والیوں کی تعلیم یعنی انہیں اس فن کی تعلیم دینا اور ان کی خرید و فروخت حلال اور جائز نہیں ہے ان کی قیمت حرام ہے۔ اس قسم کے واقعات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے: "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ" جو شخص بھی گانے کے لئے اپنی آواز بلند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دو شیطان مسلط کر دیتا ہے۔ ایک شیطان ایک کندھے پر اور دوسرا دوسرے کندھے پر۔ یہ دونوں شیطان اس شخص کے خاموش ہونے تک اسے لاتیں مارتے رہتے ہیں۔

٦٧٨۔ ثویر بن ابی فاختہ نے اپنے والد سے اور اس نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ

آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے ایک لونڈی خریدی تھی جو دن رات گاتی رہتی تھی۔

قول خداوندی:

وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ..... (الآیۃ ۱۵)

اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے۔

۶۷۹۔ یہ آیت سعد بن ابی وقاص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ ہم سورۃ العنکبوت میں اس کا ذکر کر آئے ہیں۔

قول خداوندی:

وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ..... (الآیۃ ۱۵)

اور جو شخص میری طرف رجوع لائے اس کے رستے پر چلنا۔

۶۸۰۔ یہ آیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ عطاء نے ابن عباس سے روایت کر کے کہا کہ اس آیت سے مراد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اس کا شان نزول یہ ہے کہ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کے پاس عبدالرحمان بن عوف، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، عثمان، طلحہ اور زبیر آئے۔ انہوں نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا تم محمد پر ایمان لائے اور تم نے ان کی تصدیق کی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ایمان لائے اور آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سعد کے لئے یہ آیت نازل کی: "وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ" یعنی اے سعد اس شخص کے راستے کی پیروی کرو جس نے میری طرف رخ کیا یعنی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قول خداوندی:

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ. (الآیۃ ۲۷)

اور اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں (سب کے سب) قلم ہوں..... (الآیۃ)

۶۸۱۔ مفسرین کا قول ہے کہ یہود نے رسول اللہ ﷺ سے روح کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے (مکہ میں) یہ آیت نازل کی: وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔

جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تو یہود کے احبار آپ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا اے محمد! ہمیں پتہ چلا ہے کہ تم یہ کہتے ہو وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا کیا اس سے تمہاری مراد ہم

ہیں یا تمہاری اپنی قوم ہے آپ نے جواب دیا کہ میری مراد سب ہیں انہوں نے کہا کیا تم اپنے پر آنے والی وحی میں یہ نہیں پڑھتے کہ ہمیں تورات دی گئی ہے جس میں ہر چیز کا علم ہے۔ آپ نے فرمایا یہ علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں قلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اتنا علم دیا ہے کہ اگر تم اس پر عمل کرو گے تو اس سے نفع پاؤ گے۔ انہوں نے کہا کہ اے محمد تم یہ کیسے خیال کرتے ہو جبکہ تم کہتے ہو کہ مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا یہ (دو متضاد) باتیں کس طرح ایک جگہ جمع ہو سکتی ہیں۔ یعنی علم قلیل و خیر کثیر اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ ... (الآیۃ)

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۔ (الآیۃ ۳۴)

خدا کو ہی قیامت کا علم ہے۔

یہ آیت الحارث بن عمرو بن حارثہ بن محارب بن حفصہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ شخص اہل بادیہ میں سے تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے قیامت اور اس کے وقت کے بارے میں سوال کیا۔ اس نے کہا کہ ہماری زمین خشک سالی کا شکار ہے، بارش کب ہوگی۔ میں بیوی کو حاملہ چھوڑ آیا ہوں۔ وہ کیا جنے گی مجھے یہ تو معلوم ہے کہ میں کس جگہ پیدا ہوا ہوں۔ تو میں کس جگہ مروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۶۸۲۔ ہمیں ابو عثمان سعید بن محمد المؤذن نے، اسے محمد بن حمدون بن الفضل نے اسے احمد بن الحسن الحافظ نے، اسے حمدان السلمی نے، اسے النضر بن محمد نے، اسے عکرمہ نے، اسے ایاس بن سلمہ نے، اسے اس کے والد نے خبر دی اور کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک شخص اڑیل گھوڑی لے کر آیا۔ گھوڑی کے پیچھے اس کا بچھیرا تھا لیکن وہ اس کے پیچھے چل نہیں رہا تھا۔ اس شخص نے نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ کون ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ اس نے پوچھا کہ اللہ کا نبی کون ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ نبی اللہ کا بھیجا ہوا ہوتا ہے۔ اس نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ غیب ہے اور غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس نے پوچھا کہ آسمان سے بارش کب برسے گی۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ یہ غیب ہے اور غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر اس نے پوچھا کہ میری گھوڑی کے پیٹ میں کیا ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ یہ غیب ہے اور غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس نے پھر کہا کہ مجھے اپنی تلوار دکھائیے تو نبی اکرم ﷺ نے اسے اپنی تلوار دے دی۔ اس نے تلوار ہلائی اور پھر آپ ﷺ کو لوٹا دی۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے کہا کہ تم نے جو چاہا تھا وہ کر نہ سکے۔ راوی کا کہنا ہے کہ اس شخص نے یہ کہا تھا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤں گا اور آپ ﷺ سے یہ باتیں پوچھوں گا یعنی ان باتوں میں الجھاؤں گا، پھر نعوذ باللہ آپ ﷺ کی گردن مار دوں گا۔

۶۸۳۔ ہمیں ابو عبداللہ بن ابی اسحاق نے، اسے ابو عمرو محمد بن جعفر بن مطر نے، اسے محمد بن عثمان

بن ابی سوید نے، اسے ابو حذیفہ نے اسے سفیان ثوری نے عبداللہ بن دینار سے اور اس نے ابن عمر سے روایت کر کے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مفاتیح الغیب پانچ ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا: کہ قیامت کب آئے گی۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ رحم مادر میں کیا ہے۔ اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نفس کو یہ علم نہیں ہے کہ اس کی موت کس جگہ واقع ہوگی اور نہ اللہ کے سوا کوئی جانتا ہے کہ بارش کب ہوگی۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے محمد بن یوسف سے اور اس نے سفیان سے روایت کیا ہے۔

سورۃ السجدۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ...... (الآیۃ ۱۶)

ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں۔

۶۸۴۔ مالک بن دینار کا قول ہے کہ میں نے اس آیت کے بارے میں انس بن مالک سے پوچھا کہ یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو انہوں نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کچھ لوگ مغرب سے لے کر عشاء تک نمازیں پڑھتے رہتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ان کے بارے میں نازل کی ہے۔

۶۸۵۔ ہمیں ابو اسحاق المقری نے، اسے ابو الحسین بن محمد الدینوری نے اسے موسیٰ بن محمد نے، اسے الحسین بن علویہ نے، اسے اسماعیل بن عیسیٰ نے، اسے المسیب نے سعید سے اس سے قتادہ نے، اس نے انس بن مالک سے روایت کر کے کہا کہ یہ آیت ہم انصار کے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے: "تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ" ہم مغرب کی نماز پڑھ کر نبی علیہ السلام کے ساتھ نماز عشاء پڑھنے سے پہلے اپنے گھروں کو نہیں لوٹتے تھے۔

۶۸۵م۔ الحسن اور مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت تہجد گزار لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو راتوں کو نماز تک جاگتے رہتے تھے۔ اور یہ بات صحت واقعہ پر دلالت کرتی ہے۔

۶۸۶۔ ہمیں ابو بکر محمد بن عمر الخشاب نے، اسے ابراہیم بن عبداللہ الاصفہانی نے، اسے محمد بن اسحاق السراج نے، اسے قتیبہ بن سعید نے، اسے جریر نے الاعمش سے اس نے الحکم سے، اس نے میمون سے، اس نے ابن ابی شبیب سے اور اس نے معاذ بن جبل سے جو کچھ روایت کر کے سنایا وہ یہ ہے کہ جب ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہمیں گرمی لگ رہی تھی لوگ منتشر ہوئے تو میں نے نظر اٹھا کر دیکھا کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی بہ نسبت میرے زیادہ قریب ہیں۔ میں آپ ﷺ کے نزدیک ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل

کرے اور دوزخ کی آگ سے دور رکھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ایک بہت بڑی بات پوچھی ہے۔ البتہ جس شخص کے لئے اللہ اسے آسان بنائے، اس کے لئے آسان ہے: وہ یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ فرض نمازیں قائم کرو۔ فرض زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو۔ اور اگر تم چاہو تو میں تمہیں خیر کے سارے دروازے بتادوں۔

راوی نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ ہاں یارسول اللہ ضرور بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے۔ صدقہ لغزشوں کو مٹاتا ہے آدھی رات کو آدمی کا (نماز کے لئے) اٹھنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کا سبب ہے۔ راوی کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی:۔ "تتجافی جنوبهم عن المضاجع"

قول خداوندی:

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا...... (الآية ۱۸)

بھلا جو مومن ہو وہ اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو نافرمان ہو۔

یہ آیت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور الولید بن عقبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے

۲۸ ۷۔ ہمیں ابوبکر احمد بن محمد الاصفہانی نے، اسے عبداللہ بن محمد الحافظ نے، اسے اسحاق بن بنان الانماطی نے، اسے حبش بن مبشر الفقیہ نے، اسے عبید اللہ بن موسیٰ نے، اسے ابن ابی لیلیٰ نے الحکم سے، اس نے سعید بن جبیر سے اور اس نے ابن عباس سے روایت کر کے خبر دی ہے، اس نے کہا کہ الولید بن عقبہ بن ابی معیط نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب سے کہا کہ میں تم سے زیادہ تیز نیزہ باز ہوں، تم سے زیادہ زبان آور ہوں اور تم سے زیادہ فوجی طاقت والا ہوں۔ تو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں کہا کہ خاموش رہو۔ تم تو نرے فاسق ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُوْنَ

اس میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مومن اور الولید بن عقبہ کو فاسق کہا گیا۔

سورۃ الاحزاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِيْنَ. (الآية ۱)

اے پیغمبر خدا سے ڈرتے رہنا اور کافروں و منافقوں کا کہنا نہ ماننا۔

۶۸۸۔ یہ آیت ابو سفیان، عکرمہ بن ابی جہل، ابو الاعور (عمرو بن سفیان) السلمی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ لوگ اُحد کی لڑائی کے بعد مدینہ آئے اور عبداللہ بن ابی کے ہاں مہمان ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے ساتھ بات چیت کرنے کے لئے امان دے رکھی تھی۔ ان لوگوں کے ساتھ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اور طعمہ بن ابیرق بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس عمر بن الخطاب تھے۔ آپ ﷺ ہمارے معبودوں لات، العزیٰ اور منات کا نام لینا چھوڑ دیں اور یہ کہئے کہ جو لوگ ان کی پرستش کرتے ہیں، ان کے لئے ان معبودوں کو ان کی شفاعت کرنے اور انہیں نفع دینے کا اختیار ہے، ہم آپ ﷺ کے اور آپ ﷺ کے رب سے کوئی سروکار نہ رکھیں گے ان کی یہ بات نبی اکرم ﷺ پر بہت گراں گزری۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ) ان کے قتل کی اجازت دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں انہیں امان دے چکا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اللہ کی لعنت اور غضب کے ساتھ یہاں سے نکل جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انہیں مدینے سے باہر نکال دینے کا حکم دیا۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ...... (الآية ۴)

خدا نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے۔

۶۸۹۔ یہ آیت جمیل بن معمر الفہری کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ شخص عقلمند تھا اور جو کچھ سنتا تھا اسے یاد رکھنے والا تھا۔ قریش نے کہا: یہ چیزیں تو وہی یاد رکھ سکتا ہے جس کے دو دل ہوں۔ اس شخص کا یہ کہنا تھا کہ میرے دو دل ہیں۔ میں ان دو میں سے ایک کے ذریعے بھی نعوذ باللہ محمد کی عقل سے زیادہ ہوں

اور افضل ہوں۔ جب غزوۂ بدر ہوا اور مشرکوں کو شکست ہوئی۔ اس دن ان میں جمیل بن معمر بھی تھا۔ اسے اس دن ابوسفیان اسی حالت میں ملا کہ وہ جوتی کا ایک پاؤں ہاتھ میں تھامے ہوئے تھا اور دوسرا پاؤں اس کے پیر میں تھا۔ ابوسفیان نے اس سے پوچھا: اے ابو معمر، لوگوں کا کیا حال ہے۔ اس نے جواب دیا کہ انہیں شکست ہوگئی۔ ابوسفیان نے پوچھا کہ تیری یہ کیا حالت ہے کہ جوتی کا ایک پاؤں ہاتھ میں اور دوسرا پیر میں ہے؟

اس نے جواب دیا کہ میں نے یہی سمجھا تھا کہ دونوں پاؤں میرے پیروں میں ہیں۔ تب لوگوں کو پتہ چلا اگر اس کے دو دل ہوتے تو ہاتھ میں تھاما ہوا جوتی کا پاؤں بھول نہ جاتا۔

قول خداوندی:

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ۔ (الآیۃ ۴)

اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا۔

۶۹۰۔ یہ آیت زید بن حارثہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ زید نبی کریم ﷺ کے غلام تھے۔ آپ ﷺ نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ اور وحی آنے سے پہلے اسے متبنی بنالیا تھا۔ جب آپ ﷺ نے زینب بنت جحش سے نکاح کیا جو زید بن حارثہ کے نکاح میں تھی تو یہود اور منافقوں نے کہا کہ محمد ﷺ نے خود اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی حالانکہ وہ دوسروں کو اس سے منع کرتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۶۹۱۔ ہمیں سعید بن محمد بن احمد بن نعیم الاشکابی نے، اسے الحسن بن احمد بن محمد بن علی بن مخلد نے، اسے محمد بن اسحاق الثقفی نے اسے قتیبہ بن سعید نے، اسے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے، موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے سالم سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے روایت کر کے خبر دی۔ ابن عمر کا کہنا تھا کہ ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہہ کے پکارتے تھے۔ یہاں تک کہ قرآن میں یہ آیت نازل ہوئی: "اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ"

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے معلی بن اسد سے اس نے عبدالعزیز بن المختار سے اور اس نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کیا ہے۔

قول خداوندی:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ..... (الآیۃ ۲۳)

مؤمنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے خدا سے کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا۔

۶۹۲۔ ہمیں ابو محمد احمد بن محمد بن ابراہیم نے، اسے عبداللہ بن حامد نے، اسے مکی بن عبدان نے، اسے عبداللہ بن ہاشم نے، اسے بہز بن اسد نے، اسے سلیمان بن المغیرہ نے ثابت سے اور اس نے انس سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ میرا چچا انس بن النضر (اسی کے نام سے میرا نام انس پڑھ گیا) جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکا۔ جب وہ آیا تو اسے بہت شاق ہوا کہ میں پہلے ہی معرکے سے جس میں رسول اللہ ﷺ تھے، غیر حاضر رہا۔ اللہ کی قسم اگر اللہ نے مجھے اب کسی معرکے میں شرکت کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ پھر جب غزوۂ احد کا موقع آیا تو مسلمان منتشر ہو گئے۔ انس نے کہا: اے اللہ، میں مشرکوں کے لائے ہوئے اس فتنے سے تیری طرف برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ اور جو کچھ مسلمانوں نے کیا ہے، اس سے عذر خواہی کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ تلوار لے کر چل دیا تو ان کی ملاقات سعد بن معاذ سے ہوئی۔ اس نے سعد سے کہا کہ اے سعد، مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ مجھے احد کے پرے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔ انس شہید ہونے کے وقت تک لڑتے رہے۔ واقعہ کے راوی انس نے کہا کہ ہم نے اسے شہداء میں پڑا پایا۔ اس کے جسم پر اسی سے کچھ اوپر زخم تھے جو اسے تلوار، نیزے اور تیروں سے لگے تھے۔ مشرکوں نے ان کا ایسا مثلہ کیا تھا کہ ہم ان کو نہ پہچان سکے۔ ان کی میت کو ان کی بہن نے انگلی کے پوروں سے شناخت کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ" راوی کا کہنا ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ یہ آیت انس اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے محمد بن حاتم، اور اس نے بہز بن اسد سے روایت کیا۔

۶۹۳۔ ہمیں سعید بن احمد بن جعفر المؤذن نے، اسے ابو علی بن ابی بکر الفقیہ نے، اسے ابراہیم بن عبداللہ الزبیبی نے، اسے بندار نے، اسے محمد بن عبداللہ انصاری نے، اسے اس کے والد نے، ثمامہ سے، اس نے انس بن مالک سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ یہ آیت انس بن النضر کے بارے میں نازل ہوئی ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ

اس حدیث کو امام بخاری ﷺ نے بندار سے روایت کیا ہے۔

قول خداوندی:

فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ. (الآية ۲۳)

اور ان میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں جو انتظار کر رہے ہیں۔

یہ آیت طلحہ بن عبیداللہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

انہوں نے غزوۂ احد میں بڑی پامردی کا ثبوت دیا یہاں تک ان کا ہاتھ کٹ گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ طلحہ کے لئے جنت واجب کر دے۔

۶۹۴۔ ہمیں احمد بن محمد بن عبداللہ تمیمی نے، اسے ابو شیخ الحافظ نے اسے احمد بن جعفر بن نصر الرازی نے، اسے العباس بن اسماعیل الرقی نے، اسے اسماعیل بن یحییٰ البغدادی نے ابوسنان سے اس نے الضحاک سے، اس نے النزال بن سبرہ سے، اس نے علی سے اور اسے طلحہ نے خبر دی کہ یہ آیت: "فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ" جس شخص کے بارے میں کتاب اللہ میں نازل ہوئی ہے وہ طلحہ ہے جس نے اپنی باری دے دی، اس کی مستقبل کی زندگی کے لئے اس پر کوئی حساب و کتاب نہ ہوگا۔

۶۹۵۔ ہمیں عبدالرحمٰن بن حمدان نے، اسے احمد بن جعفر بن مالک نے، اسے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، اسے اس کے والد نے، اسے وکیع نے طلحہ بن یحییٰ نے عیسیٰ بن طلحہ سے روایت کر کے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ طلحہ کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی۔ قول خداوندی:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا...... (الآیۃ ۳۳)

اے پیغمبر کے اہل بیت خدا چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (کا میل کچیل) دور کر دے اور تمہیں بالکل صاف کر دے۔

۶۹۶۔ ہمیں ابوبکر الحارثی نے، اسے ابومحمد بن حیان نے، اسے احمد بن عمرو بن ابوعاصم نے، اسے ابوالربیع الزہرانی نے، اسے عمار بن محمد نے الثوری سے، اسے سفیان نے ابوالجحاف سے، اس نے عطیہ سے اور اس نے ابوسعید سے روایت کر کے بتایا کہ آیت: "اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا" پانچ حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے: نبی کریم ﷺ کے بارے میں علی، فاطمہ، حسن اور حسین کے بارے میں رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

۶۹۷۔ ہمیں ابوسعید النصرولی نے، اسے احمد بن جعفر القطیعی نے اسے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، اسے اس کے والد نے، اسے ابن نمیر نے، اسے عبدالملک نے عطاء بن ابی رباح سے، اسے اس نے ام سلمہؓ کو ذکر کرتے سنا کہ نبی کریم ﷺ اس کے گھر میں تھے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کے پاس خزیرہ کی ایک ڈش لے کر آئیں۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اپنے خاوند اور اپنے دونوں بیٹوں کو میرے پاس بلا لاؤ۔ چنانچہ وہ آئے اور یہ خزیرہ کھانے لگے۔ آپ ﷺ اپنی سونے کی جگہ پر تھے اور آپ ﷺ کے نیچے ایک خیبری چادر بچھی تھی۔ ام سلمہ کا کہنا ہے کہ میں اپنے کمرے میں تھی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ

نے یہ آیت نازل کی: "اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا"
حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ نے چادر کا فاضل حصہ لے لیا اور ان کو اس سے ڈھانپ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ باہر نکالے اور آسمان کی طرف موڑے اور فرمایا: یہ میرے اہل بیت ہیں اور میرے خواص ہیں۔ لہذا ان سے رجس اور ناپاکی دور کر اور انہیں پوری طرح پاک کر۔ ام سلمہ نے کہا کہ میں نے مکان کے اندر اپنا سر داخل کیا اور کہا: یا رسول اللہ (ﷺ) میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انک الی خیر یعنی تم نیکی اور خیر کی طرف ہو۔

۶۹۸۔ ہمیں ابو القاسم عبدالرحمٰن بن محمد السراج نے، اسے محمد بن یعقوب نے، اسے الحسن بن علی بن عفان نے، اسے ابو یحییٰ الحمانی نے صالح بن موسیٰ القرشی سے، اس نے خصیف سے، اس نے سعید بن جبیر سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ یہ آیت ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی ہیں: "اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا"

۶۹۹۔ ہمیں عقیل بن زکریا القاضی نے، اسے محمد بن جریر نے، اسے ابن حمید نے، اسے یحییٰ بن واضح نے اور اسے الاصبغ نے علقمہ سے اس نے عکرمہ سے اس قول خداوندی کے بارے میں روایت کر کے بتایا کہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ، ان کے بارے میں نازل نہیں ہوئی جن کی طرف تمہارا خیال جاتا ہے بلکہ یہ صرف ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ عکرمہ اس بات کا اعلان سر بازار کر رہے تھے۔

قول خداوندی:

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ..... (الآیۃ ۳۵)
(جو لوگ خدا کے آگے سر اطاعت خم کرنے والے ہیں یعنی) مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔

۷۰۰۔ مقاتل بن حیان کا قول ہے کہ مجھے پتہ چلا کہ جب اسماء بنت عمیس حبشہ سے واپس آئیں۔ ان کے ساتھ ان کے شوہر جعفر بن ابی طالب تھے۔ وہ ازواج مطہرات کے پاس گئیں اور کہا کہ کیا قرآن میں ہمارے بارے میں کچھ نازل ہوا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ عورتیں تو سراسر نامرادی اور خسارے میں ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کیسے اور کس وجہ سے؟ انہوں نے کہا کہ (قرآن میں) مردوں کی طرح ان کا ذکر خیر نہیں ہوتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ آخر آیت تک۔

۷۰۱۔ قتادہ کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی ازواج کا ذکر کیا تو کچھ مسلم خواتین ان کے پاس گئیں اور کہا کہ آپ کا ذکر تو کیا گیا لیکن ہمارا ذکر نہیں کیا گیا۔ اگر ہم میں بھی کوئی بھلائی ہوتی تو ہمارا ذکر بھی ہوتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔"

قول خداوندی:

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ (الآية ۵۱)

(اور تم کو یہ بھی اختیار ہے کہ) جس بیوی کو چاہو علیحدہ رکھو۔

مفسرین کا قول ہے کہ جب بعض ازواج مطہرات نے غیرت کا مظاہرہ کیا اور نبی کریم ﷺ کو اذیت پہنچائی اور نفقہ زیادہ طلب کیا تو آپ ﷺ نے بیویوں سے مہینہ بھر تعلق منقطع کر دیا یہاں تک کہ آیت تخییر نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ ازواج مطہرات کو دنیا اور آخرت میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے لئے کہہ دیں اور اسے رخصت کر دیا جائے جو دنیا کو پسند کرے اور ان میں سے اسے روکے رکھا جائے جو اللہ سبحانہ، اور اس کے رسول ﷺ کو پسند کرے۔ کیونکہ وہ امہات المومنین ہیں۔ ان کے ساتھ کبھی بھی کسی کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ نیز یہ کہ آپ ﷺ جسے چاہیں اپنے پاس بلالیں اور ان میں جسے چاہیں باری سے موخر کر دیں تو وہ اس پر راضی ہیں۔ آپ ﷺ ان کے لئے نفقہ متعین کریں یا نہ کریں یا نفقہ کی تقسیم۔ باری کی تقسیم اور معاشرت میں بعض ازواج کو بعض پر ترجیح دیں۔ ان سب باتوں کا اختیار صرف آپ ﷺ کی ذات کو ہے آپ ﷺ جیسے چاہیں کریں۔ وہ ان سب باتوں پر راضی رہیں گی۔ رسول اللہ ﷺ اس کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ وسعت دے دی تھی، آپ ﷺ باری مقرر کرنے میں مساوات برتتے تھے۔

۷۰۲۔ ہمیں ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم المزکی نے، اسے عبدالملک بن الحسن بن یوسف السقطی نے، اسے احمد بن یحییٰ الحلوانی نے، اسے یحییٰ بن معین نے، اسے عباد بن عباد نے عاصم الاحول سے، اس نے معاذہ سے اور اس نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کر کے خبر دی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ "تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ" کے نازل ہونے کے بعد بھی آپ ﷺ ہم سے اجازت لیتے تھے اگر ہم میں سے کسی کی باری ہوتی اور آپ ﷺ کسی اور کو قریب لانا چاہتے معاذہ کا کہنا ہے کہ میں نے پوچھا کہ آپ کیا کہتی تھیں یعنی آپ کی باری پر آپ کے اجازت لینے پر آپ کیا کہتی تھیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ میں یہ کہتی تھی کہ اگر یہ اختیار مجھے ہے تو میں اپنے آپ پر کسی اور کو ترجیح نہیں دوں گی۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے حبان بن موسیٰ سے، اس نے ابن المبارک سے روایت کیا ہے اور امام مسلمؒ نے اسے شریح بن یونس سے، اس نے عباد سے اور دونوں راویوں نے اسے عاصم سے روایت کیا ہے۔

۷۰۳۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ جب تخییر کی آیت نازل ہوئی تو ازواج مطہرات کو خدشہ پیدا ہوا کہ نبی کریم انہیں کہیں طلاق نہ دیں۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! آپ ﷺ اپنی مرضی و منشا کے مطابق اپنے مال اور اپنی ذات میں سے جو چاہیں ہمارا حصہ مقرر کر دیں اور ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۷۰۴۔ ہمیں عبدالرحمٰن بن عبدان نے، اسے محمد بن عبداللہ بن محمد بن نعیم نے، اسے محاضر بن المورع نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوسری ازواج مطہرات سے کہا کرتی تھیں کہ کیا عورت کو اس بات سے حیا نہیں آتی کہ وہ اپنے نفس کو ہبہ کر دے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ" اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کی خواہشات کو فوری طور پر کر دیتا ہے۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے زکریا بن یحییٰ کے حوالے سے روایت کیا اور امام مسلمؒ نے اسے ابی کریب کے حوالے سے روایت کیا۔ دونوں راویوں نے ابواسامہ سے اور اس نے ہشام سے اسے روایت کیا ہے۔ قول خداوندی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ ..... (الآية ۵۳)

مؤمنو پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرو......

۷۰۵۔ اکثر مفسرین کا قول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو کھجور ستو اور ایک بکری ذبح کر کے ولیمہ کیا۔ انسؓ کا قول ہے کہ میری ماں ام سلیم نے آپ ﷺ کے لئے پتھر کے ایک طباق میں حیس بھیجا۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کھانے پر بلاؤں چنانچہ میں نے انہیں بلایا۔ لوگ آتے گئے۔ کھاتے گئے اور نکل کر جاتے رہے۔ پھر دوسرے لوگ آتے گئے، اور کھا کر نکل جاتے رہے۔ پھر میں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی، میں نے سب کو بلایا اور کسی ایک کو بھی نہیں بلائے بغیر نہ چھوڑا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھانا اٹھا لو۔ چنانچہ کھانا اٹھا لیا گیا اور لوگ چلے گئے۔ تین آدمی گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ وہ دیر تک بیٹھے رہے اس سے رسول اللہ نے اذیت محسوس کی۔ آپ ﷺ حد درجہ باحیا تھے (یعنی آپ ﷺ نے انہیں جانے کے لئے نہیں کہا۔) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ کر لیا۔

۷۰۶۔ ہمیں محمد بن عبدالرحمن الفقیہ نے، اسے ابوعمر محمد بن احمد الحیری نے، اسے عمران بن موسیٰ

بن مجاشع نے، اسے عبدالاعلیٰ بن حماد النرسی نے، اسے معتمر بن سلیمان نے، اسے اس کے والد نے ابومجلز سے اور اس نے انس بن مالک سے روایت کر کے خبر دی کہ جب نبی کریم ﷺ نے زینب بنت جحش سے شادی کی تو آپ ﷺ نے قوم کو دعوت پر بلایا۔ انہوں نے کھانا کھایا۔ پھر باتیں کرنے بیٹھ گئے۔ راوی نے کہا کہ آپ ﷺ نے اٹھنے کی تیاری کی لیکن لوگ نہ اٹھے۔ جب آپ ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ ﷺ خود اٹھ کھڑے ہوئے اور مجلس میں جو اٹھا۔ اٹھ گیا۔ لیکن تین آدمی بیٹھے رہے۔ نبی کریم ﷺ پھر مجلس میں تشریف لائے اور اندر داخل ہوئے، دیکھا کہ لوگ ابھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ واپس ہوئے۔ یہ لوگ تب اٹھے اور چلے گئے۔ چنانچہ میں آیا اور نبی اکرم ﷺ کو خبر دی کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں۔

راوی کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ پھر تشریف لائے اور گھر میں داخل ہوئے۔ راوی کا کہنا ہے کہ میں اندر داخل ہونے کے لئے گیا تو آپ ﷺ نے اپنے اور میرے درمیان پردہ ڈال دیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰی طَعَامٍ ...... تا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا"

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے محمد بن عبداللہ الرقاشی کے حوالے سے روایت کیا۔ اور امام مسلمؒ نے اسے یحییٰ بن حبیب الحارثی سے، اور دونوں راویوں نے اسے المعتمر سے روایت کیا۔

۷۰۷۔ ہمیں اسماعیل بن ابراہیم الواعظ نے، اسے ابوعمرو بن نجید نے، اسے محمد بن الحسن بن الخلیل نے، اسے ہشام بن عمار نے، اسے الخلیل بن موسیٰ نے، اور اسے عبداللہ بن عون نے عمرو بن شعیب سے، اس نے انس بن مالک سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا جب آپ ﷺ اپنے حجروں میں سے ایک حجرے کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے اس حجرے میں کچھ لوگوں کو بیٹھے باتیں کرتے دیکھا۔ آپ ﷺ واپس لوٹے اور اپنے حجرے میں داخل ہوئے اور میری طرف سے پردہ گرا دیا۔ میں ابوطلحہ کے پاس آیا اور ان سے یہ سارا واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم جو کچھ کہتے ہو سچ ہے تو اس بارے میں ضرور قرآن نازل ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ......"

۷۰۸۔ ہمیں احمد بن الحسن الحیری نے، اسے حاجب بن احمد نے، اسے عبدالرحیم بن منیب نے، اسے یزید بن ہارون نے، اور اسے حمید نے انس سے روایت کر کے خبر دی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ کے پاس نیک و بد ہر طرح کے لوگ آتے رہتے ہیں۔ مناسب ہوگا اگر آپ امہات المومنین کو پردے کا حکم دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے پردے کے احکام نازل کئے۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے مسدد سے اس نے یحییٰ بن ابی زائدہ سے اور اس نے حمید سے روایت کیا۔

۷۰۹۔ ہمیں ابوحکیم الجرجانی نے لفظاً اجازت دے کر خبر دی، اسے ابوالفرج القاضی نے، اسے محمد بن جریر نے، اسے یعقوب بن ابراہیم نے، اسے ہشیم نے لیث سے اور اس نے مجاہد سے روایت کر کے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کھانا کھا رہے تھے اور بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ان میں سے کسی کا ہاتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ پر پڑ گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے ساتھ تھیں۔ نبی کریم ﷺ کو یہ بات ناپسند ہوئی۔ اس پر پردے کی آیت نازل ہوئی۔ قول خداوندی:

وَلَا اَنْ تَنْكِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا۔ (الآیة ۵۳)
اور نہ یہ کہ ان کی بیویوں سے کبھی ان کے بعد نکاح کرو۔

۷۱۰۔ عطاء کی روایت میں ابن عباس کا قول ہے کہ قریش کے سرداروں میں سے کسی نے کہا کہ اگر رسول اللہ ﷺ وفات پائیں تو میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کر لیتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (الآیة ۵۶)
خدا اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں۔

۷۱۱۔ ہمیں ابوسعید نے ابن ابی عمرو النیسابوری سے، اسے الحسن بن احمد المخلدی نے، اسے المؤمل بن الحسن بن عیسیٰ نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے ابوحذیفہ نے اور اسے سفیان نے الزبیر بن عدی سے اس نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے، اس نے کعب بن عجرہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ ہمیں السلام علیک کہنے کا تو پتہ ہے لیکن الصلوٰۃ علیک کیسے ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:
"اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا"

۷۱۲۔ ہمیں عبدالرحمٰن بن حمدان العدل نے، اسے ابوالعباس احمد بن عیسیٰ الوشاء نے، اسے محمد بن یحییٰ الصولی نے، اسے الریاشی نے الاصمعی سے روایت کیا اصمعی نے کہا کہ میں نے المہدی کو بصرہ کے منبر پر کہتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا حکم دیا ہے جس کی ابتداء اس نے اپنی ذات سے کی ہے اور دوسرے درجے پر فرشتوں سے کی ہے۔ چنانچہ اس نے کہا ہے کہ "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا" اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دے کر نبی کریم ﷺ کو تمام رسولوں پر فضیلت دی ہے اور تمہیں تمام لوگوں میں خصوصی درجہ دیا۔ لہٰذا اللہ کی نعمت کا بدلہ شکر گزاری کر کے دو۔

۷۱۳۔ میں نے استاد ابوعثمان الحافظ کو کہتے سنا کہ انہوں نے امام سہل بن محمد بن سلیمان کو کہتے سنا

کہ یہ شرف جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی محمد ﷺ کو یہ کہہ کر دیا: "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ" حضرت آدم علیہ السلام کے اس شرف سے زیادہ بلیغ اور کامل ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو انہیں سجدہ کرنے کا حکم دے کر دیا تھا۔

کیونکہ اس شرف میں یعنی سجدے کرنے کے حکم میں فرشتوں کے ساتھ اللہ کی شرکت جائز نہیں۔ جب کہ ہمارے نبی ﷺ پر صلاۃ بھیجنے کے شرف میں اللہ تعالیٰ نے خود اپنے شریک ہونے کی خبر دی ہے۔ پھر فرشتوں کے صلاۃ بھیجنے کی اطلاع دی ہے۔ لہذا وہ شرف جو خود ذات باری سے صادر ہوا ہو فرشتوں سے صادر ہونے والے شرف سے کہیں زیادہ بلیغ اور کامل ہے جس میں فرشتوں کے ساتھ اللہ کی ذات شامل نہ ہو۔ یہی وہ بات ہے جو سہل نے المہدی کے قول سے اخذ کر کے کہی ہے۔ ممکن ہے سہل نے اسے دیکھا ہو اور اس کی طرف نظر کی ہو تو اس سے یہ مفہوم اخذ کر کے اس کی شرح کی ہو۔ اور نبی کریم ﷺ کے شرف کا حضرت آدم علیہ السلام کے شرف سے تقابل کیا ہو۔ جو زیادہ بلیغ اور کامل ہے۔

۷۱۴۔ الصحیح میں بیان کیا گیا ہے کہ ہمیں ابوبکر محمد بن ابراہیم الفارسی نے، اسے محمد بن عیسیٰ بن عمرویہ نے، اسے ابراہیم بن سفیان نے، اسے مسلم نے، اسے قتیبہ اور علی بن حجر نے، ان دونوں کو اسماعیل بن جعفر نے العلاء سے، اس نے اپنے والد سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ پڑھتا ہے۔

قول خداوندی:

هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ...... (الآیۃ ۴۳)

وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔......

۷۱۵۔ مجاہد کا قول ہے کہ جب آیت: "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ" نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کوئی ایسا شرف خیر نہیں بخشا جس میں اس نے ہمیں شریک نہ کیا ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی: هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ

قول خداوندی:

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ...... (الآیۃ ۵۸)

اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذاء دیں۔

۷۱۶۔ ابن عباسؓ کے حوالے سے عطاء کا قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک انصار لونڈی کو بناؤ سنگار کیے دیکھا تو اسے مارا اور اس کے بناؤ سنگار کو ناپسند کیا۔ وہ اپنے گھر والوں کے پاس حضرت عمر کی شکایت کرنے گئی۔ اس کے گھر والے نکل آئے اور انہوں نے حضرت عمر کو اذیت دی۔ اس پر

یہ آیت نازل ہوئی۔

۱۷۷۔ مقاتل کا قول ہے کہ یہ آیت علی بن ابی طالب کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ منافقوں میں سے کچھ لوگ انہیں اذیت دیتے تھے اور ناشائستہ باتیں سناتے تھے۔

۱۷۸۔ الضحاک، السدی اور الکلبی کا قول ہے کہ یہ آیت ان زنا کاروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مدینہ کی گلیوں میں عورتوں کو تلاش کرتے پھرتے رہتے تھے۔ اگر یہ عورتیں رات کو قضائے حاجت کے لئے باہر نکلتیں اور یہ زنا کار لوگ انہیں دیکھتے تو ان کے قریب ہو کر ان سے اشارے کنائے کرتے۔ اگر وہ خاموش رہتیں تو یہ ان کا پیچھا کرتے اور اگر وہ انہیں ڈانٹ دیتیں تو یہ ان کو ستانے سے باز رہتے یہ لوگ صرف لونڈیوں کی تلاش کرتے رہتے، لیکن ان دنوں آزاد عورت اور لونڈی میں کوئی تمیز نہ ہوتی تھی۔ عورتیں صرف قمیض اور اوڑھنی اوڑھے نکلتی تھیں۔ ان عورتوں نے اپنے خاوندوں سے اس کی شکایت کی۔ انہوں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اس بات کی صحت پر یہ قول خداوندی دلیل ہے: "يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ......"

۱۷۹۔ ہمیں سعید بن محمد المؤذن نے، اسے ابو علی الفقیہ نے، اسے احمد بن الحسین بن الجنید نے، اسے زیاد بن ایوب نے، اسے ہشیم نے حصین سے، اس نے ابو مالک سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ مؤمن خواتین قضائے حاجت کے لئے رات کو باہر نکلتی تھیں۔ منافق لوگ ان کے راستے میں آڑے آتے اور انہیں ستاتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۱۷۹م۔ السدی کا قول ہے کہ مدینے میں لوگوں کے گھر تنگ تنگ تھے۔ عورتیں قضائے حاجت کے لئے رات کو باہر نکلتی تھیں۔ مدینے کے اوباش لوگ باہر نکلتے۔ اگر وہ کسی عورت پر پردہ یعنی چادر دیکھتے تو کہتے کہ یہ آزاد عورت ہے، اسے چھوڑ دیتے اس کے ساتھ تعرض نہ کرتے اور اگر عورت کو بغیر پردے کے دیکھتے تو کہتے کہ یہ لونڈی ہے تو اسے ورغلاتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

سورۃ یٰسٓ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَاقَدَّمُوْا. (الآية ۱۲)

بے شک ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور جو کچھ وہ آگے بھیج چکے۔

ابو سعید الخدری کا قول ہے کہ بنو سلمہ کا قبیلہ مدینے کے ایک کنارے پر آباد تھا۔ انہوں نے چاہا کہ وہاں سے منتقل ہو کر مسجد نبوی کے قریب جا بسیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَاقَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ" اس پر نبی اکرم ﷺ نے ان سے کہا کہ تمہارے آثار لکھے جاتے ہیں۔ پھر تم کیوں منتقل ہو رہے ہو۔

۲۰۔ ہمیں الشریف اسماعیل بن الحسن بن محمد بن الحسن البصری نے، اسے اس کے دادا نے، اسے عبداللہ بن محمد بن الشرقی نے، اسے عبدالرحمٰن بن بشر نے، اسے عبدالرزاق نے، اسے الثوری نے سعید بن طریف سے، اس نے ابونضرہ سے، اس نے ابوسعید سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ بنو سلمہ نے رسول اللہ ﷺ سے مسجد نبوی سے اپنے گھروں کے دور ہونے کی شکایت کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

"وَنَكْتُبُ مَاقَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ" اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ اپنے گھروں میں رہو۔ تمہارے آثار تو ہر حال میں لکھے جاتے ہیں۔ یعنی مسجد تک آنے میں قدموں کا ثواب تمہارے نام لکھا جاتا ہے۔

قول خداوندی:

قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ. (الآية ۷۸)

کہنے لگا کہ (جب) ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو ان کو کون زندہ کرے گا؟

مفسرین کا قول ہے کہ ابی بن خلف رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بوسیدہ ہڈی لے کر آیا اور کہا: اے محمد، کیا تمہاری رائے یہ ہے کہ اللہ اس ہڈی کے بوسیدہ ہونے کے بعد زندہ کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، بلکہ تم کو بھی زندہ کرے گا اور تجھے آگ میں ڈال دے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل،

کی: "وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ۔"

۷۲۱۔ ہمیں سعید بن محمد بن جعفر نے، اسے ابو علی بن ابوبکر الفقیہ نے، اسے احمد بن الحسین بن الجنید نے، اسے زیاد بن ایوب نے اسے ہشیم نے، اسے حصین نے ابو مالک سے روایت کر کے خبر دی کہ ابی بن خلف الجمحی رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک خشک بوسیدہ ہڈی لے کر آیا اور آپ ﷺ کے سامنے اسے مسل کر ریزہ ریزہ کر دیا اور کہا کہ اے محمد۔ کیا اللہ تعالیٰ اس ہڈی کے بوسیدہ ہونے کے بعد بھی اسے زندہ کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کرے گا۔ وہ تمہیں موت دے گا۔ پھر زندہ کرے گا اور پھر دوزخ کی آگ میں ڈال دے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

سورۃ ص

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا. (الآیة ۵)

کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا دیا؟

۷۴۴۔ ہمیں ابوالقاسم بن ابی نصر الخزاعی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن حمدویہ نے، اسے ابوبکر بن ابی دارم الحافظ نے، اسے محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے، اسے اس کے والد نے، اسے محمد بن عبداللہ الاسدی نے اور اسے سفیان نے الاعمش سے، اس نے یحیٰی بن عمارہ سے۔ اس نے سعید بن جبیر سے اور اس نے ابن عباس سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ ابوطالب بیمار ہو گئے تو قریش ان کے پاس آئے۔ نبی کریم ﷺ بھی آئے ابوطالب کے سر کے قریب ایک شخص بیٹھا۔ ابوجہل اسے منع کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا تو لوگوں نے ابوطالب سے شکایت کی۔ تو ابوطالب نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ بھتیجے تم اپنی قوم سے کیا چاہتے ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے چچا، میں ان سے صرف ایک کلمہ کہلانا چاہتا ہوں جس کے ذریعے سارا عرب ان کے ماتحت ہوگا اور اس کلمہ کی وجہ سے عجم انہیں جزیہ ادا کرے گا ابوطالب نے پوچھا کہ وہ کلمہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک کلمہ۔ ابوطالب نے پوچھا کہ وہ کون سا کلمہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا. لا الٰہ الا اللّٰہ۔ تو لوگوں نے کہا کہ اس نے تمام معبودوں کو ایک اللہ بنا دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ. بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ تا "اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ"۔

مفسرین کا قول ہے کہ جب عمر بن الخطاب نے اسلام قبول کیا تو یہ بات قریش پر سخت شاق گزری اور مومن اس سے خوش ہوئے۔ الولید بن مغیرہ نے قریش کے سرداروں سے کہا۔ یہ سردار قریش کے بڑے معزز اور اشراف تھے۔ ابوطالب کے پاس چلو چنانچہ وہ ابوطالب کے پاس آئے اور انہوں نے اسے کہا کہ تم ہمارے شیخ ہو اور بڑے ہو۔ تم جانتے ہو کہ ان بے وقوفوں نے کیا کیا ہے۔ ہم اس لئے تمہارے پاس آئے ہیں کہ تم ہمارے اور اپنے بھتیجے کے درمیان فیصلہ کرو۔ ابوطالب نے نبی کریم ﷺ کو بلا بھیجا۔ اور اس

سے کہا: بھتیجے، یہ تیری قوم کے لوگ ہیں۔ وہ تم سے مساوی سلوک چاہتے ہیں تو تم اپنی ساری توجہ اپنی قوم کے خلاف نہ کرو وہ صرف ایک مطالبہ کرتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا ان کا مطالبہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ ہمیں اور ہمارے معبودوں کا ذکر چھوڑ دیں۔ ہم بھی آپ ﷺ کو اور آپ کے اللہ کو چھوڑ دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم مجھے ایک کلمہ دے دو گے جس سے تم عرب کے مالک بن جاؤ اور عجم تمہارا باجگزار بن جائے۔ ابوجہل بولا: اللہ تیرے والد کا بھلا کرے۔ ایک کلمہ تو کیا ہم ایسے دس کلمے دے دیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہو **لا الـٰـه الا اللـّٰـه**۔ اس پر وہ بدک گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ اس نے سب معبودوں کا ایک الہ بنا ڈالا۔ یہ ساری مخلوق کس طرح صرف ایک خدا کے کنٹرول میں سما سکتی ہے۔ اس پر ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت "كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ" تک کی آیت نازل کی۔

سورۃ الزمر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا..... (الآیۃ ۹)

(بھلا مشرک اچھا ہے) یا وہ جو رات کے وقتوں میں زمین پر پیشانی رکھ کر اور کھڑے ہو کر عبادت کرتا ہے۔

۷۴۳۔ عطاء کی روایت میں ابن عباسؓ کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان بن عفان کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور بقول مقاتل یہ آیت حضرت عمار بن یاسر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

قول خداوندی:

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا۔ (الآیۃ ۱۷)

جنہوں نے اس سے اجتناب کیا کہ بتوں کو پوجیں۔

۷۴۴۔ ابن زید کا قول ہے کہ یہ آیت ان تین آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو دور جاہلیت میں لا الہ الا اللہ کہا کرتے تھے وہ تین افراد یہ تھے: زید بن عمرو۔ ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔

قول خداوندی:

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ (الآیۃ ۱۷۔۱۸)

تو میرے بندوں کو بشارت سنا دو جو بات کو سنتے ہیں۔

۷۴۴م۔ ابن عباس کے حوالے سے عطاء کا قول ہے کہ حضرت ابوبکر الصدیقؓ نبی کریم پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی تو عثمان، عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ، زبیر، سعید بن زید اور سعد بن ابی وقاص ان کے پاس آئے اور ان سے اس بات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے انہیں اپنے ایمان لانے کی اطلاع دے دی۔ چنانچہ یہ حضرات بھی ایمان لائے۔ انہی حضرات کے بارے میں یہ آیت نازل

ہوئی: "فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ" اور راوی کا کہنا ہے کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر ہیں جن کے بارے میں: "فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ" کہا گیا ہے۔

قول خداوندی:

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (الآیۃ ۲۲)
بھلا جس شخص کا سینہ خدا نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے روشنی پر ہو (تو کیا وہ سخت دل کافر کی طرح ہو سکتا ہے)۔

۷۲۵۔ یہ آیت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے نیز ابولہب اور اس کے بیٹے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ان لوگوں میں سے ہیں جن کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا۔ ابولہب اور اس کی اولاد وہ لوگ ہیں جن کے دل ذکر اللہ سے پھر کر سخت ہو گئے ہیں اور یہی قول خداوندی ہے: "فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ......"

قول خداوندی:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ. (الآیۃ ۲۳)
خدا نے نہایت اچھی باتیں نازل فرماتی ہیں۔

۷۲۶۔ ہمیں عبدالقاہر بن طاہر البغدادی نے، اسے ابوعمرو بن مطر نے اسے جعفر بن محمد الفریابی نے، اسے اسحاق بن راہویہ نے اسے عمرو بن محمد القرشی نے، اسے خلاد الصفار نے عمرو بن قیس الملائی سے، اس نے عمرو بن مرہ سے، اس نے مصعب بن سعید سے اور اس نے سعد سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ کہیں آپ ﷺ ہمیں کوئی بات سنائیں۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابًا......"

قول خداوندی:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ...... (الآیۃ ۵۳)
(اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں) کو کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے ......

۷۲۷۔ ابن عباسؓ کا قول ہے کہ یہ آیت اہل مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے کہا کہ محمد ﷺ کا خیال ہے کہ بتوں کے پجاری اور بے گناہ آدمیوں کا قتل (کرنے والوں) کی مغفرت نہ ہوگی تو

پھر ہم کس طرح ہجرت کریں اور اسلام قبول کریں۔ ہم نے تو اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کی پرستش کی ہے۔ اور ہم نے ایسے انسانوں کو قتل کیا ہے جن کا قتل کرنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۴۸ ے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت عیاش بن ابی ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، نیز الولید بن الولید اور کچھ مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ لوگ مسلمان ہو گئے تھے لیکن پھر آزمائش میں پڑ گئے اور ستائے گئے بالآخر فتنے کا شکار ہو گئے۔ ہمارا کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کا پھرنا اور مڑنا قبول نہیں کرے گا، ہمارے خیال میں ان لوگوں نے پھر ستائے جانے کی وجہ سے دین ترک کر دیا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتب تھے، انہوں نے عیاش بن ابی ربیعہ، الولید بن الولید اور ان دوسرے لوگوں کو لکھا۔ چنانچہ انہوں نے دوبارہ اسلام قبول کیا اور ہجرت کی۔

۴۹ ے۔ ہمیں عبدالرحمٰن بن محمد السراج نے، اسے محمد بن الحسن الکازری نے، اسے علی بن عبدالعزیز نے، اسے القاسم بن سلام نے، اور اسے حجاج نے ابن جریج سے اسے یعلی بن مسلم نے بتایا کہ انہوں نے سعید بن جبیر کو ابن عباس کے حوالے سے حدیث بیان کرتے سنا کہ اہل شرک کے کچھ لوگوں نے قتل کیے تھے اور بہت زیادہ قتل کیے گئے۔ انہوں نے زنا بھی کثرت سے کیا تھا۔ پھر وہ لوگ محمد ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے کہا کہ جو کچھ آپ ﷺ کہتے اور جس بات کی دعوت دیتے ہیں۔ بہت اچھا ہے۔ اگر آپ ﷺ ہمیں بتا دیں کہ اگر ہم اس دعوت پر عمل کریں تو ہمارے سابقہ گناہوں کا کفارہ کیا ہوگا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ..."

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے ابراہیم بن موسیٰ سے اس نے ہشام بن یوسف سے اور اس نے ابن جریج سے روایت کیا ہے۔

۵۰ ے۔ ہمیں ابو اسحاق المقری نے، اسے ابو عبداللہ الحسین بن محمد الدینوری نے، اسے ابوبکر بن خرجہ نے، اسے محمد بن عبداللہ بن سلیمان نے، اسے محمد بن العلاء نے، اسے یونس بن بکیر نے اسے محمد بن اسحاق نے، اسے نافع نے ابن عمر سے، اس نے عمر سے روایت کر کے خبر دی کہ اس نے کہا کہ جب ہم ہجرت کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے، میں نے (عیاش نے) اور ہشام بن العاص بن الوائل نے، باہم وعدہ کیا۔ ہم نے کہا کہ ہمارے درمیان بنی غفار کا میقات التناصف ملنے کی جگہ ہوگی جو کوئی وہاں پہنچنے سے رک گیا تو وہ رک گیا، اس کا ساتھی آگے نکل پڑے چنانچہ میں اور عیاش اگلی صبح اس مقام پر پہنچ گئے اور ہشام ہم سے پیچھے رک گیا۔ اسے کوئی آزمائش پیش آئی اور وہ فتنے میں مبتلا ہوا۔ ہم مدینہ پہنچے۔ ہم کہا کرتے تھے کہ ان لوگوں سے تو اللہ توبہ قبول نہیں کرے گا۔ یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پہچان بھی لیا اور پھر صرف کسی دنیاوی آزمائش کے باعث اس سے پھر گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی، "قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ" تا "اَلَيْسَ فِي

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ اپنے ہاتھ سے لکھا اور ہشام کو بھیجا۔ ہشام نے کہا کہ جب یہ تحریر مجھے ملی تو میں یہ تحریر لے کر ذی طور آیا۔ میں نے دعا کی: اے اللہ مجھے یہ سمجھا دے تو مجھے پتہ چلا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ پھر میں لوٹا۔ اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور رسول اللہ ﷺ سے جا ملا۔

۷۳۰م۔ روایت ہے کہ یہ آیت وحشی، قاتل حمزہ رحمۃ اللہ علیہ ورضوانہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جس کا ذکر ہم سورۃ الفرقان کے آخر میں کر آئے ہیں۔

قول خداوندی:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (الآیۃ ۶۷)

اور انہوں نے خدا کی قدر شناسی جیسی کرنی چاہئے تھی نہیں کی .....

۷۳۱۔ ہمیں ابوبکر الحارثی نے، اسے ابوالشیخ الحافظ نے، اسے ابن ابی عاصم نے، اسے ابن نمیر نے، اسے ابو معاویہ نے الاعمش سے، اس نے علقمہ سے، اس نے عبداللہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس اہل کتاب کا ایک شخص آیا۔ اس نے کہا: اے ابوالقاسم، آپ ﷺ تک یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کو ایک انگلی پر اٹھائے ہوئے ہے، زمین کو ایک انگلی پر اٹھائے ہوئے ہے، درختوں کو ایک انگلی پر اٹھائے ہوئے ہے اور پاتال کو ایک انگلی پر اٹھائے ہوئے ہے۔ (اس صورت حال کے باوجود) وہ کہتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے یہاں تک آپ ﷺ کی کچلیاں نمایاں ہو گئیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ......" اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین کو اور اس پر بسنے والی مخلوق اور درختوں کو اپنے قبضے میں رکھنے کی ایسی ہی قدرت رکھتا ہے۔ جس طرح ہم سے کوئی شخص کوئی چیز اپنی انگلی سے اٹھائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھانے کے لئے اسی اسلوب سے ہمیں مخاطب کر کے بات کی جس طرح ہم آپس میں بات کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ: "وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" یعنی قیامت کے دن ساری دنیا اس کے قبضہ قدرت میں ہوگی۔

سورۃ حٰمٓ السجدۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ (الآية ۲۲)

اور تم اس (بات کے خوف) سے تو پردہ نہیں کرتے تھے کہ تمہارے کان تمہارے خلاف شہادت دیں گے۔

۷۳۲۔ ہمیں استاد ابو منصور البغدادی نے، اسے اسماعیل بن نجید نے، اسے محمد بن ابراہیم بن سعید نے، اسے امیہ بن بسطام نے، اسے یزید بن زریع نے، اسے روح نے القاسم سے، اس نے منصور سے، اس نے مجاہد سے، اس نے ابو معمر سے، اور اس نے ابن مسعود سے اس آیت کے بارے میں روایت کر کے خبر دی ہے: "وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ ......" اس کا شان نزول یہ ہے کہ قبیلہ ثقیف کے دو آدمی تھے اور ان کا سسر ثقیف کا تھا۔ یہ ایک گھر میں تھے، ان میں سے کسی ایک نے کہا کہ کیا تمہاری رائے یا خیال ہے کہ اللہ ہماری سرگوشی یا باتیں سنتا ہے۔ کسی دوسرے نے کہا اس نے کچھ سنا ہے اور کچھ نہیں سنا۔ انہوں نے کہا کہ اگر اس نے کچھ سنا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس نے سب سنا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ ....."

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے الحمیدی سے روایت کیا ہے اور امام مسلمؒ نے اسے ابن ابی عمرو سے روایت کیا ہے۔

دونوں راویوں نے اسے سفیان سے اور اس نے منصور سے روایت کیا ہے۔

۷۳۳۔ ہمیں محمد بن عبدالرحمٰن الفقیہ نے، اسے محمد بن احمد بن علی الحیری نے، اسے احمد بن علی بن المثنیٰ نے، اسے ابو خیثمہ نے، اسے محمد بن حازم نے اور اسے الاعمش نے عبدالرحمٰن بن یزید سے، اس نے عبداللہ سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ میں کعبہ کے پردوں کے ساتھ چھپا ہوا تھا کہ تین آدمی موٹی توندوں والے آئے۔ ان کے دل کم فہم تھے۔ ایک قریشی تھا اور اس کے دو داماد ثقفی تھے یا ایک ثقفی تھا اور اس کے دو قریشی داماد تھے۔ انہوں نے کچھ اس طرح سے باتیں کیں جو میں نہ سمجھ سکا۔ ان میں سے ایک نے

کہا: کیا تمہاری یہ رائے ہے یا تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری یہ باتیں سنتا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ جب ہم اونچی آواز سے بولتے ہیں تو وہ سن لیتا ہے اور اگر ہم اونچی آواز سے نہ بولیں تو وہ نہیں سنتا۔ تیسرے نے کہا کہ اگر وہ کچھ سنتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ سب سن سکتا ہے۔ راوی کا کہنا ہے کہ میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی "وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ تا "فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخَاسِرِيْنَ."

قول خداوندی:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا. (الآية ۳۰)

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے پھر وہ اس پر قائم رہے۔

۳۴۷۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے عطاء کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ مشرکوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں اور یہ (معبود) اللہ کے ہاں ہماری سفارش کرنے والے ہیں یہ راہ راست نہ تھی یعنی انہوں نے سیدھا راستہ نہ پایا۔ یہود نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور حضرت عزیر اللہ کے بیٹے ہیں۔ لہذا انہوں نے بھی سیدھا راستہ اختیار نہ کیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے وہ وحدہٗ لاشریک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں تو انہوں نے سیدھا راستہ اختیار کیا۔

سورۃ الشوریٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (الآية ۲۳)

کہہ دو کہ میں اس کا تم سے صلہ نہیں مانگتا مگر (تم کو) قرابت کی محبت (تو چاہیے)۔

۷۳۵۔ ابن عباس کا قول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ پہنچے تو آپ ﷺ کو مشکلات اور فرائض کی ذمہ داریاں پیش آتی تھیں۔ اور ان سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے۔ انصار نے کہا کہ یہ شخص ہے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تم کو ہدایت دی ہے اور وہ تمہارے بھانجے ہیں۔ ان پر مشکلات اور ذمہ داریاں ہیں جن سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ان میں استطاعت نہیں ہے، لہذا اپنے اموال جمع کرو جس سے تمہیں نقصان نہ ہو اور انہیں دو تاکہ وہ اپنی مشکلات اور ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں اس مال سے مدد حاصل کریں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور مال جمع کر کے انہیں دے دیا اور کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)، آپ (ﷺ) ہمارے بھانجے ہیں۔ آپ ﷺ کے دست مبارک پر اللہ نے ہمیں ہدایت دی ہے۔ آپ ﷺ پر مشکلات اور ذمہ داریاں ہیں جن کے لئے آپ ﷺ کے پاس گنجائش نہیں ہے چنانچہ ہم نے مناسب سمجھا کہ ہم اپنے اموال میں سے کچھ جمع کر کے آپ ﷺ کو دیں جسے آپ ﷺ اپنی ذمہ داریاں نبھانے میں کام میں لائیں اور یہ وہ مال ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۷۳۶۔ قتادہ کا قول ہے کہ مشرک لوگ اپنے ایک مجمعے میں جمع ہوئے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ کیا تم دیکھتے ہو کہ محمد ﷺ اپنے کام یا خدمت کا اجر مانگ رہے ہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قول خداوندی:

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ (الآية ۲۷)

اور اگر خدا اپنے بندوں کیلئے رزق میں فراخی کر دیتا تو زمین میں فساد کرنے لگتے۔

۷۳۷۔ یہ آیت اصحاب صفہ کے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے دنیوی کشائش و فراخی اور امارت کی آرزو کی تھی۔ خباب بن الارت کا قول ہے کہ یہ آیت ہمارے بارے میں

نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ ہم نے بنو قریظہ اور بنو نضیر کے مال و دولت کو دیکھ کر اس کی تمنا اور خواہش کی تھی۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۷۳۸۔ اس نے کہا کہ اسے ابو عثمان المؤذن نے، اسے ابو علی الفقیہ نے، اسے ابو محمد بن معاذ نے، اسے الحسین بن الحسن بن حرب نے، اسے ابن المبارک نے، اسے حیوۃ نے اور اسے ابو ہانی الخولانی نے خبر دی کہ اس نے عمرو بن حریث کو یہ کہتے سنا کہ یہ آیت اصحاب صفہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے "وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ" اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ کاش ہمیں بھی دنیا مل جاتی۔ یوں انہوں نے دنیا کی تمنا کی تھی۔

قول خداوندی:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا۔ (الآية ۵۱)

اور کسی آدمی کیلئے ممکن نہیں کہ خدا اس سے بات کرے مگر الہام (کے ذریعے) سے۔

۷۳۹۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ یہود نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اگر آپ ﷺ نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ سے اس کی طرف دیکھ کر کلام کیوں نہیں کرتے۔ جس طرح حضرت موسیٰ اللہ سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہم کلام ہوئے ہم تب تک آپ ﷺ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک آپ ایسا کر کے نہ دکھا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں دیکھا۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔

سورۃ الزخرف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلاً (الأية ۵۷)

اور جب مریم کے بیٹے (عیسیٰ) کا حال بیان کیا گیا۔

۷۴۰۔ ہمیں اسماعیل بن ابراہیم النصر آبادی نے، اسے اسماعیل بن نجید نے، اسے محمد بن الحسن بن الخلیل نے، اسے ہشام بن عمار نے، اسے الولید بن مسلم نے، اسے شیبان بن عبدالرحمٰن نے عاصم بن ابو النجود سے، اس نے ابو رزین سے، اس نے ابو یحییٰ مولی ابن عفراء سے، اس نے ابن عباس سے روایت کر کے خبر دی اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے قریش سے کہا کہ اے معشر قریش، اس شخص میں کوئی خیر نہیں کہ خدا کے سوا جس کی پرستش کی جاتی ہو۔

انہوں نے کہا کہ کیا آپ ﷺ کا خیال نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ بندے اور نبی تھے اور وہ نیکوکار بندے تھے۔ اگر بات یہ ہے جو آپ ﷺ کہتے ہیں۔ وہ تو ان کے معبود کی طرح ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلاً" ہم اس قصے اور ابن الزبعری کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مناظرے کا ذکر پہلے کر آئے ہیں جو سورۃ الانبیاء کے آخر میں "اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ" کے ذیل میں ہے۔

سورۃ الدخان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ (الآیۃ ۴۹)

(اب) مزہ چکھ تو بڑی عزت والا (اور) سردار ہے۔

۷۴۱۔ قتادہ کا قول ہے کہ یہ آیت دشمن خدا ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ ابوجہل نے یہ کہا تھا کہ کیا محمد ﷺ مجھے دھمکاتا ہے۔ اللہ کی قسم، میں ان دو پہاڑوں کے درمیان سب سے زیادہ عزت والا ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۷۴۲۔ ہمیں ابوبکر الحارثی نے، اسے عبداللہ بن محمد بن حیان نے، اسے ابویحییٰ الرازی نے، اسے سہل بن عثمان نے۔ اسے اسباط نے ابوبکر الہذلی سے، اس نے عکرمہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ابوجہل سے ملے تو ابوجہل نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں اہل بطحا میں سب سے زیادہ مضبوط ہوں اور میں عزیز کریم یعنی غلبے والا اور باعزت ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ ابوجہل کو غزوۂ بدر میں اللہ نے مارا اور اسے ذلیل کیا نیز اسے اس کے منہ سے نکلے ہوئے کلمات سے شرم دلائی۔ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے: "ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ"

سورۃ الجاثیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ...... (الآیۃ ۱۴)

مؤمنوں سے کہہ دو کہ جو لوگ خدا کے دنوں کی (جو اعمال کے بدلے کے لئے مقرر ہیں) توقع نہیں رکھتے۔

۷۴۳۔ بروایت عطاء ابن عباس کا قول ہے کہ اس آیت سے مراد بطور خاص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ایام سے محروم اور مایوس ہیں مثلاً عبداللہ بن ابی۔ اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ یہ لوگ غزوہ بنی مصطلق میں المریسیع نامی کنویں پر جا اترے۔ عبداللہ بن ابی نے اپنا غلام پانی لانے کے لئے بھیجا تو اسے پانی لانے میں دیر ہو گئی۔ جب وہ پانی لے کر آیا تو عبداللہ بن ابی نے اس سے پوچھا کہ تجھے کس نے روک رکھا تھا (جو اتنی دیر لگ گئی) اس نے جواب دیا کہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا غلام کنویں کے دہانے پر بیٹھ گیا۔ اس نے تب تک کسی کو پانی لینے نہ دیا جب تک کہ اس نے نبی کریم ﷺ کی مشک، ابوبکر کی مشک اور اس کے مولیٰ کی مشک نہ بھر لی۔ اس پر عبداللہ نے کہا کہ ہماری اور ان کی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی نے کہا کہ اپنے کتے کو کھلاؤ پلاؤ تا کہ وہ تمہی کو کاٹ کھائے۔ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ گئی وہ تلوار سونت کر عبداللہ کی طرف چل پڑے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۷۴۴۔ ہمیں ابو اسحاق الثعالبی نے، ا سے الحسن بن محمد بن عبداللہ نے، ا سے موسیٰ بن محمد بن علی نے، ا سے الحسن بن علویہ نے، ا سے اسماعیل بن عیسیٰ العطار نے، ا سے محمد بن زیاد الیشکری نے میمون بن مہران سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ جب یہ آیت: "مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا" نازل ہوئی تو مدینے کے فنحاص نامی ایک یہودی نے کہا (نعوذ باللہ) محمد ﷺ کا رب محتاج ہو گیا۔

راوی نے کہا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنا تو انہوں نے تلوار لے لی اور اس یہودی کی تلاش میں نکلے۔ اتنے میں جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ﷺ کا

رب آپ ﷺ سے یہ کہتا ہے کہ "قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ" یعنی ایماندار لوگوں سے کہہ دیجئے کہ وہ ان لوگوں کو معاف کر دیں جو ایام اللہ سے بیوں اور نا امید ہیں، اور آپ ﷺ جانتے نہیں کہ عمر تلوار لے کر یہودی کی تلاش میں چل پڑے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش میں آدمی بھیجا۔

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے ان سے کہا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تلوار رکھ دو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: آپ ﷺ نے سچ فرمایا اے اللہ کے رسول ﷺ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا رب عز وجل فرماتا ہے: "قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ" حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ بے شک، اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا اللہ تعالیٰ میرے چہرے پر غصہ نہیں دیکھے گا۔

سورۃ الاحقاف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَمَآ اَدْرِیْ مَایُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ۔ (الآیۃ ۹)

اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا (کیا جائے گا)۔

۳۴۷۔ الکلبی کا قول ہے جو اس نے ابوصالح کے حوالے سے اور اس نے ابن عباسؓ کے حوالے سے روایت کیا ہے، جب نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر مصیبتوں کی شدت ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ وہ کھجور اور دوسرے درختوں اور پانی والی زمین کی طرف ہجرت کررہے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنا یہ خواب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سنایا۔ اس سے وہ خوش ہوگئے۔ انہوں نے مشرکوں کے ہاتھوں ملنے والی اذیتوں سے نجات اور خلاصی کی ایک راہ دیکھ لی۔ انہوں نے کچھ دیر انتظار کیا انہیں اس خواب کی تعبیر نظر نہ آئی تو انہوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ (ﷺ) آپ (ﷺ) اس سرزمین کی طرف کب ہجرت کریں گے جسے آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا ہے۔

رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "وَمَآ اَدْرِیْ مَایُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ" یعنی میں نہیں جانتا کہ میں نے خواب میں جو زمین دیکھی ہے۔ اس کی طرف نکالا جاتا ہوں یا نہیں۔ یہ تو ایک چیز تھی جو میں نے خواب میں دیکھی تھی۔ میں تو صرف اسی بات کی پیروی کرتا ہوں۔ جو مجھے بذریعہ وحی بتائی جاتی ہے۔

قول خداوندی:

حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً (الآیۃ ۱۵)

یہاں تک کہ جب خوب جوان ہوتا اور چالیس برس کو پہنچ جاتا ہے۔

۳۴۵۔ بروایت عطاء ابن عباسؓ کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ انہوں نے اٹھارہ سال کی عمر میں رسول اللہ کا

ساتھ کیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر بیس سال تھی۔

انہوں نے تجارت کی غرض سے شام جانے کا قصد کیا۔ انہوں نے ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ وہاں بیری کا ایک درخت تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس بیری کے درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر وہاں موجود راہب کے پاس چلے گئے تاکہ اس سے دین کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ راہب نے پوچھا کہ بیری کے سائے تلے کون شخص ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ یہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں۔

راہب نے کہا کہ واللہ یہ نبی ہیں۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے بعد اس بیری کے سائے تلے صرف اللہ کا نبی محمد بیٹھا ہے۔ اس سے حضرت ابوبکر کے دل میں یقین بیٹھ گیا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر و حضر کہیں بھی رسول اللہ ﷺ سے جدا نہ ہوتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو نبوت دی گئی تو وہ چالیس برس کے تھے اور حضرت ابوبکر اڑتیس برس کے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا اور ان کی تصدیق کی۔ جب وہ چالیس سال کے ہوگئے تو انہوں نے دعا کی: "رَبِّ أَوْزِعْنِيْٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ"۔ (الآیۃ)

سورۃ الفتح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷۴۶۔ ہمیں محمد بن ابراہیم المزکی نے، اسے اس کے والد نے، اسے محمد بن اسحاق الثقفی نے، اسے الحسن بن احمد بن ابی شعیب الحرانی نے، اسے محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے، اس نے الزہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے مسور سے، اس نے مخرمہ اور مروان بن الحکم سے روایت کر کے خبر دی۔ ان دونوں نے کہا کہ سورۃ الفتح حدیبیہ کے سفر میں مکہ اور مدینہ کے درمیان اول تا آخر نازل ہوئی ہے۔

قول خداوندی:

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا (الآیۃ ۱)

(اے محمد) ہم نے تم کو فتح دی، فتح بھی صریح وصاف۔

۷۴۷۔ ہمیں منصور بن ابی منصور السامانی نے، اسے عبداللہ بن محمد القاضی نے، اسے محمد بن اسحاق الثقفی نے، اسے ابوالاشعث نے، اسے المعتمر بن سلیمان نے خبر دی کہ میں نے اپنے والد کو قتادہ سے یہ روایت کرتے سنا اور اس نے انس کا حوالہ دیا اور کہا کہ جب ہم غزوۂ حدیبیہ سے واپس لوٹے تو اس وقت ہمارے اور ہمارے قربانی کے جانوروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوگئی تھی۔ ہم آزردہ اور غمگین تھے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا" اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا اور اس کے سارے ساز و سامان سے زیادہ پیاری ہے۔

۷۴۸۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے عطاء کا قول ہے کہ یہود نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کو گالیاں دیتے تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب اللہ کا یہ قول نازل ہوا: "وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ" ان کا کہنا تھا کہ ہم ایسے شخص کی پیروی کیسے کریں جسے پتہ ہی نہیں کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ یہ بات نبی کریم ﷺ پر سخت گراں گزری۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ"

قول خداوندی:

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ. (الآية ۵)
(یہ) اس لئے کہ وہ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے۔

۷۴۹۔ ہمیں سعید بن محمد المقری نے، اسے ابوبکر محمد بن احمد المدینی نے، اسے احمد بن عبدالرحمٰن السقطی نے، اسے یزید بن ہارون نے اور اسے ہمام نے قتادہ سے، اس نے انس سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ جب: "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ" نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا: یا رسول اللہ آپ ﷺ کو مبارک ہو جو کچھ اللہ نے آپ ﷺ کو عطا کیا، لیکن ہمارے لئے کیا ہے۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل کی: "لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ ..." (الآیۃ)

۷۵۰۔ ہمیں محمد بن عبدالرحمٰن الفقیہ نے، اسے ابوعمر بن ابی حفص نے، اسے احمد بن علی الموصلی نے، اسے عبیداللہ بن عمر نے، اسے یزید بن زریع نے، اسے سعید نے قتادہ سے، اس نے انس سے روایت کر کے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ پر آیت "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا" حدیبیہ سے آپ ﷺ کی واپسی پر نازل ہوئی۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جس وقت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آزردہ اور غمگین تھے۔ کیونکہ ان کی قربانیاں منزل مقصود پر پہنچنے سے رہ گئی تھیں۔ انہوں نے حدیبیہ میں ہی جانور قربان کر دیئے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو ساری دنیا سے زیادہ بہتر ہے۔ جب آپ ﷺ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا تو لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) آپ (ﷺ) کو مبارک ہو۔ اللہ نے ہمیں بتا دیا کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ کیا سلوک کرے گا پس ہمارے ساتھ کیا کرے گا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ "لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ ..."

قول خداوندی:

وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ (الآية ۲۴)
اور وہی تو ہے جس نے تم کو ان (کافروں) پر فتح یاب کرنے کے بعد سرحد مکہ میں ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے۔

۷۵۱۔ ہمیں ابوبکر محمد بن ابراہیم القاری نے، اسے محمد بن عیسیٰ بن عمرویہ نے، اسے ابراہیم بن محمد نے، اسے مسلم نے، اسے عمرو الناقد نے، اسے یزید بن ہارون نے، اسے حماد بن مسلمہ نے ثابت سے،

اس نے اس سے روایت کر کے خبر دی کہ اہل مکہ کے اسی آدمی مسلح ہو کر جبل تنعیم سے رسول اللہ کے اوپر اتر آئے تا کہ آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اچانک حملہ کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پکڑ کر انہیں قید کر لیا اور انہیں شرم دلائی۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل کی: "وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ"

۷۵۱۔ عبداللہ بن مغفل المزنی کا قول ہے کہ ہم حدیبیہ میں اس درخت کی جڑ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ تیس نوجوان اسلحہ لگائے ہمارے خلاف نکل آئے۔ انہوں نے ہمارے چہروں کے آگے گرد وغبار اڑایا۔ نبی کریم ﷺ نے ان پر بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی سلب کر لی۔ چنانچہ ہم ان کی طرف بڑھے اور ہم نے ان کو پکڑ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم کسی کی امان میں آئے ہو یا کسی نے تم کو امان دی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو رہا کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ ......" (الآیۃ)

سورۃ الحجرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الآية ۱)

مومنو (کسی بات کے جواب میں) خدا اور اس کے رسول سے پہلے نہ بول اٹھا کرو۔

۷۵۲۔ ہمیں ابونصر (احمد بن) محمد بن ابراہیم نے اسے عبداللہ بن محمد العکبری نے اسے عبداللہ بن محمد البغوی نے، اسے الحسن بن محمد بن الصباح نے، اسے حجاج بن محمد نے، اسے ابن جریج نے، اسے ابن ابی ملیکہ نے بتایا کہ عبداللہ بن الزبیر نے اسے اطلاع دی کہ بنی تمیم کی طرف سے ایک قافلہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ ان پر القعقاع بن معبد کو امیر مقرر کریں۔ حضرت عمر بولے اس کے بدلے الاقرع بن حابس کو امیر مقرر کیجئے۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تم نے یہ بات صرف میری مخالفت کے لئے کی ہے۔ حضرت عمرؓ بولے کہ میرا ارادہ آپ کی مخالفت کرنا نہ تھا۔ دونوں میں تکرار شروع ہوئی یہاں تک دونوں بلند آواز سے بولنے لگے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول نازل ہوا: "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" تا "وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ"

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے الحسن بن محمد بن الصباح کے حوالے سے روایت کیا۔

قول خداوندی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (الآية ۲)

اے اہل ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کرو۔

ثابت بن قیس بن شماس کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ ثابت کے کان میں بوجھل پن تھا اور وہ اونچی آواز سے بات کرتے تھے۔ وہ جب کسی سے بات کرتے تو اونچی آواز سے بات کرتے تھے۔ شاید وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھی اسی طرح بات کرتے ہوں جس سے آپ ﷺ کو اذیت پہنچی تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۷۵۳۔ ہمیں احمد بن ابراہیم المحرکی نے، اسے عبید اللہ بن محمد الزاہد نے، اسے ابوالقاسم البغوی نے، اسے قطن بن نسیر نے، اسے جعفر بن سلیمان الضبعی نے اور اسے ثابت نے انس کے حوالے سے خبر دی کہ جب یہ آیت: " لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ " نازل ہوئی تو ثابت بن قیس نے کہا کہ میں ہی نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند آواز کرتا تھا۔ اور میں دوزخی ہوں۔ اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے قطن بن نسیر کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

۷۵۴۔ ابن ابی ملیکہ کا قول ہے کہ ممکن تھا کہ باہم تکرار کرنے والے ہلاک ہوں یعنی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی آوازیں بلند کیں۔ ہوا یوں کہ بنو تمیم کی طرف سے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک کاروان آیا۔ ان دونوں میں سے ایک نے الاقرع بن حابس کو امیر مقرر کرنے کی تجویز دی اور دوسرے نے ایک اور شخص کو مقرر کرنے کا مشورہ دیا اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم نے میری مخالفت کرنے کے لئے یہ مشورہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میرا ارادہ آپ کی مخالفت کرنا نہ تھا۔ اس تکرار میں دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ اسی سلسلے میں: " لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ " کی آیت نازل کی۔

ابن الزبیر کا قول ہے کہ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے پوچھے بغیر کوئی بات نہ کرتے۔

قول خداوندی:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (الآية ۳)

جو لوگ پیغمبر خدا کے سامنے دبی آواز میں بولتے ہیں۔

۷۵۵۔ ابن عباسؓ کے حوالے سے عطاء کا قول ہے کہ جب " لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ " والی آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف سرگوشی کے انداز میں بات کیا کریں گے۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے بارے میں نازل کی: " اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ "

۷۵۶۔ ہمیں ابوبکر القاضی نے، اسے محمد بن یعقوب نے، اسے محمد بن اسحاق الصغانی نے، اسے یحییٰ بن عبدالحمید نے، اسے حصین بن عمر الاحمسی نے، اسے مخارق نے طارق سے، اس نے ابوبکر سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ پر: " اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى " نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے قسم اٹھائی کہ میں رسول اللہ کے ساتھ صرف رازدارانہ انداز میں بات کیا کروں گا۔

قول خداوندی:

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ (الآية ۴)

جو لوگ تم کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

۷۵۷۔ ہمیں احمد بن عبید اللہ المخلدی نے، اسے ابو محمد عبداللہ بن محمد بن زیاد الدقاق نے، اسے محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے، اسے محمد بن یحییٰ القطعی نے، اسے المعتمر بن سلیمان نے، اسے داؤد الطفاوی نے، اسے ابو مسلم البجلی نے خبر دی کہ میں نے زیاد بن ارقم کو یہ کہتے سنا کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور وہ آپ ﷺ کو آوازیں دینے لگے۔ اس وقت آپ ﷺ حجرے میں تھے۔ وہ لوگ یا محمد یا محمد کر کے آوازیں دینے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ "

۷۵۸۔ محمد بن اسحاق وغیرہ کا قول ہے کہ یہ آیت بنو تمیم کے اکھڑ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان کا ایک وفد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ وہ مسجد میں جا داخل ہوئے اور نبی کریم ﷺ کے حجروں کے پیچھے سے یوں آوازیں دینے لگے کہ اے محمد (ﷺ) ہماری طرف باہر نکل آئیے۔ ہماری تعریف بہت اچھی ہے اور ہماری مذمت بہت بری ہے۔ ان کی ان چیخوں سے نبی کریم ﷺ کو بہت تکلیف ہوئی۔ آپ ﷺ نکل کر ان کی طرف آئے۔ انہوں نے کہا کہ اے محمد۔ ہم آپ ﷺ کے ساتھ مفاخرہ کرنے آئے ہیں۔ انہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: "إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ " ان لوگوں میں الاقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن، زبرقان بن بدر اور قیس بن عاصم تھے۔

۷۵۹۔ اس مفاخرے کی تفصیل یہ تھی کہ جیسا کہ ہمیں یہ تفصیل ابو اسحاق احمد بن محمد المقریٰ نے، اسے الحسن بن محمد بن الحسن السدوسی نے، اسے الحسن بن صالح بن ہانی نے، اسے الفضل بن محمد بن المسیب نے، اسے القاسم بن ابی شیبہ نے، اسے معلیٰ بن عبدالرحمٰن نے، اسے عبدالحمید بن جعفر نے عمر بن الحکم سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے روایت کر کے بتائی کہ بنو تمیم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے دروازے پر سے آوازیں دیں: اے محمد، ہماری طرف نکل آئیے، بلاشبہ ہماری مدح اچھی ہے اور ہماری مذمت بری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی آوازیں سنیں اور ان کی طرف یہ کہتے ہوئے نکل آئے: یہ تمہارا خدا ہے کہ اس نے جس کی مدح کی، وہ اچھا ہے۔ اور اس نے جس کی مذمت کی وہ برا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم بنو تمیم کے لوگ ہیں۔ ہم اپنا شاعر اور خطیب ساتھ لائے ہیں۔ ہم آپ ﷺ کے ساتھ شعری مقابلہ کریں گے اور مفاخرہ کریں گے رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ مجھے شعر دے کر تو مبعوث نہیں کیا گیا اور نہ ہی مجھے مفاخرے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن بہر حال لاؤ۔ اس پر زبرقان نے اپنے نوجوانوں میں سے ایک سے کہا کہ اٹھو، اپنے اور اپنی قوم کے فضائل بیان کرو۔

وہ نوجوان کھڑا ہوا اور اس نے کہنا شروع کیا: اس اللہ کی حمد ہے جس نے ہمیں اپنی مخلوق میں بہتر بنایا۔ اور ہمیں اموال دیئے جسے ہم جیسے چاہیں خرچ کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم روئے زمین کے بہترین لوگوں میں سے ہیں اور تعداد مال و دولت اور ہتھیاروں کے اعتبار سے سب سے زیادہ ہیں۔ جسے ہماری اس بات سے انکار ہو تو وہ ہماری بات سے بہتر بات سامنے لائے۔ اور ہمارے کارناموں سے بہتر کارنامے پیش کرے۔ رسول اللہ نے ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا کہ اٹھو اور جواب دو۔ چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور کہا: اللہ کی حمد ہے، میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اسی سے مدد و استعانت مانگتا ہوں۔ اسی پر ایمان رکھتا ہوں اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے، وہ وحدہ لاشریک ہے۔ اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر اس نے اپنے مہاجر عم زاد بھائیوں کو بلایا جو شکل و صورت میں لوگوں سے بہتر اور عقل و دانش کے اعتبار سے لوگوں میں سے زیادہ عظیم تھے۔

انہوں نے اسے جواب دیا: اس اللہ کی حمد ہے جس نے ہمیں اپنے انصار بنایا، اپنے رسول کے وزیر بنایا، اپنے دین کے لئے عزت بنایا۔ لہٰذا ہم لوگوں کے ساتھ تب تک لڑتے رہیں گے جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت نہ دیں۔ جس نے یہ شہادت دی، اس نے اپنی جان اور مال کو ہم سے محفوظ کرلیا۔ اور جس نے انکار کیا، ہم اسے قتل کردیں گے۔ اور اللہ کے بارے میں اس کی ناک کو رگڑنا ہمارے لئے آسان بات ہے۔ میں اپنی یہ بات کہتا ہوں مومنوں اور مومنات کے لئے اس سے بخشش مانگتا ہوں۔ اس پر زبرقان بن بدر نے اپنے نوجوانوں میں سے ایک سے کہا کہ اے فلاں اب تم اٹھو۔ کچھ شعر کہو جن میں تمہاری اور تمہاری قوم کی فضیلت ہو۔ نوجوان اٹھا اور اس نے یہ شعر پڑھے:

نحن الکرام فلاحی یعادلنا
فینا الرؤوس وفینا تقسم الربع
ونطعم الناس عند القحط کلهم
من السدیف اذا لم یؤنس القزع
اذا ابینا فلا یابی لنا احد
انا کذلک عن الفخر نرتفع

راوی کا کہنا ہے کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا بھیجا۔ انہیں بلانے والا پیغام رساں چلا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو میری کیا ضرورت پڑ گئی۔ میں تو انہی کے پاس تھا۔ ایلچی نے کہا کہ بنو تمیم اپنا شاعر اور خطیب لے کر آئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن قیس کو حکم دیا تو انہوں نے ان کے خطیب کا جواب دیا۔ پھر ان کے شاعر نے اپنا کلام پڑھا آپ ﷺ نے تمہیں اس

لئے بلایا ہے کہ اس کا جواب دو۔ حسان تشریف لائے رسول اللہ ﷺ نے انہیں جواب دینے کا حکم دیا۔ حضرت حسان نے کہا کہ یا رسول اللہ، بنو تمیم کے شاعر کو حکم دیجئے کہ مجھے اپنا کلام سنائے جو اس نے کہا ہے۔ چنانچہ اس نے جو کہا تھا دھرایا۔ اس پر حسان نے جواب دیا:

نصرنا رسول اللّٰہ والدین عنوۃ
علی رغم باد من معد وحاضر
السنا نخوض الموت فی حومۃ الوغی
اذا طاب ورد الموت بین العساکر
ونضرب ھام الدارعین وننتمی
الی حسب من جذم غسان قاھر
فلولا حیاء اللّٰہ قلنا تکرما
علی الناس بالخیفین ھل من منافر
فاحیاء نا من خیر من وطی الحصیٰ
وامواتنا من خیر اھل المقابر

راوی کا کہنا ہے کہ پھر الاقرع بن حابس اٹھا اور اس نے کہا کہ واللہ میں ایسی بات لایا ہوں جو یہ لوگ نہیں لائے۔ میں نے ایک شعر کہا ہے، اسے سن لو۔ حضرت حسان نے کہا کہ لاؤ سناؤ۔ چنانچہ اس نے یہ شعر کہا:

اتیناک کیما یعرف الناس فضلنا
اذا فاخرونا عند ذکر المکارم
وانا رؤوس الناس فی کل معشر
وان لیس فی ارض الحجاز کدارم
وان لنا المرباع فی کل غارۃ نماق
تکون بنجد او بارض التھائم

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے حسان اٹھو اور اس کا جواب دو چنانچہ حضرت حسان اٹھے اور کہا:

بنی دارم لا تفخروا ان فخرکم
یعود وبالا عند ذکر المکارم
ھبلتم علینا تفخرون وانتم

لـنـا خـول مـن بـيـن ظـئـر وخـادم
وافـضـل مـانـلـتـم مـن الـمـجـد والـعـلـى
ردا فـتـنـا مـن بـعـد ذكـر الأكـارم
فـان كـنـتـم جـئـتـم لـحـقـن دمـاءكـم
واموالـكـم ان تـقـسـوا مـا فـي الـمـقـاسـم
فـلا تـجـعـلـوا لـلـه نـدًا واسـلـمـوا
ولا تـفـخـروا عـنـد الـنـبـي بـدارم
والا ورب الـبـيـت مـالـت اكـفـنـا
عـلـى هـامـكـم بـالـمـرهـفـات الـصـوارم

راوی کا کہنا ہے کہ اس کے بعد اقرع بن حابس اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کہا: بلاشبہ محمد خوش نصیب ہیں، مجھے معلوم نہیں کہ کیا بات ہے۔ ہمارے خطیب نے بات کی تو ان کا خطیب اس سے بہتر نکلا۔ ہمارے شاعر نے شعر کہے تو ان کا شاعر زیادہ بڑا شاعر ثابت ہوا۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوا اور "اشهد ان لا اله الا الله وانک رسول الله" کہہ کر اسلام قبول کیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اب سے پہلے جو کچھ تھے اس سے تمہیں نقصان نہیں ہوگا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انہیں عطیے دیے اور پوشاک دیے پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آوازیں بلند ہوئیں اور باتوں کی کثرت ہوئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں:

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ تا وَاَجْرٌ عَظِيْمٌ

قول خداوندی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ...... (الآية ۲)

مومنو اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے۔

یہ آیت الولید بن عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں نازل ہوئی ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بنوالمصطلق کی طرف بھیجا تھا۔ دور جاہلیت میں اس کے اور ان لوگوں کے درمیان عداوت تھی، جب ان لوگوں نے اس کے آنے کی خبر سنی تو ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر اس خبر کی بڑی تعظیم کی۔ شیطان نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ یہ لوگ اسے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ ان سے خوفزدہ ہو کر راستے سے ہی رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لوٹ گیا۔ اور آپ ﷺ سے کہا کہ بنوالمصطلق نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور انہوں نے مجھے قتل کرنا چاہا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ سخت غصے

ہوئے اور ان کے خلاف فوجی کارروائی کرنے کا ارادہ کیا۔ لوگوں کو الولید کے واپس لوٹنے کی اطلاع مل گئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔

انہوں نے کہا کہ ہم کو آپ ﷺ کے بھیجے ہوئے ایلچی کی اطلاع ملی تو ہم اس کے استقبال کرنے اور ان کی تعظیم وتکریم کرنے نکلے اور اللہ تعالیٰ کا جو ہم پر حق بنتا ہے اسے ادا کرنے کے لیے نکلے۔ لیکن اسے واپس لوٹنا مناسب معلوم ہوا۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ شاید ان کا راستے سے واپس لوٹنا آپ ﷺ کے کسی خط کی بنا پر ہو جس میں آپ ﷺ نے ہم پر غصے اور ناراضگی کا اظہار فرمایا ہو۔ ہم اللہ سے اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِنْ جَاءَکُمْ فَاسِقٌ" اس آیت میں فاسق سے مراد الولید بن عقبہ ہے۔

۶۰۷۔ ہمیں الحاکم ابو عبداللہ الشاذیاخی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن زکریا الشیبانی نے، اسے محمد بن عبدالرحمن الدغولی نے، اسے سعید بن مسعود نے، اسے محمد بن سابق نے، اسے عیسیٰ بن دینار نے، اسے اس کے والد نے خبر دی کہ اس نے الحارث بن ضرار کو کہتے سنا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی دعوت دی۔ چنانچہ میں دائرۂ اسلام میں داخل ہوا اور آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کا اقرار کرلیا۔ آپ ﷺ نے مجھے زکوٰۃ کی ادائیگی کی دعوت دی تو میں نے اس کا بھی اقرار کرلیا۔ پھر میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ﷺ) میں اپنی قوم کی طرف واپس جاتا ہوں۔ میں انہیں اسلام کی دعوت دوں گا اور ادائے زکوٰۃ کی دعوت دوں گا۔ ان میں سے جو میری دعوت قبول کرے گا میں اس کی زکوٰۃ جمع کروں گا۔ آپ ﷺ الاباں کو فلاں فلاں پیغام بھیجیں۔ میں جمع کی ہوئی زکوٰۃ آپ ﷺ کو بھیج دوں گا۔ الحارث بن ضرار نے اسلام قبول کرنے والوں سے زکوٰۃ لے کر جمع کی اور ابان کو اطلاع دی جسے انہوں نے چاہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے زکوٰۃ لینے کے لیے بھیجیں گے۔

یہ ایلچی جانے سے رک گیا اور الحارث کے پاس نہیں گیا۔ الحارث کو گمان گزرا کہ شاید اس پر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے کوئی ناراضگی ہوئی ہے چنانچہ اس نے قوم کے بڑے بڑے لوگوں کو بلایا اور ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ ایک وقت مقرر کیا تھا جس وقت آپ ﷺ کو میری طرف ایک ایلچی بھیجنا تھا تاکہ مجھ سے جمع شدہ زکوٰۃ لے لیں۔ رسول اللہ ﷺ وعدہ خلافی نہیں کرتے اور ناراضگی کے سوا ان کے ایلچی کی رکاوٹ کی بھی مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آئی۔ لہٰذا تم لوگ چلو ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس چلتے ہیں۔ دوسری طرف رسول اللہ نے الولید بن عقبہ کو الحارث کی طرف اس کے پاس جمع شدہ زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا جب الولید جانے کو تیار ہوا اور اس نے کچھ راستہ طے کیا تو وہ گھبرا گیا اور خوف زدہ ہوا اور واپس لوٹا۔ اس نے جاکر رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) الحارث نے مجھے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور مجھے قتل کرنا چاہا۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے ایک فوجی دستہ الحارث کی طرف بھیجا الحارث اپنے ساتھیوں سمیت

آ گئے روانہ ہوا اور فوجی دستے سے جا ملا جو مدینے سے روانہ ہو چکا تھا۔ ان سے الحارث کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ الحارث تو یہ ہے۔ جب وہ ان کے ساتھ گھل مل گیا تو اس نے پوچھا کہ تم کو کس کی طرف بھیجا گیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں تمہاری طرف بھیجا گیا ہے۔ الحارث نے پوچھا کہ وہ کیوں؟ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے الولید بن عقبہ کو تمہاری طرف بھیجا تھا۔ وہ واپس لوٹا آپ ﷺ نے خیال کیا کہ تم نے اسے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور اسے قتل کرنا چاہا اس نے کہا کہ نہیں، ایسا نہیں ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ نہ میں نے الولید کو دیکھا اور نہ وہ میرے پاس آیا۔ پھر جب الحارث رسول اللہ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور میرے ایلچی کو قتل کرنا چاہا، اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ میں نے آپ ﷺ کا ایلچی دیکھا تک نہیں اور نہ وہ میرے پاس آیا۔ میں تب آیا ہوں کہ جب آپ ﷺ کے ایلچی میرے پاس آنے سے رک گیا۔ میں اس بات سے ڈر گیا کہ مجھ پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے کوئی ناراضگی نہ ہوئی ہو۔

راوی کا کہنا ہے کہ سورۃ الحجرات میں یہ آیات اس موقع پر نازل ہوئیں:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْآ اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَافَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

قول خداوندی:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا (الاٰية ۹)

اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں۔

۷۶۱۔ ہمیں محمد بن احمد بن جعفر النحوی نے، اسے محمد بن احمد بن سنان المقری نے، اسے احمد بن علی الموصلی نے، اسے اسحاق بن (ابی) اسرائیل نے، اسے معتمر بن سلیمان نے خبر دی۔ اس نے کہا کہ اس نے اپنے والد کو انس سے روایت کرتے سنا کہ اس نے کہا: یا نبی اللہ، مناسب ہوگا اگر آپ ﷺ عبداللہ بن ابی کے پاس آئیں۔ نبی کریم ﷺ اس کی طرف چل پڑے۔ آپ گدھے پر سوار تھے۔ مسلمان پیدل چل پڑے۔ راستے کی زمین شور اور غیر آباد تھی۔ جب نبی کریم ﷺ اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ مجھ سے دور رہئے۔ اللہ کی قسم آپ ﷺ کے گدھے کی غلاظت سے مجھے تکلیف پہنچی ہے۔ انصار میں سے ایک شخص نے کہا کہ واللہ، رسول اللہ کے گدھے کی بو تجھ سے بہتر ہے۔ اس پر عبداللہ بن ابی کی قوم کا ایک شخص عبداللہ بن ابی کی خاطر غصے ہوا۔ پھر ان دونوں کے حمایتی اور طرف دار اپنے اپنے آدمی کے لئے غصے میں آ گئے

چنانچہ اس کے بعد لاٹھیوں، ہاتھوں اور جوتوں سے مار کٹائی شروع ہوگئی۔

راوی کا کہنا ہے کہ ہمیں پتہ چلا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے: "وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا"

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے مسدد سے روایت کیا ہے اور امام مسلمؒ نے اسے محمد بن عبدالاعلیٰ کے حوالے سے روایت کیا ہے دونوں راویوں نے اسے المعتمر کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

قول خداوندی:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ (الآیة ۱۱)

مؤمنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے۔

۷۶۲۔ یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ اس کے کانوں میں بھاری پن تھا۔ وہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا تو لوگ اس کے لئے جگہ چھوڑتے تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بیٹھے اور آپ ﷺ جو کہیں اسے سنے۔ ایک دن جب وہ آیا تو لوگ مجلس میں اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ چکے تھے۔ وہ لوگوں کی گردنوں کے اوپر سے پھلانگنے لگے اور کہنے لگے کہ جگہ دو جگہ دو۔ ایک شخص نے اس سے کہا۔ تمہیں جہاں جگہ ملی ہے بیٹھ جاؤ۔ ثابت ناراض ہو کر بیٹھ گیا اور آنکھ مار کر کہا کہ یہ کون ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا کہ میں فلاں شخص ہوں۔ ثابت نے طنزاً کہا کہ ابن فلانہ یعنی فلاں عورت کا بیٹا۔ اس نے ایک ماں کا ذکر کیا۔ جس کا نام لینا جاہلیت میں باعث عار سمجھا جاتا تھا۔ اس آدمی نے شرم کے مارے اپنا سر جھکا لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ (۱۱)

اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے وہ ان سے اچھی ہوں۔

۷۶۳۔ یہ آیت ازواج مطہرات میں سے دو خواتین کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے حضرت ام سلمہ سے تمسخر کیا۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت ام سلمہ نے اپنے دونوں کولھوں کے گرد سبیئہ کپڑا باندھے رکھا تھا۔ یہ سفید رنگ کا کپڑا ہوتا تھا۔ اس کپڑے کا ایک کنارہ اپنے پیچھے لٹکتا چھوڑا ہوتا تھا۔ اور اسے گھسیٹے پھرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ دیکھو یہ اپنے پیچھے گھسیٹے جا رہی ہے جیسے یہ کتے کی زبان ہو۔ یہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے تمسخر کی بات تھی۔

۷۶۳م۔ انس کا قول ہے کہ یہ آیت ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے

جنہوں نے حضرت ام سلمہ کو کوتاہ قد ہونے پر معیوب کہا۔

۷۶۳۔ ابن عباس کے حوالے سے عکرمہ کا قول ہے کہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور انہوں نے کہا: یارسول اللہ (ﷺ) عورتیں یعنی ازواج مطہرات مجھ پر عیب لگاتی ہیں اور مجھے کہتی ہیں: یہودیہ بنت یہودیین یعنی دو یہودیوں کی یہودی بیٹی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے ان سے یہ نہ کہا کہ میرا والد ہارون علیہ السلام میرا چچا موسیٰ علیہ السلام اور میرا خاوند محمد ﷺ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ قول خداوندی:

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (الآیۃ ۱۱)

اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو۔

۷۶۴م۔ (ہمیں احمد بن محمد بن ابراہیم المہر جانی نے خبر دی کہ اسے) ابوعبداللہ بن بطہ نے، اسے عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز نے، اسے اسحاق بن ابراہیم المروزی نے، اسے حفص بن غیاث نے داؤد بن ابی ھند سے اس نے شعبی سے، اس نے ابوجبیرہ بن الضحاک سے، اس نے اپنے والد اور چچوں سے روایت کر کے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ایک شخص دوسرے شخص کو بلند آواز سے بلانے لگا۔ تو کہا جانے لگا کہ یہ شخص دوسرے کو کراہت کی وجہ سے اس طرح سے آوازیں دے رہا ہے۔ اس پر "وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ" کی آیت نازل ہوئی۔

قول خداوندی:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى (الآیۃ ۱۳)

لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا۔

۷۶۵۔ ابن عباس کا قول ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ اس نے اس شخص کو اے فلانہ کر کے پکارا تھا جس نے اسے اپنے اوپر سے ہو کر آگے گزرنے سے منع کیا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ لفظ کہنے والا کون ہے تو ثابت نے کھڑے ہو کر کہا تھا کہ میں یارسول اللہ، آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگوں کے چہروں کو دیکھو۔ اس نے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ثابت تمہیں لوگوں کے چہرے کیسے نظر آئے۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے سفید سرخ اور سیاہ رنگ چہرے دیکھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان سے افضل نہیں ہو مگر دین اور تقویٰ کے اعتبار سے افضل ہو سکتے ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۷۶۵م۔ مقاتل کا قول ہے کہ جس دن مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دے تو عتاب بن اسید بن ابی العیص نے کہا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس

نے میرے والد کی روح قبض کر لی اور اس نے آج کا دن نہیں دیکھا اور الحارث بن ہشام نے کہا کہ کیا محمد ﷺ کو اذان کے لیے اس کالے کوے کے بغیر کوئی دوسرا آدمی نہ ملا۔ اور سہیل بن عمرو نے کہا: اگر اللہ کسی چیز کو بدلنا چاہے تو بدل سکتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ میں کچھ نہ کہوں گا۔ مجھے اس بات سے ڈر لگتا ہے کہ آسمان کا رب اطلاع دے دے گا۔ اس پر جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اس نے آپ ﷺ کو اطلاع دی جو کچھ ان لوگوں نے کہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا تھا تو انہوں نے اقرار کر لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور ان لوگوں کو نام ونسب پر فخر کرنے اور اپنے مال و دولت پر اترانے سے تیز ناداروں کو نیچی نظروں سے دیکھنے پر ڈانٹا۔

۷۶۶۔ ہمیں ابوحسان المزکی نے، اسے ہارون بن محمد الاسترآبادی نے اسے ابومحمد اسحاق بن محمد الخزاعی نے، اسے ابوالولید الازرقی نے، اسے اس کے دادا نے، اسے عبدالجبار بن الورد مکی نے، اور اسے ابن ابی ملیکہ نے خبر دی اور کہا:

"فتح مکہ کے دن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھے اور اذان دی تو بعض لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے بندو، کیا یہ سیاہ فام شخص خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دیتا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ اگر اللہ اس پر ناراض ہو تو اس کو بدل دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى"

۷۶۶م۔ یزید بن شجرہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز مدینے کی گلیوں میں سے گزرے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سیاہ فام غلام کھڑا ہے اور اسے فروخت کرنے کے لئے بولی لگ رہی ہے۔ غلام کہہ رہا تھا کہ جو مجھے خریدے اس کے لئے میری ایک شرط ہے۔ اس سے پوچھا گیا کہ شرط کیا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے خریدنے والا مجھے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پانچ وقت کی نماز کی ادائیگی سے نہ روکے۔ ایک شخص نے اسے اس شرط پر خرید لیا۔ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز میں اسے دیکھتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ کو وہ غلام نماز میں نظر نہ آیا تو آپ ﷺ نے اس کے ساتھی سے پوچھا کہ وہ غلام کہاں ہے؟

اس نے جواب دیا کہ: یا رسول اللہ (ﷺ) اسے بخار ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کہا کہ چلو اس کی عیادت کریں چنانچہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ ﷺ کے ساتھ اٹھے اور اس کی عیادت کی۔ پھر جب کچھ دن گزر گئے تو آپ ﷺ نے غلام کے ساتھی سے غلام کا حال پوچھا تو اس نے بتایا کہ غلام اسی طرح ہے۔ رسول اللہ ﷺ اٹھے اور اس کے پاس گئے۔ وہ اس وقت نزع کی حالت میں تھا۔ اسی حالت میں وہ فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے غسل دیا اور اس کی تکفین و تدفین کی۔ اس بات سے آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بڑا تعجب ہوا۔ مہاجرین نے کہا کہ ہم نے اپنے گھر، اموال اور اپنے قرابت دار چھوڑ دیئے۔ ہمارے کسی آدمی کو اس کی زندگی میں، بیماری میں اور موت کے موقع پر وہ کچھ نصیب نہ ہوا جو اس غلام کے مقدر رہا۔

انصار نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو پناہ دی، اپنے اموال سے آپ ﷺ کی مدد کی اور آپ ﷺ کی غمخواری اور دلدہی کی۔ لیکن آپ ﷺ نے ایک حبشی غلام کو ہم پر ترجیح دی۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰی" یعنی تم سب ایک ہی باپ اور ایک ہی ماں کی اولاد ہو۔ البتہ بقول خداوند: "اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ" فضیلت تقویٰ کی بنا پر ہے۔

قول خداوندی:

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ...... (الآیۃ ۱۴)

۷۶۷۔ یہ آیت بنو اسد بن خزیمہ کے بدوؤں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ یہ لوگ قحط سالی کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے آئے انہوں نے توحید ورسالت کی گواہی کا اظہار کیا لیکن اندر سے وہ مومن نہ تھے۔ انہوں نے مدینے کے راستے خراب کر دیئے اور یہاں کے نرخ بڑھا دیئے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے کہتے تھے کہ ہم اپنے بوجھ اور اہل وعیال لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے ہیں۔ ہم نے آپ ﷺ کے خلاف فلاں قبیلے کی طرح جنگ نہیں کی ہمیں زکوٰۃ کا مال دیجئے۔ وہ اس طرح سے رسول اللہ ﷺ پر احسان جتانے لگے اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل کی۔

سورۃ ق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ (۳۸)

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو (مخلوقات) ان میں ہے سب کو چھ دن میں بنایا اور ہم کو ذرا بھی تکان نہیں ہوا۔

۷۶۸۔ الحسن اور قتادہ کا قول ہے کہ یہود کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو چھ دنوں میں بنایا اور ساتویں دن آرام کیا اور ساتواں دن اتوار ہوتا ہے۔ وہ اسے یوم الراحۃ یعنی آرام کا دن کہتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۷۶۹۔ ہمیں احمد بن محمد التمیمی نے، اسے عبداللہ بن محمد بن جعفر الحافظ نے اسے ابراہیم بن محمد بن الحسن نے، اسے ھناد بن السری نے، اسے ابوبکر بن عیاش نے ابوسعد البقال سے، اس نے عکرمہ سے اور اس نے ابن عباسؓ سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ یہود نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے بارے میں پوچھا۔

رسول اللہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو اتوار اور پیر کے دن پیدا کیا۔ منگل کے روز پہاڑ اور ان کے اندر کی نفع بخش چیزوں کو بنایا۔ بدھ کے روز درخت اور پانی پیدا کیا۔ جمعرات کے روز آسمان پیدا کیا جمعہ کے روز ستارے، سورج اور چاند پیدا کئے۔ یہود نے پوچھا۔ اے محمد اس کے بعد کیا کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ عرش پر استوار ہوا۔ یہود نے کہا کہ آپ ﷺ نے درست کہا۔ اگر آپ ﷺ ثم استراح یعنی پھر اس نے آرام کیا کہہ کر بات مکمل کرتے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ سخت ناراض ہوئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ"

سورة والنجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ (الایۃ ۳۲)

وہ تم کو خوب جانتا ہے جب اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔

۷۷۰۔ ہمیں ابوبکر بن الحارث نے، اسے ابوالشیخ الحافظ نے، اسے ابراہیم بن محمد بن الحسن نے، اسے احمد بن سعد نے، اسے ابن وہب نے، اسے ابن لہیعۃ نے الحارث بن یزید سے، اس نے ثابت بن الحارث انصاری سے روایت کر کے خبر دی کہ یہود کسی چھوٹے بچے کے مرجانے پر کہتے تھے کہ وہ صدیق ہے۔ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہود نے جھوٹ کہا اللہ تعالیٰ شکم مادر میں کوئی بچہ پیدا نہیں کرتا الا یہ کہ وہ سعید ہو یا شقی ہو یعنی اللہ تعالیٰ شکم مادر میں ہی بچے کا خوش نصیب اور بدنصیب ہونا لکھ دیتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ۔ آخر آیت تک۔

قول خداوندی:

اَفَرَءَيْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰى وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى (الایات ۳۳،۳۴)

بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے منہ پھیر لیا اور تھوڑا سا دیا (پھر) ہاتھ روک لیا۔

۷۷۱۔ ابن عباس، السدی اور المسیب بن شریک کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان بن عفان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ خیرات کے کاموں میں مال خرچ کرتے تھے۔ ان کے رضاعی بھائی عبداللہ بن ابی سرح نے ان سے کہا کہ تم یہ کیا کرتے ہو؟ عنقریب تمہارے پاس کچھ بھی باقی نہ بچے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔ مجھ سے گناہ سرزد ہوئے ہیں اور میں نے غلطیاں کی ہیں۔ جو کچھ میں کرتا ہوں اس سے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خوشنودی طلب کرتا ہوں اور مجھے معافی کی امید ہے۔

اس پر عبداللہ نے ان سے کہا کہ تم مجھے کجاوے سمیت اپنی اونٹنی دے دو میں تمہاری طرف سے تمہارے سارے گناہ اپنے سر لے لوں گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اونٹنی دے دی اور اس پر گواہ رکھا۔ اور جو وہ صدقہ خیرات میں سے خرچ کرتے تھے، اس میں سے کچھ روک لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

افرأیت الذی تولّٰی و اعطٰی قلیلا و اکدٰی

اس کے بعد حضرت عثمانؓ اس سے بھی زیادہ خیرات کرنے لگے۔

۷۷۲۔ مجاہد اور ابن زید کا قول ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ انہوں نے دین کے معاملے میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی تھی۔ اس پر بعض مشرکوں نے اسے عار دلائی اور اس سے کہا کہ تم نے بڑوں کا دین کیوں ترک کیا؟ اور ان کو گمراہ ٹھہرایا اور خیال کیا کہ وہ دوزخی ہیں۔ ولید نے جواب دیا کہ میں اللہ کے عذاب سے خوفزدہ ہوں۔ مشرک نے اس کی ضمانت دی کہ اگر وہ اسے اپنے مال کا کچھ حصہ دے اور وہ دوبارہ شرک کی طرف لوٹے تو وہ ولید کے بدلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عذاب برداشت کر لے گا چنانچہ اس نے عتاب کرنے والے شخص کو ضمانت کے عوض اپنا کچھ مال دیا اور اس کے بعد اس نے بخل کیا اور مال روک لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

وانّہ ھو اضحک و ابکٰی (۴۳)

اور یہ کہ وہ ہنساتا اور رلاتا ہے۔

۷۷۳۔ ہمیں احمد بن محمد بن ابراہیم الواعظ نے، اسے ابو عبداللہ الحسین بن محمد الثقفی نے، اسے عبداللہ بن الفضل نے، اسے محمد بن ابی بکر المقدمی نے، اسے دلال بنت ابی المدل نے خبر دی۔ اس نے کہا کہ اسے الصہباء نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک قوم پر ہوا جو ہنس رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم کو وہ کچھ معلوم ہو جو مجھے معلوم ہے تو تم روز زیادہ اور ہنسو کم۔ اس پر جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وانّہ ھو اضحک و ابکٰی" یعنی اس نے رلایا ہے اور اسی نے ہنسایا۔ آپ ﷺ ان کے پاس واپس ہوئے اور فرمایا: میں چالیس قدم بھی نہ چلا ہوں گا کہ مجھے جبریل علیہ السلام ملے۔ اس نے مجھے کہا کہ ان لوگوں کے پاس جائیے اور ان سے کہیے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: "وانّہ ھو اضحک و ابکٰی"

سورۃ القمر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (۱)

قیامت قریب آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا۔

۷۷۴۔ ہمیں ابوحکیم عقیل بن محمد الجرجانی نے لفظاً اجازت دے کر خبر دی کہ ابوالفرج قاضی نے انہیں بتایا، اسے محمد بن جریر نے، اسے الحسین بن ابی یحییٰ المقدسی نے، اسے یحییٰ بن حماد نے، اسے ابوعوانہ نے المغیرہ سے، اس نے ابوالضحیٰ سے، اس نے مسروق سے اور اس نے عبداللہ سے روایت کر کے خبر دی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں چاند پھٹ گیا۔ اس پر قریش نے کہا کہ یہ ابوکبشہ کا جادو ہے جس نے تم پر جادو کر دیا ہے۔ سفر سے آنے والے لوگوں سے پوچھو۔ چنانچہ جب ان لوگوں سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ ہاں، ہم نے بھی چاند کو پھٹتے دیکھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ. وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ - الاٰیۃ: نازل فرمائی۔

قول خداوندی:

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ تا اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ (۴۷ - ۴۹)

بے شک لوگ گمراہی اور دیوانگی میں (مبتلا) ہیں ....

۷۷۵۔ ہمیں ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن محمد السراج نے بذریعہ املاء، اسے ابومحمد عبداللہ بن محمد بن موسیٰ الکعبی نے، اسے حمدان بن صالح الاشج نے اسے عبداللہ بن عبدالعزیز بن ابی رواد نے، اسے سفیان الثوری نے، زیاد بن اسماعیل المخزومی سے، اس نے محمد بن عباد بن جعفر سے اور اس نے ابوہریرہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ قریش تقدیر کے بارے میں جھگڑا کرتے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ، يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ. اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۔"

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے ابوبکر بن ابوشیبہ سے اس نے وکیع سے اور اس نے سفیان سے روایت کیا ہے۔

۷۷۶۔ الشیخ کا قول ہے کہ میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ ہمیں ابو الحارث محمد بن عبدالرحیم الحافظ نے جرجان میں، اسے اللہ کو گواہ بنا کر ابونعیم احمد بن محمد بن ابراہیم البزار نے، اس نے اللہ کو گواہ بنا کر علی بن جندل کو کہتے سنا کہ: اس نے ابوالحسن محمد بن احمد بن ابی کو خراسان میں کہتے سنا کہ اس نے اللہ کو گواہ بنا کر عبداللہ بن الصقر الحافظ کو کہتے سنا کہ اس نے اللہ کو گواہ بنا کر عفیر بن معدان کو کہتے سنا کہ اس نے سلیم بن عامر کو اللہ کو گواہ بنا کر کہتے ہوئے سنا کہ اس نے اللہ کو گواہ بنا کر ابوامامہ الباہلی کو کہتے سنا کہ اس نے اللہ کو گواہ بنا کر رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ آیت قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے:

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ، يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ

۷۷۷۔ ہمیں ابوبکر بن الحارث نے، اسے عبداللہ بن محمد الاصفہانی نے، اسے جریر بن ہارون نے اسے علی بن الطنافسی نے، اسے عبیداللہ بن موسیٰ نے، اسے بحر اسقا نے شیخ سے، اس نے قریش سے اور اس نے عطاء سے روایت کر کے خبر دی کہ نجران کا عیسائی اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے محمد ﷺ تمہارا خیال ہے کہ گناہ تقدیر سے ہوتے ہیں، سمندر قدر سے ہیں، آسمان قدر سے ہے۔ اور یہ معاملات قدر سے چلتے ہیں، البتہ معاصی قدر سے سرزد نہیں ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ کے ساتھ جھگڑا کرنے والے ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ تا خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ

۷۷۸۔ ہمیں ابوبکر نے، اسے عبداللہ نے، اسے عمرو بن عبداللہ بن الحسن نے اور اسے احمد بن الخلیل نے، اسے عبداللہ بن رجاء الازدی نے اسے عمرو بن العلاء، برادر ابوعمرو بن العلاء نے، اسے خالد بن سلمۃ القرشی نے، اسے سعید بن عمرو بن جعدۃ المخزومی نے ابن ابی زرارہ انصاری سے، اس نے اپنے والد سے روایت کر کے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: "إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ" راوی کا کہنا ہے کہ یہ آیت اس امت کے آخر میں آنے والے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدر کو جھٹلائیں گے۔

۷۷۹۔ ہمیں احمد بن الحسن الحیری نے، اسے محمد بن یعقوب المعقلی نے، اسے ابوعتبہ احمد بن الفرج نے، اسے بقیہ نے، اسے ابن ثوبان نے بکیر بن اسید سے، اس نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں محمد بن کعب کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ کہہ رہے تھے: جب تم مجھے دیکھو کہ میں قدر کے مسئلے پر بات کر رہا ہوں تو مجھے بیڑیاں پہنا دو کیوں کہ میں تب پاگل ہوں گا۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، یہ آیت قدریہ ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ آیت پڑھی: "إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ تا خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ"

سورۃ الواقعۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ (۲۸)

(یعنی) بے خار کی بیریوں۔

۷۸۰۔ ابو العالیہ اور الضحاک کا قول ہے کہ مسلمانوں نے وج کی طرف نظر کی۔ یہ طائف میں ایک زرخیز سرسبز وادی ہے۔ انہیں یہاں کے بیر بہت پسند آئے تو انہوں نے کہا: کاش ہمارے پاس بھی ایسے بیر ہوتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ (۱۳، ۱۴)

وہ بہت سے تو اگلے لوگوں میں سے ہوں گے اور تھوڑے پچھلوں میں سے۔

۷۸۱۔ عروۃ بن رویم کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے "ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ" والی آیت پڑھی تو حضرت عمر رو پڑے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) ہم آپ (ﷺ) پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ اس کے باوجود جو لوگ ہم میں سے نجات پائیں گے وہ قلیل ہوں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ" اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم اپنے رب سے راضی ہو گئے اور ہم اپنے نبی علیہ السلام کی تصدیق کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم سے لے کر ہم تک ثلۃ اور ہم سے لے کر قیامت تک ثلۃ۔ اس عدد کو پورا کرنے والے وہ سیاہ فام شتربان ہوں گے جنہوں نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہوگا۔

قول خداوندی:

وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ (۸۲)

اور اپنا وظیفہ یہ بناتے ہو کہ (اسے) جھٹلاتے ہو۔

۸۲۷۔ ہمیں سعید بن محمد المؤذن نے، اسے محمد بن عبداللہ ابن حمدون نے، اسے احمد بن الحسن الحافظ نے، اسے حمدان السلمی نے، اسے النضر بن محمد نے، اسے عکرمہ بن عمار نے، اسے ابوزمیل نے، اسے ابن عباس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں لوگوں پہ بارش برسی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سے کچھ شکر گزار ہو گئے، اور کچھ ناشکرے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ ایک رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے عنایت کی ہے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ فلاں فلاں موسمی حالات کے وجہ سے ہوئی ہے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں: "فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ تا وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ"

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے عباس بن عبدالعظیم کے حوالے سے اور اس نے النضر بن محمد کے حوالے سے روایت کیا۔

۸۳۷۔ روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک سفر پہ نکلے انہوں نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا۔ انہیں پیاس لگی۔ ان کے ساتھ پانی نہ تھا۔ لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر میں دعا کروں اور تم کو سیراب کیا جائے تو تم کہو گے کہ ہم اس بارش سے فلاں موسمی پیش گوئی یا موسمی حالات یا ستاروں کی گردش کے اثر کی وجہ سے سیراب ہوئے ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا کہ یہ بارشوں اور طوفان کے دن نہیں ہیں۔ راوی کا کہنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی، اللہ تبارک وتعالی سے دعا کی، پھر ہوا چلی اور بادل امڈ آئے اور اس قدر بارش ہوئی کہ ندی نالے بہنے لگے۔ لوگوں نے مشکیزے بھر لئے پھر رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے وہ چلو سے اپنا پیالہ بھر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہم پر فلاں موسمی اثر سے بارش ہوئی ہے۔ اس نے یہ نہ کہا کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا رزق ہے اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی: "تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ۔"

۸۴۷۔ ہمیں ابوبکر بن محمد بن عمر الزاہد نے، اسے ابوعمرو بن محمد بن احمد (الحیری) نے، اسے الحسن بن سفیان نے، اسے حرملہ بن یحیٰ اور عمرو بن سواد السرحی نے، اسے عبداللہ بن وہب نے، اسے یونس بن یزید نے ابن شہاب سے، اسے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے، خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے اللہ نے کہا کہ میں نے اپنے بندوں پر جو بھی نعمت بھیجی۔ وہ اس کے ناشکر گزار ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ستارے اور ستاروں کے ذریعے (ہمیں یہ نعمت ملی ہے۔)

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے حرملہ اور عمرو بن سواد کے حوالے سے روایت کیا۔

سورۃ الحدید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ..... (الآية ۱۰)

جس شخص نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی کی......

۷۸۵۔محمد بن فضیل نے الکلبی کے حوالے سے روایت کیا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔اس کی تائید اس خبر سے ہوتی ہے جو ہمیں محمد بن ابراہیم بن محمد (بن عبدہ) بن یحییٰ نے ،اسے ابوالحسن محمد بن عبداللہ السلیطی نے ،اسے عثمان بن سلیمان البغدادی نے ،اسے یعقوب بن ابراہیم الکروی نے ،اسے عمرو بن حفص الشیبانی نے ،اسے العلاء بن عمرو نے ،اسے ابواسحاق الفزاری نے سفیان الثوری سے ،اس نے آدم بن علی سے اور اس نے ابن عمر سے روایت کر کے دی ہے۔ اس نے کہا کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے ،اور آپ ﷺ کے پاس ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ان کے اوپر ایک عباء تھی جس میں ان کے سینے کی جگہ سوراخ تھا،اسی وقت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے۔انہوں نے اللہ کی طرف سے آپ ﷺ پر سلام کہہ سنایا اور کہا کہ اے محمد (ﷺ) کیا وجہ ہے کہ میں ابوبکر صدیق کے اوپر عباء میں ان کے سینے کی جگہ ایک سوراخ دیکھتا ہوں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے جبریل علیہ السلام انہوں نے فتح مکہ سے پہلے مال مجھ پر خرچ کیا ہے۔تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر بھی سلام پڑھئے یا کہہ دیجئے۔اور ان سے کہئے کہ ان کا رب ان سے پوچھتا ہے کہ آیا وہ اپنے رب سے اپنے اس فقر و ناداری پر راضی ہیں یا ناراض؟ اس پر نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اے ابوبکر، یہ جبریل علیہ السلام ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے تم پر سلام کہتے ہیں۔اور تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا تم مجھ سے اپنے اس فقر پر راضی اور خوش ہو یا ناراض ہو۔اس پر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے۔اور کہا کیا میں اپنے رب سے ناراض ہوں؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

قول خداوندی:

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ (الآیۃ ۱۶)

کیا ابھی تک مومنوں کے لئے اس کا وقت نہیں آیا کہ خدا کی یاد کرنے کے وقت ان کے دل نرم ہو جائیں۔

۷۸۶۔ الکلبی اور مقاتل کا قول ہے کہ یہ آیت ہجرت کے ایک سال بعد منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ انہوں نے ایک دن حضرت سلمان فارسی سے پوچھا کہ ہمیں بتاؤ کہ تورات میں کیا ہے، اس میں بلاشبہ عجیب و غریب باتیں ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ الکلبی اور مقاتل کے علاوہ دوسرے لوگوں نے کہا کہ یہ آیت مومنوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۷۸۷۔ ہمیں عبدالقاہر بن طاہر نے، اسے ابوعمرو بن مطر نے، اسے جعفر بن محمد الفریابی نے، اسے اسحاق بن راھویہ نے، اسے عمرو بن محمد القرشی نے، اسے خلاد بن مسلم الصفار نے عمرو بن قیس الملائی سے، اس نے عمرو بن مرہ سے، اس نے مصعب بن سعد سے، اس نے سعد سے روایت کر کے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل کیا گیا تو آپ ﷺ نے ایک مدت تک لوگوں کو قرآن سنایا۔ پھر لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ کاش آپ ﷺ ہمیں کوئی قصہ سنائیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ" آپ ﷺ نے ایک مدت تک اس کی تلاوت کر کے لوگوں کو سنائی۔ پھر لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ کاش آپ ہمیں کوئی حدیث یا بات سنائیں تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ."

راوی کا کہنا ہے کہ یہ سارا کچھ انہیں قرآن کے ذریعے حکم دیا جاتا رہا۔ خلاد کا کہنا ہے۔ اس نے اس حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے۔ "لوگوں نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ کاش آپ ﷺ ہمیں کوئی نصیحت کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ"

سورۃ المجادلۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا (الآیۃ:۱)

(اے پیغمبر) جو عورت تم سے اپنے شوہر کے بارے میں بحث وجدال کرتی تھی خدا نے اس کی التجا سن لی۔

۸۸۷۔ ہمیں ابو سعد محمد بن عبدالرحمان الغازی نے، اسے ابو عمرو محمد بن احمد الحیری نے، اسے احمد بن علی بن المثنی نے، اسے ابو بکر بن ابی شیبہ نے، اسے محمد بن ابی عبیدہ نے، اسے اس کے والد نے الاعمش سے، اس نے تمیم بن سلمہ سے اور اس نے عروہ سے روایت کر کے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: بابرکت ہے وہ جو ہر بات سنتا ہے۔ میں خولہ بنت ثعلبہ کا کلام سنتی رہی، اس کا کچھ حصہ مخفی رہا۔ اس نے جا کر رسول اللہ ﷺ سے اپنے شوہر کی شکایت کی۔ وہ کہتی رہی: یا رسول اللہ (ﷺ) میری جوانی ڈھل گئی، میں نے اس کے بچے پیدا کئے۔ یہاں تک کہ اب میں بوڑھی ہو گئی ہوں۔ مجھ سے بچے منقطع ہو گئے تو میرے خاوند نے مجھ سے اظہار کیا یعنی مجھے ماں بہن قرار دیا اے اللہ، میں تجھ سے ہی فریاد کرتی ہوں۔ اس کا کہنا ہے کہ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ آیات لے کر آئے: "قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْ اِلَى اللّٰهِ"

اس حدیث کو الحاکم ابو عبداللہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اور اسے ابو محمد المزنی کے حوالے سے، اس نے مطیر کے حوالے سے، اس نے ابو کریب کے حوالے سے اور اس نے محمد بن ابی عبیدہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

۸۸۹۔ ہمیں ابو بکر بن الحارث نے، اسے ابو الشیخ الحافظ الاصفہانی نے، اسے عبدان بن احمد نے، اسے احمد بن محمد بن یحییٰ بن سعید نے، اسے یحییٰ بن عیسیٰ الرملی نے، اسے الاعمش نے تمیم بن سلمہ سے، اس نے عروۃ سے اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کر کے خبر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس اللہ کا شکر ہے جو ہر طرح کی آواز سنتا ہے۔ ایک عورت آئی اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی۔ میں گھر

کے ایک طرف تھی۔ مجھے پتہ نہیں کہ وہ کیا کہتی رہی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا"

قول خداوندی:

اَلَّذِیْنَ یُظَاهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ (الآیة ۲)

جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں کو ماں کہہ بیٹھیں۔

۷۹۰۔ ہمیں ابو منصور محمد بن محمد المنصوری نے، اسے علی بن عمر الحافظ نے اسے ابو بکر محمد بن زیاد النیساپوری نے، اسے ابو بکر محمد بن الاشعث نے، اسے محمد بن بکار نے، اسے سعید بن بشیر نے خبر دی کہ اس نے قتادہ سے ظہار کے بارے میں پوچھا تو اس نے اسے بتایا کہ انس بن مالک نے کہا کہ اوس بن مالک نے اپنی بیوی سے ظہار کیا جس کا نام خویلہ بنت ثعلبہ تھا۔ اس نے اس بات کی شکایت نبی کریم ﷺ سے کی اس نے کہا کہ میرے خاوند نے مجھ سے اس وقت ظہار کیا کہ جب میں عمر رسیدہ ہو گئی ہوں اور میری ہڈیاں نرم ہو گئیں ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت ظہار نازل کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کہ تم ایک غلام کو آزاد کرو۔ اس نے جواب دیا کہ یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو ماہ کے متواتر روزے رکھو تو اس نے جواب دیا کہ میں اگر دن میں دو بار کھانا نہ کھاؤں تو میری نظر چکرا جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ اس نے جواب دیا کہ میں یہ بھی نہیں کر سکتا الا یہ کہ آپ ﷺ میری مدد فرمائیں اور صلہ رحمی کریں۔ راوی کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی مدد کی، اسے پندرہ صاع اناج دیا۔

یوں اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے سامان فراہم کیا۔ اللہ بڑا ہی رحیم ہے۔ لوگوں کی رائے یہ تھی کہ اتنا ہی اناج اس کے پاس موجود ہے اور یہ ساٹھ مسکینوں کی خوراک کے لئے کافی ہے۔

۷۹۱۔ ہمیں عبدالرحمٰن بن ابی حامد العدل نے، اسے محمد بن محمد بن عبداللہ بن زکریا نے، اسے محمد بن عبدالرحمٰن الدغولی نے، اسے ابو الحسن احمد بن سیار نے، اسے عبدالعزیز بن یحییٰ بن یوسف نے، اسے ابوالاصبغ الحرانی نے، اسے محمد بن مسلمہ نے محمد بن اسحاق سے اس نے معمر بن عبداللہ بن حنظلہ سے، اس نے یوسف بن عبداللہ ابن سلام سے روایت کر کے خبر دی کہ مجھے خویلہ بنت ثعلبہ نے بتایا۔ وہ اوس بن الصامت کے نکاح میں تھی، جو عبادہ بن الصامت کا بھائی تھا۔ خویلہ نے بتایا کہ ایک دن اوس میرے پاس آیا۔ اس نے مجھے کوئی بات کہی۔ اس بات میں ایک طرح کی ڈانٹ تھی۔ میں نے اسے جواب دیا۔ وہ اس پر ناراض ہوا تو اس نے مجھے کہہ دیا کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے اس کے بعد وہ اپنی قوم کی چوپال میں چلا گیا۔ وہ پھر واپس لوٹ کر میری طرف آیا اور اس نے مجھے اپنی طرف مائل کرنا چاہا۔ میں اس سے باز رہی۔ اس نے مجھے سخت سست کہا۔ میں نے بھی اسے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ میں اس پر غالب آ گئی جس

طرح ایک عورت کمزور مرد پر حاوی ہو جاتی ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں خویلہ کی جان ہے تو تب تک مجھ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔

میں اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے پاس آئی تا کہ میں اپنی بپتا کی آپ ﷺ سے شکایت کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تیرا شوہر ہے اور چچیرا بھائی ہے۔ اللہ سے ڈرو اور اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرو۔ تھوڑی ہی دیر گزری کہ قرآن نازل ہوا: "قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا" تا "اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ" بات کفارہ تک پہنچ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے شوہر سے کہو کہ وہ ایک غلام آزاد کرے۔ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے نبی اس کے پاس تو کوئی غلام نہیں جسے وہ آزاد کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے کہو کہ دو ماہ کے متواتر روزے رکھے۔ میں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی۔ وہ بہت بوڑھا ہے۔ روزے رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ میں نے عرض کی کہ بخدا اس کے پاس کھلانے کو کچھ نہیں ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم اسے ایک عرق کھجور دیں گے جو تیس صاع کے برابر ہوتا ہے۔ خویلہ نے کہا کہ دوسرا عرق میں اسے دوں گی آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے بہت اچھا کیا۔ اب وہ اسے صدقہ میں دے۔

قول خداوندی:

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰی (۸)

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو سرگوشیاں کرنے سے منع کیا گیا تھا۔

۷۹۲۔ ابن عباس اور مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت یہود اور منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ یہ لوگ مؤمنوں سے ہٹ کر آپس میں سرگوشیاں کرتے رہتے تھے۔ مؤمنوں کی طرف دیکھتے اور آنکھوں سے اشارے کنائے کرتے۔ جب مؤمنوں نے انہیں سرگوشیاں کرتے دیکھا تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کے سوا اور کچھ نہیں دیکھتے کہ ان لوگوں کو فوجی مہموں پر نکلنے والے ہمارے قرابت داروں اور بھائیوں کے ہاتھوں قتل، موت یا مصیبت یا شکست کے صدمے اٹھانے پڑے ہیں۔ انہیں ان باتوں کی یاد آئی ہوگی اور وہ دکھی ہوتے ہوں گے۔ ان کی حالت یہی رہے گی وقتیکہ ان کے ساتھی اور قرابت آ موجود نہیں ہوتے۔ جب یہ صورت حال طول پکڑ گئی اور اس میں تیزی آ گئی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ مؤمنوں سے الگ ہو کر سرگوشیاں نہ کیا کریں۔ لیکن یہ لوگ اپنی ان حرکات سے باز نہ آئے اور دوبارہ سرگوشیاں کرتے رہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

وَإِذَا جَآءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ (۸)

اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو جس (کلمے) سے خدا نے تم کو دعا نہیں دی اس سے تمہیں دعا دیتے ہیں۔

۹۳ے۔ ہمیں ابو بکر محمد بن عمر الخشاب نے، اسے ابو اسحاق ابراہیم بن عبداللہ الاصفہانی نے، اسے محمد بن اسحاق السراج نے، اسے قتیبہ بن سعید نے، اسے جریر نے الاعمش سے، اس نے ابو الضحیٰ سے، اس نے مسروق سے اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کر کے خبر دی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ یہود کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے السام علیک یا ابا القاسم کہا۔ میں نے جواب میں السام علیکم کہہ دیا ساتھ ہی فعل اللّٰہ بکم یعنی تمہیں اللہ سمجھے کہہ دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) رکو، اللہ تعالیٰ فحش اور فحش گوئی کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ نہیں دیکھتے کہ وہ کہتے کیا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں دیکھتیں کہ میں انہی کے لئے کلمات ان پر لوٹا رہا ہوں۔ میں کہتا ہوں: وعلیکم۔ اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: "وَإِذَا جَآءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ"

۹۴ے۔ ہمیں ابو سعید محمد بن عبدالرحمن الغازی نے، اسے ابو عمرو محمد بن احمد الحیری نے، اسے احمد بن علی بن المثنیٰ نے، اسے زہیر بن محمد نے اسے یونس بن محمد نے، اسے شیبان نے قتادہ سے، اس نے انس سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ ایک یہودی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے السام علیک کہا۔ لوگوں نے جواب دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس یہودی نے کیا کہا۔ حاضرین نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں اے اللہ کے نبی۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ لیکن اس نے یہ کچھ کہا۔ اس یہودی کو واپس میرے پاس لاؤ چنانچہ حاضرین نے اسے واپس بلایا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم نے السام علیکم کہا تھا۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ اہل کتاب میں سے جب کوئی تم کو سلام کرے تو صرف وعلیکم کہا کرو یعنی تجھ پر وہی کچھ ہو جو تو نے مجھ پر کہا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی "وَإِذَا جَآءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ"

قول خداوندی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ ... (الآیة ۱۱)

مومنو جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو......

۹۵ے۔ مقاتل کا قول ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دفعہ صفہ پر تھے، جگہ تنگ تھی اور دن جمعہ کا تھا رسول

اللہ ﷺ مہاجرین اور انصار کے اہل بدر کی تکریم کر رہے تھے۔ اہل بدر میں سے کچھ لوگ آئے۔ ان سے پہلے لوگ جگہوں پر بیٹھ چکے تھے۔ چنانچہ یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے ارد گرد اپنے قدموں پر کھڑے انتظار کرتے رہے کہ ان کے لئے خالی بنائی جائے گی لیکن لوگوں نے ان کے لئے جگہ خالی نہ کی۔ یہ صورت حال رسول اللہ ﷺ پر شاق گزری۔ آپ علیہ السلام نے اپنے ارد گرد بیٹھے غیر اہل بدر سے کہا کہ اے فلاں تم اٹھو اور اے فلاں تم اٹھو۔

آپ ﷺ نے مجلس میں سے غیر اہل بدر میں سے اتنے لوگوں کو اٹھا دیا جتنے آپ ﷺ کے سامنے اہل بدر کھڑے تھے تاکہ وہ بیٹھ سکیں۔ یہ بات مجلس سے اٹھائے جانے والوں پر گراں گزری۔ رسول اللہ ﷺ نے اس ناگواری کو ان کے چہروں سے بھانپ لیا۔ اس موقع پر منافقوں نے مسلمانوں سے کہا۔ کیا تم یہ خیال نہیں کرتے کہ تمہارے آقا لوگوں کے درمیان عدل وانصاف کرتے ہیں؟ اللہ کی قسم، انہوں نے ان لوگوں کے درمیان انصاف نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو مجلس سے اٹھا دیا جو اپنی جگہوں پر بیٹھ چکے تھے اور انہوں نے اپنے نبی کے قریب بیٹھنے کی خواہش کی تھی۔ ان لوگوں کی جگہ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو بٹھا دیا جو دیر سے آئے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

قول خداوندی:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ ..... (الآية ۱۲)

مومنو جب تم پیغمبر کے کان میں کوئی بات کہو۔

۷۹۶۔ مقاتل بن حیان کا قول ہے کہ یہ آیت مالدار لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آتے تھے اور رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ سرگوشیاں کرتے رہتے تھے اور مجلس میں فقراء پر چھا جاتے تھے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان کی لمبی بیٹھک اور لمبی لمبی سرگوشیاں رسول اللہ ﷺ کو ناگوار ہوئیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور سرگوشی کرتے وقت صدقہ خیرات کرنے کا حکم دیا۔ رہے تنگدست لوگ تو ان کے پاس کچھ بھی نہ تھا دوسری طرف فراخ دست لوگوں نے بخل کیا۔ یہ صورت حال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کرام پر گراں گزری۔ اس پر اللہ کی طرف سے رخصت نازل ہوئی۔

۷۹۷۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ بے شک وشبہ کتاب اللہ میں ایک ایسا حکم ہے جس پر مجھ سے پہلے کسی نے عمل نہیں کیا اور نہ ہی میرے بعد کوئی شخص اس پر عمل کرے گا۔ وہ حکم یہ ہے: "يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ" میرے پاس ایک دینار تھا۔ میں نے اس کے دراہم بدلوا لئے۔ میں جب بھی رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کرتا تو ایک درہم صدقہ کر دیتا یہاں تک کہ میرے سارے دراہم ختم ہو گئے اس کے بعد یہ حکم منسوخ کیا گیا اور اس کے بدلے دوسرا حکم آ گیا۔ وہ یہ ہے:

"أَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ"

قول خداوندی:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ تا وَيَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُوْنَ..... (۱۴.۱۸)

بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ایسوں سے دوستی کرتے ہیں جن پر خدا کا غضب ہوا......

۷۹۸۔ السدی اور مقاتل کا قول ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن نبتل منافق کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ اس شخص کا اٹھنا بیٹھنا نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہتا تھا پھر وہ بات یہود کی طرف اٹھا دیتا تھا۔ ایک دفعہ آپ ﷺ اپنے حجروں میں سے ایک حجرے میں تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اب تمہارے پاس ایک شخص اندر داخل ہوگا جس کا دل بڑا سخت ہے اور شیطان کی نظروں سے دیکھتا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن نبتل داخل ہوا۔ یہ شخص نیلی آنکھوں والا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کس بات پر تم اور تمہارے ساتھی مجھے برا بھلا کہتے ہو اس نے حلف اٹھا کر کہا کہ میں نے ایسی حرکت نہیں کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کہ تم نے ایسا کیا ہے۔ اس پر وہ چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کو لے آیا۔ انہوں نے حلف اٹھا کر کہا کہ انہوں نے آپ ﷺ کو گالیاں نہیں دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۷۹۹۔ ہمیں محمد بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، اسے محمد بن جعفر بن مطر نے، اسے جعفر بن محمد الفریابی نے، اسے ابوجعفر النفیلی نے، اسے زہیر بن معاویہ نے، اسے سماک بن حرب نے، اسے سعید بن جبیر نے خبر دی کہ ابن عباسؓ نے اسے حدیث سنائی کہ رسول اللہ اپنے حجروں میں سے ایک حجرے کے سائے تلے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس کچھ مسلمان تھے۔ سایہ اب ان پر سے ڈھل رہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے ان مسلمانوں سے فرمایا: عنقریب تمہارے پاس ایک شخص آئے گا جو تمہاری طرف شیطان کی نظروں سے دیکھے گا۔ جب وہ تمہارے پاس آئے تو اس کے ساتھ بات نہ کرنا۔ چنانچہ نیلی آنکھوں والا ایک شخص آ گیا۔ اسے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور اس کے ساتھ بات کی۔ اور آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم اور فلاں فلاں شخص کس بات پر مجھے گالیاں دیتے ہو۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کے نام لئے۔ یہ شخص چلا گیا اور ان آدمیوں کو لے آیا۔ انہوں نے اللہ کی قسم کھائی اور معذرت کی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُوْنَ

اس حدیث کو الحاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور عاصم کا حوالہ دیا ہے، اس نے ابن عفان کا،

اس نے عمرو العنقزی کا اور اس نے اسرائیل کا حوالہ دیا ہے۔ اور اسرائیل نے سماک کا حوالہ دیا ہے۔

قول خداوندی:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ...... (الآية ۲۲)

جو لوگ خدا پر ایمان رکھتے ہیں تو ان کو نہ دیکھو گے......

۸۰۰۔ ابن جریج کا قول ہے کہ مجھے حدیث بتائی گئی ہے کہ ابو قحافہ نے نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دیں تو حضرت ابوبکرؓ نے اسے سخت مارا یہاں تک کہ وہ اس مار سے نیچے گر گیا۔ انہوں نے پھر اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے ایسا کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ واللہ اگر تلوار میرے قریب ہوتی تو میں اسے قتل کر دیتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۸۰۱۔ اس نے ابن مسعودؓ کے حوالے سے روایت کیا کہ ابن مسعود نے کہا کہ یہ آیت حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے غزوۂ احد میں اپنے والد عبداللہ بن الجراح کو قتل کر دیا تھا۔ نیز یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ انہوں نے غزوۂ بدر کے موقع پر اپنے بیٹے کو للکارا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا: یارسول اللہ مجھے پہلے ریلے میں جانے کے لئے چھوڑ دیجئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ہمیں اپنی جان کے ذریعے کچھ فائدہ پہنچاؤ۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم میرے لئے میرے کانوں اور آنکھوں کی حیثیت رکھتے ہو۔ اس کے علاوہ یہ آیت حضرت مصعب بن عمیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو غزوۂ احد میں قتل کر دیا تھا۔ نیز یہ آیت حضرت عمرؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے اپنے ماموں العاص بن ہشام بن المغیرہ کو غزوۂ بدر میں قتل کر دیا تھا۔ نیز یہ آیت حضرت علی اور حضرت حمزہ (اور عبیدہ) کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے غزوۂ بدر میں ربیعہ کے دو بیٹوں عتبہ اور شیبہ کو اور ولید بن عتبہ کو قتل کر دیا تھا۔ آیت یہ ہے: "وَلَوْ كَانُوْا آبَاءَهُمْ اَوْ اَبْنَاءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ۔"

سورۃ الحشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

سَبَّحَ لِلّٰهِ تا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ

جو چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں (سب) خدا کی تسبیح کرتی ہیں .....

۸۰۲۔ مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت بنوالنضیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بنونضیر کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ وہ نہ آپ کے خلاف جنگ کریں گے اور نہ آپ ﷺ کے ساتھ مل کر کسی سے جنگ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے یہ بات قبول کر لی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے بدر کی جنگ لڑی اور آپ ﷺ مشرکوں پر غالب آ گئے تو بنونضیر نے کہا کہ واللہ وہ یعنی محمد ﷺ نبی ہیں جن کی صفات ہم کو تورات میں ملتی ہیں۔ اس کا جھنڈا کبھی سرنگوں نہ ہوگا پھر جب غزوۂ اُحد پیش آیا اور مسلمانوں کو شکست ہوئی تو انہوں نے عہد شکنی کی اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف دشمنی کا اظہار کیا رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا۔ پھر ان کے ساتھ مدینہ سے ان کی جلاوطنی پر ان کے ساتھ مصالحت کی۔

۸۰۳۔ ہمیں ابو محمد الحسن بن محمد الفارسی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن الفضل التاجر نے، اسے احمد بن محمد بن الحسین الحافظ نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے عبدالرزاق نے، اور اسے معمر نے الزہری سے، اس نے ابن کعب بن مالک سے، اس نے کسی صحابی سے روایت کر کے خبر دی کہ غزوۂ بدر کے بعد قریش نے یہود کو لکھا کہ تم اہل حلقہ یعنی ہتھیاروں والے ہو قلعوں والے ہو۔ تم ہمارے حریف سے جنگ کرو۔ ورنہ ہم تمہارے خلاف کارروائی کریں گے۔ پھر ہمارے درمیان اور تمہاری عورتوں کے درمیان کوئی چیز حائل نہ رہے گی۔ جب ان کا یہ خط یہود کو ملا تو بنونضیر نے عہد شکنی کا ارادہ کر لیا اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ یہ طے کیا کہ ہم میں سے تیس حبر یعنی مذہبی پیشوا نکلیں گے اور آپ ﷺ کے ساتھ درمیانی نصف فاصلہ پر ملیں گے تاکہ یہ مذہبی پیشوا آپ ﷺ کی بات سنیں۔

اگر انہوں نے آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی اور آپ ﷺ پر ایمان لائے تو ہم سب آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے۔ اس کے مطابق نبی کریم تیس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ نکلے اور ان سے ملنے کے لئے تیس یہودی حبر نکلے۔ جب وہ ایک نمایاں جگہ پر نمودار ہوئے تو بعض یہود نے دوسروں سے کہا کہ تم ان سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتے ہو۔ ان کے ساتھ تیس شخص ہیں۔ اور ہر شخص دوسرے سے پہلے موت کا متمنی ہے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ ہم ساٹھ آدمی ہیں۔ کس طرح بات سمجھیں گے۔ آپ ﷺ اپنے تین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ نکلیں اور ہم میں سے بھی ہمارے تین علماء نکلیں گے۔ اگر وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے تو ہم سب آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے اور آپ ﷺ کی تصدیق کریں گے۔ اس کے مطابق نبی کریم ﷺ تین صحابہ کو ساتھ لے کر نکلے اور دوسری طرف سے تین یہودی نکلے۔ یہ تین خنجروں سے مسلح تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ پر اچانک قاتلانہ حملہ کرنے کا ارادہ کرلیا۔

بنونضیر کی ایک عورت نے خیر خواہی کے انداز میں اپنے بھائی کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ انصار میں سے مسلمان شخص تھا۔ اس عورت نے اسے بنونضیر کی غداری کے ارادے کی اطلاع دے دی جو وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کرنا چاہتے تھے۔ جب اگلی صبح ہوئی تو رسول اللہ نے فوجی دستے لے کر ان کا محاصرہ کیا اور ان کے خلاف جنگ کی حتیٰ کہ وہ جلاوطنی کی شرط پر اپنے قلعوں سے نیچے آئے۔ انہیں اس بات کی اجازت دی گئی کہ وہ اسلحہ کے سوا اونٹوں پر جس قدر سامان لاد کر لے جاسکیں لے جائیں۔ ان لوگوں نے اپنے مکانات اور گھر مسمار کرنے شروع کیے۔ ان گھروں میں سے جو لکڑی انہوں نے اپنے کام کی سمجھی لے لی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "سَبَّحَ لِلّٰهِ مَافِي السَّمٰوٰاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ" تا "وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

قول خداوندی:

مَاقَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ (الآية ۵)

(مومنو) کھجور کے جو درخت تم نے کاٹ ڈالے .....

۸۰۴۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے بنونضیر پر حملہ کیا تو یہ لوگ اپنے قلعوں میں قلعہ بند ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان کے نخلستان کاٹ ڈالنے اور انہیں جلا دینے کا حکم دے دیا۔ تب جا کر اللہ کے یہ دشمن عاجز ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ اے محمد تمہارا یہ دعویٰ تھا کہ تم اصلاح چاہتے ہو۔ کیا اصلاح کی یہ شکل ہوتی ہے کہ پھلدار درخت کاٹ دیئے جائیں اور کھجور کے درخت کاٹ ڈالے جائیں۔ اور اپنے دعوے کے مطابق کیا تم سمجھتے ہو کہ تم پر فساد فی الارض کا یہ حکم نازل کیا گیا ہے۔ یہ بات نبی کریم ﷺ پر شاق گزری۔ یہود کی اس بات سے مسلمانوں نے دلوں میں محسوس کیا اور وہ اس بات سے ڈر گئے کہ یہ کارروائی کہیں فساد ہی کے زمرے میں نہ آئے۔ اس معاملے میں ان کے درمیان باہم

اختلاف پیدا ہو گیا۔

بعض نے کہا کہ درخت نہ کاٹو کہ یہ ہمارا مال غنیمت ہے۔ بعض نے کہا کہ درخت کاٹو۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "مَاقَطَعْتُمْ مِنْ لِيْنَةٍ......" اس سے ان لوگوں کی تصدیق ہوئی جنہوں نے درخت کاٹنے سے منع کیا تھا اور جن لوگوں نے درخت کاٹے تھے ان کی تحلیل ہوگئی یعنی ان کے کام کو حلال قرار دیا گیا۔ اور انہیں بتایا گیا کہ ان درختوں کا کاٹنا اور نہ کاٹنا دونوں کام اللہ کے حکم سے ہوئے۔

۸۰۵۔ ہمیں ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم المزکی نے، اسے اس کے والد نے، اسے محمد بن اسحاق الثقفی نے، اسے قتیبہ نے، اور اسے اللیث بن سعد نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کے نخلستان جلادیے اور کاٹ ڈالے۔ اور یہ نخلستان البویرۃ میں واقع تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی: "مَاقَطَعْتُمْ مِنْ لِيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ."

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے اور امام مسلمؒ نے قتیبہ سے روایت کیا ہے۔

۸۰۶۔ ہمیں ابو بکر بن الحارث نے، اسے عبداللہ بن محمد بن جعفر نے، اسے ابو یحییٰ الرازی نے، اسے سہل بن عثمان نے، اسے عبداللہ بن المبارک نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے نافع سے اور اس نے ابن عمر سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کے نخلستان کاٹ ڈالے جلادیے۔ یہ البویرۃ میں تھے اس کے بارے میں حضرت حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

وھـــــان عـلـــــی ســـــراۃ بـنـــــی لـــــؤی

حـــــریــــق بـــــالبـویـــــرۃ مستـــطیـــــر

اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: "مَاقَطَعْتُمْ مِنْ لِيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا ... "

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے سعید بن منصور سے اور اس نے ابن المبارک سے روایت کیا ہے۔

۸۰۷۔ ہمیں ابو بکر نے، اسے عبداللہ نے، اسے مسلم بن عصام نے، اسے رستہ نے، اسے عبدالرحمٰن بن مہدی نے، اسے محمد بن میمون التمار نے، اسے جرموز نے حاتم النجار سے، اس نے عکرمہ سے اور اس نے ابن عباسؓ سے روایت کر کے خبر دی ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں کھڑا ہوتا ہوں پھر نماز پڑھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے تیرے مقدر کر دیا کہ تو نماز پڑھے۔

یہودی نے کہا کہ میں بیٹھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے تیرے مقدر کر دیا کہ تو بیٹھے۔ اس نے کہا کہ میں اٹھ کر اس درخت کی طرف جاتا ہوں تو اسے کاٹتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے

تیرے مقدر کر دیا کہ تو اس درخت کو کاٹ دے۔ راوی کا کہنا ہے کہ جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: اے محمد (ﷺ) تو نے اپنی دلیل بڑی پختگی سے دی۔ جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے دلیل پیش کی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِّينَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ" یعنی تا کہ یہود کو اللہ تعالیٰ ذلیل رسوا کرے۔

قول خداوندی:

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ (الاٰیۃ ۹)

اور (ان لوگوں کے لئے بھی) جو مہاجرین سے پہلے (ہجرت کے) گھر (یعنی مدینے) میں مقیم اور ایمان میں (مستقل) رہے۔

۸۰۸۔ جعفر بن برقان نے یزید بن الاصم کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ انصار نے کہا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) ہمارے اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان زمین آدھی آدھی تقسیم کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ البتہ وہ محنت مشقت کرنے میں تمہاری کفایت کریں گے، اور تم پھل باہم تقسیم کر دو گے زمین تمہاری رہے گی۔ انصار نے جواب دیا کہ ہم اس پر راضی ہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ"

قول خداوندی:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الاٰیۃ ۹)

اور ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں، خواہ ان کو خود احتیاج ہی ہو۔

۸۰۹۔ ہمیں سعید بن جعفر المؤذن نے، اسے ابوعلی فقیہ نے، اسے محمد بن منصور بن ابی الجہم السبیعی نے، اسے نصر بن علی الجہضمی نے، اسے عبداللہ بن داؤد نے فضیل بن غزوان سے، اس نے ابوحازم سے اور اس نے ابوہریرہؓ سے روایت کر کے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل صفہ کے ایک شخص کو ایک انصاری کے حوالے کر دیا۔ انصاری اس شخص کو اپنے گھر لے گیا۔ اس نے بیوی سے کہا: کیا کھانے کو کچھ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں کچھ نہیں ہے، صرف بچوں کا کھانا ہے۔ آدمی نے بیوی سے کہا کہ ان کو سلا دو جب تم ان کو سلا چکو تو وہ کھانا میرے پاس لاؤ۔ جب کھانا سامنے لا دو تو چراغ بجھا دو۔ راوی کا کہنا ہے کہ اس خاتون نے ایسا ہی کیا۔ انصاری اپنے سامنے کا کھانا بھی مہمان کے آگے رکھنے لگا۔ اگلے دن وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے کام سے آسمان والے بڑے خوش ہوئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ"

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے مسدد سے اس نے عبداللہ بن داؤد سے، امام مسلم نے اس حدیث

کو ابو کریب سے اس نے وکیع سے اور ان دونوں نے فضیل بن غزوان سے روایت کیا ہے۔

۸۱۰۔ ہمیں ابو عبداللہ بن اسحاق المزکی نے، اسے ابوالحسن محمد بن عبداللہ السلیطی نے، اسے ابو العباس بن عیسیٰ بن محمد المروزی نے اسے المستجیر بن حلت نے، اسے القاسم بن الحکم العرنی نے اسے عبید اللہ بن الولید نے محارب بن دثار سے اس نے عبداللہ بن عمر سے روایت کر کے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ میں سے ایک صحابی کو بکری کی سری تحفہ میں ملی۔ تو اس نے کہا کہ میرا فلاں بھائی اور اس کے اہل وعیال میرے مقابلے میں اس سری کے زیادہ محتاج ہیں۔ لہذا اس نے یہ سری اسے بھیج دی۔ یہ سری اسی طرح سات گھروں تک پھرتی رہی تا کہ یہ سری آخر میں پہلے والے آدمی تک واپس لوٹی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ تا آخر آیت۔

سورۃ الممتحنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ...... (الآیۃ ۱)

مؤمنو! اگر تم میری راہ میں لڑنے اور میری خوشنودی طلب کرنے کے لئے (مکے سے) نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

۸۱۱۔ مفسرین کی ایک جماعت کا قول ہے کہ یہ آیت حاطب بن ابی بلتعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ ابوعمرو بن صیفی بن ہاشم بن عبدمناف کی لونڈی مکہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے آئی۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت فتح مکہ کی تیاری کر رہے تھے آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم مسلمان ہو کر آئی ہو۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ پھر کیوں آئی ہو۔ اس نے جواب دیا کہ آپ ﷺ صاحب حیثیت، صاحب خاندان اور نوکر چاکر وغیرہ رکھنے والے تھے۔ مجھے سخت ضرورت پیش آئی ہے یعنی میں سخت محتاج ہو گئی ہوں میں آپ ﷺ کے پاس آئی ہوں کہ آپ ﷺ مجھے عطیہ دیں گے اور مجھے پہننے کو کپڑے عنایت کریں گے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ مکہ والوں کے وہ نوجوان کیا ہوئے۔ یہ لونڈی مغنیہ تھی۔ اس نے جواب دیا کہ بدر کے واقعہ کے بعد مجھ سے کسی نے کچھ طلب نہیں کیا یعنی میری کوئی قدر و منزلت اور مانگ نہ رہی۔ رسول اللہ ﷺ نے بنو عبدالمطلب اور بنو مطلب کو اسے کچھ عطیات دینے کی ترغیب دلائی۔

چنانچہ انہوں نے اسے عطیات دیئے کپڑے دیئے اور زاد راہ دے دیا۔ حاطب بن ابی بلتعہ اس عورت کے پاس آئے اور اس کے ہاتھ اہل مکہ کے نام ایک پیغام لکھ کر بھیجا اور اسے دس دینار دیئے کہ وہ ان کا خط اہل مکہ تک پہنچا دے گی۔ خط میں لکھا تھا: حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے اہل مکہ کے نام۔ خط کا مضمون یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ تم پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اپنا بچاؤ کر لو۔ سارہ مدینے سے روانہ ہوئی تو جبرائیل نازل ہوئے۔ جبرائیل نے نبی کریم ﷺ کو حاطب کی کارستانی کی اطلاع دے دی۔ نبی کریم ﷺ نے علی، عمار، زبیر، طلحہ مقداد بن الاسود اور ابومرثد کو بھیجا۔ یہ سب سوار تھے۔ آپ ﷺ نے ان

سے فرمایا: تم روانہ ہو جاؤ تا کہ تم روضہ خاخ پر پہنچو۔ وہاں ایک اونٹنی سوار عورت ہوگی۔ اس کے پاس ایک خط ہے جو حاطب کی طرف سے مشرکین مکہ کے نام ہے۔ اسے پکڑو خط لے لو اور اونٹنی سوار عورت کو چھوڑ دو۔ اگر وہ یہ خط تمہیں نہ دے تو اس کی گردن اڑا دو۔

چنانچہ یہ حضرات روانہ ہو گئے اور انہوں نے اس عورت کو اسی جگہ پا لیا۔ انہوں نے عورت سے پوچھا کہ خط کہاں ہے؟ اس نے حلف اٹھا کر کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ انہوں نے اس کے سامان کی تلاشی لی۔ انہیں اس کے سامان میں کوئی خط نہ ملا۔ انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ نہ تو اللہ نے ہم سے جھوٹ کہا اور نہ ہی ہم نے اسے جھوٹ سمجھا۔ انہوں نے تلوار سونت لی اور کہا کہ خط نکالو۔ ورنہ اللہ کی قسم میں تمہیں ننگا کر کے رکھ دوں گا اور تیری گردن اڑا دوں گا۔ جب اس عورت نے معاملہ سنگین دیکھا تو اس نے اپنے بالوں کے جوڑے میں سے خط نکال کر دیا۔ اس نے خط بالوں میں چھپا کر رکھا تھا۔ انہوں نے عورت کو چھوڑ دیا اور خط لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آ گئے۔ رسول اللہ نے حاطب کو بلا بھیجا۔

حاطب آیا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تمہیں خط کا پتہ ہے۔ اسنے جواب دیا کہ ہاں، تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم نے ایسی حرکت کیوں کی؟ حاطب نے جواب دیا، یا رسول اللہ (ﷺ) جب سے اسلام لایا ہوں میں نے کبھی کفر کا ارتکاب نہیں کیا، جب سے آپ ﷺ کی خیر خواہی کی ہے، کبھی دھوکہ نہیں دیا۔ میں نے جب سے مشرکین کو چھوڑ دیا ہے، کبھی ان سے محبت نہیں رکھی۔ لیکن مہاجرین میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جس کا مکہ میں کوئی نہ کوئی ہو جو اس کے خاندان کی حفاظت کرے۔ میں ان میں پردیسی تھا۔ میرے خاندان والے ان کے درمیان رہتے ہیں۔ مجھے اپنے رشتہ داروں کا فکر دامن گیر ہوا۔ اس لئے میں نے چاہا کہ میں ان پر ایک احسان کروں۔ میں اچھی طرح جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا قہر نازل کرے گا اور میرا خط ان کے کسی کام نہ آ سکے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات کو سچ سمجھا اور اس کی معذرت قبول کی۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی: "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ" اس پر حضرت عمرؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اتار دوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر، تمہیں کیا معلوم، شاید اللہ تعالیٰ کو اہل بدر کی اطلاع ہو گئی ہے۔ اسی لئے اس نے ان سے کہا ہے: اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔ تم جو چاہو کرو۔ میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔

۸۰۴۔ ہمیں ابوبکر احمد بن عمرو نے، اسے محمد بن یعقوب نے، اسے الربیع نے، اسے شافعی نے، اسے سفیان بن عیینہ نے، اسے عمرو بن دینار نے الحسن بن محمد بن علی سے، اس نے عبید اللہ بن ابی رافع سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، زبیر، اور مقداد بن الاسود سے فرمایا کہ تم روانہ ہو جاؤ اور روضہ خاخ تک پہنچو۔ وہاں ایک اونٹنی سوار عورت ہے۔ اس کے پاس

ایک خط ہے۔ہم چل پڑے۔ہمارے گھوڑوں نے ہمیں تیز دوڑایا۔تا آنکہ ہم اس عورت کے پاس پہنچ گئے۔ہم نے اس سے کہا کہ خط نکالو۔اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے اس سے کہا کہ فوراً خط نکالو ورنہ تمہارے کپڑے اتریں گے تو اس نے خط اپنے بالوں کے جوڑے میں سے نکال کر دیا۔ہم یہ خط لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔

اس خط میں لکھا تھا: حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ میں مقیم مشرک لوگوں کی طرف، خط میں نبی کریم ﷺ کے بعض معاملات کی اطلاع دی گئی تھی۔آپ ﷺ نے پوچھا۔حاطب، یہ کیا ہے؟ حاطب نے جواب دیا: جلد بازی سے کام نہ لیجئے۔میں قریش کے ساتھ وابستہ ایک شخص تھا۔میں ان کے خاندان یا لوگوں میں سے نہ تھا۔آپ ﷺ کے ساتھ جو مہاجر ہیں، مکہ میں ان کے قرابت دار موجود ہیں جو ان کے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہیں۔میرا مکہ میں کوئی بھی قرابت دار نہ تھا۔میں نے سوچا کہ اگر مجھے سہولت حاصل نہیں تو میں ان پر ایک احسان کروں۔واللہ میں نے دین میں کسی شک کی بنا پر ایسا نہیں کیا اور نہ اسلام قبول کرنے کے بعد کفر پر راضی ہو کر ایسا کیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حاطب نے سچ کہا ہے۔

حضرت عمرؓ نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بدر میں شریک معرکہ رہا ہے۔تمہیں کیا معلوم کہ شاید اللہ تعالیٰ اہل بدر پر مطلع ہوا ہو جو اس نے کہا کہ تم جو چاہو کرو، میں نے تمہاری مغفرت کردی ہے۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ"

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے الحمیدی کے حوالے سے روایت کیا ہے اور امام مسلمؒ نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ سے، اور ایک جماعت سے اور ان سب نے سفیان کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

قول خداوندی:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الآیۃ ۶)

تم (مسلمانوں) کو ان لوگوں کی نیک چال چلن ضرور ہے۔

اللہ تعالیٰ مومنین سے کہتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھ والے لوگوں انبیاء واولیاء میں مشرک قرابت داروں کے ساتھ عداوت رکھنے میں تمہارے لئے ایک نمونہ ہے جس کی پیروی ضروری ہے۔جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس نے محض اللہ کے لئے مومنوں کو اپنے مشرک قرابت داروں کا دشمن بنادیا۔انہوں نے اپنے مشرک قرابت داروں سے عداوت اور براءت کا اظہار کیا۔اللہ تعالیٰ کو اس صورت حال پر مومنوں کے احساسات کی تنگئی کا علم ہوگیا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ عَادَیْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً" پھر اللہ نے یہ یوں کر کے دکھادیا کہ مشرکوں میں سے کثیر تعداد نے اسلام قبول کیا۔اس طرح یہ لوگ مومنوں کے دوست اور بھائی بن گئے اللہ تعالیٰ نے

انہیں آپس میں گھلا ملا دیا اور ان کے درمیان مناکحت قائم کردی۔ رسول اللہ نے ابوسفیان بن حرب کی بیٹی ام حبیبہ سے شادی کرلی۔ اس طرح ابوسفیان ان کے لئے نرم ہوگیا۔ جب اسے یہ اطلاع ملی تو وہ ابھی شرک ہی کی حالت میں تھا۔ اس نے کہا کہ: ذاک الفحل لا یقرع انفہ' یعنی آپ ﷺ ایسے نر ہیں کہ جن کی ناک نہیں کٹ سکتی۔ بالفاظ اگر آپ ﷺ کی عزت پر کسی قسم کا داغ نہیں لگ سکتا۔

۸۱۳۔ ہمیں ابوصالح منصور بن عبدالوہاب البزاز نے، اسے ابوعمرو محمد بن احمد الحیری نے، اسے ابویعلیٰ نے، اسے ابراہیم بن الحجاج نے، اسے عبداللہ بن المبارک نے مصعب بن ثابت سے، اس نے عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے، اور اس نے اپنے والد سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ قتیلہ بنت عبدالعزی اپنی بیٹی اسماء بنت ابی بکر کے پاس تحفے لے کر آئی۔ جس میں سوسمار، گھی اور پنیر تھا۔ تو اس کی بیٹی اسماء نے اس کے یہ تحفے قبول نہیں کئے اور نہ ہی اس نے اسے اپنے گھر کے اندر داخل کیا۔ حضرت عائشہؓ نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں سے منع نہیں کرتا جنہوں نے دین کے معاملے میں تمہارے خلاف جنگ نہ کی ہو۔ اس پر حضرت اسماء نے اپنی والدہ کو اپنے گھر کے اندر آنے دیا۔ اور اس کے لائے ہوئے تحفے بھی قبول کئے۔

اس حدیث کو الحاکم ابوعبداللہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے ابوالعباس السیاری کا حوالہ دیا ہے۔ اس نے عبداللہ الغزال کا، اس نے ابن شقیق کا اور اس نے ابن المبارک کا حوالہ دیا ہے۔

قول خداوندی:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ.... (الآية ۱۰)

مومنو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں وطن چھوڑ کر آئیں.....

۸۱۴۔ ابن عباس کا قول ہے کہ مکہ کے مشرکوں نے حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلح کا معاہدہ کیا اور شرط یہ تھی کہ مکہ سے جو شخص ان کے پاس آئے گا تو وہ اسے لوٹا دیں گے اور آپ ﷺ کے صحابہؓ میں سے جو شخص اہل مکہ کے پاس آئے گا وہ اسے واپس نہیں کریں گے۔ اس معاہدے کو تحریری شکل دی گئی۔ اور اسے سربمہر کر دیا گیا۔ پھر سبیعہ بنت الحارث الاسلمیہ اس تحریر کے لکھے جانے کے بعد آئی۔ نبی کریم ﷺ ابھی حدیبیہ میں ہی تھے۔ اس کا سامنا اپنے خاوند سے ہوا جو ابھی تک کافر تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میری بیوی مجھے لوٹا دیجئے۔ آپ ﷺ نے یہ شرط منظور کر لی ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ہمارا جو آدمی آئے گا آپ ﷺ اسے واپس لوٹا دیں گے۔ یہ معاہدہ ہے اس کی سیاہی ابھی تک خشک نہیں ہوئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۸۱۵۔ ہمیں الحسن بن محمد الفارسی نے، اسے محمد بن یحییٰ نے، اسے حسن بن ربیع بن الخشاب نے، اسے ابن ادریس نے، اسے محمد بن اسحاق نے، اسے الزھری نے خبر دی۔ اس نے کہا کہ میں عروۃ بن زبیر

کے پاس گیا۔ ولید بن عبدالملک کے درباری ابن ھنیدہ کے نام خط لکھ رہا تھا۔ جس میں اس نے اس قول خداوندی: "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ......" کے بارے میں پوچھا تھا۔ راوی کا کہنا ہے کہ اس نے اسے لکھ بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے دن بلاشبہ قریش کے پاس یہ معاہدہ کیا تھا کہ جو شخص اپنے ولی کی اجازت کے بغیر رسول اللہ ﷺ کی طرف آئے گا آپ ﷺ اسے واپس لوٹا دیں گے۔

جب عورتوں نے ہجرت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کو آزمائش کے بعد یعنی تحقیق کے بعد مشرکوں کی طرف واپس لوٹانے سے انکار کر دیا۔ مسلمانوں نے جان لیا کہ یہ عورتیں اسلام میں دلچسپی کی وجہ سے ہجرت کر کے آئی ہیں۔ ایسی عورتوں کو روکنے کی صورت میں ان کے حق مہر مشرکوں کو لوٹا دیئے جائیں گے بشرطیکہ مشرکین ایسی عورتوں کے حق مہر مسلمانوں کو لوٹا دیں جنہیں انہوں نے اپنے پاس روک رکھا ہو۔ خداوند تعالیٰ نے کہا کہ یہ تمہارے لئے حکم خداوندی ہے۔ جس کے مطابق وہ تمہارے درمیان فیصلے کرتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مہاجر عورتوں کو روک لیا البتہ مردوں کو واپس کر دیا۔

قول خداوندی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ (الآیۃ ۱۳)

مومنو! ان لوگوں سے جن پر خدا غصے ہوا ہے دوستی نہ کرو۔

۸۱۶۔ یہ آیت نادار مسلمانوں کے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو یہود کو مسلمانوں کے حالات سے آگاہ کرتے رہتے تھے اور ان کے ساتھ میل جول رکھتے تھے۔ اس کے بعد وہ ان سے اس کا پھل پاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان نادار مسلمانوں کو اس کام سے باز رکھا اور منع کیا۔

سورة الصّف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَافِی السَّمٰوٰاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (الآية ۱)

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سب خدا کی حمد کرتی ہیں۔

۸۱۷۔ ہمیں محمد بن جعفر نے، اسے محمد بن عبداللہ بن زکریا نے، اسے محمد بن عبدالرحمٰن الدغولی نے، اسے محمد بن یحییٰ نے اسے محمد بن کثیر الصنعانی نے الاوزاعی سے، اس نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے عبداللہ بن سلام سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ ہم کچھ صحابی رسول بیٹھے ذکر کر رہے تھے۔ ہم نے کہا کہ کاش ہمیں پتہ چلے کہ کون سا کام اللہ کو سب کاموں سے پیارا ہے تو ہم وہ کام کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں: "سَبَّحَ لِلّٰهِ مَافِی السَّمٰوٰاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ " تا "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ الخ" رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت ہمیں پڑھ سنائیں۔

قول خداوندی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ (الآية ۲)

مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے۔

۸۱۸۔ مفسرین کا قول ہے کہ مسلمان کہتے تھے کہ کاش ہمیں معلوم ہو کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے تو ہم جان و مال کی قربانی دے کر وہ عمل کرتے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ ترین عمل کی طرف یہ کہہ کر رہنمائی کی: "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا......"

پھر غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کی آزمائش کی گئی تو وہ الٹے پاؤں پیٹھ موڑ کر پھر گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ"

سورة الجمعة

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا (الاٰیة ۱۱)

اور جب یہ لوگ سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھتے ہیں۔

۸۱۹۔ ہمیں استاذ ابو طاہر الزیادی نے، اسے ابو الحسن علی بن ابراہیم نے، اسے محمد بن مسلم بن وارۃ نے، اسے الحسن بن عطیہ نے، اور اسے اسرائیل نے حصین بن عبد الرحمٰن سے۔ اس نے ابو سفیان سے، اس نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے۔ اسی اثناء میں شام سے اناج کا لدا قافلہ آ پہنچا تو بارہ آدمیوں کے سوا سارے نمازی باہر نکل آئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا" اس حدیث کو امام بخاری ؒ نے حفص بن عمر، اس نے خالد بن عبد اللہ اور اس نے حصین سے روایت کیا۔

۸۲۰۔ ہمیں محمد بن ابراہیم المزکی نے، اسے ابو بکر بن عبد اللہ بن یحییٰ الطلحی نے، اسے جعفر بن احمد بن عمران الشاشی نے، اسے عبد اللہ بن احمد بن عبد اللہ بن یونس نے، اسے عبثر بن القاسم نے، اسے حصین نے سالم بن ابی الجعد سے، اس نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کر کے خبر دی کہ ہم جمعہ کے روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو اتنے میں اناج اٹھائے ایک قافلہ گزرا تو بارہ آدمیوں کے سوا باقی سب لوگ باہر نکل آئے۔ اس پر آیت جمعہ نازل ہوئی۔ اس حدیث کو امام مسلم ؒ نے اسحاق بن ابراہیم سے اور اس نے جریر سے روایت کیا ہے۔ اور امام بخاری ؒ نے اسے کتاب الجمعہ میں معاویہ بن عمرو سے، اس نے زائدہ سے اور دونوں راویوں نے حصین سے روایت کیا ہے۔

۸۲۰م۔ مفسرین کا قول ہے کہ اہل مدینہ قحط سالی کا شکار ہوئے یعنی لوگ بھوک اور گرانی کا شکار ہوئے تو دحیہ بن خلیفہ الکلبی شام کے تجارتی سفر سے واپس آیا۔ اس کی آمد کا اعلان ہوا۔ اس دن رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے۔ تو لوگ اس تجارتی قافلے کی طرف نکل کھڑے ہوئے اور مسجد نبوی میں صرف بارہ آدمی رہ گئے جن میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ شامل تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ اگر تم لوگ ایک کے پیچھے دوسرا نکل جاتے اور مسجد میں کوئی ایک شخص بھی نہ رہ جاتا تو ساری وادی میں آگ کا سیلاب آ جاتا۔

سورۃ المنافقون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (الآیۃ ۷)

یہی ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول خدا کے پاس (رہتے) ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کرو۔

۸۲۱۔ ہمیں عبدالرحمٰن بن عبدان نے، اسے محمد بن عبداللہ بن محمد الحافظ نے، اسے ابو العباس محمد بن احمد المحبوبی نے، اسے سعید بن مسعود نے، اسے عبیداللہ بن موسیٰ نے، اور اسے اسرائیل نے ابو سعید ازدی سے، اس نے زید بن ارقم سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں تھے۔ ہمارے ساتھ کچھ بدو لوگ تھے۔ ہم پانی کے لئے ایک دوسرے کے آگے نکل رہے تھے۔ یہ بدو لوگ ہم سے آگے تھے۔ تو کوئی ایک بدو جو اپنے ساتھیوں سے آگے نکل جاتا تو وہ تالاب بھر لیتے اور حوض کے گرد پتھر رکھ دیتے اور اس پر چمڑے کا ایک ٹکڑا رکھ دیتا تاوقتیکہ اس کے ساتھی وہاں نہ پہنچ جاتے۔ اتنے میں ایک انصاری آدمی آیا۔ اس نے اپنی اونٹنی کی نکیل ڈھیلی کی تاکہ وہ پانی پیئے۔ تو بدو نے اسے پانی سے انکار کر دیا۔ اتنے میں پتھر جگہ سے ہٹ گیا اور پانی بہہ گیا۔ اعرابی نے ایک لکڑی اٹھائی اور انصاری کے سر پر دے ماری جس سے انصاری کا سر پھٹ گیا۔

انصاری، عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے پاس آیا اور اسے واقعے کی اطلاع دی۔ یہ شخص عبداللہ بن ابی کے ساتھیوں میں سے تھا۔ عبداللہ بن ابی کو غصہ آ گیا۔ اس نے کہا کہ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں پر خرچ نہ کرو تاوقتیکہ وہ رسول اللہ ﷺ سے الگ نہ ہوں یعنی بدو لوگ جب رسول اللہ ﷺ سے الگ نہ ہوں تو ان پر مال خرچ نہ کرو۔ اس کے بعد عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب تم واپس مدینے لوٹو تو عزت والے لوگ وہاں سے بے عزت لوگوں کو نکال باہر کر دیں گے۔ زید بن ارقم نے کہا کہ میں اپنے چچا کے پیچھے سواری پر تھا۔ میں نے عبداللہ بن ابی کی باتیں سنیں تو وہ باتیں میں نے اپنے چچا سے کہہ دیں۔ چنانچہ وہ چلے گئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مطلع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلا بھیجا تو اس نے حلف اٹھا کر واقعہ کی صحت سے انکار کیا اور معذرت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے سچ مان لیا

اور مجھے جھٹلایا۔ میرا چچا میرے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ تم نے یہ کیا حرکت کی کہ جس سے رسول اللہ تجھ پر ناراض ہوئے اور مسلمانوں نے تجھے جھوٹا قرار دیا۔

اس سے مجھ پر غم کا وہ پہاڑ ٹوٹ پڑا جو کبھی نہ ٹوٹا تھا۔ پھر میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور میرا کان مروڑ کر میری طرف منہ کر کے ہنس پڑے۔ اس سے مجھے اس قدر خوشی ہوئی گویا مجھے ساری دنیا مل گئی۔ جب ہم نے اگلی صبح کی تو رسول اللہ نے سورۃ المنافقین پڑھ سنائی: "اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ" تا "هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا" یہاں تک کہ آپ اس آیت تک پہنچے: "لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ"

اہل تفسیر اور سیرت نگاروں کا قول ہے کہ رسول ﷺ نے بنو المصطلق کے خلاف جنگ کی۔ آپ ﷺ ان کے پانیوں میں سے ایک پانی پر اترے جسے المریسیع کہا جاتا تھا۔ لوگوں کا پہلا دستہ وہاں پہنچا۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ بنو غفار کا ایک آدمی بطور مزدور تھا۔ اس کا نام جہجاہ بن سعید تھا۔ یہ حضرت عمرؓ کے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے تھا۔ جہجاہ اور سنان الجہنی آپس میں الجھ پڑے۔ سنان خزرج کے حلیف قبیلے بنو عوف سے تعلق رکھتا تھا۔ ان دونوں میں لڑائی ہوئی۔ جہنی نے یامعشر الانصار کا نعرہ لگایا اور غفاری نے یامعشر المہاجرین کا نعرہ بلند کیا۔ مہاجرین میں سے ایک شخص نے جہجاہ کی مدد کی۔ اس کا نام جعال تھا یہ شخص نادار تھا۔ اس سے عبداللہ بن ابی نے کہا کہ تو بھیک منگا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے اس کام سے روکنے والی کیا چیز ہے۔ جعال نے عبداللہ بن ابی کے ساتھ سخت کلامی کی۔ اس پر عبداللہ بن ابی نے کہا۔ اس ذات کی قسم جس کا حلف اٹھایا جاتا ہے۔ میں تمہیں دھنک کے رکھ دوں گا۔ کیا تمہیں اس کے علاوہ کسی اور چیز کی ضرورت ہے۔

عبداللہ سخت غصے میں آیا اور اس نے کہا کہ ہماری مثال تو وہ ہے کہ جو کسی نے کہا ہے کہ اپنے کتے کو پال پوس کر موٹا کر دو تا کہ وہ تم ہی کو کھائے۔ ہم قسم بخدا! اگر مدینے لوٹ کر گئے تو عزت والے لوگ ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال باہر کریں گے۔ عزت والے سے مراد عبداللہ بن ابی کی اپنی ذات تھی اور ذلیل سے مراد رسول اللہ ﷺ تھے۔ اس کے بعد عبداللہ بن ابی کو اپنی قوم کا جو آدمی ملا اس نے اس سے کہا یہ تمہارے اپنے کئے کا صلہ ہے۔ تم نے اپنے ملک کو ان کے لئے حلال کر دیا۔ تم نے اپنے اموال ان مہاجرین کے ساتھ تقسیم کر لئے۔ واللہ اگر تم جعال اور اسی جیسے لوگوں سے اپنا بچا کھچا کھانا روک دیتے تو وہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوتے۔ اور قریب تھا کہ وہ تمہارے علاقے سے نکل جاتے۔" اب تم ان لوگوں کی تب تک مال خرچ کر کے پرورش نہ کرو تاوقتیکہ وہ محمد سے الگ نہ ہوں۔

زید بن ارقم نے کہا جو اس وقت وہاں موجود تھا اور یہ باتیں سن رہا تھا۔ اس نے عبداللہ بن ابی سے کہا کہ واللہ اپنی قوم میں ذلیل، کمینے اور ناپسندیدہ شخص تم ہو۔ محمد ﷺ خدائے رحمٰن کی دی ہوئی عزت میں

ہیں اور مسلمانوں کے درمیان مرکز محبت ہیں۔ واللہ، تمہاری ان باتوں کے بعد مجھے تم قطعاً پسند نہیں ہو۔ عبداللہ نے اسے کہا کہ خاموش رہو۔ میں تو مذاقاً یہ باتیں کر رہا تھا۔ زید بن ارقم رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کو واقعے کی اطلاع دی۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس حضرت عمر بن الخطاب موجود تھے۔ انہوں نے کہا: آپ ﷺ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ تمہارے اس فعل سے یثرب یعنی مدینے میں بڑی بڑی ناکیں پھڑ پھڑائیں گی۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! اگر آپ ﷺ اسے مناسب نہیں سمجھتے کہ اسے کوئی مہاجر قتل کرے تو آپ ﷺ سعد بن ابی عبادہ، محمد بن مسلمہ یا عبادہ بن بشر میں سے کسی کو حکم دیں کہ وہ اسے قتل کر دے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تب پھر لوگ چہ میگوئیاں اور چرچا کریں گے کہ محمد ﷺ اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلا بھیجا تو وہ آیا۔

آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے یہ بات کہی ہے جو مجھ تک پہنچی ہے۔ عبداللہ بن ابی نے جواب دیا: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل کی ہے میں نے ہرگز ایسی کوئی بات نہیں کی۔ اور زید بلاشبہ جھوٹا ہے۔ عبداللہ بن ابی اپنی قوم میں بہت بڑی عزت والا تھا۔ انصار میں سے جو لوگ وہاں موجود تھے، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ، عبداللہ ہمارا بزرگ اور بڑا آدمی ہے۔ اس کے خلاف انصار کے ایک لڑکے کی بات پر اعتبار نہ کیجیے۔ ممکن ہے لڑکے کو وہم ہوا ہو اور اسے بات ٹھیک سے یاد نہ رہی ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے معذور سمجھ کر معاف کر دیا۔ انصار کے حلقوں میں زید بن ارقم کے خلاف ملامت پھیل گئی اور انہوں نے زید کو جھوٹا قرار دیا۔ زید کے چچا نے اس سے کہا کہ تم نے یہ کیا چاہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے جھوٹا قرار دیا اور تم مسلمانوں کی نفرت کا نشانہ بن گئے۔ زید اس کے بعد اس قدر شرمندہ ہوا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے قریب نہ جاتا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وہاں سے کوچ کیا تو آپ ﷺ کو اسید بن حضیر ملے۔ آپ ﷺ نے ان سے کہا کہ آپ کو معلوم ہوا کہ تمہارے صاحب عبداللہ بن ابی نے کیا کہا ہے۔ اسید نے پوچھا کہ اس نے کیا کہا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا خیال ہے کہ اگر وہ مدینہ واپس پہنچا تو وہاں سے عزت والے لوگ ذلیل لوگوں کو نکال باہر کریں گے اس پر اسید نے کہا: یا رسول اللہ، واللہ آپ ﷺ اسے اگر چاہیں تو مدینے سے باہر نکال دیں گے۔ ذلیل وہ ہے۔ اور آپ ﷺ عزت والے ہیں۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ یا رسول اللہ، اس کے ساتھ نرمی کا سلوک فرمایئے۔ واللہ، آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ یہاں لایا ہے۔ (اس سے پہلے) قوم اس کو تاج پہنانے کا اہتمام کر رہی تھی۔ اس کی رائے میں آپ ﷺ نے اس کا یہ تاج چھین لیا ہے گویا آپ ﷺ نے اس کی حکومت چھین لی ہے۔ جب عبداللہ کو اپنے باپ کی اس ساری کارستانی کا پتہ چل گیا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ عبداللہ بن ابی کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ ﷺ ایسا کرنا چاہتے ہیں تو مجھے حکم دیجیے۔ میں اس کا سر آپ ﷺ کی خدمت میں

پیش کر دوں گا۔ خزرج کا سارا قبیلہ جانتا ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں مجھ سے بڑھ کر سارے قبیلے میں کوئی دوسرا نہیں ہے۔ مجھے اس بات کا خدشہ ہے کہ اگر آپ ﷺ نے میرے سوا کسی اور کو حکم دیا اور اس نے اسے قتل کیا تو میرا نفس عبداللہ بن ابی کے قاتل کو لوگوں کے درمیان چلتے پھرتے نہ دیکھ سکے گا۔ میں اسے قتل کر دوں گا۔ یوں میں ایک کافر کے بدلے ایک مومن کے قتل کا مرتکب ہو جاؤں گا اور جہنم میں ڈالا جاؤں گا۔

رسول اللہ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ بلکہ ہم اس کے ساتھ جتنی دیر وہ ہمارے ساتھ رہے گا حسن سلوک کریں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ مدینے پہنچے تو زید بن ارقم نے کہا کہ میں دکھ اور شرم کے مارے اپنے گھر میں بیٹھ گیا۔ تو میری تصدیق اور عبداللہ کی تکذیب میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ المنافقین نازل کی۔ جب یہ سورت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید کا کان پکڑا اور کہا: اے زید، اللہ تعالیٰ نے تیری تصدیق کر دی اور تیرے کان کو بادقت قرار دیا۔ عبداللہ بن ابی مدینے کے قریب تھا، جب اس نے مدینے میں داخل ہونا چاہا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ آیا اور اپنی سواری سے مدینے کے چوک میں اتر پڑا۔ جب عبداللہ بن ابی وہاں پہنچا تو اس کے بیٹے نے کہا کہ پیچھے ہٹو۔ اس نے بیٹے سے کہا کہ تجھے کیا ہوا۔ افسوس ہے تجھ پر۔ بیٹے نے جواب دیا۔ اللہ کی قسم، تم مدینے میں تب تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دیں۔ آج تمہیں پتہ چل جائے گا کہ عزت والا کون ہے اور ذلیل کون ہے۔ عبداللہ بن ابی نے اپنے بیٹے کی اس کارگزاری کی رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم بھیجا کہ اپنے باپ کو داخل ہونے دے۔ تو عبداللہ نے کہا کہ ہاں، اور جب کہ نبی کریم ﷺ کا حکم آیا ہے تو ٹھیک ہے۔ اس کے بعد عبداللہ بن ابی مدینے میں داخل ہوا۔

جب یہ سورت نازل ہوئی اور عبداللہ بن ابی کا جھوٹ ظاہر ہو گیا تو اسے کہا گیا کہ اے ابو حباب! تمہارے بارے میں تو سخت آیات نازل ہوئی ہیں۔ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ تا کہ وہ تمہارے لئے مغفرت کے لئے دعا کریں تو اس نے اپنا سر پھیر لیا۔ اسی پر یہ قول خداوندی نازل ہوا۔ "وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ..."

سورۃ التغابن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ (الآیۃ ۱۴)

مؤمنو تمہاری عورتوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن (بھی) ہیں۔

۸۲۲۔ ابن عباسؓ کا قول ہے کہ ایک شخص جب مسلمان ہو جاتا تھا تو وہ جب ہجرت کرنا چاہتا تھا تو اس کے گھر والے اور اس کے بچے اسے اس سے روکتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تجھے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں جو تو ہجرت کر کے جائے اور اپنے اہل خانہ اور خاندان کو چھوڑ دے اور بغیر اہل و مال مدینے چلا جائے۔ تو ان لوگوں میں ایسے بھی تھے جو ان واسطوں سے پسیج جاتے تھے اور گھروں میں بیٹھے رہتے اور ہجرت نہ کرتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۸۲۲م۔ ہمیں احمد بن عبداللہ بن (احمد) الشیبانی نے، اسے ابوالفضل احمد بن اسماعیل بن یحییٰ بن حازم نے، اسے عمر بن محمد بن بجیر نے، اسے محمد بن عمر المقدمی نے، اسے اشعث بن عبداللہ نے، اسے شعبہ نے اسماعیل بن ابوخالد سے روایت کر کے خبر دی اس نے کہا کہ ایک شخص مسلمان ہو جاتا تو اس کے گھر والے اور بچے اسے ملامت کرتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "**اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ**"

۸۲۳۔ عکرمہ کا قول ہے جو اس نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ لوگ جنہیں ان کے بیوی بچوں نے ہجرت سے روکا تھا۔ جب انہوں نے ہجرت کی اور انہوں نے دیکھا کہ لوگوں نے دین میں سمجھ بوجھ حاصل کی تو انہوں نے اپنے ان بیوی بچوں کو سزا دینے کا ارادہ کیا جنہوں نے انہیں ہجرت سے روکا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "**وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ**"

سورة الطلاق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ (الأية ۱)

اے پیغمبر (مسلمانوں سے کہہ دو کہ) جب تم عورتوں کو طلاق دینے لگو تو ان کی عدت کے شروع میں طلاق دو۔

۸۲۴۔ قتادہ نے انس کے حوالے سے حدیث روایت کی۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حفصہ کو طلاق دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جس میں آپ ﷺ سے کہا گیا کہ اس سے رجوع کیجئے کیونکہ وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والی ہے۔ اور جنت میں یہ آپ کی بیویوں میں سے ایک ہے۔

۸۲۵۔ السدی کا قول ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن عمر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو اس کے حیض کی حالت میں طلاق دی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے رجوع کرنے کا حکم دیا تھا اور اسے کہا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو حیض سے پاک ہونے تک اپنے پاس روکے رکھے اور پھر جب اسے دوبارہ حیض آئے اور اس دوسرے حیض سے پاک ہونے پر اگر چاہے تو اس کے ساتھ مجامعت کرنے سے پہلے اسے طلاق دے۔ یہ عدت ہے جسے پورا کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

۸۲۶۔ ہمیں منصور بن عبدالوہاب بن احمد الشالنجی نے، اسے ابو عمر محمد بن احمد الحیری نے، اسے احمد بن زنجویہ نے، اسے عبدالعزیز بن یحییٰ نے اسے لیث بن سعد نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے بتایا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی جب کہ وہ حائضہ تھی، اس نے اسے ایک طلاق دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے رجوع کرنے کا حکم دیا۔ اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی کو اپنے پاس روکے رکھے تاوقتیکہ وہ حیض سے پاک ہو جائے اور اسے دوسرا حیض آئے اور اسے مہلت دے تا کہ وہ دوسرے حیض سے بھی پاک ہو۔ پھر اگر اس کا دل چاہے تو طہارت کی حالت میں اس کے ساتھ جماع کرنے سے پہلے طلاق دے۔ یہ عدت کی مدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس عدت کے مطابق

بیویوں کو طلاق دی جائے۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے قتیبہ کے حوالے سے اور اس نے اللیث کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

قول خداوندی:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۔ (الآیتان ۲۔ ۳)

اور جو کوئی خدا سے ڈرے گا وہ اس کے لئے (رنج و محن سے) مخلصی کی صورت پیدا کردے گا۔

۸۲۷۔ یہ آیت عوف بن مالک الاشجعی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ مشرکوں نے اس کے ایک بیٹے کو قید کرلیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ ﷺ سے اپنے فقر و فاقے کی شکایت کی۔ اور کہا کہ دشمن نے میرے بیٹے کو قید کرلیا ہے اس کی ماں جزع و فزع کررہی ہے۔ آپ ﷺ مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: اتق اللّٰہ و اصبر یعنی اللہ کا تقویٰ اختیار کر اور صبر کر۔ میں تجھے اور تیری بیوی کو حکم دیتا ہوں کہ کثرت سے **لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ** پڑھو۔ یہ شخص اپنے گھر واپس لوٹا اور اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور تمہیں ہم دونوں کو **لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ** کثرت سے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کتنا اچھا حکم دیا ہے چنانچہ یہ دونوں میاں بیوی یہ **کلمات** پڑھنے لگے۔ دشمن اس کے بیٹے سے بے خبر اور غافل ہوگئے اور وہ ان کی بکریاں ہانک لایا اور انہیں اپنے باپ کے پاس لے آیا جو تعداد میں چار ہزار تھیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۸۲۸۔ ہمیں عبدالعزیز بن عبدان نے، اسے محمد بن عبداللہ بن نعیم نے، اسے ابوالقاسم الحسن بن محمد بن الحسین السکونی نے، اسے عبید بن کثیر العامری نے اسے عباد بن یعقوب نے، اسے یحییٰ بن آدم نے، اسے اسرائیل نے، اسے عمار بن معاویہ نے سالم بن ابی الجعد سے اور اس نے جابر بن عبداللہ سے روایت کرکے خبر دی۔ اس نے بتایا کہ یہ آیت "وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ"

اشجع قبیلے کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو نادار تنگ دست اور کثیر العیال تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے سوال کیا۔ آپ نے اسے تقویٰ اور صبر کرنے کی تلقین فرمائی۔ وہ اپنے دوستوں کی طرف لوٹا تو انہوں نے اس سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں کیا دیا اس نے انہیں کہا کہ آپ ﷺ نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ صرف فرمایا: اتق اللّٰہ واصبر یعنی اللہ کا تقویٰ کر اور صبر کر۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اس کا بیٹا بکریاں لے کر آیا۔ اس کے اس بیٹے کو دشمنوں نے قید کرلیا تھا۔ یہ شخص رسول

اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے ان بکریوں کے بارے میں پوچھا اور صورت حال بتادی تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ یہ بکریاں تمہاری ہیں۔

قول خداوندی:

وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ ..... (۴)

اور تمہاری (مطلقہ) عورتیں جو حیض سے ناامید ہو چکی ہوں

۸۲۹۔ مقاتل کا قول ہے کہ جب آیت "وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ" نازل ہوئی تو خلاد بن النعمان بن قیس الانصاری نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ) حیض والی عورتوں کی عدت کیا ہے اور جنہیں حیض نہ آیا ہو ان کی عدت کیا ہے نیز حاملہ عورتوں کی عدت کیا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۸۳۰۔ ہمیں ابو اسحاق المقری نے، اسے محمد بن عبداللہ حمدون نے، اسے مکی بن عبدان نے، اسے ابو الازہر نے، اسے اسباط بن محمد نے مطرف سے، اس نے ابو عثمان عمرو بن سالم سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ جب عورتوں کی عدت کے احکام نازل ہوئے جن کا ذکر سورۃ البقرۃ میں ہے۔ ان میں مطلقہ عورتوں اور ان عورتوں سے متعلق احکام ہیں جن کے خاوند فوت ہو گئے ہوں تو ابی بن کعب نے کہا کہ یا رسول اللہ! اہل مدینہ کی کچھ عورتوں نے کہا کہ کچھ عورتیں رہ گئی ہیں جن کا ذکر ان احکام میں نہیں ہے آپ ﷺ نے پوچھا کہ وہ کون سی عورتیں ہیں تو ابی بن کعب نے جواب دیا وہ کم عمر بوڑھی اور حمل والی عورتیں ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "وَاللَّائِي يَئِسْنَ ..... الخ"

سورۃ التحریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (الآية ۱)

اے پیغمبر جو چیز خدا نے تمہارے لئے جائز کی ہے تم اس سے کنارہ کشی کیوں کرتے ہو۔

۸۳۱۔ ہمیں محمد بن منصور الطوسی نے، اسے علی بن عمر بن مھدی نے، اسے الحسین بن اسماعیل المحاملی نے، اسے عبداللہ بن شبیب نے، اسے اسحاق بن محمد نے، اسے عبداللہ بن عمر نے، اسے ابو النضر مولی عمر بن عبداللہ نے علی بن عباس سے۔ اس نے ابن عباس سے اور اس نے عمر سے روایت کر کے خبر دی ہے۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ماریہ (ام ولد) کو لے کر حضرت حفصہ کے گھر میں داخل ہوئے تو حضرت حفصہؓ نے آپ ﷺ کو ماریہ کے ساتھ پایا تو اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے ماریہ کو میرے گھر میں کیوں داخل کیا۔

آپ ﷺ نے اپنی تمام دوسری بیویوں میں سے یہ سلوک میرے ساتھ صرف میری بے عزتی اور توہین کرنے کے لئے کیا ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے کہا کہ تم اس کا ذکر عائشہؓ سے نہ کرنا۔ اس (ماریہ) کے قریب جانا مجھ پر حرام ہے تو حفصہؓ نے کہا کہ آپ ﷺ اسے اپنے اوپر کس طرح حرام کرتے ہیں جب کہ وہ آپ کی لونڈی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ماریہ کے قریب نہ جانے کا حلف اٹھایا۔ اور حضرت حفصہ سے کہا کہ تم اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا لیکن انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اس کا ذکر کر دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کے پاس ایک ماہ تک نہ جانے کی قسم کھالی۔ آپ ﷺ نے انہیں انتیس راتوں تک چھوڑے رکھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل کی: "يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ؟"

۸۳۲۔ ہمیں ابو ابراہیم اسماعیل بن ابراہیم الواعظ نے، اسے بشر بن احمد بن بشر نے، اسے جعفر بن الحسن الفریابی نے، اسے منجاب بن الحارث نے، اسے علی بن مسہر نے ہشام بن عروہ سے، اس

نے اپنے والد اور اس نے حضرت عائشہؓ سے روایت کر کے خبر دی کہ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کو حلوہ اور شہد بہت پسند تھا۔ آپ ﷺ عصر کے بعد اپنی بیویوں کے پاس جاتے تھے۔ تو ایک دفعہ وہ حضرت حفصہؓ بنت عمر کے پاس گئے تو وہاں خلاف معمول زیادہ دیر ٹھہرے رہے۔ مجھے پتہ چل گیا۔ میں نے اس کا سبب معلوم کیا تو مجھے بتایا گیا کہ حفصہؓ کی قوم کے کسی آدمی نے اسے شہد کا ایک ڈبہ بطور ہدیہ بھیجا ہے۔ اور اس نے اس شہد سے نبی کریم ﷺ کو شربت بنا کر پلایا تو میں نے کہا کہ واللہ ہم ضرور اس کا کوئی چارہ کریں گی۔ چنانچہ میں نے سودۃ بنت زمعہ سے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب تمہارے پاس آئیں اور تیرے قریب ہوں تو کہہ دینا کہ یا رسول اللہ کیوں آپ نے مغافیر کھایا ہے۔ آپ ﷺ تم سے کہیں گے کہ حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے تو تم کہہ دینا کہ شہد کی مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہوگا۔ میں بھی یہی کہوں گی اور اے صفیہ تم بھی یہی کہنا۔

انہوں نے کہا کہ سودہ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ ابھی دروازے پر ہی کھڑے ہوں گے کہ میں تمہارے حکم کے مطابق بات کا آغاز کروں گی۔ جب رسول اللہ حضرت سودہ کے قریب ہوئے تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ، آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ نہیں تو حضرت سودہؓ نے پوچھا تو پھر یہ کیسی بُو ہے جو مجھے آپ ﷺ سے آرہی ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے۔ تو حضرت سودہؓ نے کہا کہ اس شہد کی مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہوگا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ جب آپ ﷺ میرے پاس آئے تو میں نے بھی یہی کچھ کہا۔ اور پھر جب آپ ﷺ صفیہؓ کے پاس گئے تو اس نے بھی یہی کچھ کہا۔ پھر جب آپ ﷺ واپس حفصہؓ کے پاس لوٹ آئے تو حفصہؓ نے پوچھا کہ کیا میں آپ ﷺ کو شہد کا شربت پلاؤں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت سودہؓ کا کہنا ہے کہ سبحان اللہ، ہم نے اسے حرام کر دیا ہے میں نے اس سے کہا کہ خاموش رہو۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے فروۃ (ابن ابی المغراء) سے روایت کیا اور امام مسلمؒ نے اسے سوید بن سعید سے۔ دونوں راویوں نے اسے علی بن مسہر کے حوالے سے نقل کیا۔

۸۲۳۔ ہمیں ابوعبدالرحمٰن بن ابی حامد نے، اسے زاہر بن احمد نے، اسے الحسین ابن محمد بن مصعب نے، اسے یحییٰ بن حکیم نے، اسے ابوداؤد نے، اسے عامر الخزاز نے ابن ابی ملیکہ سے۔ روایت کر کے بیان کیا ہے کہ حضرت سودۃ بنت زمعہ کی ایک خالہ یمن میں رہتی تھی۔ اور اسے تحفہ کے طور پر شہد بھیجا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس اس کی باری کے دن کے علاوہ تشریف لاتے۔ اور شہد تناول فرماتے۔ حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ دوسری ازواج مطہرات کی بہ نسبت آپس میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب تھیں۔ ان میں ایک نے دوسری سے کہا کہ کیا تم اس معاملے کی طرف نہیں دیکھتی ہو کہ رسول اللہ ﷺ عادۃً سودہ کے پاس اس کی باری کے دن کے علاوہ بھی آتے ہیں اور اسی شہد میں سے تناول کرتے ہیں۔ پس جب آپ ﷺ تمہارے پاس تشریف لائیں تو تم اپنی ناک پکڑ لینا۔ جب آپ ﷺ پوچھیں کہ

تمہیں کیا ہوا تو کہہ دینا کہ مجھے آپ (ﷺ) سے بو آ رہی ہے۔ مجھے پتہ نہیں کہ یہ کیسی بو ہے۔ جب آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائیں گے تو میں بھی یہی کچھ کروں گی۔

جب نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے اپنی ناک پکڑ لی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ سے بو آ رہی ہے۔ مجھے تو یہ مغافیر کے علاوہ کسی اور چیز کی محسوس نہیں لگ رہی۔ رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ آپ ﷺ خوشبو کو بہت پسند فرماتے اگر انہیں نہ جاتی۔ جب آپ ﷺ دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی یہی کچھ کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی بات مجھے فلاں عورت نے کہی۔ یہ بو اس چیز کی ہوگی جو میں نے سودہ کے گھر سے تناول کی ہے۔ اللہ کی قسم۔ میں یہ چیز دوبارہ ہرگز نہیں چکھوں گا۔

ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ بقول ابن عباس کہ اسی واقعہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:
"یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ"

قول خداوندی:

اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا (الآیة ۴)

اگر تم دونوں خدا کے آگے توبہ کرو (تو بہتر ہے کیونکہ) تمہارے دل کج ہو گئے ہیں۔

۸۳۴۔ ہمیں ابو منصور المنصوری نے، اسے ابو الحسن الدار قطنی نے، اسے الحسین بن اسماعیل نے، اسے عبداللہ بن شبیب نے، اسے احمد بن محمد بن عبدالعزیز نے خبر دی۔ اس نے کہا کہ مجھے اپنے والد کی کتاب میں الزہری کے حوالے سے یہ حدیث ملی ہے۔ انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ کے حوالے سے اور اس نے ابن عباس کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ کی باری کے دن رسول اللہ ﷺ کو ام ابراہیم کے ساتھ پایا تو انہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ میں عائشہ کو ضرور مطلع کروں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مجھ پر حرام ہے۔ جو میں اس کے قریب جاؤں۔ حضرت حفصہؓ نے یہ بات حضرت عائشہؓ سے کہہ دی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اس کی اطلاع دے دی تو آپ ﷺ نے حفصہؓ کو ان کی کہی ہوئی بعض باتیں بتا دیں حضرت حفصہؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو کس نے بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ" اس پر رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ تک ایلاء کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا......"

سورۃ الملک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِاجْهَرُوْا...... (الآیۃ ۱۳)

اور تم (لوگ) بات پوشیدہ کہو یا ظاہر......

۸۲۵۔ابن عباسؓ کا قول ہے کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس کا شان نزول یہ ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتے تھے۔آپ ﷺ کو جبرائیل خبر دیتے اور ان مشرکین کی کہی باتیں اور بدخواہی سے آپ ﷺ کو مطلع کر دیتے۔اس لئے مشرک لوگ ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ اپنی باتیں رازدارانہ طریقے سے کرو کہیں محمد ﷺ کے اللہ کو معلوم نہ ہو جائے۔

سورۃ القلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

اور تمہارے اخلاق بڑے (عالی) ہیں۔

۸۳۶۔ ہمیں ابوبکر الحارثی نے، اسے عبداللہ بن محمد بن حیان نے، اسے احمد بن جعفر بن نصر الجمال نے، اسے جریر بن یحییٰ اور حسین بن علوان الکوفی نے، اسے ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے حضرت عائشہ سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی زیادہ خوش خلق نہ تھا۔ صحابہ اور آپ ﷺ کے گھر والوں میں سے جس کسی نے آپ ﷺ کو پکارا تو آپ ﷺ نے لبیک کے بغیر اور کچھ نہ کہا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ"

قول خداوندی:

وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ (الآیۃ ۵۱)

اور کافر جب (یہ) نصیحت (کی کتاب) سنتے ہیں تو یوں لگتے ہیں کہ تم کو اپنی نگاہوں سے پھسلا دیں گے۔

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کفار نے نظر بد لگانے کا ارادہ کیا انہوں نے آپ ﷺ کو نظر بد لگائی۔ قریش کی ایک جماعت نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو کہا: "ہم نے آپ ﷺ جیسا اور آپ ﷺ کے استدلال جیسا نہیں دیکھا۔ نظر بد کا رواج بنو اسد کے قبیلے میں اس قدر تھا کہ اگر کوئی موٹی تازی اونٹنی یا گائے ان کے کسی آدمی کے پاس سے گزرتی اور وہ اسے دیکھ لیتا۔ پھر کہتا کہ اے لڑکی! یہ بڑی ٹوکری اور درہم لے لو اور اس اونٹنی یا گائے کا گوشت لا دو تو وہ اونٹنی یا گائے فوراً ہی مر جاتی۔ اور اسے ذبح کر دیا جاتا۔

۸۳۷۔ الکلبی کا قول ہے کہ ایک عرب دو تین دن کھائے پیئے بغیر رہتا۔ پھر اپنی عباء کا کنارہ اوپر اٹھا کر پاس سے گزرنے والی بھیڑ بکریوں یا مویشیوں کو دیکھتا تو کہتا کہ ان اونٹوں اور بھیڑ بکریوں سے بہتر جانور تو کبھی نہ چرائے گئے ہوں گے تو تھوڑی ہی دور جا کر ان میں سے کچھ جانور گر کر مر جاتے۔ کافروں نے اس شخص سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو نظر بد لگا دے اور آپ ﷺ کے ساتھ بھی یہی چھو کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس نظر بد سے محفوظ رکھا اور یہ آیت نازل کی۔

سورۃ الحاقۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ (۱۲)

اور یاد رکھنے والے کان اسے یاد رکھیں۔

۸۲۸۔ ہمیں ابوبکر التمیمی نے، اسے عبداللہ بن محمد بن جعفر نے، اسے الولید بن ابان نے، اسے العباس الدوری نے، اسے بشر بن آدم نے، اسے عبداللہ بن الزبیر نے خبر دی کہ میں نے صالح بن ہیثم کو کہتے سنا کہ انہوں نے بریدہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ بلاشبہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قریب کروں اور دور نہ کروں۔ نیز یہ کہ میں تمہیں تعلیم دوں اور تم اسے یاد رکھو، اور یہ اللہ پر حق یعنی ذمہ داری ہے کہ تم اسے یاد اور محفوظ رکھو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

"وَتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ"

سورۃ المعارج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

سَأَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ (۱)

ایک طلب کرنے والے نے عذاب طلب کیا جو نازل ہو کر رہے گا۔

۸۳۹۔ یہ آیت نضر بن الحارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب اس نے کہا تھا: "اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ" یعنی اے خدا اگر یہ تیری طرف سے حق اور سچ ہے" تو اس نے اپنے حق میں بد دعا کی تھی اور عذاب مانگا تھا۔ چنانچہ بدر کے موقع پر اس کی دعا قبول ہوگئی اور وہ تڑپ تڑپ کر قتل ہوا۔ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: "سَأَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ"

قول خداوندی:

اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ. كَلَّا (۳۸)

کیا ان میں سے ہر شخص یہ توقع رکھتا ہے کہ نعمت کے باغ میں داخل کیا جائے گا۔

ہرگز نہیں۔

۸۴۰۔ مفسرین کا قول ہے کہ مشرکین نبی ﷺ کے گرد ہو کر جمع ہوتے تھے اور آپ ﷺ کی باتیں سنتے تھے، لیکن ان باتوں سے مستفید نہ ہوتے تھے بلکہ وہ ان باتوں کو جھٹلاتے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اگر یہ لوگ یعنی مسلمان جنت میں داخل ہو گئے تو ہم لازماً ان سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ ہمارے لئے وہاں ان لوگوں کی بہ نسبت زیادہ سہولتیں اور آسائشیں ہوں گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

سورۃ المدثر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (۱)

اے (محمد ﷺ) جو کپڑا لپیٹے پڑے ہو۔

۸۴۱۔ ہمیں ابو اسحاق احمد بن ابراہیم المقری نے، اسے عبدالملک بن الولید نے، اسے اس کے والد نے، اسے الاوزاعی نے، اسے یحییٰ بن ابی کثیر نے خبر دی۔ اس نے کہا کہ میں نے ابو سلمہ کو جابر کے حوالے سے کہتے سنا کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں غار حرا میں ایک ماہ رہا'' جب میں نے یہ مدت گزار دی اور میں وادی کے نیچے اتر آیا تو مجھے آواز دی گئی۔ میں نے اپنے آگے پیچھے اور دائیں بائیں نظر دوڑائی۔ مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ مجھے دوبارہ آواز دی گئی تو میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ یعنی آواز دینے والا تخت پر ہوا میں ہے یعنی جبرائیل۔ اس کے بعد میں نے کہا: دَثِّرُوْنِیْ دَثِّرُوْنِیْ یعنی مجھے کمبل اوڑھاؤ، مجھے کمبل اوڑھاؤ۔ گھر والوں نے میرے اوپر پانی انڈیلا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں: ''يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، قُمْ فَأَنْذِرْ، وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ، وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ''

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے زہیر بن حرب سے، اس نے الولید بن مسلم سے اور اس نے الاوزاعی سے روایت کیا۔

قول خداوندی:

ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا...... (۱۱۔۳۴)

ہمیں اس شخص سے سمجھ لینے دو جس کو ہم نے اکیلے پیدا کیا۔

۸۴۲۔ ہمیں ابو القاسم الخذامی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن نعیم نے، اسے محمد بن علی الصغانی نے، اسے اسحاق بن ابراہیم الدبری نے، اسے عبدالرزاق نے معمر سے، اس نے ایوب سختیانی سے، اس نے عکرمہ سے اور اس نے ابن عباسؓ سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ الولید بن مغیرہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے قرآن پڑھ کر سنایا۔ یوں لگا جیسے الولید پر رقت طاری ہو گئی یعنی اس کا دل پسیجا۔ اسکی

اطلاع ابوجہل کو ہوئی تو اس نے کہا کہ اے عم! تمہاری قوم تمہارے لئے مال جمع کرنے کا ارادہ کر رہی ہے تا کہ وہ مال تمہیں دے دیں۔ دوسری جانب تم محمد ﷺ کے پاس گئے ہو اور تم نے اس کی پیش کردہ باتوں کو سنا ہے۔ الولید نے کہا کہ قریش کے لوگ جانتے ہیں کہ میں ان میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ ابوجہل نے کہا کہ پھر محمد ﷺ کے بارے میں کوئی ایسی بات کہو جو تمہاری قوم تک پہنچے کہ تم اس کے منکر ہو اور اس سے کراہت کرتے ہو۔

الولید نے کہا کہ میں کیا کہوں۔ واللہ، تم میں مجھ سے زیادہ شعر کو جاننے والا کوئی نہیں ہے نہ ہی کوئی شعر کے اجزا اور قصیدے کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ لیکن اللہ کی قسم جو کچھ محمد کہتا ہے، وہ شعر سے کچھ مناسبت نہیں رکھتا۔ اللہ کی قسم اس کی کہی ہوئی بات میں ایک عجب حلاوت اور مٹھاس ہے۔ اس پر ایک تروتازگی ہے۔ اس کی بات کا بالائی حصہ پھلدار ہے اور زیریں حصہ ابلتا ہوا چشمہ ہے۔ وہ یوں بلاشبہ بالا ہے۔ اسے زیر نہیں کیا جا سکتا۔ ابوجہل نے کہا کہ تمہاری قوم تم سے تب تک راضی نہ ہوگی جب تک تم اس کے بارے میں اپنی رائے نہ دو۔ الولید نے جواب دیا کہ مجھے اس معاملے میں سوچنے دو۔ اس نے سوچنے کے بعد کہا کہ ایسا جادو ہے جو دوسرے لوگوں کو مسحور کر دیتا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا" کے بعد کی ساری آیات۔

مجاہد کا قول ہے کہ بلاشبہ الولید بن المغیرہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر کے پاس آتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ قریش نے خیال کیا کہ وہ اسلام قبول کرنے والا ہے۔ چنانچہ ابوجہل نے اس سے کہا کہ قریش کا خیال ہے کہ تم محمد ﷺ کے پاس بہت جاتے رہتے ہو اور ابوقحافہ کے بیٹے یعنی ابوبکر کے پاس بھی جاتے ہو۔ تم ان دونوں کے ہاں کھانا کھاتے ہو۔ تو الولید نے قریش سے کہا کہ تم لوگ خاندانی اور حسب ونسب والے اور عقل مند ہو۔ تم سمجھتے ہو کہ محمد ﷺ مجنون ہے! کیا تم نے اسے دیکھا ہے کہ کیا وہ بھی پاگلوں کی سی بہکی باتیں کرتا ہے؟

انہوں نے کہا کہ نہیں۔ الولید نے پوچھا کہ تم اسے کاہن خیال کرتے ہو کیا تم نے اسے کبھی کہانت کرتے دیکھا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ الولید نے پوچھا کہ تمہارا خیال ہے کہ وہ شاعر ہے کیا تم نے کبھی اس کی زبان سے شعر سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر تم خیال کرتے ہو کہ وہ جھوٹا کذاب ہے۔ کیا تمہیں کبھی اس کے جھوٹ بولنے کا تجربہ ہوا ہے۔ تو قریش نے کہا کہ نہیں۔ تب قریش نے الولید سے پوچھا کہ پھر آخر وہ کیا ہے؟ اس پر اس نے بقول قرآن: "إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ" اس نے دل میں سوچ بچار کیا اور کہا کہ وہ صرف ساحر ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے وہ جادو ہے۔ یہی صورت حال اس قول خداوندی میں بیان کی گئی ہے:

"إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ" تا "إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ"

سورۃ القیامۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی (بکھری ہوئی) ہڈیاں اکٹھی نہیں کریں گے؟

۸۴۳۔ یہ آیت عدی بن ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ یہ شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے قیامت کے بارے میں بتایئے کہ یہ کب آئے گی۔ اس کا معاملہ اور حال کیا ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے اس بارے میں مطلع کر دیا۔ تو اس نے کہا کہ میں اگر یہ دن دیکھ بھی لوں پھر بھی نہ تمہاری تصدیق کروں گا اور نہ اس پر ایمان لاؤں گا۔ کیا اللہ تعالیٰ ان ہڈیوں کو اکٹھا کر لے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

سورۃ الانسان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا (الآیۃ ۸)

اور باوجود یکہ ان کو خود طعام کی خواہش (اور حاجت) ہے فقیروں کو کھلاتے ہیں۔

۸۴۴۔ابن عباس کے حوالے سے عطاء کا قول ہے کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ایک دفعہ ایک نخلستان کی آبپاشی کی رات بھر مزدوری کی۔ مزدوری میں صبح کو کچھ جو حاصل کئے۔ ان میں سے ایک تہائی جو پیس لئے۔ اور اس سے کھانے کے لئے کچھ تیار کر لیا جسے خزیرہ کہا جاتا ہے۔ جب یہ پک کر تیار ہوا تو ان کے پاس ایک مسکین آیا۔ تو حضرت علیؓ نے یہ کھانا نکال کر اسے دے دیا۔ پھر دوسرا تہائی حصہ جو پیس کیا۔ جب وہ پک کر تیار ہوا تو ایک قیدی آیا جو مشرک تھا تو انہوں نے وہ کھانا اس قیدی کو کھلا دیا۔ اور اس طرح انہوں نے اپنا وہ دن (بھوکے) گزار دیا۔ اسی بارے میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔

سورۃ عبس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓی اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی (۱۔۲)

(محمد مصطفیٰ) ترش رُو ہوئے اور منہ پھیر بیٹھے کہ ان کے پاس ایک نابینا آیا۔

الاعمیٰ سے مراد ابن ام مکتوم ہیں۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ یہ صاحب نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ اس وقت نبی کریم عتبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، عباس بن عبدالمطلب، خلف کے دو بیٹوں اور امیہ کے ساتھ سرگوشی میں مصروف گفتگو تھے۔ آپ ﷺ انہیں دعوت الی اللہ دے رہے تھے آپ ﷺ کو ان کے مسلمان ہونے اور اسلام قبول کرنے کی توقع تھی۔ اس دوران ابن ام مکتوم کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ) مجھے وہ کچھ سکھایئے جو کچھ اللہ نے آپ ﷺ کو سکھایا ہے۔ وہ آپ ﷺ کو آوازیں دینے لگے اور بار بار آوازیں دیتے رہے۔ انہیں اس بات کا ادراک نہ تھا کہ آپ ﷺ کسی دوسرے شخص کے ساتھ مصروف گفتگو ہیں اور متوجہ ہیں۔

ان کی آوازوں کی تکرار سے رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر ناگواری کے آثار نمایاں ہوئے کیونکہ اس تکرار سے آپ ﷺ کی قطع کلامی ہو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بڑے بڑے سردار کہیں گے کہ اس کے یعنی رسول اللہ ﷺ کے پیروکار بس اندھے، ناسمجھ اور غلام ہی ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے تیوری چڑھالی۔ اور ابن ام مکتوم سے منہ پھیر لیا اور آپ ﷺ ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے جن سے آپ ﷺ مصروف گفتگو تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں: اس وحی کے بعد آپ ﷺ ابن ام مکتوم کی بڑی تکریم فرماتے تھے اور جب آپ ﷺ انہیں دیکھتے تو فرماتے۔ خوش آمدید جس کے باعث میرے رب نے مجھ پر عتاب کیا۔

۸۴۵۔ ہمیں محمد بن عبدالرحمٰن المصاحفی نے، ا سے ابوعمرو محمد بن احمد بن حمدان نے، ا سے ابویعلیٰ نے، ا سے سعید بن یحییٰ بن سعید نے، ا سے اس کے والد نے خبر دی اور کہا کہ ہم نے ہشام بن عروۃ سے بحوالہ حضرت عائشہ یہ پڑھا کہ انہوں نے بتایا: عبس وتولی کی سورت ابن ام مکتوم نابینا کے بارے میں نازل

ہوئی۔ یہ صاحب نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہنا شروع کیا: "یارسول اللہ (ﷺ) میری رہنمائی فرمایئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس مشرکین کے بڑے بڑے سردار موجود تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ابن ام مکتوم سے اعراض شروع کیا اور دوسروں کی طرف متوجہ رہے۔

سورۂ عبس وتولی اسی سلسلے میں نازل ہوئی۔

اس حدیث کو الحاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ انہوں نے علی بن عیسیٰ الحیری کا حوالہ دیا۔ انہوں نے عتابی کا اور عتابی نے سعد بن یحییٰ کا حوالہ دیا۔

قول خداوندی:

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ (۳۷)

ہر شخص اس روز ایک فکر میں ہوگا جواسے (مصروفیت کے لئے) بس کرے گا۔

۸۴۶۔ ہمیں ابوسعید بن ابی عمرو نے، ا سے الحسن بن احمد الشیبانی نے ا سے عبداللہ بن محمد بن مسلم نے، ا سے ابوجعفر محمد بن احمد بن سنان نے، ا سے ابراہیم بن ہراسہ نے، ا سی عائذ بن شریح الکندی نے خبر دی۔ اس نے کہا کہ میں نے انس بن مالک کو کہتے سنا انہوں نے بتایا کہ حضرت عائشہؓ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا قیامت کے روز ہم برہنہ تن اٹھیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ وائے بے شرمی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ"

سورۃ التکویر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (۲۹)

اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو خدائے رب العالمین چاہے۔

۸۴۷۔ ہمیں احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی نے، اسے ابوبکر بن عبدوس نے، اسے ابو حامد بن ہلال نے، اسے احمد بن یوسف السلمی نے، اسے ابومسہر نے، اسے سعید بن عبدالعزیز نے سلیمان بن موسیٰ سے روایت کر کے خبر دی کہ جب اللہ عزوجل نے "لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ" آیت نازل کی تو ابوجہل نے کہا کہ یہ ہماری طرف خطاب ہے۔ ہم چاہیں تو سیدھے ہوں اور نہ چاہیں تو نہ ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت: "وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ" نازل کی۔

سورۃ المطففین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ (۱)

ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے۔

۸۴۸۔ ہمیں اسماعیل بن الحسن بن محمد بن الحسین النقیب نے، اسے اس کے دادا محمد بن الحسین نے، اسے احمد بن محمد بن الحسین الحافظ نے، اسے عبدالرحمٰن بن بشیر نے، اسے علی بن الحسین بن واقد نے، اسے اس کے والد نے، اسے یزید النحوی نے بتایا کہ اسے عکرمہ نے ابن عباس کے حوالے سے حدیث بیان کی کہ جب نبی اکرم ﷺ مدینے تشریف لائے تو لوگ تول کے معاملے میں خبیث ترین تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے: "وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ" اس کے بعد لوگوں نے اپنے تول ٹھیک کیے۔

۸۴۹۔ القرظی کا قول ہے کہ مدینے میں ایسے تاجر تھے جو کم تولتے تھے۔ ان کی خرید و فروخت کا کاروبار ایک طرح کا جوا ہوتا تھا۔ اس کی اقسام المنابذہ، الملامسہ اور المخاطرۃ تھیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جب رسول اللہ ﷺ مارکیٹ کی طرف نکلے اور لوگوں کو یہ آیت پڑھ سنائی۔

۸۵۰۔ السدی کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینے تشریف لائے تو مدینے میں ابو جہینہ نامی ایک شخص تھا۔ اس کے پاس دو پیمانے تھے۔ ایک پیمانے سے ناپ کر دیتا تھا اور دوسرے پیمانے سے ناپ کر لیتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

سورۃ الطارق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ. وَمَآ اَدْرٰکَ مَا الطَّارِقُ. النَّجْمُ الثَّاقِبُ (۱۔۳)

آسمان اور رات کے وقت آنے والے کی قسم۔ اور تم کو کیا معلوم کہ رات کے وقت آنے والا کیا ہے۔ وہ تارہ ہے چمکنے والا۔

۸۵۱۔ یہ آیت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے لئے بطور تحفہ روٹی اور دودھ لائے۔ نبی کریم ﷺ جس وقت بیٹھے دودھ اور روٹی کھا رہے تھے۔ کہ اچانک ایک تارا ٹوٹ کر گرا، پہلے پانی چمکا۔ پھر آگ روشن ہوئی۔ ابوطالب خوفزدہ ہوگئے اور انہوں نے کہا کہ یہ کیا چیز ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک تارا ہے جیسے پھینکا گیا ہے۔ اور یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ ابوطالب حیران ہوگئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

سورۃ اللیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۸۵۴۔ ہمیں ابو معمر بن اسماعیل الاسماعیلی نے جرجان میں سنہ ۴۳۱ھ میں بذریعہ املا حدیث بیان کی۔ اسے ابوالحسن علی بن عمر الحافظ نے، اسے علی بن الحسن بن ہارون نے، اسے العباس بن عبداللہ الترقفی نے، اسے حفص بن عمر نے، اسے الحکم بن ابان نے۔ عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے روایت کر کے خبر دی کہ ایک شخص کے پاس کھجور کا ایک جھکا ہوا درخت تھا۔ اس کی ایک شاخ ایک نادار آدمی کے گھر میں لٹکتی تھی۔ یہ شخص عیالدار تھا۔ یہ شخص جب آتا اور اس نادار آدمی کے گھر میں داخل ہوتا اور کھجور اتارنے کے لئے اس درخت پر چڑھتا بعض اوقات کوئی کھجور نیچے گر جاتی اور اسے اس نادار آدمی کے بچے اٹھا لیتے تو یہ شخص اپنے کھجور کے درخت سے نیچے اتر آتا اور ان بچوں کے ہاتھوں سے کھجوریں چھین لیتا۔ اگر یہ کھجور کا دانہ کسی بچے کے منہ میں دیکھتا تو اس کے منہ میں انگلی ڈال دیتا اور اس کے منہ سے کھجور کا دانہ نکال لیتا۔ اس آدمی نے نبی کریم ﷺ سے اس صورت حال کی شکایت کی اور آپ ﷺ کو خبر دے دی کہ اسے درخت والے کی طرف سے کیا تکلیف پہنچتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تم چلے جاؤ اور آپ ﷺ خود درخت والے سے ملے اور آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ کیا تم وہ ترچھا درخت مجھے دیتے ہو جس کی شاخ فلاں آدمی کے گھر میں لٹکتی ہے۔ تمہیں اس کے عوض جنت میں ایک درخت ملے گا۔ تو اس شخص نے آپ ﷺ سے کہا کہ وہ مجھے مل چکا ہے۔ میرے پاس بہت سے کھجور کے درخت ہیں لیکن مجھے اس درخت کے پھل کی بہ نسبت کسی اور درخت کا پھل اتنا پسند نہیں ہے۔ پھر یہ شخص چلا گیا۔ نبی کریم ﷺ ایک ایسے شخص سے ملے جو رسول اللہ ﷺ کی باتیں سنا کرتا تھا۔ اس نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ﷺ) کیا آپ (ﷺ) مجھے وہ کچھ عطا کریں گے جو کچھ آپ ﷺ نے اس شخص کو دینے کی پیشکش کی، یعنی جنت میں ایک درخت، اگر میں اسے لے لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں۔ چنانچہ یہ شخص چلا گیا اور درخت والے سے ملا اور اس کے ساتھ درخت کا بھاؤ کیا اور کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ محمد ﷺ نے مجھے اس درخت کے بدلے میں ایک درخت عنایت فرمایا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے اس درخت کا پھل بہت پسند ہے۔

ایک دوسرے شخص نے اس سے کہا کہ کیا تم یہ درخت بیچتے ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ البتہ اگر مجھے

اتنا کچھ دے دیا جائے لیکن میرا خیال مجھے اتنا نہیں دیا جائے گا۔ تو اس شخص نے پوچھا کہ تمہاری مانگ کیا ہے؟ اس نے کہا چالیس درخت۔ اس نے جواب دیا کہ تم نے بہت بڑی بات کی ہے۔ تم اپنے جھکے ہوئے درخت کے بدلے چالیس درخت مانگ رہے ہو۔ پھر اس کے بعد یہ شخص خاموش ہو گیا۔ پھر اس سے کہا کہ میں تمہیں چالیس درخت دے دوں گا۔ درخت والے نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو اس پر کسی کو گواہ کر لو۔ کچھ لوگ پاس سے گزر رہے تھے۔ اس نے ان کو بلایا اور ان کو چالیس درخت دینے پر گواہ بنایا۔ پھر اس کے بعد یہ شخص نبی کریم ﷺ کے پاس چلا گیا اور آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) وہ درخت اب میری ملکیت بن گیا ہے۔ اب یہ درخت آپ ﷺ کی نذر ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ اس گھر والے کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اب یہ درخت تیرے اور تیرے عیال کے لئے ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں:

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى. وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ..... تا ..... اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى

رات کی قسم جب (دن کو) چھپا لے اور دن کی قسم جب چمک اٹھے....

۸۵۲۔ ہمیں ابوبکر الحارثی، ابوالشیخ الحافظ نے، اسے الولید بن ابان نے، اسے محمد بن ادریس نے، اسے منصور بن ابی مزاحم نے، اسے ابن ابی الوضاح نے یونس سے، اس نے ابن اسحاق سے اور اس نے عبداللہ سے روایت کر کے خبر دی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ بن خلف سے بلال کو ایک چادر اور ایک اوقیہ سونے کے عوض خرید لیا اور اس کے بعد آزاد کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل کی:

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ...... تا ...... اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى

یہاں سعی سے مراد حضرت ابوبکر کی اور امیہ بن خلف کی سعی ہے۔

قول خداوندی:

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى. وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى (الآیات ۵-۱۰)

تو جس نے (خدا کے رستے میں مال) دیا اور پرہیزگاری کی۔ اور نیک بات کو سچ جانا...

۸۵۳۔ ہمیں ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم نے، اسے محمد بن جعفر بن الہیثم الانباری نے، اسے جعفر بن محمد بن شاکر نے، اسے قبیصہ نے، اور اسے سفیان الثوری نے منصور اور الاعمش سے، انہوں نے سعد بن عبیدہ سے، اس نے ابو عبدالرحمٰن السلمی سے، اس نے علی سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ جس کی جگہ جنت میں نہ لکھی گئی ہو اور اسی طرح دوزخ میں نہ لکھی

گئی ہو۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ) کیا پھر ہم توکل کر کے نہ بیٹھ جائیں۔ یعنی اعمال چھوڑ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عمل کرو، ہر شخص جس کے لئے پیدا کیا گیا ہے اسے وہ دستیاب ہوگا یا اسے وہ سہولت فراہم ہوگی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے قرآن کی یہ آیات پڑھیں:

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى۔ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى۔ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے ابونعیم سے، اس نے الاعمش سے روایت کیا ہے اور امام مسلمؒ نے اس حدیث کو ابوزہیر بن حرب سے، اس نے جریر سے اور اس نے منصور سے روایت کیا ہے۔

۸۵۵۔ ہمیں عبدالرحمٰن بن حمدان نے، اسے احمد بن جعفر بن مالک نے، اسے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، اسے احمد بن محمد بن ایوب نے، اسے ابراہیم بن سعد نے محمد بن اسحاق سے، اس نے محمد بن عبداللہ سے، اس نے ابن ابی عتیق سے، اس نے عامر بن عبداللہ سے اور اس نے اپنے بعض لوگوں سے روایت کر کے خبر دی کہ ابوقحافہ نے اپنے بیٹے ابوبکر سے کہا: اے میرے بیٹے، میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم کمزور اور ضعیف غلاموں کو آزاد کراتے ہو، اگر تم نے یہی کام کرنا ہے تو بہتر ہوتا کہ تم مضبوط لوگوں کو آزاد کراؤ، جو تمہارا دفاع کریں اور تمہارے لئے دشمنوں کے مقابل کھڑے ہوں۔ ابوبکر نے جواب دیا: ابا جان! میرا یہی ارادہ ہے۔

راوی کا کہنا ہے کہ پھر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ آیات صرف ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے والد کی کہی ہوئی بات کے بارے میں نازل ہوئی ہے:

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى۔ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى۔ آخر سورۃ تک۔

۸۵۶۔ جس نے ابن الزبیرؓ کو برسر منبر کہتے سنا۔ اس نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمزور غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے تھے۔ ان کے والد نے ان سے کہا: بیٹے اگر تم ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے جو تمہارے دست و بازو بنتے یا تمہارا سہارا بنتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ مجھے سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقٰى۔ الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى۔ آخر سورۃ تک۔

اور جو بڑا پرہیزگار ہے وہ (اس سے) بچا لیا جائے گا جو مال دیتا ہے تاکہ پاک ہو۔

۸۵۷۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے عطاء کا قول ہے کہ جب بلال نے اسلام قبول کیا تو وہ بتوں کی طرف گئے اور ان کے اوپر پاخانہ کر دیا۔ بلال عبداللہ بن احجدعان کے غلام تھے۔ مشرکوں نے اس سے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حرکت کی شکایت کی۔ اس نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

ان کے حوالے کر دیا اور سو اونٹ بتوں پر قربانی کے لئے دے دیئے۔ انہوں نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑ لیا اور اسے تپتی ریت میں لٹا کر عذاب دینے لگے۔ وہ برابر اَحد اَحد کہتے جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا گزر اس پر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے اَحد اَحد کہنا نجات دلائے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتا دیا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ واسطے عذاب دیا جا رہا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رطل بھر سونا لیا اور اس سے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید لیا تو مشرکوں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کام یونہی نہیں کیا۔ ضرور ان پر بلال کا کوئی احسان ہوگا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى. اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى. وَلَسَوْفَ يَرْضٰى

اور (اس لئے) نہیں (دیتا کہ) اس پر کسی کا احسان (ہے) جس کا وہ بدلہ اتارتا ہے بلکہ اپنے خداوند اعلیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے دیتا ہے اور وہ عنقریب خوش ہو جائے گا۔

سورۃ الضحیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَالضُّحٰى. وَ الَّيْلِ اِذَا سَجٰى. مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى (الآية ۱.۳)

آفتاب کی روشنی کی قسم۔ اور رات کی تاریکی کی جب چھا جائے۔ (اے محمد) تمہارے پروردگار نے نہ تو تم کو چھوڑا اور نہ (تم سے) ناراض ہوا۔

۸۵۸۔ ہمیں ابو منصور البغدادی نے، اسے ابو الحسین احمد بن الحسن السراج نے، اسے الحسن بن المثنیٰ بن معاذ نے، اسے ابو حذیفہ نے، اسے سفیان الثوری نے الاسود بن قیس سے، اس نے جندب سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ قریش کی خاتون نے نبی اکرم سے کہا: مجھے تمہارا شیطان نظر نہیں آتا۔ لگتا ہے وہ تمہیں چھوڑ گیا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَالضُّحٰى. وَ الَّيْلِ اِذَا سَجٰى. مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے احمد بن یونس سے، اس نے زہیر سے اور اس نے الاسود سے روایت کیا اور امام مسلمؒ نے اس حدیث کو محمد بن رافع سے، اس نے یحییٰ بن آدم سے اور اس نے زہیر سے روایت کیا۔

۸۵۹۔ ہمیں ابو حامد احمد بن الحسن الکاتب نے، اسے محمد بن احمد بن شاذان نے، اسے عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے، اسے ابو سعید الاشج نے، اسے ابو معاویہ نے، اس نے ہشام بن عروہ سے اور اس نے اپنے والد سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا جبریلؑ نے نبی کریم کے پاس آنے میں دیر کر دی۔ آپ ﷺ نے سخت گریہ وزاری کی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ سے کہا، آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ کو چھوڑ دیا: مجھے آپ ﷺ کی گریہ وزاری سے یہی محسوس ہوتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں:

وَالضُّحٰى. وَ الَّيْلِ اِذَا سَجٰى. مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى

۸۶۰۔ ہمیں ابو عبدالرحمٰن بن ابی حامد نے، اسے ابو بکر محمد بن عبداللہ بن زکریا نے، اسے محمد بن عبدالرحمٰن الدغولی نے، اسے ابو عبدالرحمٰن محمد بن یونس نے، اسے ابو نعیم نے، اسے حفص بن سعید القرشی

نے، اسے اس کی والدہ نے اپنی والدہ خولہ سے روایت کر کے خبر دی جو رسول اللہ ﷺ کی خادمہ تھیں: اس نے کہا کہ گھر میں ایک پلا داخل ہوا اور وہ چارپائی کے نیچے گھس گیا اور وہیں مر گیا۔ نبی ﷺ پر کئی دن تک وحی کا نزول نہ ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے خولہ! میرے گھر میں کیا نئی چیز ہوئی کہ جبریل میرے پاس نہیں آتے۔ خولہ نے جواب دیا کہ میں کیوں نہ گھر صاف ستھرا کروں۔ چنانچہ میں نے اس میں جھاڑو دی۔ میں نے چارپائی کے نیچے جھاڑو پھیرا تو محسوس کیا کہ کوئی بھاری چیز ہے۔ میں جھاڑو سے نکالتی رہی۔ تا آنکہ میں نے اسے نکال ہی لیا۔ کیا دیکھتی ہوں کہ یہ ایک مردہ پلا یعنی کتے کا بچہ ہے۔ میں نے اٹھا کر دیوار کے پیچھے پھینک دیا۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے جبڑے کانپ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے خولہ! مجھے کمبل اوڑھادو۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَالضُّحٰى. وَ الَّيْلِ اِذَا سَجٰى. مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى

قول خداوندی:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (الآية ۴)

۸۶۱۔ ہمیں ابو بکر بن ابی الحسن الحسیمی نے، اسے محمد بن عبداللہ بن محمد الضبی نے، اسے ابو عمرو احمد بن محمد بن اسحاق نے، اسے محمد بن الحسن العسقلانی نے، اسے عصام بن داؤد نے، اسے اس کے والد نے، اسے الاوزاعی نے اسماعیل بن عبید اللہ سے، اسے علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد اپنی امت پر کشادہ ہونے والی چیزیں دیکھیں۔ آپ ﷺ دیکھ کر خوش ہوئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى. وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

راوی کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کو جنت میں ہیرے موتیوں کے ہزار محلات دیے گئے، جن کی مٹی مشک کی تھی۔ ہر محل میں آپ ﷺ کی ضرورت کے مطابق خادم اور ازواج تھیں۔

قول خداوندی:

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى (الآية ۶)

بھلا اس نے تمہیں یتیم پا کر جگہ نہیں دی (بے شک دی ہے)۔

۸۶۲۔ ہمیں الفضیل بن احمد بن محمد بن ابراہیم الصوفی نے، اسے زاہر بن احمد نے، اسے عبداللہ بن محمد بن زیاد النیسابوری نے، اسے یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، اسے عبداللہ بن عبداللہ الحجمی نے، اور اسے حماد بن زید نے عطاء بن السائب سے، اس نے سعید بن جبیر سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے ایسا سوال کیا۔ میں نے چاہا کہ کاش میں نے یہ سوال نہ کیا ہوتا۔ میں نے رب سے پوچھا: اے رب! مجھ سے پہلے انبیاء تھے، ان میں سے کسی کے لئے تو نے ہوا مسخر کر دی، اس سلسلے میں آپ ﷺ نے حضرت سلیمانؑ کا نام لیا، ان میں سے کوئی ایسا نبی تھا جو مردے زندہ کرتا تھا۔ اس ضمن میں آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰؑ کا ذکر کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ کیا میں نے آپ کو یتیم نہیں پایا تو آپ (ﷺ) کو پناہ دی۔ آپ ﷺ نے کہا، ہاں۔ کیوں نہیں اے رب۔ پھر اللہ نے کہا کہ کیا میں نے آپ کو بھٹکا ہوا نہیں پایا تو آپ کو ہدایت سے نوازا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے کہا کہ ہاں کیوں نہیں۔ اللہ نے کہا: کیا میں نے آپ کو نادار نہیں پایا تو آپ کو غنی کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے کہا کہ ہاں، کیوں نہیں اے میرے رب۔ اللہ نے کہا: کیا میں نے آپ کا شرح صدر نہیں کیا اور آپ کا بوجھ آپ سے نہیں ہٹایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے کہا کہ ہاں، کیوں نہیں اے میرے رب۔

سورۃ العلق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم اس سورت کا شان نزول کتاب کے آغاز میں بیان کر آئے ہیں۔

قول خداوندی:

فَلْيَدْعُ نَادِيَه، سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ

تو وہ اپنے یاروں کی مجلس بلالے۔ ہم بھی اپنے سوکلان دوزخ کو بلائیں گے۔

یہ آیات ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

۸۶۳۔ ہمیں ابومنصور البغدادی نے، اسے ابوعبداللہ بن یزید الخوزی نے، اسے ابراہیم بن محمد بن سفیان نے، اسے ابوسعید الاشج نے، اسے ابوخالد بن ابی ہند نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، ابوجہل آیا اور اس نے کہا کہ کیا میں نے آپ ﷺ کو اس سے منع نہیں کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ اس کے پاس گئے اور اسے ڈانٹ ڈپٹ کی۔ اس پر ابوجہل نے کہا، واللہ تمہیں پتہ چل جائے گا کہ مجھ سے زیادہ کس کے حمایتی ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

فَلْيَدْعُ نَادِيَه، سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ واللہ اگر وہ اپنے حمایتی بلاتا تو اسے اللہ تعالیٰ کا دارو غہ جہنم پکڑ لیتا۔

سورۃ القدر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ. وَمَآ اَدۡرٰٮكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ. لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ (الآیات ۱۔ ۳)

ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے۔ شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔

۸۶۳۔ ہمیں ابوبکر التمیمی نے، اسے عبداللہ بن حبان نے، اسے ابو یحییٰ الرازی نے، اسے سہل العسکری نے، اور اسے یحییٰ بن زائدہ نے مسلم سے، اس نے ابن ابی نجیح سے، اس نے مجاہد سے روایت کرکے خبر دی۔ اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ اس شخص نے اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے ایک ہزار ماہ تک ہتھیار باندھے رکھے۔ اس پر مسلمانوں کو تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل کیں:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ. وَمَآ اَدۡرٰٮكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ. لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ

راوی کا کہنا ہے کہ یہ رات ان اسلحہ بردار ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

سورۃ الزلزال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۸۶۵۔ ہمیں ابو منصور البغدادی نے اور محمد بن ابراہیم المزکی نے، ان دونوں کو ابو عمرو بن مطر نے، اسے ابراہیم بن علی الذھلی نے، اسے یحییٰ بن یحییٰ نے، اسے عبداللہ بن وہب نے حیی بن عبداللہ سے، اس نے ابو عبدالرحمٰن الحبلی سے اور اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے بتایا ہے کہ یہ آیت "اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا" جب نازل ہوئی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ رو پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اے ابوبکر تم کیوں روئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اس سورت نے رلا دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم خطا نہ کرو اور گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا کرے گا جو خطاء بھی کریں گے اور گناہ بھی تو ان کی مغفرت کی جائے گی۔

قول خداوندی:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ. وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ.

الآیتان (۷، ۸)

تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

۸۶۶۔ مقاتل کا قول ہے کہ یہ آیات دو شخصوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، جن میں سے ایک کے پاس سائل آتا تھا تو وہ اسے ایک آدھ کھجور، روٹی کا ٹکڑا یا اخروٹ کا دانہ دینا کم سمجھتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ ہمیں اجر تو اس کا ملے گا جو کچھ ہم اپنی پسندیدہ چیز دیں اور دوسرا شخص معمولی سے گناہ کو معمولی سمجھتا تھا۔ مثلاً جھوٹ، غیبت اور بدنظری۔ وہ کہتا تھا کہ ان معمولی باتوں کے کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو صرف بڑے گناہوں پر دوزخ کی آگ کا ڈراوا دیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل کر کے تھوڑے سے عمل کرنے کی بھی ترغیب دی ہے۔ اس توقع پر کہ ہو سکتا ہے کہ تھوڑا عمل بڑی مقدار حاصل کرے اور تھوڑی اور معمولی سے گناہ سے بھی ڈرایا ہے۔ مبادا کہ وہ کثرت کی شکل اختیار کرے۔ اس آیت میں یہی تفصیل ہے۔

سورۃ العادیات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا . الی آخر السورہ (۱۔۱۱)

اور سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم جو ہانپ اٹھتے ہیں۔

۸۶۷۔ مقاتل کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حی بن کنانہ کی طرف ایک فوجی مہم بھیجی۔ اس مہم کا امیر المنذر بن عمرو الانصاری کو مقرر فرمایا۔ مہم کی روانگی کے بعد ان کی کوئی اطلاع آنے میں تاخیر ہوگئی تو منافقوں نے کہا کہ وہ سب کے سب مارے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی خبر ان آیات میں دی:
''وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا '' یعنی یہ شہسوار جو فوجی مہم میں گئے ہیں، مصروف پیکار ہیں۔

۸۶۸۔ ہمیں عبدالغافر بن محمد الفارسی نے، اسے احمد بن البستی نے، اسے محمد بن مکی نے، اسے اسحاق بن ابراہیم نے، اسے احمد بن عبدہ نے، اسے حفص بن جمیع نے اور اسے سماک نے عکرمہ سے، اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ گھڑسوار (کسی مہم پر) روانہ کئے۔ ان کی واپسی کوئی نہ ہوئی۔ اس پر ''وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا'' والی آیات نازل ہوئیں۔ یعنی یہ گھوڑے نتھنوں سے ہانپ رہے ہیں۔ یہ آیات سورت کے آخر تک نازل ہوئیں۔

اَسْهَبَتْ کا معنی وسیع زمین کے اندر جا داخل ہوتا ہے۔ السهوب وسیع زمین کو کہتے ہیں۔ اس کا مفرد کا صیغہ سَهْبٌ ہے۔

سورۃ التکاثر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ۔ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ (الآیۃ ۱۔۲)

(لوگو) تم کو (مال کی) بہت سی طلب نے غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم نے قبریں جادیکھیں۔

۸۶۹۔ مقاتل اور الکلبی کا قول ہے کہ یہ سورت قریش کے دو قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جن کے نام بنوعبد مناف اور بنو سہم تھے۔ ان کے درمیان چپقلش اور مخالفت تھی۔ انہوں نے اپنے سردار اور معزز لوگوں کا شمار کیا کہ کس قبیلے میں ان کی تعداد زیادہ ہے۔ بنوعبد مناف نے کہا کہ ہمارے سردار تعداد میں زیادہ ہیں اور زیادہ باعزت ہیں اور تعداد کے لحاظ سے بڑے ہیں۔

بنو سہم کا بھی یہی دعویٰ تھا۔ اس کے مقابلے میں بنوعبد مناف زیادہ نکلے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے کہا کہ ہم اپنے مردہ لوگوں کو بھی شمار کریں۔ یہاں تک انہوں نے قبروں کو دیکھا اور مردوں کو گنا۔ ان میں بنو سہم کا پلہ بھاری رہا، کیونکہ دور جاہلیت میں ان کی تعداد زیادہ تھی۔

۸۶۹م۔ قتادہ کا قول ہے کہ یہ سورت یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم فلاں قبیلے سے زیادہ تعداد میں ہیں اور فلاں قبیلہ فلاں قبیلے سے زیادہ تعداد میں ہے۔ اسی باہمی چپقلش اور منافرت نے مرتے دم تک مشغول رکھا اور وہ گمراہی میں مر گئے۔

سورۃ الفیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل (۱۔۵)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔

یہ سورت اصحاب فیل کے قصے اور ان کے خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے ارادے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا، وہ کس طرح ہلاک ہو گئے، اور خانہ کعبہ سے واپس لوٹے۔ یہ مشہور و معروف قصہ ہے۔

سورۂ قریش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قولِ خداوندی:

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ...... (۱۔۴)

قریش کے مانوس کرنے کے سبب۔

یہ سورت قریش کے بارے میں اور ان پر اللہ تعالیٰ کے احسانات کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۸۷۰۔ ہمیں القاضی ابوبکر الحیری نے، اسے ابوجعفر عبداللہ بن اسماعیل الہاشمی نے، اسے سوادہ بن علی نے، اسے احمد بن ابی بکر الزہری نے، اسے ابراہیم بن محمد بن ثابت نے، اسے عثمان بن عبداللہ بن عتیق نے سعید بن عمرو بن جعدہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنی دادی ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت کر کے خبر دی کہ اس نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قریش کو سات خصلتوں میں فضیلت بخشی جو فضیلتیں اللہ تعالیٰ نے ان سے پہلے کسی کو نہیں دیں، نہ ہی ان کے بعد یہ خصلتیں کسی اور کو دے گا۔

۱۔ خلافت ان میں ہوگی۔

۲۔ حجابت یعنی خانہ کعبہ کی دربانی۔

۳۔ السقایہ یعنی حاجیوں کو پانی پلانا۔

۴۔ نبوت۔

۵۔ ہاتھی والوں پر فتح۔

۶۔ انہوں نے سات برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جو کسی اور نے نہ کی۔

۷۔ ان کے نام سے ایک سورت نازل کی جو کسی اور کے نام سے نازل نہیں ہوئی اور وہ سورۃ قریش "لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ" ہے۔

سورۃ الماعون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

أرأیت الذی یکذب بالدین (۱۔۲)

بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جو (روز) جزا کو جھٹلاتا ہے۔

۱۷۸۔مقاتل اور الکلبی کا قول ہے کہ یہ سورت العاص بن وائل السہمی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۱۷۸م۔ابن جریج کا قول ہے کہ ابوسفیان بن حرب ہر ہفتے میں دو جانور ذبح کرتا تھا۔اس کے پاس ایک یتیم آیا تو اس نے چھڑی مار کر بھگا دیا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں:

أرأیت الذی یکذب بالدین. فذلک الذی یدع الیتیم.

سورۃ الکوثر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ (۱۔۳)

(اے محمد) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی۔

۸۷۲۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیات العاص بن وائل کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد سے باہر نکلتے دیکھا اور وہ خود مسجد میں داخل ہو رہا تھا۔ ان کی ملاقات باب بنی سہم پر ہوئی۔ انہوں نے آپس میں باتیں کیں۔ قریش کے سرداروں میں کچھ لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب العاص مسجد کے اندر داخل ہوا تو انہوں نے اس سے پوچھا کہ تم کس کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔ اس نے جواب دیا کہ اس ابتر یعنی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ۔ اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا بیٹا عبداللہ وفات پا چکا تھا۔ آپ ﷺ کا یہ بیٹا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے تھا۔ تب اس شخص کو جس کا کوئی بیٹا نہ ہوا سے ابتر یعنی بے اولاد کہا کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی۔

۸۷۳۔ محمد بن موسیٰ بن الفضل نے خبر دی کہ اسے محمد بن یعقوب نے، اسے احمد بن عبدالجبار نے، اسے یونس بن بُکیر نے محمد بن اسحاق سے، اسے یزید بن رومان نے خبر دی کہ العاص بن وائل السہمی رسول اللہ ﷺ کے ذکر کے وقت کہتا ہے کہ اس کا ذکر چھوڑو۔ وہ تو ابتر ہے۔ اس کی کوئی اولاد یا وارث نہیں ہے۔ اگر وہ فوت ہو گیا تو اس کا ذکر منقطع ہو جائے گا۔ اور تم اس سے خلاصی پا جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں یہ سورت نازل کی:

اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ، فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ، اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

۸۷۳م۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے عطاء کا قول ہے کہ العاص بن وائل محمد ﷺ کے پاس سے گزرتا تو کہتا کہ میں تمہیں برا سمجھتا ہوں۔ تم تو مردوں میں سے ابتر یعنی بے اولاد ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے "ان شانئک" یعنی العاص بن وائل "ھو الابتر" یعنی تیرا دشمن ہی دنیا اور آخرت کی بھلائی سے ابتر یعنی محروم ہے۔

سورۃ الکافرون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۔۔۔ (۱،۱)

(اے پیغمبر ان منکران اسلام سے) کہہ دو کہ اے کافرو!......

۸۷۴۔ یہ آیت قریش کے ایک قبیلے کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جنہوں نے کہا تھا: اے محمد آؤ، تم ہمارے دین کی پیروی کرو اور ہم تمہارے دین کی پیروی کریں گے۔ تم ایک سال ہمارے معبودوں کی پرستش کرو اور ایک سال ہم تمہارے اللہ کی عبادت کریں گے۔ اور تمہارا لایا ہوا دین ہمارے دین سے اچھا ہوا تو پھر ہم نے اس میں شرکت کر لی اور اس میں سے اپنا حصہ پا لیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا، معاذ اللہ۔ یعنی اللہ کی پناہ کہ میں اس کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراؤں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ”قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ“ تا آخر سورت نازل کی۔ اگلی صبح رسول اللہ ﷺ مسجد حرام کے اندر تشریف لے گئے۔ وہاں قریش کے سردار بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے یہ سورت ان کو پڑھ سنائی اور پوری سورت پڑھ کر فارغ ہوئے۔ تب یہ کافر سردار آپ ﷺ سے مایوس ہو گئے۔

سورۃ النصر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ...... (۱۔۳)

جب خدا کی مدد آ پہنچی اور فتح (حاصل ہوگئی)۔

یہ سورت غزوۂ حنین سے نکلنے کے بارے میں نازل ہوئی۔ آپ ﷺ اس کے بعد دو سال تک حیات رہے۔

۸۷۵۔ ہمیں سعید بن محمد المؤذن نے، اسے ابوعمر بن ابی جعفر المصری نے، اسے الحسن بن سفیان نے، اسے عبدالعزیز بن سلام نے، اسے اسحاق بن عبداللہ بن کیسان نے خبر دی۔ اس نے کہا کہ مجھے میرے والد نے عکرمہ سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ حنین سے واپس تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ نے "اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ" کی سورت نازل کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اے علی بن ابی طالب اور فاطمہ، اللہ تعالیٰ کی فتح اور نصرت آ گئی اور میں نے لوگوں کو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے دیکھ لیا۔ پاک ہے میرا رب اور اسی کی تعریف ہے اور میں اسی سے مغفرت مانگتا ہوں۔ بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

سورۃ تبت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ..... (۱۔۵)

ابولہب کے ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہو.....

۸۷۶۔ ہمیں احمد بن الحسن الحیری نے، اسے حاجب بن احمد نے، اسے محمد بن حماد نے، اسے ابومعاویہ نے الاعمش سے، اس نے عمرو بن مرۃ سے، اس نے سعید بن جبیر سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ اس نے کہا: ایک دن رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھے اور آپ ﷺ نے پکارا: یا صباحاہ۔ قریش اکٹھے ہو کر آپ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں تمہیں بتاؤں کہ دشمن تم پر صبح یا شام کو حملہ کرنے والا ہے۔ کیا تم میری بات کو سچ مانو گے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں، کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو سن لو کہ میں تمہیں آنے والے سخت عذاب سے ڈرانیوالا ہوں۔ اس پر ابولہب نے کہا: تبالک یعنی تو تباہ ہو کیا تم نے ہم سب کو اس لئے بلایا۔ اس پر خدائے عزوجل نے یہ سورت نازل کی:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ..... آخر سورت تک۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے محمد بن سلام سے اور اس نے ابومعاویہ سے روایت کیا ہے۔

۸۷۷۔ ہمیں سعید بن محمد العدل نے، اسے ابوعلی بن ابوبکر الفقیہ نے، اسے علی بن عبداللہ بن مبشر الواسطی نے، اسے ابوالاشعث احمد بن المقدام نے، اسے یزید بن زریع نے الکلبی سے، اس نے ابوصالح سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کو پکارا: اے آل غالب! اے آل لوئی! اے آل مرہ! اے آل کلاب! اے آل قصی اور اے آل عبد مناف! بیشک اللہ کے ہاں تمہارے لئے کوئی قدرت نہیں رکھتا اور نہ ہی میرے پاس دنیا کا کوئی حصہ ہے۔ سوائے اس کے کہ تم لا الہ الا اللہ کہو۔ ابولہب نے کہا: تبالک یعنی تم ہلاک

ہو جاؤ۔ کیا تم نے ہمیں اس لئے بلایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ .....

۸۷۸۔ ہمیں ابو اسحاق المقری نے، اسے عبداللہ بن حامد نے، اسے مکی بن عبدان نے، اسے عبداللہ بن ہاشم نے، اسے عبداللہ بن نمیر نے اور اسے الاعمش نے عبداللہ بن مرہ سے، اس نے سعید بن جبیر سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ اس نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" کا حکم نازل کیا تو رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑی پر تشریف لائے اور پہاڑی کے اوپر چڑھ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے آواز دی۔ واصباحاہ۔ اس آواز پر لوگ آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ کچھ لوگ خود آ گئے اور کچھ لوگوں نے اپنے بدلے اپنے ایلچی بھیج دیئے۔

تب آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنی عبدالمطلب! اے بنی فہر، اے بنی لوئی! اگر تم کو یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں بیٹھے گھڑسوار تم پر حملہ کرنے والے ہیں تو کیا میری بات کو سچ مان لو گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں آنے والے ایک سخت عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ اس پر ابولہب نے کہا: تم پر سارا دن تباہی ہو۔ تم نے ہمیں صرف اس بات کے لئے بلایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے "تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ" والی سورت نازل کی۔

سورۃ اخلاص

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ..... (۱۔۴)

کہو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ (ہے) ایک ہے۔

۸۷۹۔ قتادہ۔ الضحاک اور مقاتل کا قول ہے کہ یہود کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: آپ ﷺ اپنے رب کی تعریف ہم سے بیان کیجئے، کیونکہ تورات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف بیان کی ہے۔ آپ ﷺ ہمیں بتائیں کہ وہ کس چیز سے بنا ہوا ہے۔ کس جنس سے تعلق رکھتا ہے۔ کیا وہ سونے کا ہے۔ تانبے کا ہے یا چاندی کا بنا ہوا ہے۔ کیا وہ کھاتا پیتا ہے، وہ دنیا میں کس کا وارث ہے اور اس کا وارث کون ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی۔ اور یہ سورت خاص اللہ تعالیٰ سے منسوب ہے۔

۸۸۰۔ ہمیں ابو نصر احمد بن ابراہیم المہرجانی نے، اسے عبید اللہ بن محمد الزاھد نے، اسے ابو اسعد الصغانی نے، اسے ابو جعفر الرازی نے الربیع بن انس سے، اس نے ابو العالیہ سے، اس نے ابی بن کعب سے روایت کر کے بتایا کہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ہمارے لئے اپنے رب کی نسبت بیان کریں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ" نازل کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا الصمد وہ ہے کہ جس نے نہ کسی کو جنا ہے اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ کیونکہ کوئی ایسی شے نہیں کہ جو پیدا ہوتی ہو اور پھر نہ مرے اور ایسی کوئی شے نہیں کہ جو مرے اور اس کا کوئی وارث نہ بنے۔ اور اللہ تعالیٰ نہ مرتا ہے اور نہ وارث بناتا ہے۔ ولم یکن لہ کفواً احد: نہ کوئی اس کے مشابہ ہے اور نہ ہمسر۔ "ولیس کمثلہ شیء" یعنی اور نہ اس جیسا کوئی ہے۔

۸۸۱۔ ہمیں ابو منصور البغدادی نے، اسے ابو الحسن السراج نے، اسے محمد بن عبد اللہ الحضرمی نے، اسے شریح بن یونس نے، اسے اسماعیل بن مجالد نے مجالد سے، اس نے الشعبی سے اور اس نے جابر سے روایت کر کے خبر دی۔ اس نے کہا کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) ہمیں اپنے رب کی نسبت بیان کیجئے۔ اس پر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تا آخر سورت نازل ہوئی۔

سورۃ المعوذتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول خداوندی:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ...... (۱۔۵)

کہو کہ صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں .....

قول خداوندی:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ... (۱۔۶)

کہو کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں

۸۸۲۔ مفسرین کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی لڑکا بطور خدمتگار کام کرتا تھا۔ یہود اس لڑکے کے قریب ہو گئے۔ تب تک اس کا پیچھا نہ چھوڑا جب تک اس نے رسول اللہ ﷺ کے سر کی کنگھی (جس میں آپ ﷺ کے سر کے کچھ بال تھے) اور اس کنگھی کے کچھ دندانے حاصل نہ کئے۔ اس لڑکے نے یہ چیزیں یہود کو دے دیں۔ انہوں نے ان چیزوں سے جادو کیا۔ یہ کام کرنے والا لبید ابن اعصم یہودی تھا۔ اس نے اس جادو کو بنی زریق کے کنویں میں دبایا تھا۔ اس کنویں کو "ذروان" کہتے تھے۔ اس کے اثر سے رسول اللہ ﷺ بیمار پڑ گئے اور آپ ﷺ کے سر کے بال اتر گئے۔ (آپ ﷺ چھ ماہ تک اسی حالت میں رہے) انہیں یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ بیویوں کے پاس آتے ہیں، حالانکہ آپ ﷺ آتے نہ ہوتے تھے۔ آپ ﷺ کچھ محسوس کرتے تھے لیکن آپ ﷺ کو پتہ نہ چلتا تھا کہ آپ ﷺ کو ہوا کیا ہے۔

ایک دن ایسا محسوس ہوا کہ آپ ﷺ سو رہے تھے تو آپ ﷺ کے پاس دو فرشتے آئے اور ان میں سے ایک سرہانے کی طرف بیٹھ گیا اور دوسرا پائنتی کی طرف۔ سرہانے کی طرف بیٹھے فرشتے نے پوچھا کہ اس شخص کو کیا ہو گیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ انہیں طب ہوا ہے؟ پہلے نے پوچھا کہ طب کیا ہوتا ہے۔ دوسرے نے کہا طب جادو ہوتا ہے۔ پہلے نے پوچھا کہ ان پر جادو کس نے کیا؟ دوسرے نے جواب دیا کہ لبید بن اعصم یہودی نے۔ پہلے نے کہا کہ کن چیزوں پر جادو کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ کنگھی اور کنگھی کے دندانوں پر۔ پہلے نے پوچھا کہ وہ جادو کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا کہ نر کھجور کے خوشے کے غلاف میں ذروان کنویں کی تہہ کے پتھر

کے تلے دبا ہوا ہے۔ جس پتھر پر کنویں سے پانی کھینچنے والا کھڑا ہو کر پانی کھینچتا ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو فرمایا: عائشہ! کیا تجھے پتہ نہیں چلا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے میری بیماری سے مطلع کر دیا؟ اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علی، حضرت زبیر اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجا۔ انہوں نے اس کنویں کا پانی نکالا۔ یہ پانی مہندی رنگا جیسا ہو گیا تھا۔ پھر انہوں نے وہ بڑا پتھر اٹھایا اور جادو نکالا۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کے بالوں کی کنگھی تھی اور اس کنگھی کے دندانے تھے۔ اس کے اندر ایک تانت بھی تھی۔ جس میں سوئی میں پروئی ہوئی گیارہ گانٹھیں تھیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے معوذتین کی دو سورتیں نازل کیں۔

جونہی آپ ﷺ ان سورتوں کی ایک آیت پڑھتے تو ایک گانٹھ کھل جاتی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے تکلیف میں تخفیف محسوس کی۔ اسی طرح آخری گانٹھ بھی کھل گئی تو آپ ﷺ اس طرح اٹھ کھڑے ہوئے جیسے کوئی شخص کسی بندھن سے چھوٹ کر تر و تازہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ جبریلؑ پڑھتے تھے:

بسم اللہ ارقیک من کل شی یؤذیک ومن حاسد وعین اللہ یشفیک

لوگوں نے آپ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ (ﷺ) کیا ہم اس خبیث کو قتل نہ کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے بیماری سے شفا دے دی ہے۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ میں لوگوں میں شر کھڑا کر دوں۔ (یہ درگزر آپ ﷺ کے حلم اور بردباری کی وجہ سے تھی)۔

۸۸۳۔ ہمیں محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن جعفر نے، اسے ابو عمرو بن احمد الحیری نے، اسے احمد بن علی الموصلی نے، اسے مجاہد بن موسیٰ نے اور اسے اسامہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کر کے خبر دی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا۔ آپ ﷺ کی حالت یہ ہو گئی کہ آپ ﷺ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ ﷺ نے کوئی کام کر لیا ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ نے وہ کام نہ کیا ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک روز آپ ﷺ میرے ہاں تھے کہ آپ ﷺ نے دعا کی۔ پھر آواز دی اور فرمایا: اے عائشہ! تمہیں پتہ چلا کہ اللہ سے جو کچھ میں نے پوچھا تھا مجھے بتا دیا گیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! وہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرشتوں کی گفتگو والا سارا قصہ بیان کیا۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے عبید بن اسماعیل سے اور اس نے ابو اسامہ سے روایت کیا۔ صحیحین میں یہ حدیث مختلف واسطوں سے روایت ہوئی ہے۔

☆ ☆ ☆

کتاب اسباب نزول قرآن اختتام پذیر ہوئی۔

الحمد للہ الواحد المنان. والصلاۃ. والسلام علی سیدنا محمد وآلہ والتابعین لھم باحسان

اللہ تعالٰی نے اپنی آخری کتاب قرآن کریم کو کم وبیش بیس سالوں میں مختلف اوقات میں خاتم النبیین رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ جنہوں نے حق کے جھنڈے بلند اور صداقت کے واضح نشانات زندہ کیے۔ جھوٹ وشرک کا قلع قمع کیا۔

قرآنی علوم بے شمار و بے حد وحساب ہیں۔ انہیں بیان کرنے سے قول عاجز اور ان علوم کے انواع و اقسام کو سمیٹنے کے لئے تنگ ہے۔ امام احمد الواحدی النیسابوری نے قرآن کریم کے موضوع پر کئی کتب تصنیف کیں ان علوم سے واقفیت حاصل کرنے والے حضرات کے لئے ان میں کافی مواد موجود ہے جو دیگر تصانیف سے بے نیاز کرتا ہے۔ آجکل لوگوں کی خواہشات ان علوم سے ہٹی ہوئی ہیں اسلئے ضروری تھا کہ قرآن کے نزول کے اسباب اور مخصوص حالات کو وضاحت سے بیان کیا جائے۔ تاکہ اسباب کو جانے بغیر کسی آیت کی تفسیر بیان کرنے کے عمل کو روکا جا سکے۔ نیز اسباب نزول کو تفصیل سے جانے بغیر بات کرنا جائز نہیں۔ اس علم میں ٹھوکریں کھانے والے اور ٹامک ٹوئیاں مارنے والے جاہل اور بے علم شخص کے لئے شریعت میں دوزخ کی وعید سنائی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بغیر علم میرے بارے میں حدیث بیان کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ گھڑا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں کر لے۔ اور جس نے بغیر علم کے قرآن پر جھوٹ باندھا تو وہ بھی اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ اسی لئے اسلاف اس سلسلہ میں حد درجہ احتیاط کرتے تھے اور اسی احتیاط کی تاکید کرتے تھے۔

آجکل ہر شخص کوئی بات گھڑ لیتا ہے اور اسکی پروا نہیں کرتا کہ شانِ نزول سے بے خبری کے باوجود بات کرنا کس قدر گناہ اور سزا کا سبب ہے۔ ان اسباب کی وجہ سے مصنف رحمہ اللہ نے یہ کتاب لکھی اور اسباب نزول اکٹھے کئے تاکہ شانِ نزول جاننے کے خواہشمند اور نزول قرآن کے بارے میں بات کرنے والے اس کے مطالعہ سے صورتحال جان لیں اور ہر غلط بات کہنے سے بچ سکیں اور صحیح بات کو محفوظ رکھنے میں اپنی کوشش کریں۔

E-mail: ishaat@pk.netsolir.com
ishaat@cyber.net.pk